

خلاۃ النفس و آفاق و حکم علی الاطلاق و رفع سجن و  
بمعون و نفس و آفاق و حکم علی الاطلاق و رفع سجن و

و زیوالا بموجب رغبت طالبین شائقین کتاب الجواب فیض انتساب المسمی تاریخی

# حقیق مسرپ

از تصانیف عالیجناب نصفت و عدت نشان لوسی و حیدر خان صاحب ازاد

در طبع و آفرینش جدید که با بیست و دو مو مرزا مالک مطبع شد  
در طبع و آفرینش جدید که با بیست و دو مو مرزا مالک مطبع شد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
حَامِدًا وَ مَصْنَعًا

# تحقیق بشر بنی

اس تحریر کا نام تاریخی حد تحقیق بشر بنتی ہے کہ جو سید وحید الدین  
بہادر آزاد نے بمقام نیورہ قریب دانا پور کے مرتب کیا اور اس نام  
سے سال ۱۲۹۴ء خیرے کا بحساب ابجد کے نکلتا ہے اور یہ تحریر مشتمل ہے  
اوپر ۱۳۴ - فصلوں کے جو کہ عدد ہے عن گو کا۔

## فصل ۱

### رباعی

خود را بجا نیان نماید کہ منم  
ناگاہ اجل زور در آید کہ منم

ہر روز بکے زور در آید کہ منم  
چون کار جهان بر و قرارے گیرد

اس ہی موبہوم پر کہ ایک وجود بین العبدین ہی ہم بہت متخیر ہیں کہ ہم قبل  
ہیں۔



اپنی پیدائش کے کیا ہوا اور کہاں تھے اور اس دنیا میں جو آئے تو بخودی خود  
ہیں یا کیا اور جب ہم دنیا سے چلے جائیں گے تو انجام کار کیا ہوگا بہر حال آدمی جو  
ظاہر البصفت عقل کے دیگر حیوانات سے ممتاز ہے سو ہدایت اسی عقل کے  
یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو بہر حال میں پابندی صدق و راستی کی ضرور ہے  
اگر سچ بولنا لازم کیا جائے تو سچ سمجھنا بھی نصیب ہو سکتا ہے۔

## لراحت

چہ شہر بہت کم کجا بودم چہ انجام است در آخر  
ز بس شکل ازین دریا رسیدن تاب طلبا  
کلام راست تاثیر دہد بس در ہمہ دلہا

## فصل ۲

میل طبعی ہمارا ابتداء سے سن شعور سے بطرف خیالات مذہبی کے ہو کہ اس مذہبی  
شوق سے انواع مذاہب کی کتابیں نظر سے گزریں اور دلائل موافق و مخالف  
وہر یہ و طبعی اور موحد بلا تقلید اور اقسام بت پرستان و یہود و اقسام نصاریٰ  
و اقسام مسلمانان کے بقدر وسع اپنے خوب غور کیا اور ضرورت اس غور کی یہ معلوم  
ہوئی کہ آخر دنیا چھوڑ جانا ہی تو ضرور ہے کہ ساتھ کسی ایک اعتقاد مستقل کے  
اس دنیا سے جائیں اور بڑی حیرت کی بات یہی کہ ہر فرقہ میں علماء کامل اور حنا  
دیانت اور راست پسند دیکھے جاتے ہیں تو پھر یہ اختلاف کیسا ہی مگر بات یہ  
معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ مسائل دنیوی مثل تعلیم صدق و عدالت وغیرہ کے اہم  
تجربیات ظاہری کے ہیں اس واسطے اس علم معاش میں کچھ اختلاف نہیں ہے  
خلافت اس کے مذہب کو جو نام ہے علم متعلق بعد مرگ کا کہ جبکو علم معاد کہتے ہیں اور  
حال بعد مرگ کا محسوسات سے نہیں ہے کہ اسی سبب سے ایک ایک فرقہ جدا گانا

## فصل ۳

اگر ہر فرقہ سے بحث کی جائے تو یہ کتاب بہت طویل ہو اس واسطے مختصراً اپنا عقائد ہم یہ لکھتے ہیں کہ کتاب بائبل یعنی مجموعہ توریت و انجیل وغیرہ کا بہت حق ہے اور سلسلہ انبیاء بنی اسرائیل میں خصوصاً ذات حضرت مسیح علیہ السلام کی ایسی ملکی صفات ہو کہ اگر ہم ان کو خدا نہ کہیں تو ان کو ہم مجرد آدمی ہی نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ان کے صفات عام ظاہر اوقات بشری سے بہت زائد ہیں اور سو اس کے چارہ نہیں ہے کہ ان کو ہم ایک آدمی مع اللہ تسلیم کر لیں اور قرآن شریف میں جو ذکر ان کا بہ لفظ کلمۃ اللہ و روح اللہ کے ہو سو اس سے زیادہ ہم کیا کہہ سکتے ہیں اور توریت و زبور وغیرہ میں پیشین گوئی ان نسبت ان کو اس کثرت سے ہیں کہ قوم یہود کو خود ایک انتظار مسیح کا ہے مگر چونکہ حضرت مسیح بہ نشان بادشاہ یہودان کے ان پیشین گوئیوں میں مذکور ہیں اور حضرت مسیح کو کوئی حکومت ظاہری نہ تھی تو اس وجہ سے حضرت مسیح کو یہودان وہ مسیح موعود نہیں سمجھتے ہیں حالانکہ بہت بادشاہان ادنیٰ اُست کے بادشاہان یہود ہو گزرے ہیں اور اب تک موجود ہیں اور اسی توریت وغیرہ و انجیل سے بہت پیشین گوئی ایسی پائی جاتی ہو کہ اس حقیقت دین اسلام محمدی کی بھی بخوبی تمام ثابت ہو اور چونکہ اس رسالہ میں کوئی بحث خاص نسبت حقیقت اسلام کے نہیں ہے اس واسطے نشان دینا ان پیشین گوئیوں کا اس رسالہ میں کچھ ضرور نہیں معلوم ہوا کہ یہ رسالہ بہ بنیاد تسلیم کر لینے حقیقت دین اسلام محمدی کے ہو۔

اچھ کہ وعدہ بود بذات تو شد وفا	دائم توئی مسیح زرب آکہ ما
اے ذات احمدی کہ تعبد ترا جب	موجود رہنا ورسو لے براہ ما

## فصل ۴

بحث خاص اس رسالہ کی یہ ہے کہ ہم سنی مشرب ہیں تو ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم اپنا اعتقاد لکھ جائیں کہ درمیان خلفائے ثلاثہ اور حضرت علی علیہ السلام کیا فرق مراتب ہم سمجھتے ہیں اور ہمارے مزاج کا طور یہ ہے کہ کسی امر کو اپنی نظر سے ثابت کرنا ہم پسند نہیں کرتے ہیں بلکہ جو امر ہمارے ملاحظہ میں ثابت معلوم ہو سواو سکی ہم پیروی کرتے ہیں الحق الحق بالاتباع وہو کان خلاقاً للعباد اور ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر علماء اہلسنت معاد یہ شاہی کے بوجہ تعصب احترام تو لائے اہلبیت سے برکنا رہو کہ راہ کج اختیار کرتے ہیں سوا سوا سٹے ہم کو کچھ تقلید ان کی نہیں ہے بلکہ تمام بنیاد اعتقادات کے ہمارے اوپر آتی ہیں۔

تاریخ صحیح کے ہی اور اسیدہ بردانی کی اون لوگوں سے زیادہ تر ہی جو کہ قرآن اور حدیث اور تاریخ صحیح انگریزی اور عربی اور فارسی سے مناسبت رکھتے ہیں اور تعصب سے برکنا رہیں اور اسیدہ کے بقول انظر الی ما قال کہ منظر من قال کے صاحبان انصاف اس بات کو مد نظر رکھیں گے کہ ہم کیا کہتے ہیں اور نہ یہ کہ ہم خود کیسے شخص ہیں اور بہ نسبت ترک تقلید علماء اہلسنت کے سنی لوگ ہم کو مورد الزام نہیں کر سکتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ نے مرض الموت میں کاغذ و قلم واسطے لکھنے کچھ مراتب ہدایت کے طلب کیا اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ قرآن کفایت کرنا ہی پس نہ گا حضرت عمرؓ نے وصیت آخرین رسول کو مقابلہ قرآن کے بغیر ضرور کیا تو یہ حال قرآن و حدیث اور تاریخ کے تقلید ان کی ہے۔ ہمارے سنی کیا ہے

## فصل ۵

خلاصہ ہمارے اعتقاد کا یہ ہے کہ حدیث خلافت کی دو طور پر وارد ہے ایک خلافت سے سالہ کہ جو حضرت ابو بکر سے چھ سات مہینان زمان خلافت حضرت امامؓ تک ختم ہوئی اور دوسری خلافت دوازدہ گانہ کہ جو حضرت علی سے حضرت امامؓ تک پہنچتی ہے کہ جنکو دوازدہ امام کہتے ہیں پس حضرت علی باعتبار خلافت ظاہر سی سالہ کے خلیفہ چارم اور باعتبار خلافت المہ دوازدہ گانہ کے خلیفہ یعنی امام اول ہیں اور بمقتضای حدیث من کنت مکیۃ فعلی مولاہ کے حضرت علیؓ اوسیط پر مولیٰ خلق و ثلثہ کے ہیں کہ جبر جبر حضرت پیغمبر خدا ان خلفاء کے مولیٰ ہیں شعر دو تاویکیے چون زبان قلم \* علی و بنی ہر دو نسبت بہم \* پس خلفاء و ثلثہ کو حضرت علی سے کچھ رتبہ ہمسری کا نہیں ہے اور تصریح ان سب مراتب کی آئندہ ہوگی۔

## فصل ۶

ایک سو رخ خوب لکھتا ہے کہ اختلاف مسلمانوں کا اول اول خلافت ابو بکر سے ہوا سو یہ امر واقعی دیکھا جاتا ہے کہ خلافت حضرت ابو بکرؓ کی اصل منشا سب اختلافات کی ہوئی یہاں تک کہ سنی لوگ بضرورت اثبات حقیقت خلافت ابو بکرؓ کی تو ہیں تو تنقیص شان علیؓ اور اہلبیت میں مبتلا ہو گئے اور شیعہ لوگ ان خلفائے ثلثہ کو غاصب اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ علمائے اہل سنت کوئی لفظ مولیٰ و اہلبیت و عترت و آیت ساہلہ و آیت تطہیر وغیرہ کی ایسی نہیں ہے کہ جسکے معنی بنانے میں کوشش نہیں کرتے ہوں اور کوئی دشمن علیؓ کا ایسا نہیں ہے کہ جسکی حمایت نہ کرتے ہوں یہاں تک کہ ہیئت مجموعی تمام تحریرات علیؓ اہل سنت سے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ان لوگوں کو ساتھ حضرت علی اور اہلبیت کے کچھ گھنٹے یعنی عناد و عداوت ہو جائے لاکھ اگر خلافت حضرت ابو بکرؓ کی کسی طرح صحیح تسلیم کر لیا جائے تو درحقیقت کچھ حاجت اس قدر کشش و کوشش کی واسطے توہین اور کسر شان علی کے نہیں ہے اور فی الواقع شان حیدری اس قدر ارفع و اعلیٰ ہے کہ خلافت ظاہری اگر حضرت علیؓ کو بعد پیغمبر خدا کے نہیں ہوئی تو اس سے کچھ نقصان شان و نکاح نہیں ہے۔ بیٹ

ہر کے راہر کارے ساختہ میل آن اندر و لش انداختہ

### فصل ۷

حضرت علیؓ اپنے چچا زاد بھائی پیغمبر خدا کے اور بیٹا ابوطالب چچا پیغمبر صاحب کے ہیں کہ جو محسن اور مربی پیغمبر خدا کے تھے کہ اس رو سے حضرت علیؓ صراحتہ محسن زادہ حضرت رسول کے ہیں اور حضرت علیؓ شوہر فاطمہ بنت رسول اللہ کے ہیں اور اگر حضرت ابو بکرؓ کو مشورۃ اس بات کا ہو کہ حضرت عائشہ زوجہ رسول خداؐ کی بیٹی اور انکی تحین تو یہ شرف بقابلہ حضرت علیؓ کے کیا ہے کہ خود بیٹی رسول اللہ کی زوجہ حضرت علیؓ کی ہیں اور اسی بنیاد پر جواب سوہم ایک عالم کا ہو کہ جب ایک شخص نے اس عالم سے پوچھا کہ ابو بکرؓ افضل ہیں یا علیؓ تو اس عالم نے کہا من بعتہ فی بدیتہ یعنی وہ شخص افضل ہے کہ بیٹی اس کے گھر میں ہو اور یہ جواب ایسا ہے کہ اگر یہ مراد لیا جائے کہ بیٹی پیغمبر خدا کی اس کے گھر میں ہو تو حضرت علیؓ افضل ہیں اور اگر یہ مراد ہو کہ جسکی بیٹی پیغمبر خدا کے گھر میں ہو تو حضرت ابو بکرؓ افضل ہیں اور ظاہر ہے کہ بیٹی دنیا بغیر پسندیدگی کمال درجہ شخص منسوب الیہ کے نہیں ہو سکتا بخلاف بیٹی لینے کے کہ اس میں شرف اور بزرگی بدرجہ

چندان دخل نہیں ہے کہ حضرت ام حبیبہ دختر ابوسفیان اور صفیہ دختر ایک یہودی کی  
تخیں کہ یہ سب بھی منجملہ ازواج حضرت رسول کے ہیں پس کیا ابوسفیان اور اس  
یہودی کو کچھ شرف منزلت اور پر حضرت علی کے ہو سکتا ہو غرض کہ شرف و اماندی پر  
خسر ہونے سے عقلاً بہت زائد تر ہے خصوص اس حال میں کہ حضرت فاطمہ بنت  
رسول خدا کے بطن سے حضرت خدیجہ الکبریٰ کی تخیں کہ جو اصل زوجہ حضرت رسول  
کی تھیں کہ جبکہ حیات تک آپ نے کوئی دوسری بی بی نہیں کی اور آخر عمر تک آپ  
اوس بی بی کو اور اوس بی بی کے حسن سلوکات کو یاد کرتے رہے ہاں اس شرف  
و اماندی میں حضرت عثمان اللہ شریک حضرت علی کے ہیں کہ انکو پیغمبر خدا نے یکے  
بعد دیگرے دو بیٹیاں دیں کہ وہ دونوں بیٹیاں بھی حضرت خدیجہ الکبریٰ کے پیٹ  
تھیں مگر یہ امر بھی عیان ہو کہ حضرت عثمان بنی امیہ میں سے تھے اور شرافت نسب میں  
ساتھ حضرت علیؑ کے ازخاندان بنی ہاشم اور پوتا عبدالمطلبؐ کے مقابل نہیں ہو سکتے

### فصل ۸

سپیان معاویہ شاہی کی مثال ساتھ جرمن سیلور یعنی طرف تقریٰ انگریزی اور  
ظروف گیلٹ انگریزی یعنی طرف مسی ملح کے بہت درست ہو کہ ظاہر یہ سب ظروف  
چاہے خوری وغیرہ کے بڑے رونق اور چمک دمک کے ہیں اور انواع کاریگری اور  
نقوش عمدہ سے معمور ہیں مگر اصل میں ناقص چاندی یا مسکسرتا بنا سو بنے ہوئے  
ہیں سو اس بطح پر یہ سپیان معاویہ شاہی ظاہر میں جتے و دستار سے خوب بھل اور  
اعمال نماز و روزہ میں بھی بہت جست ہیں مگر جب شب علیؑ سے خالی ہیں تو یہ سب  
صورت و اعمال ظاہری بالکل بیکار ہے کہ حدیث میں لایحۃ الاموات میں کیا ہے  
الاموات واقع ہے یعنی کہ علیؑ کو دوست نہیں رکھتا سب گمراہوں نے علیؑ سے

بعض نہیں رکھتا ہی مگر منافق اور اسی انحراف اہل بیت کی یہ سزا ہو کہ یہ سنیان کا وہ  
شاہی اکثر مبتلا ہی زرا نندوزی اور قلت رحم و کثرت بغض وغیرہ کے دیکھے جاتے ہیں  
غرض کہ یہ بیان اس است محمدری کے یہود ہیں اور اس جہتہ دوستار اور ظاہری نماز  
روزہ سے کیا ہوتا ہے کہ جنگ جل اور صفین ہنروان و کر بلا میں جو لوگ کہ ساتھ  
حضرت علی اور امام حسین علیہ السلام کے لڑتے تھے سودہ لوگ بھی صورت و اہل  
ظاہری میں مسلمان تھے۔

## فصل ۹

ذات خداوند تعالیٰ کی عجب طرح سے عیان میں نہان اور نہان میں عیان ہے کہ  
کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہیں کر سکتا ہے اور ایک کتاب اگر بڑی دہریہ کی جو  
ہماری پاس ہے سو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہریہ اس مقام میں بہت عاجز  
ہے کہ ملاحظہ تمام کائنات زمین اور آسمان و ہیئت افلاک و غور حالات جمادات  
اور نباتات و حیوانات سے ایک ارادہ و بند و بست و انتظام عام پایا جاتا ہے  
کہ جس سے وجود ایک وجود اکبر صاحب ارادہ و ذی شعور قادر قیوم کا ظاہر ہے اور  
علاوہ اسکے ایک حکمت خداوند تعالیٰ کی یہ دیکھی جاتی ہے کہ اسی شکل انسانی میں جنہ  
آدمی مثل حضرت موسیٰ وغیرہ کے دیکھے جاتے ہیں کہ جو ان کے خرق عادات مثل  
عبور دریا سے نیل و احیاء اموات وغیرہ کے ایسے تھے کہ جس سے وجود قدرت  
خداوندی کا ظاہر ہوتا ہے اور ان لوگوں نے وجود باری تعالیٰ کا اقرار کیا پس وہی  
اقرار ان لوگوں کا واسطے اقرار ہم لوگوں کے کافی ہے اور اگر ہم لوگ خود ذات الٰہی  
کو سمجھ نہیں سکیں تو ہم لوگوں کو اس قدر بہت غنیمت ہو کہ بہ تقلید ان کے ہم لوگ  
بھی خدا کو حسب تعلیم ان کے مان لیں +



بیت - مابدان رتبہ عالی نتوانیم رسید | مان مگر لطفت شما پیش بند گامی چند

اور سلسلہ انبیاء و نبی اسرائیل میں خصوصاً ذرا سچ ۴ کی ایسی ہوئی کہ جس سے قدرت و بزرگوں  
 و رحم عام خداوند تعالیٰ کے تمام عیانت نمایان ہو اور انجیل کا وہ فقرہ تعلیمیہ ہمکو بہت یاد آتا ہے کہ  
 اپنے اطوار و اخلاق کو ایسا درست کرو کہ تمکو دیکھ کر کے لوگ خدا کی تعجید کریں سو موافق  
 اس تعلیم کے ہم ذات حضرت علی کو پاتے ہیں اور مضمون ناد علیاً مظهر العجاائب  
 ستجدہ عوناً لک الذائب کل ہم و غم سینعلی بنونک یا شملہ بولایناک یا علی  
 کا بہت حب حال ہے اور فی الواقع ذات حضرت علی کی عجب طرح سے مظهر العجاائب واقع  
 ہوئی کہ علاوہ کمال شرافت نسبت قرب قرابت حضرت رسولؐ زوجیت بتول کے صفت  
 علم و حلم و حیا و وفا و شجاعت و سخاوت و رحم و کرم و عدالت و زہد و ریاضت و توحید و  
 عبادت و حل مشکلات و دستگیری حاجتمندان کی اس ذات شریف میں ایسی مجتمع ہیں کہ  
 اوپر کمال ہر یک صفت کہ بہت سے نظائر سیر و تواریخ میں سندج ہیں کہ کچھ کچھ ذکر اسکا اس  
 رسالہ میں بھی اپنے اپنے مقام پر ہو گا اور آپ کا کمال ایک اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ اقدس  
 عجائب کمالات و آپ سمور تھے کہ ایک فرقہ نصیری کا ہو گیا کہ جو خود آپ کو خدا جانتے لگا  
 اور معاویہ کو آپ سے کیا نسبت ہے کہ خود اسکا کافر یا کلم ہونے میں اختلاف ہے اور ہمارا حال تھے حضرت  
 علی کے حب مصر عہد منیٰ خ کے ہر کہ حیرت منے کہ تخلص ہمارا آزاد ہو ایک مصرعہ میں کیا ہے  
 بیت - گرچہ آزادی پہ اپنے فخر نہا مجاہدوں | دل سیر بندہ نصیری کے خدا کا ہو گیا  
 اور اگر سنی لوگ مجاہد حب علی کے ہمکو شیعی قرار دین تو ہمکو اسمین کچھ  
 عذر بتین ہو گا کہ لقب سنی یا شیعی کا کوئی چیز نہیں ہے بلکہ قول حضرت  
 امام خاضی کا ہمارے واسطے خوب تمکات ہو لو کان الفضل حب علی  
 فانار الفضل یعنی اگر رفض نام ہے حب علی کا تو ہم رفضی ہیں۔

مشکوۃ المصابیح باب مناقب وعن سهل بن سعد ان رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خیر لا عطین ہذا الراۃ غدا رجلا یفتی  
اللہ علی یدیہ یحبہ اللہ ورسولہ فلما أصبح الناس غدقاً علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم وکلہم یرجون ان یعطواہ فقال ابن ابی بیطا لبقنا الوہاب رسول اللہ نبیک  
عینہ قال فارسلوا الیہ فانق فیصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم  
فی عینہ فبرأ حتی کان لم یکن بہ وجمع فاعطاه الراۃ فقال یا رسول اللہ  
اقا تلہم حتی یکونوا مثلاً قال انفذ علی رساک حتی تازل بساکھم ثم اودعہم  
الی الاسلام واخبرہم ما یحب علیہم من حق اللہ فیہ فواللہ لہدی اللہ بک  
رجلا واحدا خیرک من ان یکون لک خمر النعم متفق علیہ وذکر  
حدیث البراء قال لعلی انت منہ وانا منک فی باب بلوغ الصغیر  
ترجمہ اور روایت یہی سهل ابن سعد سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے کہا ہر روز خیر کے کہ ہر آئینہ عطا کروں گا میں اس علم کو کل کے روز ایک آدمی  
کو جو کہ فتح کرے گا اللہ اس کے ہاتھوں پر اور وہ شخص ایسا ہے کہ دوست رکھتا ہے  
اللہ کو و رسول کو اس کے اور دوست رکھتا ہے اس کو اللہ اور رسول اس کا پس  
جنگل بھیج ہوئی تو آدمی لوگ سویرے صبح کو چلے گئے رسول اللہ کے پاس پہر ایک  
آدمی اسیدوار تھا کہ اس کو رسول اللہ وہ علم دینگے پس کہا رسول اللہ نے کہ  
کہاں ہے علی ابن ابیطالب پس لوگوں نے کہا کہ اسے رسول اللہ اس کی آنکھیں  
در کرتی ہیں تب رسول اللہ نے کہا کہ بلو بھیجو اس کو پس بلائے گئے علی تب تک  
لگا دیا رسول اللہ نے دونوں آنکھوں میں اس کی تب اچھڑ ہو گئے علی سطح پر گر گیا

اؤنکو نہ تھا کوئی درپس دیا اوس رسولؐ نے اوس علیؑ کو وہ علم کو وہ علم لیس کہا علیؑ نے اوس رسول اللہؐ قال کر دنگا مین کافرون سے یہاں تک کہ ہو جائیں دیو لوگ مسلمان مثل ہم لوگون کے تب فرمایا رسولؐ نے کہ نفوذ کردا پر نرمی اپنے بیان تک کہ ہو پئے تو اونکے گہروں مین تب دعوت کر تو اذن لوگون کو طرف اسلام کے اور خبر دے اون لوگون کو اوس چیز سے کہ جو واجب ہو اوپر اون لوگون کے حق اللہ سے بچ اوس اسلام کے پس قسم ہے خدا کی ہر آئینہ یہ بات کہ ہدایت کرے اللہ عظیم تیرے ایک آدمی کو بہتر ہے واسطے تیرے اس بات سے کہ ہوں تجھ کو چار پاہمے سرخ اور شتران سرخ یہ حدیث متفق علیہ ہو اور ذکر کی گئی حدیث بروکی کہ کہا حضرت نے علیؑ کو کہ تو مجھ سے ہو اور مین تجھ سے ہوں بچ باب بلوغ الصغیر کے فقط یہ جنگ خیرہ شہ ہجری کا ہو کہ جبکہ چار برس بعد حضرت پیغمبرؐ خدا نے انتقال کیا سو اس حدیث واقعہ خبر سے بھی ممتاز ہونا آپ کا تمام صحابیان اسید واران علم سے ظاہر ہوتا ہے اور بعد اسکے بوقت مراجعت حجة الوداع کے تو حضرت علیؑ صراحتہ وصی رسول اللہؐ از روی حدیث من کنت مولاً فعلی مولاً آپ کے مقرر ہوئے۔

## فصل ۱۱

حضرت علیؑ کا شکلا کسابے شبہ وصی برحق اور جانشین بلا فصل حضرت رسولؐ خدا کے ہیں اور رباعی حضرت امام شافعیؒ کی بہت درست ہے رباعی علیؑ حبیبہ جنتہ امام الاثنیۃ العشرة وصی مصطفیٰ حقاً قسیم التکلیف والجنۃ یعنی علیؑ کی محبت سب سے زیادہ اور علیؑ امام انس و جن کے ہیں اور وصی حضرت رسولؐ کے ہیں اور وہ حق کے اور تقسیم کرنے والے دوزخ و بہشت کے ہیں۔ اور اگر معاویہ کو سب سے زیادہ سے درگزر کر کے تقسیم مین دوزخ نہیں دین تو یہ بات اونکے عفو و کرم سے

کچھ درہنہ میں ہی گرے گا وہ یہ کہ دوسری دوسری بیذائیوں کا کیا جواب ہو اور آپ کا وصی ہوتا  
 حدیث غدیر سے بخوبی نام ثابت ہو اور ایسے ملکی صفات کے آدمی کا وصی ہونا عین  
 حق ہے کہ دین اسلام کے واسطے حضرت علی ایک بڑے فخر کی چیز ہیں حسب قول مولانا  
 بعیت آن خیو انداخت بر روی علی ✽ افتخار ہر بنی و ہر ولی ✽ اور اس شعر کا  
 قصہ یہ ہے کہ جب ایک جہاد میں ایک کافر کے سینہ پر آپ واسطے کلا کاٹنے کے  
 سوار تھے تو اوس کافر نے آپ کے منہ پر تھوک دیا تب آپ فوراً سینہ پر سے اوس کافر  
 کے اوتار آئے اور کافر نے وجہ پوچھی تب آپ نے فرمایا کہ ہم تیرا گلابوجہ ادا ہی حق  
 خدا کے کاٹا چاہتے تھے اور جب تو نے ہماری منہ پر تھوک دیا تو اس حالت میں اگر  
 ہم تیرا گلا کاٹتے تو تمہارا نفسانیت کا بھی ہوتا اور بلا حلف اس خلوص عمل کے وہ  
 کافر فوراً ایمان لایا سو اس قصہ سے کمال حلم اور خلوص عمل و رتبہ حضرت علی کا  
 ظاہر ہوتا ہے اور اشعار مفصلاً ذیل مولانا روم کے بہت سب حال ہیں اشعار

از علی آمد ز خلد اس عمل

تو تبار کی علی را دید ✽

تار ہے از کمر شیطان غسل

زین سبب غیرے برو بگریزید ✽

اور حدیث وصیت خم غدیر کی حسب ذیل ہے مشکوٰۃ المصابیح باب منہاج

علی وعن البراء بن عازب زید بن ارقم ان رسول الله صلی الله علیہ والہ وسلم

لما نزل بغدير خم اخذ بيته علي فقال الستم تعلمون اني اولى بالمؤمنين من انفسهم

قالوا بلى فقال الستم تعلمون اني اولى بكل مؤمن من نفسه قالوا بلى فقال اللهم من

كنت مولاه فعلي مولاه اللهم من عاداه عاد من عاداه فلقيا عمر بعد ذلك

فقال له هنيئاً يا ابن ابي طالب اصبح في امسيت مولی کل مؤمن وموصی رسولہ الامام

ترجمہ اور روایت ہے ہر برا و ابن عازب اور زید بن ارقم سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم جب فرو داری موضع غدیر خم میں تو آپ نے پکڑا ہاتھ علی کا افرمایا کہ کیا تم لوگ نہیں جانتے ہو اس بات کو کہ ہم اگلے مین ساتھ مومنین کے ذاتوں سے اونکے تب صحابیوں نے کہا کہ ہاں تب کہا رسول اللہ نے کہ کیا تم لوگ نہیں جانتے ہو اس بات کو کہ تحقیق کہ ہم اولیٰ ہین واسطے ہر ایک مومن کے ذات سے اوس مومن کے تب صحابیوں نے کہا کہ ہاں تب کہا رسول اللہ نے اے خدا جس شخص کے ہم مولے ہین سو علی مولے اوسکا ہر اے خدا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے اوس علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے اوس علی کو پس ملاقات کی عمرض نے اوس علی سے بعد اوسکے اور کہا اوسکو خوش ہو پیر ابو طالب کے کہ صبح کیا تو نے اور شام کیا تو نے اسطرح پر کہ تو مولیٰ ہر کل مومن اور مومنہ کا روایت کیا اسکو احمد نے فقط اور شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ آپ نے یہ حدیث فرمائی بعد اسکے کہ جمع کیا صحابیوں کو اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے ایک ممبر بنایا پالا ہٹا شتر سے اور اوپر چڑھ کر کہے یہ حدیث فرمائی اور شراح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ آپ نے قول **اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ لَیْ بَالُوْهُمِنْ اِنْفُسِهِمْ کُوْنِیْنَ** بار مکر فرمایا مگر شراح مذکور نے جیسا کہ عادت سنیوں کی ہے اس لفظ اولیٰ اور مولیٰ کو بھی بڑی کوشش سے بمعنی محبوب اور ناصر کے قرار دیکر کے کہا کہ اس جگہ میں مولیٰ بمعنی حاکم اور والیٰ کر نہیں ہے اور شراح مذکور اس حدیث کو کچھ دلیل وصیت امامت کی نہیں سمجھتے ہین حالانکہ اسطرح صحابیوں کو جمع کر کے اور بالان شتر کا ممبر بنا کر کے اور فقرہ اول کو تین مرتبہ تکرار کر کے اور صحابیوں سے مکرر اقرار بلفظ بلے لیکر کے سن گئے مولانا فعلی مولانا کھنسا سواسے ایک قسم وصیت تاکید کے اور کیا ہو سکتا ہے اور شراح مذکور نے جو معنی بنائے ہین اسکو اور مولیٰ کے کوشش کی ہے سو یہ سب کوشش رایگان ہر اسواسطے کہ اس مولیٰ کے معنی

کچھ ہون مگر بات اس قدر ہے کہ محمد رسول اللہ کو جو نسبت مسلمانوں سے ہے سو وہی نسبت  
 حضرت علی کو بھی مسلمانوں سے ہے پس مولیٰ کے معنی جو کچھ سنی لوگ قرار دین تو یہ ہم  
 علی کے ساتھ نبی کے کسی حال میں زائل نہیں ہو سکتی ہے بلکہ معنی اسی قدر پیدا ہوئے  
 کہ محمد رسول اللہ بمقابلہ مسلمانان کے جو کچھ ہون سو وہی نسبت علی کو بھی ہے اور ہم  
 نہیں سمجھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ کے مولیٰ ہونے میں معنی خاوند اور مالک کر سنیوں  
 کیا عذر ہے مگر اصل بات تو یہ ہے کہ محمد رسول اللہ کو اس جگہ پر سنی لوگ مولیٰ معنی خاوند  
 کے کیونکر قبول کریں کہ اس حال میں حضرت علی کو یہی مولیٰ معنی خاوند کو قبول کرنا  
 پڑیگا اور خلافت ابو بکر کی سنیوں پر کیا ایک مصیبت ہے کہ ہر جگہ پر جہان کہ کچھ  
 فضیلت اہلبیت کی پائی جائے سو وہاں پر حق سے سنیوں کو گزر جانا لازم و ضرور  
 ہو جاتا ہے اور حضرت عمر نے جو اس حدیث پر حضرت علی کو سار کا بد دیکر کے کہا کہ تو  
 مولیٰ کل مومن اور مومنہ کا ہے سو یہ بات محض بمقتضا اوس وقت کے تھی کہ پیغمبر  
 خدا نے حجۃ الوداع سے پھر کر کے یہ ارشاد وصیت بمقام غدیر خم کے فرمایا تھا اور  
 اوس وقت میں حضرت رسول خدا صلیح و تندرست تھے ورنہ مرض الموت سے حضرت رسول خدا  
 کے جو کچھ تغیر حضرت عمر میں ہوا سو اوسکی تفصیل آئندہ ہوگی اور ہماری رائی یہ ہے  
 کہ یہ لفظ مولیٰ اس حدیث کا صراحۃً بمعنی خاوند اور مالک کہ ہے اور شایع مذکور نے  
 اپنی شیخ میں کیا خوب داد سنیوں کی دی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر مولیٰ سے امامت  
 مراد ہو تو امامت فی الحال کیا ضرور ہے کہ آخر کو درجہ چہارم میں حضرت علی بھی امام  
 ہوئے اور شایع مذکور یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت علی نے اس حدیث لفظی کو کسٹے  
 بوقت خلافت ابو بکر کے دلیل نہیں کیا حالانکہ حضرت علی نے بوقت خلافت ابو بکر  
 بخوبی تمام طلب حق کیا تھا کہ جسکی تفصیل آئندہ ہوگی اور شایع مذکور یہ بھی لکھتے ہیں

کہ شیعہ لوگ مولیٰ کو اسجگہ پر معنی اولے باماست بدلیل فقرہ اول آنحضرت المستند  
 اولیٰ ہیکم کے قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہ معنی مراد نہ تھا تو حاجت جمع کرنے  
 صحابہ جواب ملی اور اس مبالغہ سے خطاب کرنے کی کیا تھی اور شراح مذکور کا جواب  
 یہ کہ اگرچہ حدیث صحیحہ مذکور درجہ ثواتر کے نہیں ہے اور سب اصول شیعہ واسطے  
 دلیل باماست کے تو ان حدیث شرط ہی سو یہ جواب محض ضعیف ہی واسطے کہ جب یہ  
 حدیث نزدیک خود شراح مذکور کے صحیح ہی تو اپنے اصول سے کہنا چاہیے کہ اس حدیث  
 کی تعمیل میں سینوں کو کیا عذر ہے اور شراح مذکور یہ بھی لکھتے ہیں کہ اگر خلافت ابو بکر  
 کی ناحق و ناروا ہو تو ابو بکر و دیگر صحابیان اتفاقی اونکے گمراہ قرار پاتے ہیں تو بہت  
 رسول کی بے اثر ہوئی اور اس سے رسالت میں آپ کے نقصان لازم آتا ہی مگر یہ تقریر  
 بھی محض لہجہ ہے اس واسطے کہ رسالت ایک چیز خاص ہے کہ وہ محتاج اس بات کی  
 نہیں ہے کہ تمام صحابیان اس رسول کے راست یا زور ہدایت یافتہ ہوں اس واسطے  
 کہ آیت انک لا تھد من احببت ولكن الله یھد من یشاء بالصواب المستقیم  
 اس بات پر شاہد و ناظر ہے کہ جبکہ معنی یہ ہیں کہ تحقیق کہ تو ہدایت نہیں کرتا ہی  
 اوسکو کہ جبکہ تو چاہے و لکن اللہ ہدایت کرتا ہے اوسکو کہ جبکہ وہ چاہے طرف ہر  
 سیدھی کے اور ظاہر ہے کہ اگر ایک رسول سچا ہی اور کوئی شخص راہ راست پر  
 نہ آوے تو اس سے کیا نقصان اوسکا ہی اور شیعہ لوگ جو کہ ایران و ہندوستان  
 وغیرہ میں کروڑوں کروڑ آدمی سے بہت زاید تر ہیں سو تمام خلفائے ثلاثہ اور تمام  
 صحابیان اتفاقی کو اونکے گمراہ اور بُرا سمجھتے ہیں مگر رسالت میں حضرت رسول کریم  
 کچھ نقصان نہیں وارد کرتے ہیں اور سوا اسکے جب حضرت علی نے کسی طرح اس خلافت  
 ثلاثہ کو قبول کر لیا تو اب اس خلافت ثلاثہ میں کیا عذر ہو سکتا ہی مگر صرف واسطے اس



ایک امر کے کہ خلافت ابو بکرؓ وغیرہ کے صحیح ثابت ہو جائے یہ اہتمام کیا ضرور ہو کہ معنی بنائے  
مین مولیٰ وغیرہ کے اس قدر کج راہین خستہ یار کجائیں۔

### فصل ۱۲

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علی عن سعد ابن ابی وقاص قال قال  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعلی انت منی بمنزلہ ہارون موسیٰ  
الا انہ لا ینبی بعدی متفق علیہ ترجمہ روایت ہے سعد ابن ابی وقاص  
سے کہ عشرہ مبشرہ مین سے ہیں کہ فرمایا آنحضرتؐ حضرت علیؑ کو کہ تو ہماری نسبت ہو جیسا  
ہارون بہ نسبت موسیٰ کے ہو مگر تحقیق کہ فرق یہ ہے کہ نہین کوئی نبی ہو بعد میرے متفق علیہ  
اور قصہ اس حدیث کا یہ ہے کہ جب آنحضرتؐ اخیر غزوہ تبوک کو جاتے لگے تو حضرت علیؑ کو  
اوہراہل و عیال اپنے مقرر کیا تب حضرت علیؑ نے کہا آپؐ فرما چھوڑا اوہر عورتوں اور  
بچوں کے تب حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ کیا تم رضی نہین ہو کہ تم ہماری واسطے بمنزلہ ہارون  
واسطے موسیٰ کے ہو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ کو ساتھ پیغمبرؐ کو ہی نسبت ہو  
جو کہ ہارون کو ساتھ موسیٰ کے تھی اور یہ تشبیہ نہایت عمدہ ہے کہ حسب طرح پر حضرت علیؑ بھائی  
حضرت رسولؐ کے تھے سو اسی طور پر ہارون بھی بھائی حضرت موسیٰ کے تھے جس طرح  
کہ حضرت موسیٰ اپنے قوم پر ہارون کو چھوڑ کر کے کوہ سینا پر گئے تھے سو اسی طرح پر  
حضرت علیؑ کو اپنے اہل و عیال پر چھوڑ کر کے حضرت رسولؐ بطرف غزوہ تبوک کے گئے  
مگر جیسا کہ سنیوں کی عادت ہے کہ جس جگہ سے کچھ فضیلت اور خصوصیت اہل بیت کی  
پائی جائے سو اس کی معنی بنانے مین ہرگز قصور نہ کریں گے سو اس جگہ پر شاہ عبدالحق صنا  
یہ بات بناتے ہیں کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علیؑ کو خلیفہ بنا یا عادت غزوہ تبوک  
تک اور خلافت مطلقہ مراد نہین ہو سکتی ہے سو اسطے کہ ہارون چالیس سال قبل موسیٰؑ

مرے اور آنحضرتؐ نے بقدر ایام غیر حاضری غزوہ تبوکؓ کو ابن ام مکتومؓ کو واسطے امامت نماز کے خلیفہ کیا تھا پس اگر خلافت مطلقہ مراد ہوتی تو خلافت امامت نماز کی بھی حضرت علیؓ کو دینا چاہیے نہ کہ کورنیدست بن ہاری پر عرض ہے کہ یہ خلافت خبر گیری اہل و عیال کی گود واسطے تھوڑی مدت کر ہو مگر تشبیہ نسبت حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت بنی کے وہی ہے کہ جو ہارونؓ کو ساتھ حضرت موسیٰؓ کے تھی اور اسطو واسطے یہ تشبیہ بحق ابن ام مکتومؓ کے نہیں دیکھائی اور ظاہر ہے کہ امامت نماز معمولی کے بمقابلہ خلافت خبر گیری اہل و عیال کے بہت کم ہے اس واسطے کہ اس امر میں عقل اور تدبیر المنزل درکار ہے بخلاف امامت نماز کے کہ اوس میں عقل کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ خود شایع نہ کہ کور کو بھی اپنی توحید اور تاویل پر کچھ تسلی نہیں ہے اس واسطے کہ آخر شرح میں اس حدیث کو شایع نہ کہ کور لکھتے ہیں کہ اگر یہ حدیث اور خلافت کو دلیل ہو تو اوپر حصر خلافت علیؓ یا خلافت علیؓ بے واسطہ بعد مرگ رسولؐ کے کچھ دلیل نہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ اس تشبیہ ہارونؓ میں حضرت رسولؐ نے اس قدر فرق اس تشبیہ کا کہہ دیا مگر فرق اس قدر ہے کہ نہیں کوئی بنی ہو گا بعد وفات او کو سو بیچارے شیعہ لوگ حضرت علیؓ کو بعد وفات حضرت بنی کے کچھ بنی بنانا نہیں چاہتے ہیں فقط او ہر چند حضرت علیؓ کو خلافت چہارم درجہ میں ملی مگر اس بات کو کیا انکار ہو سکتا ہے کہ تقدم خلافت کا اون اصحاب ثلاثہ کو دیا گیا کہ جنکو تشبیہ ہارونؓ میں دیکھا جاسکتی ہے۔

### فصل ۱۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی بن ابی طالبؓ  
 علیہ والہ وسلم بن صحابہ فجماء علیہ مع عینہ فقال اخیت بنی اصحابک  
 واما ابی دینی فین احد فقال رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم انت ابی

فی الدنیا والاخرۃ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہوا ابن عمر سے کہ  
 کہا اوسنے کہ حضرت رسول اللہ نے برادری و مواخاۃ لگا دی درمیان اصحاب اپنے  
 پس آئے علی کہ روتی تختین آنکھیں اونکی اور کہا حضرت رسول سے کہ آپ نے برادری لگا دی  
 درمیان اصحاب اپنی اور نہیں برادری لگا دی آپ نے درمیان میرے اور درمیان کسی  
 صحابی کے پس فرمایا رسول اللہ نے کہ تو بھائی میرا ہے بیچ دنیا اور آخرت کے روایت  
 لی اوسکو ترمذی نے فقط مقام شکر ہو کہ شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی  
 شرح میں کچھ کوشش واسطے معنی بنانے بھائی کے نہیں کیا بلکہ بہت صاف دلی  
 سے بیان کیا کہ حضرت رسول نے کہا کہ تو بھائی میرا ہے دنیا اور آخرت میں اور بھوکو  
 کیا حاجت اور کیا مناسبت ہو کہ بھوکو ساتھ کسی دوسرے کو برادری کرادین فقط  
 ہر چند یہ حدیث کچھ دلیل حقیقت خلافت بلا فصل علی کے نہیں ہو سکتی ہے مگر اس  
 اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ اصحاب لوگ آپس میں بھائی بنا کرین مگر حضرت علی ایک  
 دوسری چیز ہیں کہ اخوت اونکی خود ساتھ حضرت نبی کے ہو اور سنیوں کو اس بات  
 انکار نہیں ہو سکتا کہ خلفائے ثلاثہ جو بعد حضرت نبی کے خلیفہ نبی سودہ لوگ بھائے  
 حضرت علی بھائی اور داماد اور وصی رسول کے خلیفہ قرار دیئے گئے۔

### فصل ۱۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی بن ابی طالب قال کان عند النبی ﷺ  
 علیہ وآلہ وسلم طیر فقال اللهم انی احب خلقک البک یا کل معنی هذا  
 الطیر فجاءہ علی فاکل معہ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہوا انس سے کہ کہا  
 اوسکو کہ تھے نزدیک رسول اللہ کے ایک چڑیا بران پس کہا اوس رسول نے کہ آ  
 اللہ میرے لائق میرے پاس ایک شخص کو کہ جو محبوب ترین میرے خلق کا بہترین آیا

کہہ گئے وہ ساتھ میرے اس چڑیا کو پس آئے اوس رسول کے پاس علی اور کھایا اور  
چڑیا کو ساتھ اوس رسول کے فقط پنا کھڑکا اور گھوڑا بھڑکا ایک مثل مشہور ہے سچا کہ  
پرچہ نہ کہ محبوب ترین خلق اللہ کا ہونا حضرت علی کا خدا کے پاس ثابت ہوتا ہی اور خلا  
نملہ کو صحیح ثابت کرنا سنیوں کو ضرور ہی کہ بوجہ اس ضرورت خاص کے شاہ عبدالحی حسنا  
نے اس لفظ احب کے معنی بنانے میں کچھ قصور نہیں کیا شاہ صاحب موصوف لکھتے  
ہیں کہ اس حدیث سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علی کا ظاہر ہوتا ہی مگر شارحان نے  
تخصیصات کی ہیں کہ لفظ احب سے معنی از جملہ احب خلق اللہ مراد ہی یا احب خلق بنی علی  
سے یا قرابت داران قریب سے یا اوس شخص سے مراد ہی کہ جو اولی و اقرب و احق ہے  
ساتھ احسان بنی کے اور شارح مذکور اپنی رائے میں لکھتے ہیں کہ یہ سب تخصیصات  
ہے کہ احب ہونا حضرت علی کا بمقابلہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق کے لازم نہ آوری اور حقیقت  
میں کچھ حاجت اس تخصیصات کی نہیں ہی اس واسطے کہ تمام خلق علی العموم مراد نہیں ہے  
کہ احب مطلق حضرت رسول ستے اور صحابیوں میں سے اگر کوئی شخص محبوب تر بنظر بعض  
وجہ اور افضل بنظر کثرت ثواب کہ ہو تو کچھ منافات نہیں ہی اس واسطے کہ احب ہونا  
حضرت علی کا جمیع وجہ مراد نہیں ہے اور اوس لفظ احب کو اس قدر تنگ کرنا کچھ ضرور  
نہیں ہی فقط ہم کہتے ہیں کہ تحمل اس لفظ احب کا نسبت حضرت علی کے جو سنیوں کو  
نہیں ہے اور اس لفظ احب کی تاویل میں یہ سب عوق ریزی سبب ایک غرض خاص  
کے ہی سو اس میں شعر مولانا روم کا بہت حب حال ہے شعر چون عرض آمد ہنر پوشیدہ  
صد حجاب از دل بسوے دیدہ شدہ اور اس لفظ احب پر بہ نسبت حضرت علی کے جو  
اس قدر چڑھائی ہے سو کچھ ضرورت اوسکی نہیں ہی اس واسطے کہ ایک دوسری حدیث ہی  
بھی اطلاق لفظ احب کا حضرت علی پر پایا جاتا ہی مشکوٰۃ المصابیح باب شان

الطبیۃ عن جمیع اجمعہ قال سفلت مع عمتی عائشۃ فسالته ای الناس  
 کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجا  
 ترجمہ روایت ہوا ابن عمیر سے کہ کہا اوسنے کہ پہونچے ہم ساتھ بھوپچی اپنی عائشہ کے  
 پاس تب سوال کیا مئے کہ کون شخص محبوب تر تھا رسول اللہ کے پاس تب کہا عائشہ  
 کہ فاطمہ تب پوچھا گیا کہ مردوں سے کون شخص محبوب تر تھا تب کہا عائشہ نے کہ شوہر  
 اوسکا فقط مگر یہ امر قابل ملاحظہ کے ہوا کہ شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح میں  
 بھی اپنی عادت سے باز نہیں آکر کے یہ بات بناتے ہیں کہ یہاں پر انصاف عائشہ  
 صدیقہ کا دیکھنا چاہیے کہ جواب میں نہیں کہا کہ میں اور میرا باپ محبوب تر تھا اور  
 دور نہیں ہے کہ اگر حضرت فاطمہ سے پوچھا جاتا تو یہ کہتیں کہ عائشہ اور باپ اونکے  
 محبوب تر تھا اور فرق ہے در بیان محبت اور فضیلت کو اس تاویل پر ہکو خود شاہ صاحب  
 پر رحم اور افسوس آتا ہے اور فضیلت خیالی شاہ صاحب موصوف اور عام سنیوں کی  
 جو نسبت حضرت ابو بکرؓ کے ہر تفصیل اوسکی آئندہ کجایگی کہ فضیلت حضرت ابو بکرؓ کی  
 حضرت علیؓ پر کس حد تک ہے۔

### فصل ۱۵

عن سعد ابن ابی وقاص قال لما نزلت هذه الآية نزع ابنائنا وابنائكم دعا سرق  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علینا وعلیٰ فاطمۃ وحسینا فقال اللهم هؤلاء اهل بیتی واهل  
 ترجمہ روایت ہوا سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اوسنے کہ جب اوتری یہ آیت  
 نزع ابنائنا واپنائکم کی تو بلا مارسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور  
 فاطمہ اور حسن اور حسین کو پس کہا اوسنے کہ اے اللہ میرے ہی لوگ الطبیۃ میں ہے یہی  
 روایت کی اوسکو مسلم نے اور یہ آیت پوری پہنچ بہت کہ آیت ۵ سورہ النحل

کی حسب ذیل ہر فن حلیت فیہ من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابنائنا  
 وابناءکم وبنساءنا وبنساءکم وافنسنا وافنسکم ثم یتصل فیجعل لعنة اللہ علی الکاذبین  
 ترجمہ اور جو شخص کھجیب کر سکتا ہے تیری بابت اوس سچ کے بعد اوس دانست کو جو دی گئی ہے ترجمہ  
 سو کہ تو اون لوگوں سے آؤ تملوگ چاہئے کہ ہلوگ بولا دین اپنی بیٹوں کو اور ہم لوگ اپنی بیٹوں  
 کو اور ہلوگ اپنی جوڑوں کو اور تم لوگ اپنی جوڑوں کو اور ہلوگ خود اپنی سبکو اور تم لوگ خود  
 اپنے سبکو اور تب ہلوگ لعنت مانگین اور کہین لعنت خدا کی اون لوگوں پر کہ جو جھوٹ بولتے  
 ہیں اور قصہ شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ عیسائی لوگ ساتھ اپنی سردار پادری ابو حارث کے  
 پیغمبر صاحب کرباس بطور سفیران بنجانب باشندگان نجران کے اکر کے اور کچھ بحث کر کے  
 ساتھ اوس پیغمبر خدا کے بابت مذہب اور تاریخ عیسیٰ مسیح کے وہ لوگ متفق ہوئے اس بات پر  
 کہ امتحان مباہلہ کا کل کے روز کیا جاوے کہ کون فریق برسر غلط ہے تب پیغمبر خدا اپنی بیٹی فاطمہ  
 اور اپنے داماد علی اور اپنے دو لڑائے حسن اور حسین کو اپنے ساتھ لیکر کے اون عیسائیوں کے  
 پاس جا پہنچو اور اون سے چاہا کہ وہ لوگ نماز پڑھنے تک انتظار کریں مگر جبکہ اون عیسائیوں نے  
 دیکھا اوس پیغمبر کو کوع میں جاتی ہوئے تو اونکا عزم ڈھیل ہوا اور مباہلہ کی لعنت نہیں پڑی  
 بلکہ جزیہ دینا قبول کیا سو اس حدیث سے صراحتہ ظاہر ہوا کہ حضرت رسول خدا نے فاطمہ اپنی بیٹی اور  
 علی اپنے داماد اور حسن حسین اپنے دو لڑائے کو بلفظ ہولار کے اشارہ کر کے بتلایا کہ یہی لوگ اہلبیت  
 ہمارے ہیں کہ جو خود پیغمبر صاحب مع ان چار شخصوں کے بختن پاک کھاتے ہیں مگر چونکہ سنیوں  
 کی عادت ہے کہ جس حدیث یا آیت قرآن سے کچھ بھی فضیلت اہلبیت کی ظاہر ہو تو اس میں سے  
 لوگ کچھ ایسا معنی بنا دینگے کہ جس سے اوس فضیلت میں کچھ نقصان لازم آوے چنانچہ موافق  
 اوسی عادت کہ شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کو معنی بنا دینا یہی بہت کوشش کی ہے  
 کہ لکھتے ہیں کہ اہلبیت کسی معنی میں ایک یہ ہے کہ جنکو زکوۃ لینا حرام ہے یہ لوگ بنی ہاشم ہیں

کہ جو شمل بین او پر آل عباس اور آل علی اور آل جعفر اور آل عقیل اور آل حارث کے دویم یہ کہ  
اہلبیت بمعنی اہل و عیال کے ہو کہ جس رسول ازواج نبی ہی داخل اہلبیت ہیں اور شاہ صاحب  
موصوف لکھتے ہیں کہ کہو اطلاق اہلبیت کا ایسا ہو کہ جس سے خصوصیت حضرت فاطمہ علی  
وحسن حسین کے ساتھ لفظ اہلبیت کو پائی جاتی ہے اور لکھتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ سے روایت  
ہے کہ ہم رسول خدا کے پاس تھے کہ خادم نے آکر کہ خبر کی کہ علی اور فاطمہ دروازہ پر کھڑے  
ہیں تب آنحضرت فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ تب ہم اندر گھر کے چل گئے تب حسن اور حسین آئے  
اور انکو آپ فرماتے ہو لگایا اور علی کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور فاطمہ کو ایک دوسرے ہاتھ سے  
پکڑا اور اون سب کو اپنے بدن سے لپیٹ لیا اور اون سب لوگوں کو اپنے کالے کمر کے اندر  
لیٹایا اور کہا کہ اے خدا یہ لوگ میرے اہلبیت ہیں اور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی لکھا ہے  
کہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہو کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مسجد میری حرام ہے اور ہر ایک  
جیغس والی عورت اور اوپر ہر ایک جنب مرد کے گھر خود آنحضرت اور اہلبیت اوپر لکھنے  
علی اور فاطمہ اور حسن و حسین اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور شاہ صاحب موصوف لکھتے ہیں  
کہ بیت تین قسم کا ہوتا ہے ایک بیت نسب دوم بیت سکنی سوم بیت ولادت کہ نبی ہاسم  
اولاد عجد المطلب کو اہلبیت اور دوسرے نسب کو ہیں اور ازواج آپ کو اہلبیت سکتی کہ ہیں  
اور اولاد آپ کی اہلبیت ولادت کو ہیں مگر اسکے ساتھ شاہ صاحب اقرار کرتے ہیں کہ طلاق  
مستعد اہلبیت کا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین پر ہے مگر ہر گاہ خود پیغمبر خدا نے لفظ  
ہو لاہ کے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو بتایا کہ یہ لوگ اہلبیت میرے ہیں تو شاہ صاحب  
کو اتنے معنی مختلف بیان کرنے سے اہلبیت کو کیا فائدہ ہوا بلکہ ایک خصوصیت خاص علی  
اور فاطمہ اور حسن اور حسین کی یہ ظاہر ہوئی کہ انکو بطور خود پیغمبر خدا کی حالت جنب اور  
حائض ہونے میں بھی مسجد نبوی میں جانا حرام نہیں تھا بخلاف دوسرے شخصوں کے



کہ اول لوگوں کو حالت جنب اور حائض ہونے میں داخل مسجد بنوی ہونا حرام تھا اور وجہ اسکی صاف ظاہر ہے کہ حقیقت بختن پاک بذات خود تمام طہر و مطہرین اور کسی حال میں طلاق نجاست کا ان لوگوں پر نہیں ہو سکتا ہر پس سطح سے خلفائے ثلاثہ مقابل یا ہر تہ ان چار بزرگان اہلبیت کے نہیں ہو سکتے ہیں۔

### فصل ۱۶

خصوصیت حضرت علی کی حدیث تعلق آیت تطہیر سے بھی ظاہر ہوتی ہے من ثلثہ قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عداۃ وعلیہ مطہر من شجرہ فحاء الحسن علی فادخلہ قم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاء القاطمہ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما ید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت یطہرکم تطہیرا رواہ مسلم ترجمہ روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ ایک روز باہر نکلے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے بدن پر ایک کمل تھی منقش کالی اونکی پس آئے حسن ابن علی پس لے لیا پیغمبر خدا نے اوس حسن کو اپنے کمل میں تب آئے حسین اور لے لیا اونکو ساتھ حسن کے تب آئین طہم تب لیا اونکو تب آئے علی اور لے لیا اونکو تب پیغمبر خدا نے پڑھی یہ آیت انما ید کی یعنی نہیں چاہتا اللہ مگر اس بات کو کہ دور کرے وہ اللہ تم لوگوں کو از روے پاک کرنے کی روایت کی اوکو سلم نے اور پوری آیت ۳۳ سورہ احزاب کی بائیسویں پارہ میں حسب ذیل ہے وقرن فی بیوتکم ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی الاقمن الصلوۃ واتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ انما ید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا ترجمہ اور پیغمبر خدا ابتر کہوں میں اور نہ نکلو باہر ساتھ نمائش ایام جاہلیت کی اور قائم رکھو نماز کو اور روز کو

کو اور تابعداری کر و خدا کی اور اوس کے رسول کی کسواسطے کہ خدا صرف یہی چاہتا ہے کہ  
تسے دور رکھو نجاست کو اسی اہلبیت اور تمکو ظاہر بناوے ساتھ کمال طہارت کے  
اور اہلبیت سے اس جگہ پر علیؑ اور فاطمہ اور حسن اور حسینؑ مراد ہیں جیسا کہ اس حدیث  
میں بھی اول ہی لوگوں کا ذکر ہے اور بہت غنیمت ہے کہ شاہ عبدالحق صاحب نے  
اس حدیث کی شرح میں کچھ کوشش معنی بنانے اہل بیت کے نہیں کی اسواسطے کہ  
شرح حدیث میں اسیت مبارکہ کے اہلبیت کے معنی مختلف بیان کر چکے ہیں۔

### فصل ۱۷

عن زرار بن جبیش قال قال علیؑ والذي فلق الحبّة وبراء النسمة لعباده لئن  
ألاّ في صلي الله عليه وآله وسلم إلاّ أن لا يحببنا لا مؤمن لا يبغضنا لا منافق رواه مسلم  
ترجمہ اور روایت ہے زرار بن جبیش سے کہ کہا اوسنے کہ کہا علیؑ نے قسم اوس شخص  
کی کہ جسے جبر ادا نہ کو اور پیدا کیا خلق کو تحقیق کہ عہد کیا نبیؐ نے ساتھ میرے  
اس بات کو کہ نہیں دوست رکھے گا مجھ کو مگر مومن اور نہیں بغض رکھیں گے مجھ سے  
مگر منافق روایت کی اوسکو مسلم نے اور شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی  
شرح میں لکھتے ہیں کہ محبت علیؑ کی علامت ایمان کی ہے اور عداوت علیؑ کی  
نشان نفاق ہے اور ظاہر اسی وجہ سے کہ شیعہ لوگ بدلیل محبت علیؑ کے اپنے کو بلقب  
مومن کے کہلاتے ہیں۔

### فصل ۱۸

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علیؑ عن عمران ابن حصین أن النبیؐ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم قال أن علیاً منّی وانا منه وهو ولس کل مؤمن  
رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے عمران ابن حصین سے کہ تحقیق نبیؐ صلی اللہ

و سلم نے کہا کہ تحقیق کہ علی مجھ سے ہر اور میں علی سے ہوں اور وہ ولی ہر کل مسلمانوں کی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط شاہ عبدالحق صاحب شرح میں اس حدیث کے اس بات کو قبول کیا ہے کہ یہ فرمانا رسول کریم کا کہ علی مجھ سے ہر اور میں علی سے ہوں کہنا یہ ہر کمال اتحاد و اتصال و خلاص و یگانگی سے مگر حسب عادت سنیوں کے ولی کے معنی دوست اور محب و ناصر لکھا ہے اور یہ امر بنظر حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه کے ہے کہ اس حدیث میں بھی احتیاطاً مولیٰ کے معنی محب اور ناصر قرار دیا ہے بہر حال شیعہ لوگ جو علیؑ ولی اللہ و صہ رسول اللہ ﷺ لاکہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھاتے ہیں سو اس امر کے حق اور واجب ہونے میں کچھ عذر نہیں ہو سکتا ہر چند کہ علیؑ ولی اللہ و صی رسول اللہ کو جزو کلمہ کر دینا چند ان ضرور نہواور شاید یہ اضافہ کر دینا کلمہ میں بمقابلہ تعصب سنیوں کے معذور رکھا جاسکتا ہے۔

### فصل ۱۹

عن حبشۃ بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی مٹے وانا من علی وکایودی عنہ الا انا او علی ترجمہ روایت ہر حبشی ابن جنادہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ علی مجھ سے ہر اور میں علی سے ہوں اور نہیں کوئی حق ادا کر گیا میری طرف سے مگر میں یا علی روایت کی اسکو ترمذی نے اور قصہ اس حدیث کا یہ ہے کہ جس سال میں کہ آنحضرتؐ حضرت ابو بکر کو امیر حجاج کر کے بطرت مکہ کے روانہ کیا تھا تو آنحضرتؐ نے پیچھے سے حضرت علیؑ کو بھیج دیا تاکہ نقص عہد مشرکوں کا کرین اور سورہ برأت کو ادا کر سائے پڑھ کر کے نہا کر دین کہ مشرک لوگ جو خمس ہیں بعد اس سال کے سید جہرام کے پاس بخائین اور

سوا اس کے کچھ دوسرے احکام بھی تھے بہر حال اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ تمیز  
ان سب مراتب کی بہ تجویز رسول علیہ السلام کے حضرت ابو بکر سے نہیں ہو سکتی تھی کہ  
حضرت رسول نے یہ فرمایا کہ علی مجھے ہے اور میں علی سے ہوں اور ہماری طرف سے  
آوازے حق نہیں کوئی شخص کر سکتا ہے مگر کہ میں یا علی۔ اور شاہ عبدالحق صاحب  
نے اس حدیث کو سنی بنانے میں کچھ کوشش نہیں کی مگر بقدر کہ اون سے ہو سکتا تھا  
سو واسطے ضعیف کرنے درجہ اور رتبہ اس حدیث کو یہ نکتہ لگا دیا کہ عادت عرب کی  
ہی کہ جب اون لوگوں میں کچھ گفتگو تھیں اور اجرام اور صلح اور عہد وغیرہ کی  
ہوتی تو ان سب امر میں کہ وہی شخص ادا کرتا کہ جو سردار قوم اور بہتر ان لوگوں کا  
ہو یا کہ جو شخص اس سردار کے قرابت قریب میں ہو اس واسطے حضرت رسول نے  
حضرت علی کو اس کام پر متعین کیا یعنی کہ یہ متعین کرنا علی کا ستی اور پر عادت عرب کے  
تھا مگر در صورتیکہ حسب اعتقاد سنیوں کے حضرت ابو بکر افضل حضرت علی سے  
اور توسل قرابت میں باپ حضرت عائشہ کرتے تھے تو باصول سنیوں کے بھیجنا  
حضرت علی کا بعد حضرت ابو بکر کے کیا ضرور تھا مگر بات یہ ہے کہ الحق یعلو ولا  
یعلیٰ یعنی حق غالب رہتا ہے اور مغلوب نہیں ہوتا ہے سو اس حدیث سے شرف و  
منزلت اور خصوصیت حضرت علی کا بخوبی ظاہر ہے۔

### فصل ۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کنت  
إذا سئلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أعطانی وإذا سئلت اندائی رواہ الترمذی  
ترجمہ اور روایت ہے حضرت علی سے کہ کہا اس علی نے کہ جب ہم مانگتے تھے رسول  
سے کوئی چیز تو وہ رسول ہم کو عطا کرتے تھے اور جب ہم ساکت رہتے تھے تو ان حضرت

خود ابتدا کرتے تھے۔

### فصل ۲۱

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انادار الحكم وعلمه بابها  
رواها الترمذی ترجمہ اور روایت ہے اوس علی سے کہ کہا اوس علی نے  
کہ فرمایا رسول خدا نے کہ میں گہر حکمت کا ہون اور علی دروازہ اوس حکمت کا ہے  
روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ عبدالحق صاحب کہتے ہیں کہ مشہور مایلفظ  
انامدینہ العلم وعلمہ بابہا کے ہر لفظ میں شہر علم کا ہون اور علی دروازہ اوسکا ہے  
اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ علم مخصوص علی مرتضیٰ کو نہیں ہے اور دوسری صحابیوں  
کو بھی آنحضرت سے علم پہنچا ہے مگر یہ تخصیص باعتبار وسیع تر و مفتوح تر و عظیم تر  
کے ہوگی جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اقضاکم علی یعنی کہ قاضی تر تم لوگوں کا علی  
ہے اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ابی الصلت عبد السلام بن صلاح  
ہر دی سے ہے کہ شیعی ہے مگر صدوق ہے اور تعظیم اصحاب میں تقصیر نہیں کرتا تھا  
فقط دیگر صحابیوں میں بھی جو کچھ علم ہو سوا و سمین کچھ عذر نہیں ہو سکتا ہے مگر بات  
اس قدر ہے کہ حضرت علی بمقابلہ دیگر صحابیوں کے عالم تر تھے چنانچہ ستر گین مورخ  
انگریزی دہریہ لکھتا ہے کہ علی عالم اور شاعر اور بہادر اور ولی تھے مگر باوجود  
اسکے سنی لوگ علی کو آخر درجہ میں قرار دیتی ہیں یعنی کہ یہ مورخ شمار ہونے سے  
حضرت علی کے درجہ آخر میں سینوں پر اعتراض کرتا ہے اور چونکہ اس حدیث میں  
حضرت علی کے علم کا ذکر ہے اس واسطے جو کچھ شالین آپ کے علم کی اس وقت ستر گین  
میں یاد آتی ہیں سو ہم اوسکو لکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ ایک شخص نے سوال  
کیا کہ ہم لوگ تین آدمی بحساب لغت و سوم و نہم حصہ کے شریک سترہ اونٹ

کے ہیں اور حساب تقسیم کا درست نہیں ہوتا ہے تب حضرت علی نے فوراً واسطی کر کے  
سائل کے ایک اونٹ اپنا ملا کر کے اٹھارہ اونٹ قرار دیا اور وہیں سے نصف حصہ دار کو  
تو اونٹ اور سوم حصہ کو شریک کو چھ اونٹ اور نہم حصہ کو شریک کو دو اونٹ یعنی  
کل سترہ اونٹ دیکر کے اپنا اونٹ پھیر لیا اور حساب تقسیم شتران کا اس طرح پر بخوبی درست  
ہو گیا کہ ہر شخص نے سترہ اونٹ کی سیاب سیاب چارہ ہزار بارہ بابا سولہ لے کہ سترہ کا ادا  
ساڑھے آٹھ ہوتا تھا کہ چار اونٹ لے کر تیرہ اونٹ پابا اور نہم سیوم دس لے کو چھ سو کم  
اور نہم نہم والے کو دو سو سے کم سترہ نہیں لے جاتا تھا کہ بجائے اوپر کو پورا چھ اور پورا  
دو پابا اور وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے ماخذ مشترک کسرات نصف اور  
ثلث اور تسع یعنی نہم کا اٹھارہ حساب کر کے تقسیم کر دیا کہ مجموعہ ان سب کسرات کا  
وہی سترہ ہوتا ہے اور یہ فیصلہ آپ کا از قسم معجزہ اور خرق عادت کہ معلوم ہوتا ہے  
کہ اس قصہ کو بارہ سو برس سے اوپر ہوا اگر اس قسم کا فیصلہ عین وقت پر کسی  
دوسرے عالم کا دیکھا نہیں جاتا تو۔ دوم یہ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ مخجج مشترک  
کسور تسعہ کا کیا ہے یعنی وہ کون عدہ ہے کہ جس سے نصف سو لیکر کے نہم حصہ تک  
مبب عدہ پورا نکلے تب آپ نے فوراً فرمایا کہ ضرب دو اپنے ہفتہ کسرات دن کو باوا  
چھینے میں اور اس کو سال مہر کے تین سو ساٹھ دن میں اور اس کو تقسیم کر دو دو پر یعنی  
کہ ۱۵۱۲۰ مخجج مشترک کسور تسعہ کا ہے سوم یہ کہ حضرت عمر نے ایک عورت حاملہ  
پر لعلت دنا کے حکم سنگ سار کرنے کا دیا تب حضرت علی نے کہا کہ لڑکا کا جننے تک  
حملت دیجائی ورنہ ایک رانیہ کی سزا میں دو جانیں تلف ہو گئیں چنانچہ حضرت عمر  
نے وہ حکم سنگ سار کرنے کا تاپیدا ہونے لڑکا کو ملتوی رکھا اور یہ کہا کہ لڑکا علی لہلک  
عمر یعنی کہ اگر نہ تو علی تو ہر آئینہ ہلاک ہوتا عمر کہ اس قصہ سے صاف دلی حضرت عمر

کی بھی ظاہر ہو اور شاہ عبدالحق اپنی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عربی شہورہ  
 حضرت علی کے کچھ کام نہیں کرتے تھے اور اسی بنیاد پر یہ حدیث ہو کہ ان عمر بنی علیؑ مالک  
 من زمان لیس فیہ علیؑ یعنی تھے عمر کہ خدا سے پناہ مانگتے تھے ایسا ایک زمانہ ہے کہ  
 جس وقت میں علیؑ نہوں یعنی حضرت عمر کو آرزو تھی کہ حضرت علیؑ عالم حیات میں اور  
 نہ مریں۔ چہاں یہ کہ کثرت علم اور کثرت قضا آئی اس درجہ کی ہو کہ یہ قول قضیۃ  
 لا ابا احسن لہا ایک عربی ضرب المثل ہو گیا کہ قضیہ ہے مگر کوئی ابو الحسن  
 یعنی علیؑ واسطے فیصلہ کرنے اور حکم نہیں ہے۔ چہاں یہ کہ ایک دہریہ منکر خدا کا حضرت  
 علیؑ سے بحث کرنے لگا تب حضرت علیؑ نے اس سے کہا کہ ہم خدا کو مانتے ہیں پس اگر  
 حقیقت میں خدا وجود نہ رکھتا ہو تو اس سے ہمارا کیا ضرر ہے اور تم خدا کے سنگڑ  
 پس اگر خدا وجود نہ رکھتا ہو تو تمہارا کیا حال ہو گا سو اس کلام کا ایسا اثر ہوا کہ  
 وہ دہریہ فوراً ایمان لایا۔ ششم یہ کہ امر بقتضا کمال علمی کے تھا کہ حضرت علیؑ  
 زیادہ تر مصروف اور مشغول بود آسمی میں تھے اور خطبہ شہیقہ آپ کا جی ہو سو اس  
 بات کی خبر دیتا ہے کہ آپ فی الحقیقت فنا فی اللہ کے درجہ میں تھے یعنی متصل باللہ  
 ہو کر کے آپ نے اس خطبہ میں فرمایا انا اللہ انا اللہ انا اللہ انا اللہ انا اللہ انا اللہ  
 اور دیگر فقرات اس خطبہ کے بھی اسی قسم کے ہیں اور خدا کو معلوم ہے کہ آپ کا درجہ  
 خدا شناسی میں کس حد تک پہنچا تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ لو کشف الغطاء  
 لما ازدت یقیناً یعنی اگر اوٹھ جاتا پردہ تو نہ بڑھتا میرا یقین فقط یعنی کوئی حالت  
 غلطہ واسطے ترقی مدارج خدا شناسی کے ایکو باقی نہیں رہتی اور یہ بات اس  
 درجہ کی ہے کہ جس کو ہم لوگ نہیں سمجھ سکتے ہیں اور ایسا واسطے بہ تسک حدیث نبویؐ کے  
 ہم اس بات پر اکتفا کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ وہ شخص ہیں کہ جو خدا اور رسول خدا کو



دوست رکھتی تھی اور اونکو خدا اور رسول خدا دوست رکھتی تھی اور حضرت علی خدا کے پاس محبوب ترین خلایق تھے یہ سب نعم کشف امورات غیبی کا آپ کے یہ حال تھا کہ عین زمان جنگ میں معاویہ کو حضرت علی کی زبان سے اس بات کا دریافت کرنا منظور ہوا کہ حضرت علی پہلے مرینگے یا کہ خود معاویہ پہلے مرے گا سو اس حیلہ سے متواتر تین آدمی اوسکی طرف کر تین روز پرہم خبر لائے کہ معاویہ مر گیا اور دو روز تک ہمارے علی نے اس بات پر کچھ التفات نہیں کیا اور آخر تیسرے روز لوگوں کے اصرار پر صرف استقدر فرمایا کہ معاویہ نہیں مر سکتا ہر جب تک ڈارحی علی کے غضب بخون ہوا وہ شک نہیں ہے کہ معاویہ کو اس جواب کی خبر پا کر کے ایک قسم کی خوشی ہوئی ہوگی کہ حضرت علی اوسکے سامنے مرینگے مگر اسی بات سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اوسکو آپ کے علو درجہ اور مراتب کشف پر بخوبی اطلاع تھی اور یہی وجہ تھی کہ معاویہ نے اپنے مرض الموت میں یزید اپنے بیٹا کو افسوس کر کے کہا تھا کہ سننے اپنی عاقبت تیری محبت میں خراب کی۔ ہشتم یہ کہ حال ترقیات کشف کا آپ کے ایک اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ جب ابن لجم آپ کے پاس ایک تلوار نذر لایا تو آپ نے اوس تلوار کو دیکھ کر کے اور مبسم ہو کر کہے واپس دیا اور فرمایا کہ اس تلوار کو اپنے پاس رکھو اسی تلوار سے تم ہمکو قتل کرو گے تب اس بات پر ابن لجم بہت گھبرایا اور آخر مقتضای تقدیر کے حب قلعہ میں مبتلا ہو کر اوسی تلوار سے آپ کو ضرب لگایا اور جب آپ کے پاس لوگ شربت پینے کو لائے تب آپ نے اشارہ کیا کہ اول وہ شربت اوس قاتل کو دیا جائے اور جب اوس قاتل نے انکار کیا تو آپ نے اوسکے حال پر افسوس کھا کر کہے کہ اگر یہ قاتل اس شربت کو پیتا تو ہم اسکی شفاعت کرتے اور بعد اسکے یہ فرمایا کہ اگر ہم جائیں تو اس قاتل کو صرف ایک

ضرب لگاتا یعنی جیسا کہ اونسنے ایک ضرب لگایا ہی سو اسی طرح ہر ایک ضرب بمقتضای عدل شرعی کے لگایا جائے اور دو چار ضرب نہوگو کہ ایک ضرب سے وہ قاتل نہ مرے سو اس قصہ سے حال درجہ کثفت آپکا اور رحم بردشمن آپکا اور عدل آپکا اور صبر و رضا آپکا بخوبی تمام ظاہر ہوتا ہی اور کچھ شک نہیں ہے کہ حضرت علی اس اسلام میں نماز نمونہ حضرت مسیح کے تھے۔ ہم یہ کہ آپنے ایک بار اپنی خلافت میں فرمایا کہ ہم ابو بکر اور عمر اور عثمان سے کسی طرح پر کم رتبہ نہیں ہیں پس کیا وجہ ہی کہ ہماری خلافت میں اسقدر خلقت رہی سو بخوبی اس بات کو ہماری عرض بحضور شاہ مردان علی کے یہ ہی کہ آپکے علم سے کوئی بات مخفی نہیں ہے مگر حیا اور وفاداری آپکی ایسی ہے کہ اس سبب سے آپ سب کو زبان پر نہیں لاتے ہیں کہ یہ سب فساد و فتنہ آپکی خلافت میں دراصل بہ اہتمام خاص حضرت عائشہ کے تھا کہ بعلت دعویٰ بے بنیاد مطالبہ خون عثمان کے طلحہ اور زبیر کو اپنی طرف ملا کر کے جنگ جل میں آپ سے خود لڑا یہ اور صرف اس پر اکتفا کر کے کہ وہ خون آلودہ حضرت عثمان کا دُشمن میں معاویہ کے پاس بھیج کر کے اوسکو برا لکھتے کیا اور تمام عمر آپکی اسی اختلافات خانگی سے مکدر کٹی اور حال یہ ہی کہ حضرت عثمان سے حضرت عائشہ خود ملول اور اونکی جان لینے کی فکر میں تھیں اور اسی نظر سے جواب حضرت علی کا کیا جواب تھا کہ خون عثمان کا تم لوگوں کے دامن سے ٹپکتا ہی اور مطالبہ خون کا ہم سے کرتے ہو۔ دہم یہ کہ بذکر فضائل علی حضرت علی کے اس بات کا بھی ذکر مناسب مقام ہے کہ اشعار کے نہایت عمدہ خیالات کے ہو تے تھے اور ایک دیوان علی آپکا مرتب ہی اور اس مقام میں چند اشعار آپکے تینا و تبرکات بجا میں ملے

تصنیف جناب مولوی سید علی صاحب سیر مع ترجمہ نقل کیے جاتے ہیں۔ اشعار

اذا عا ترا مع سنین عامًا      نصف العمر منجم اللبالی

یعنی جب کوئی شخص دنیا میں ساٹھ برس زندہ رہی تو آدمی عمر اوسکی تو راتوں میں گزر جاتی ہے و نصف النصف مضی لیس پیدی لغفلتہ میمنہ عرشا

اور آدمی کا آدھا یعنی پندرہ برس ایام تا بلوغ کے اس طرح گزر جاتے ہیں کہ بسبب نادانی کے داہن اور بائیں ہاتھ میں فرق نہیں کرتا ہے۔ وثلث النصف آمال و

و شغل بالمکاسب العیال اور آدمی کی تہائی یعنی دس برس آرزو اور حرص میں اور کسب معیشت اور عیال داری میں گزرتے ہیں۔ و باقی العمر استقام و

شیت و ہم بار خال انتقال اور باقی عمر بیماری اور پیری اور رنج کج و مرگ مگرتی ہے یعب المرع طو العمر جہلاً و قسمت علی هذا المثال دوست رکھتا ہے

آدمی طول عمر کو بوجہ حالت کو حالانکہ تقسیم اوسکی اس مثال پر ہے۔ و یکر وفدت علی الکریم بغیراد x مر الحسبات والقلب السلیم وارد ہوا میں دروازہ پر کریم کے

اور کچھ زادیرے پاس نہیں ہے اور نہ کچھ حسنت ہے اور نہ قلب سلیم ہے فجل الزاد اقبہ کل شئ x اذا کان الوفی علی الکریم پس توشہ لیجانا قبیح تر ہر چیز کا ہے جبکہ

ایک آدمی حمان او پر وادہ شخص کریم کے و یکر لک الحمد بالالحمد و الحمد العالی تبارک تقطع من تشاء و تمنع تجکو حمد ہے اسے صاحب جو و اور مجد اور عطا

سبارک ہے تو اور عطا کرتا ہے تو جبکو چاہیے اور روکتا ہے تو جبکو چاہیے الہی اجزی من عذابک اثنی x اسید ذلیل خائف لک اخضع ای اللہ میرے نجات دی تجکو

اپنی عذاب سے اسلئے کہ میں تیرا قیدی ہوں اور ذلیل اور خوفناک ہوں اور تیری سزا زیادہ تر عاجز کنی والا ہوں۔ الہی لان عذبتنی الف حجتہ x فجل رجائی منک کاشقطع

اسے خدا میرے اگر تو ہزار برس مجھ کو عذاب کر گیا تو جب بھی رشتہ امید کا میرے  
 تجھے قطع نہوگا اللہ وائینے شلقین جتنے x ادا کا زلی فی القبر صنوی و مضع  
 بار الہما تو میرا سونس ہو تلقین کرنے میں میرے حجت اور دلیل کے جبکہ ہو میری لکھ  
 قبر میں ٹھکانا اولینا الہی اذ فی طعم عفوہ یوم لا x بنون وکامال ہنا لک ینفع  
 اسے میرے خدا چکھا تو مزہ عفو کا اپنے جسدان کہ نہ اولاد اور نہ مال وہاں پر نفع  
 دیگا۔ ویکر تخیل خلیلا من فعالک انما x قرب الفتنۃ فی القبر ما کان یفعل  
 اختیار کر تو ایک دوست کو اپنے اعمال اور افعال سے سو اسطے کہ رفیق آدمی کا  
 بیچ قبر کے وہی ہے جو وہ کام کرتا ہو وکلا بعد الموت من ان تعداۃ لیوم  
 نیادی المر فی فیقبل اور ضرور ہو بعد مرنے کو یہ بات کہ حساب لیا جا رہی تجھے بات  
 اوس کام کے ایک دن کو کہ وہ مرد بیکار جا گیا پس سانسے حاضر ہوگا وہ مرد  
 فان کنت مشغولا بنیۃ فلا تکتن + بغیر الذی یرضی بہ اللہ تشغل پس اگر ہو  
 مشغول ساتھ کسی شے کے پس ہرگز نہ مشغول ہو تو ساتھ غیر اوس چیز کے کہ جس سے  
 راضی ہو اللہ۔ فلن یصیبک الانسان من بعد موتہ x من قبلہ الذی کا عمل  
 پس ہرگز نہ ہو چکھا انسان کو بعد مرنے کے اور قبل اوس موت کے مگر وہ جو کہ کام  
 کرتا تھا وہ آدمی کا انما الانسان ضیف کلاھلہ یقیم فلیلا بینہم ثم یرحل  
 خبردار رہو کہ انسان ایک جہان ہی اپنے گھر والوں میں اور صرف تھوڑے روز  
 رہتا ہی اون لوگوں میں تب کوچ کر جاتا ہی۔ یازدہم ایک بار صحابیوں نے حضرت  
 رسول خدا کے پاس شکایت کی کہ کلام علی کا مقفے وسیع ہوتا ہی یعنی کلام میں  
 تکلف کرتا ہی حالانکہ بول چال سیدھی اور بے تکلف چاہی تب حضرت رسول خدا  
 حضرت علی اور دیگر صحابیوں سے پوچھا کہ کس شخص کو کیا چیز مرغوب ہی سب صحابیوں نے

اپنے ان پر پسند کو کہا اور جب حضرت علی کی باری آئی تب حضرت علی نے کہا کہ ہم  
 پسند کرتے ہیں اکرام الضیف والسیف فی الصیف کو یعنی عزت ہمان اور تلوار  
 چلانے کو گرمی میں تب رسول خدا نے صحابیوں کو کہا کہ یہ یقینی و سبب بولنا علی کا براہ  
 تکلف نہیں ہے۔ و وادہم یہ کہ تحریرات شرابی بھی اکثر صنعت تجنیس وغیرہ سے  
 خالی نہیں ہوتی تھی چنانچہ حضرت علی نے معاویہ کو یہ نامہ لکھا جو کہ تاریخ انجیس  
 عربی چھاپہ مصر میں ہے غرض کہ فصار قصار ذلك فاحش فاحش فعلك  
 فعلك قندی بهذا یعنی مغرور کیا تجھ کو عزت فی تیرے پس ہو گیا انجام اوس بات  
 کا یہ ڈر تو فاحش فعل کو اپنے پس شاید کہ ہدایت پاوی تو ساتھ اس نصیحت کے  
 اور یہ امر قابل ملاحظہ کے ہے کہ یہ نامہ تمام صنعت تجنیس میں یہ لکھا علی قندی  
 علی قندی یعنی اوپر قدر و منزلت میرے جوش کہا یا میرے دیگ فی۔ سو اگرچہ یہ دو  
 لفظ کا جواب معاویہ کا بھی اسی صنعت تجنیس میں ہے مگر این الورد من این الحمر  
 یعنی کہان درم اور کہان گوشت۔ اور بستی خیال معاویہ کی اس جواب سے بھی ظاہر  
 ہے اور یہ قول مفصلہ ذیل حضرت امیر علیہ السلام کا بھی کس قدر بلغ و لطیف واقع  
 الدین الدنیا کا المشرق المغرب فاذا قربت الی احدہما بعدت عن الاخر یعنی دین دنیا  
 مثل پورب و پچم کے ہے پس جب تو نزدیک ہوا کوئی ایک سے اونکے تو دور ہوا  
 تو دوسرے سے فقط دیکھنا چاہیے کہ کیا تشبیہ حکیمانہ اور کیا عمدہ مقابلہ و شرکاء

### فصل ۲۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علیؑ وعن جابر قال عارسلو الله صلی الله  
 علیہ وسلم علیاً یوم طائف فانتجاء فقال الناس لقد طال النجاء مع ابن عمی فقال  
 رسول الله صلی الله والہ وسلم ما انتجیہ ولكن الله انتجیا ۵

رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے جابر سے کہ بولایا آنحضرت علی کو بروز غزوہ طائف کو پس رازمین بات کیا ساتھ اوس کے پس کہا لوگوں نے ہر آئینہ تحقیق کہ طول ہوا رازمین بات کرنا اوس نبی کا ساتھ پس عمر اپنے پس کہا رسول اللہ نے کہ سمجھئے رازمین بات نہیں کی اوس سے لیکن اللہ نے رازمین بات کی اوس سے روایت کی اوس کو ترمذی نے فقط اس جگہ سے معاویہ راز و نیاز کا درمیان بیغیرہ خدا اور حضرت علی کے اور چون و چرا کرنا لوگوں کا خوب سمجھا جاتا ہے۔

### فصل ۲۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلي لا يجل الا حد يحنبني هذا المسجد غيبي وغيرك قال علي بن المنذر فقلت لضرار بن صرصر ما معنى هذا الحديث قال لا يجل الا حد يستطر حسب اخي غيرك رواه الترمذی ترجمہ اور روایت ہے ابی سعید کہ کہا اوس نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی شخص جنب کر بیچ اس مسجد کے سوائے میرے اور سوائے تیرے گذر کرنا کہا ابن منذر نے کہ پوچھا غیبت ضرار ابن صرصر سے کہ کیا معنی اس حدیث کے ہیں تب کہا اوس ضرار نے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی شخص کے کہ راہ بتا دے اوس مسجد کو در حالت جنب کر سوائے میرے اور سوائے تیرے روایت کیا اوس کو ترمذی نے فقط شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ علی ابن منذر نے پچھن حج کیا اور شیعی محض ہے لیکن ثقہ اور صدوق یعنی نہایت سچا

### فصل ۲۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ام عطية قالت بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیشا فيهم علي قالت فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہودافع یدیدہ یقول اللہم لا تمٹنہ ختنہ ترینہ علیا رواہ الترمذی ترجمہ  
اور روایت ہوام عطیہ صحابیہ سے کہ روانہ کیا پیغمبر خدا نے ایک فوج کو کہ اوسین  
علی تھے اور کہتے ہیں ام عطیہ کہ ہم نے سنا پیغمبر خدا کو دو ہاتھ کو اوٹھا کر کے کھڑے ہوئے  
کہ اگر میرے خداست مار مجھ کو یہاں تک کہ دکھلاوے تو مجھ کو علی کو روایت کی کہ  
ترمذی نے فقط یہ سب خصوصیت راز دنیا زمندرجہ فصل بالا کے اور یہ تعلق پیغمبر خدا  
کا ساتھ حضرت علی کے اور دیگر حالات شرف مراتب حضرت علی کے صرف زمانہ  
حیات رسول اللہ تک تھا ورنہ ابتدای مرض الموت پیغمبر خدا سے رنگ یاروں کا بدل

### فصل ۲۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ام سلمہ قالت قال رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم لا یحب علیاً منافق ولا یغضب مؤمن رواہ احمد و الترمذی  
ترجمہ روایت ہوام سلمہ زوجہ رسول خدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ  
نہیں دوست رکھیگا علی کو کوئی منافق اور نہین بغض رکھے گا اوس علی سے کوئی  
مومن روایت کی اوسکو احمد و ترمذی نے فقط یہ حدیث بتائید حدیث مندرجہ فصل  
کے ہر کہ اوسکا مضمون یہ ہر کہ نہین دوست رکھیگا علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا  
علی سے مگر منافق غرض کہ محبت علی کی شرط ایمان بلکہ عین ایمان ہے -

### فصل ۲۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ام سلمہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم من سب علیاً فقد سب تنہ رواہ احمد ترجمہ روایت ہے  
ام سلمہ زوجہ پیغمبر خدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جس شخص نے کہ  
گالی دی علی کو گالی دی اوس شخص نے مجھ کو فقط روایت کی اوسکو احمد نے



اور شاہ عبدالحق صاحب اپنی شرح میں وجہ اسکی یہ لکھتے ہیں کہ گالی دینے سے حضرت علی کے گالی دینا خود پیغمبر خدا کو لازم آتا ہے یعنی کہ اس توجیہ کرنے سے ایک بواہر کسر سنت کی بخوبی تمام پائی جاتی ہے کہ جس سے یہ بات مستنبط ہوتی ہو کہ گالی دینا علی کا خود کوئی امر سنگین نہیں ہے مگر چونکہ وہ گالی منجر بدشتنام ہی پیغمبر خدا بوجہ برادر عم زادہ ہونے کے ہوتی ہے سو اس واسطے گالی دینا حضرت علی کا عین گالی دینا پیغمبر خدا کا ہے اور اگر شاہ صاحب کو جوش محبت باعلی ہوتا تو کیا یہ توجیہ ممکن نہیں تھی کہ علی و بنی میں کچھ فرق نہیں ہے کہ حدیث میں لفظ لخمی و دملحی و انت منہ لانا منک واقع ہے یعنی کہ تیرا گوشت میرا گوشت اور تیرا خون میرا خون ہے اور تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور شیعیان زمانہ کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ ہر گاہ معاویہ ان کے خلیفہ بحق نے حضرت علی پر دشنام و لعن منبر پر جاری کیا تو بوجہ تعیل طبعوا للہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کے یہ شیعیان ہی در کلفت حضرت علی پر گالی و لعن دے سکتے ہیں اور سنی صاحبان خطای اجتہادی معاویہ کے قائل ہیں سو یہ نسبت اس بات کو کیا فرما دیتے کہ حضرت علی پر گالی اور لعن حکم معاویہ کے منبر پر زمانہ دراز تک ہوتی رہی واہ واہ کیا خوب خطا ہے اجتہادی ہے اور کیا معاویہ پر یہ الزام عائد نہیں ہو سکتا ہے کہ بوجہ دشنام دینے علی کے معاویہ نے دشنام دہی خود رسول پر کی اور اسوجہ سے معاویہ کیا کافر مطلق نہیں ہوا اور کیا مرتبہ ہونا کسی صحابی کا واقع نہیں ہوا ہے جیسا کہ عبید اللہ بن جحش شوہر سنی ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتبہ ہو کر بصرانی ہو گیا اور افسوس ہے کہ کسی کتاب اہلسنت میں بمقابلہ اس دشنام علی کے کچھ نفرت سنہوں کی معاویہ سے پائی نہیں جاتی ہے اور حدیث ۱۱ اور حدیث ۱۲ میں مندرجہ فعلیون بالاک کے جو کچھ حضرت ام سلمہ سے

روایت ہے سو حال اس زوجہ رسول اللہ کا یہ ہے کہ یہ بی بی تمام تر راہ راست پر اور  
بطرف اہل بیت کی ہیں اور حال انکا ساتھ حضرت عائشہ کے قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے

### فصل ۲۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نیک مثل من عیسے ابغضتہ الیہود حتی یقتلوا ما واثق  
النضاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ الی لیست لہ ثم قال یھلک فی رجلاں محمد بن  
یقرظنی بما لیس فی و یبغض یجل شئانی علی ال یبغضنی رواہ احمد ترجمہ اور روایت  
ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوس نے کہ کہا محمد بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تجھ میں  
ایک مثل ہے عیسیٰ کی کہ بعض رکھا اوس سے یہودی یہاں تک کہ بہتان دیا اوسکی  
مائے کو اور دوست رکھا اوسکو نصاریٰ نے یہاں تک کہ اوتار لائے اوسکو اوس  
درجہ تک کہ جو نہیں ہے اوسکو اور بعد اوسکے فرمایا علی نے کہ ہلاک ہونگے ہماری  
وجہ سے دو مرد ایک محب مقرر کہ جو تعریف کرے ہماری ساتھ اوس بات کی کہ جو  
نہیں ہے محمد میں اور دوسرے بغض کرنے والا کہ جو باعث ہوتی ہے عداوت میری  
اوپر بہتان کرنے میرے روایت کی اوسکو احمد نے فقط شاہ عبدالحق صاحب لکھنؤ  
ہیں کہ سرمایہ سعادت دو چیز ہے محبت خاندان بنی اور تعظیم اصحاب اسطرح پر کہ یہ  
دو لون یا تین جمع ہوں ساتھ اعتدال کے اور یہ رائے شاہ صاحب کی بہت  
درست ہے اور یہ مثال حضرت علی کی ساتھ حضرت سید کے بہت واقعی ہے کہ جسطرح  
قوم نصاریٰ نے حضرت سید کو درجہ خدا تک قرار دیا سو اوسطرح پر اس بہت محمدی  
میں بھی ایک فرقہ نصیری کا ہوا کہ جو حضرت علی کو خدا جاننے لگا اور حضرت علی کو  
جو تمام اطوار اور اخلاق میں شاہ بہت ساتھ حضرت سید کو اس کتاب میں جایا جاوہ شاہ پائی جائے

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علی وعن بريدة قال خطب ابو بکر وعمر  
رضی اللہ عنہم فقال رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم انھا صغیرۃ فخطبھا  
علی قوجھا منہ رواہ النسا — ترجمہ اور روایت  
ہی بریدہ سے کہ خواہش کی ابو بکر اور عمر نے فاطمہ کی تب فرمایا رسول اللہ نے کہ  
وہ فاطمہ چوٹی ہے تب خواہش کی اوسکی علی نے پس بیاہ دیا رسول خدا نے اوس  
فاطمہ کو اوس علی سے روایت کی اوسکو نسائی نے فقط اور شاہ عبدالحق صاحب  
اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ روایت میں آیا ہے کہ کہا ام ایمن نے علی سے کہ تم کو سوا  
خواہش فاطمہ کی نہیں کرتے ہو حالانکہ تم عم رسول خدا کے بیٹا ہو تب کہا علی نے  
کہ ہکو شرم آتی ہے کہ ہم اس بات کو مقابلہ میں کہیں تب پیغمبر خدا نے سنا اس بات  
کو اور رخصی ہوے اور جب حضرت علی کو مرضی آنحضرت کی دریافت ہوئی تب  
حضرت علی نے اپنی خواہش کو ظاہر کیا اور آنحضرت نے حضرت فاطمہ کا بیاہ سنا  
حضرت علی کے کر دیا فقط اور یہ صفت حیا کی حضرت علی میں ایک خصوصیات سے  
اونکے ہے کہ باوصف صلاح دینر ابن عباس کے حضرت علی نے بوجہ حیا کرمضاموت  
میں رسول خدا کے آنحضرت سے اجازت خلافت کی طلب نہیں کی اور حضرت عمر کو  
جو خواہش شادی ساتھ حضرت فاطمہ کے تھی سوا انجام یہ ہوا کہ واسطے عقد اپنی سہ  
ام کلثوم دختر فاطمہ کے حضرت عمر نے بقوت خلافت اپنی بہت کچھ اصرار بعد وفات  
فاطمہ کے کیا کہ تصریح اسکی آئندہ اپنے مقام پر کیجاگی۔

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ

اللہ علیہ السلام بسر شد الابواب الالباب علی رواہ الترمذی  
ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے حکم دیا واسطے بند کرنا  
دروازوں کے کہ جو بطرف مسجد شریف کرتے تھے سوائے دروازہ علی کے روایت کی اسکو  
ترمذی نے فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ گشج اس  
حدیث کی اس حدیث کی گشج میں بیان کی گئی کہ جو بہ نسبت حضرت ابوبکر کے ہی  
اور وہ حدیث حسب ذیل ہے لا یتقیان فی المسجد خوختہ الا خوختہ ابی بکر ۱۴  
یعنی کسی شخص کے دیوار میں کوئی روزن بطرف مسجد کے نہیں چھوڑا جائے سوائے  
روزن دیوار ابوبکر کے سوا ہمارے نزدیک ان دونوں حدیثوں میں کچھ اختلاف  
نہیں ہے اس واسطے کہ حدیث نسبت علی کی بابت دروازہ کے ہی اور حدیث  
ابوبکر کی نسبت روزن دیوار کے ہی تو در بیان دروازہ اور روزن کے کیا اختلاف  
ہو سکتا ہی اور سوائے اس حدیث نسبت دروازہ علی کے اس مانہ کی ہی کہ حبش  
میں حضرت حمزہ زندہ تھے کہ جو جنگ احد میں شہید ہوئے تھے اور حدیث  
روزن دیوار ابوبکر کی دو چار روز قبل انتقال حضرت پیغمبر خدا کے ہی۔

### فصل ۳۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کان لارضیۃ  
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکن لاحد من الخلائق اتیتہ یا علی سفاہل  
السلام علیک یا بنی اللہ فان تنحن انصرفت الا دخلت علیہ رواہ النسائی  
ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ کہا اوسنے کہ تہی واسطے میرے ایک لبت  
رسول اللہ کے پاس کہ نہ تہی وہ منزلات واسطے کسی ایک شخص کے خلائق میں سے  
کہ جاتا تھا میں اوس رسول کے پاس تڑکے قبل صبح کے اور کہتا میں سلام علیک

یا نبی اللہ پس اگر کہا سے کرتے آپ تو میں پھر آتا و اگر نہ میں آپ کے پاس حاضر ہوتا اور شاہ عبدالحق صاحب اپنی شرح میں اقرار کرتے ہیں کہ یہ مرتبہ کسی شخص کو نہیں تھا کسواسطے کہ حضرت علی قریب تھو آنحضرت سے مکان میں اور اختلاط اور صاحبیت اور انوث میں بخت نسبت فاطمہ کے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ زمان مرض الموت حضرت رسول خدا سے کچھ درجہ اور منزلت حضرت علی کو باقی نہیں رہا کہ جسکی تفصیل آئندہ ہوگی۔

### فصل ۳۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعنده قال کنت شاکیا مریضا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا قول اللہ عزوجل ان کان فارقنی فانحنی وان کان فارقنی فانحنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کيفلت فاعاد علی ما قال فصریر جلد وقال اللهم عاف اذا شف شئت الراوی فضا اشکیت وجع بعد دواء الترمذی — ترجمہ اور روایت ہے حضرت علی سے کہ ہم بیمار تھے پس گزرے حضرت رسول میری طرف ہو کر کے اور میں کہہ رہا تھا کہ اے میرے خدا اگر میری موت پہنچی ہو تو راحت دی مجھ کو یعنی ہم مر جائیں اور اگر اوس موت میں دیر ہو تو آسان کر زندگی میری اور اگر وہ بیماری ایک امتحان ہو واسطے میرے پس صبر دی تو مجھ کو پس چھپا آنحضرت نے کہ کیا کہا تو نے تب اعادہ کیا حضرت علی نے اوس بات کو جو کہ کہا تھا پس مارا آنحضرت نے اوس علی کو اپنے پانوں سے اور فرمایا کہ اے میرے خدا عافیت دی تو اوس علی کو یا راوی شک کرتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ شفاء تو اوس علی کو پس حضرت علی کہتے ہیں کہ ہم کو وہ شکایت درد کی نہیں ہوئی

بعد اسکے کبھو ردایت کی اوسکو ترندی نے فقط معلوم ہوتا ہی کہ حضرت علیؓ  
 میں ایک ایسی کیفیت رضا اور تسلیم میں تھے کہ مرنا اور شفا اور امتحان ہر بات میں  
 راضی تھے مگر آنحضرتؐ کی شفقت کا یہ حال تھا کہ تھل خیال مرگ کا سفر علیؓ کے  
 بسبب کمال جوش محبت کو آپ کو نہیں تھا یہاں تک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۴ ظاہر  
 کہ جب حضرت علیؓ کو ایک لڑائی پر بھیجا تھا تو آنحضرتؐ دلوں ہاتھ اوٹھا کر دعا  
 مانگتے تھے کہ اللہم لا تمٹنہ حتی ترینی علیاً یعنی نہ مار تو مجھ کو بغیر اسکے کہ دکھلا دے  
 تو مجھے علیؓ کو اور اس حدیث سے ایک تعلیم اس بات کی بھی معلوم ہوئی کہ بندہ کو  
 حالت بیماری میں صرف صحت اور شفا کی دعا مانگنی چاہیے۔

### فصل ۳۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عائشۃ قالت کنا ازواج  
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم عندہ فاقبلت فاطمۃ مائطۃ مشیرا من مشیرہ سہول  
 اللہ فلما رأھا قال مرحبا یا بنتی ثم اجلسا ثم سارھا فبکت بکاء شدیداً فلما  
 رای حزہا سارھا الثانیۃ فاداہ تضحک فلما قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 والہ وسلم سالتہا عما سارک قالت ما کنت لافشۃ علی رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ والہ وسلم سراً فلما توفی قلت عمت علیک بما علیک من الحق لما اخرجت  
 قالت اما الان فنعیم اما حین سارنی فلما مر الاول فانه اخبرنی ان جبرئیل کان  
 یعارضنی القرآن کل سنۃ حرۃً وانه عارضنی بہ العام مرتین ولا یری الا جمل الاقد  
 اقترب فاتقی اللہ واصبری فانی نعم السلف انالک فبکیت فلما رای جوعی سارنی  
 الثانیۃ قال یا فاطمۃ لاترضین ان تكون سیدۃ نساء اهل الجنة او نساء العالمین فی رب  
 فساد ان یبصر فی وجع فبکیت ثم سارنی فاجزی اول اہلبیت ابنتہ فصاحت متفوقاً علیہ

ترجمہ روایت ہر حضرت عائشہؓ کہ کہا اس نے کہ ہم لوگ میدان سونچا کی اوس سول کے پاس پہنچے  
 کہ انہیں فاطمہؓ جو کہ چال او کی جدا و ممتاز نہ تھی چال سے رسول اللہؐ کے پاس جب گیا اوس  
 نے فاطمہؓ کو کہا رسول (خوش ہوا) یہی ٹیٹی تھی یا حضرت رسولؐ نے اوس فاطمہؓ کو اور کچھ  
 پوشیدگی سے بات کی اوس سے تب اوس نے نہ سخت رو نہ لپڑا نہ بلکہ دیکھا پیغمبر خدا  
 نے حزان و ملال کو اوس فاطمہؓ کے تو راز میں بات کی اوس سے بار دوم تب اٹھا  
 ہنس پڑا تو جب کہ پیغمبر صاحب اوٹھ گئے اوس مجلس سے تو پوچھا جسے اس  
 فاطمہؓ سے کہ کیا وہ بات راز کی پیغمبر صاحب نے تجھ سے کی فاطمہؓ نے کہا کہ ہم  
 نہیں ہیں کہ راز نبیؐ کو افشا کرین پس جب مر گئے رسولؐ اوس نے کہنے کہا فاطمہؓ سے کہ  
 تجھ کو قسم ہے ہمارے حق مادی کی کہ خبر دی تو مجھ کو تب کہا فاطمہؓ نے ہاں اب ہم  
 کہیں گے سو بار اول جو پیغمبر خدا نے ہم سے سخن راز کہا تھا سو ہم یہ بات کسی  
 کہ جبرئیلؑ ہم سے مقابلہ کیا کرتے تھے قرآن کو ہر سال ایک مرتبہ اور اس سال  
 مقابلہ کیا اوسے دو مرتبہ اور ہم نہیں دیکھتے ہیں سورہ کریمہ بات کہ تحقیق کہ وہ نبیؐ  
 نزدیک ہو گئی پس خدا سے تقویٰ کر تو اے فاطمہؓ اور صبر کر تو پس تحقیق ہم اچھ  
 سے ہیں واسطے تیرے تب ہم روئے اور جب دیکھا پیغمبر خدا نے بیقراری کو میرے  
 تب کہا پیغمبر خدا نے کہ اے فاطمہؓ کیا تم راضی نہیں ہو اس بات سے کہ تم سردار ہو  
 عورتیں اہل بہشت کی یا اور عورات تمام عالم کی اور ایک روایت میں ہے کہ  
 کہا فاطمہؓ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے پوشیدگی میں کہ قبض روح اونکا ہو گا اوکے فور  
 میں اور اوس پوشیدگی میں ہم کو خبر دی کہ ہم اول اہلبیتؑ کی ہیں جو چھپے جا رہے  
 اوس پیمبرؐ کے تب ہنسے ہم متفق علیہ جیسا کہ سینوں کی عادت ہے کہ جہان پر کچھ  
 فضیلت اور خصوصیت علیؑ اور فاطمہؓ کی بانی جانیگی تو وہاں پر کسی لوگ انہو حضرت



ابو بکرؓ اور عائشہ کو ضرور یاد کرینگے چنانچہ موافق اسی عادت کہ شاہ عبدالحق صاحبؒ نے اس حدیث کی شرح میں فضل عائشہ کا بھی ذکر کیا مگر شکر ہے کہ کسی طرح پر فضیلت حضرت فاطمہ کو قبول کیا ہے۔

### فصل ۳۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعز المسود بن مخزوم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال فاطمہ بضعة منی فمن اغضبها اغضبتنی وفی رایتہ بریدنی ما اراہا یوذینی ما اذا ہا متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے سورابن مخزوم سے کہ تحقیق کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ فاطمہ پارہ گوشت ہر مجھ سے پس جس شخص نے کہ غمہ دلایا اس فاطمہ کو غصہ دلایا مجھ کو۔ اور ایک روایت میں ہو کہ ناخوش کرتی ہے مجھ کو وہ چیز کہ جو ناخوش کرتی ہے اس فاطمہ کو یا ایذا دیتی ہو مجھ کو وہ چیز جو کہ ایذا دیتی ہے اس فاطمہ کو متفق علیہ فقط شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے عوز اور دختر ابو جہل سے شادی اپنی چاہی تھی اور حضرت رسولؐ نے اسے مشورہ چاہا تب آنحضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور حضرت علیؑ نے معذرت کی رسولؐ سے اور کہا کہ ہم ہرگز وہ کام نہ کریں گے کہ جس سے تو ناخوش ہو اور رسولؐ کے مگر شاہ صاحب نسبت اس امر کے کیا فرمادینگے کہ حضرت فاطمہؑ نے دعویٰ باغ فذک وغیرہ کا حضرت ابو بکرؓ کے پاس پیش کیا اور حضرت ابو بکرؓ نے جو نوشتہ و اگذاشت باغ مذکور کا حضرت فاطمہؑ کو دیا تھا سو حضرت عمرؓ وہ کاغذ اپنے سے لیکر کے حضرت ابو بکرؓ کے پاس لائے اور وہ کاغذ چاک کر دیا گیا کہ بعد اس قصہ کے حضرت فاطمہؑ نے عہد کیا کہ حضرت ابو بکرؓ سے تاحیات اپنی بات نہ کریں گے اور وصیت کی کہ اونکے جنازہ پر ابو بکرؓ کا نہ آوین اور ویسا ہی ہوا سو اس قصہ کا ملاحظہ فرمائیے

فاطمہ کا تمار عیان ہو اور علاوہ اسکے بھی جو جو حالات پروردگار کی نسبت حضرت فاطمہ کے پیش آئے سو بمقام ذکر خلافت حضرت ابوبکرؓ کے مذکور ہونگے۔

### فصل ۳۳

الله  
مشکوۃ المصابیح باب ساقب اہلبیت و من یدبنا ر قم قال قام رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم یوماً فینا خطیباً بما یدعی خباہن مکة والمدینۃ فحمد  
واثنی علیہ وعظ و ذکر ثم قال ایہا الناس انما انا بشر فیتک ان  
یا تینی رسول ربی فاجیب ان اتارک فیکم الثقلین ولہما کتاب اللہ فیہ  
الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ و  
فیہ ثم قال اہل بیتہ اذ کرکم اللہ فی اہل بیتہ اذ کرکم اللہ فی اہل بیتہ و فی رواہ کما  
اللہ هو جل اللہ من اتبعہ کان علی الہدی ومن ترکہ کان علی الضلالہ رواہ مسلم  
ترجمہ اور روایت ہر زید ابن ارقم سے کہ کہا اوس نے کہ اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گونہ  
خطبہ پڑھتے ہوئے اوپر ایک مقام پائی کے کہ بولا جاتا ہر خم کر کے درمیان کہ اور دینہ کے  
پس حمد اور ثنا پڑھی آنحضرتؐ فرمادی اور وعظ فرمایا اور یاد الہی دلایا اور بعد اسکے فرمایا  
کہ بعد حمد و ثنا کے خبردار ہواے لوگو کہ ہم صرف ایک آدمی ہیں کہ قریب ہر یہ کہ آوے  
ایک بھیجا ہوا ہمارے رب کا اور ہم قبول کریں اوس پیغام کو یعنی کہ ایک فرشتہ جان لینے کو  
آوے اور ہم انتقال کریں اور چوڑی فرمائی ہن تم لوگوں میں دو بھاری اور نفیس چیزیں  
کو کہ اول اون دونوں کا کلام اللہ ہے کہ جس میں ہر ایت و لور ہے پس لو تم لوگ کلام اللہ  
کو اور مضبوط پکڑو اور ہر گنہ گار کو سو بخدا نے اوپر کلام اللہ کے اور ترغیب دلایا  
اور ہے اور بعد اسکے کہ رسول نے کہ دوسری چیز اہلبیت میری ہے کہ یاد دلاتے ہیں ہم تم کو  
کو خدا کی سچ حق اہلبیت میرے یاد دلاتے ہیں ہم تم کو خدا کو کون سچ حق اہلبیت میرے

اور ایک روایت میں ہے کہ کلام اللہ وہ رشتی خدا کی ہے کہ جو شخص تالبعہ داری کرے  
 اسکی سو ہوگا وہ ہدایت پر اور جو شخص کہ ترک کرے اس کلام اللہ کو سو ہوگا وہ شخص  
 اوپر گمراہی کے اور روایت کی او کو مسلم نے فقط اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت  
 نے دو چیز بزرگ واسطے ہم لوگوں کے چھوڑی ہے ایک قرآن شریف اور دوسرا اہلبیت  
 سنتی لوگ اس اہلبیت کو معنی بتانے میں کیا تصور کرینگے چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب لکھتے ہیں  
 کہ اہلبیت سے اشارہ واسطے اخذ سنت کر ہے سو یہ بات ہم کو صرف براہ اخذ سنت کر  
 معلوم ہوتی ہے ورنہ اصل معنی صرف اس قدر ہے کہ قرآن اور اہلبیت دونوں ایک  
 ہیں یعنی کہ اعمال و اخلاق اہلبیت سے معنی قرآن کا سمجھا جائے کہ جیسا اہلبیت اور رسول  
 کے ہیں تو وہی لوگ معنی قرآن کا بھی خوب سمجھتے ہونگے اور برخلاف او کو دوسرے  
 لوگوں کا سمجھنا اور سمجھانا کوئی چیز نہیں ہے۔

### فصل ۳۵

مشکوۃ لمصابیح باب مناقب اہلبیت وعن البراء والاثم النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم والحسن بن علی علی عاتقہ یقول اللہم انی احبہ فاحبہ متفق علیہ وعن  
 ابی ہریرۃ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طائفۃ من  
 النہار حتی اتی جباء فاطمۃ فقال اثم لکم اثم لکم یعنی حسنًا فلیت ان جاء  
 یسعی حتی اعشق کل واحد منہما صاحبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سلّم اللہم انی احبہ واحب من یحبہ متفق علیہ ترجمہ اور روایت  
 ہے برسرے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا میں پیغمبر خدا کو در حالیکہ حسن بن علی او پر دوش  
 اوس رسول کے تھکے کہتے تھے وہ رسول کہ اے اللہ میرے تحقیق کہ میں دوست  
 رکھتا ہوں اوس حسن کو پس دوست رکھ کہ تو اوس حسن کو متفق علیہ اور روایت ہے

ابو ہریرہ سے کہہا اوسنے کہ شکے ہم ساتھ رسول خدا کے ایک حصہ میں دن کے بیٹھا کہ  
چونکہ وہ رسول گمہ کو فاطمہ کے پس پوچھا اوس سول نے ایا وہاں ہی چھوٹا بچا ایا وہاں ہی  
یعنی حسن پس دیر نہیں ہوئی کہ اے حسن دوڑتے ہوئے بیٹھا کہ لگا لیا ایک نے  
دوسرے کو پس فرمایا رسول خدا نے کہ اے میرے خدا بہتیق کہ میں دوست کہتا ہوں اؤ حسن  
پس دوست رکھ تو اوسکو اور دوست رکھ تو اوس شخص کو جو دوست رکھ اے سکو مغزو علیہ  
فقط سینوں کو ساتھ حضرت امام حسن علیہ السلام کے کچھ خصوصیت نہیں ہر بلکہ ایک طرح پر  
سینوں کو اونکو طرف سے فراغ خاطر ہے کہ امام حسن نے خلافت اپنی معاویہ کو تسلیم کی مگر معاویہ  
جب قدر کہ امام حسن کو دوست رکھتا تھا معاویہ ایک امر سے ظاہر ہوگا کہ تاریخ اربعہ میں  
چھاپہ سرزمین ہے کہ جب معاویہ نے خبر فوت امام حسن کی سنی تو اری خوشی کے ساتھ کہ  
اللہ اکبر تکبیر خوشی کی کہنے لگا تب فاختہ اوسکی بی بی نے تعجب سے پوچھا کہ کیا تم فوت  
پس فاطمہ پر خوشی کرتے ہو تب معاویہ نے کہا صاحب کبریت شامتہ ولکن اذ تراجہ قلبی  
یعنی بٹنے تکبیر خوشی کی براہ شامتہ نہیں کی ہے ولکن اس خبر سے دل کو میرے حسین  
ہوا یعنی دل کو ٹھنڈک ہوئی سچان اللہ کیا دل ہے آپکا کہ فوت حسن بن فاطمہ تو  
آپکے دل کو رحمت پہونچی ہے نف و نفین ہے ایسے دل پر اور اوسوقت میں عموں کو لوگوں  
کا دل اہلیت کی طرف سے اس قدر بھر گیا تھا کہ حضرت امام حسن نے فوت مرنے کے  
بعد وصیت کی کہ ہماری لاش کو روضہ رسول خدا کے پاس لیجاؤ اور اگر لوگ غصی ہوں  
تو قریب اوس روضہ مبارک کو دفن کرو ورنہ دوسری جگہ دفن کرو چنانچہ لاش امام  
معصوم کی حسب وصیت کو قریب روضہ مبارک کرکھی گئی اور لوگوں کی طرف سے  
اس لاش پر خوب بارش تیر و ن کی ہوئی اور آخر کار حضرت عائشہ کا غصہ ہی براہ  
خلافت و عدلی سابق ایام حیات امام حسن کے یہ ہوا کہ زمین ملک اونکی ہے سورہ

راضی نہیں ہیں کہ اوس جگہ ہیں حسن ابن علی دفن ہوں اور انجام یہ ہوا کہ وہ لاش پر رک  
 دیا جسے اوٹھا کر کے جنت البقیع میں دفن ہوئی واہ واہ کیا خوب تعمیل حکم دوستی حسن ابن  
 قاطمہ کی ہوئی اور دفن تاریخ سے کوئی دوسرا ایک قصہ ایسا پایا نہیں جاتا کہ لاش پر جو چھپا  
 تیروں کی ہو اور حضرت امام حسنؑ کے علم کا یہ حال ہے کہ جب آپ جعدہ بنت اشعث سے  
 زہر کھلا کر گئے اور بار بار مددیں دیکھ کر آپ کے ٹکڑے ہو کر نکلنے لگو تو حضرت امام حسینؑ نے  
 پوچھا کہ شہدہ زہر دینے کا آپ کو کس شخص پر ہے تب آپ نے فرمایا کہ ہم اپنا شہدہ نہیں کہہ سکتے  
 ہیں کہ اگر میرا شہدہ نادرست ہو تو بار بار اوسکا ہمیں ہو گا اور اگر درست ہو تو معاملہ اوسکا  
 ساتھ خدا کے ہوا اور ایک روز کی نقل ہے کہ آپ اپنے خادم کو پکارتے رہی مگر غلام  
 نہیں بولا تب آپ خود اوٹھ کر کے اوس خادم کے پاس گئے اور وجہ نہیں جواب دینے  
 کی پوچھی تب اوس خادم نے کہا کہ ہم کو آپ کے علم پر اعتماد تھا اس واسطے ہم نہیں بولے  
 اور آپ نے جواب سن کر کے کچھ نہیں کہا اور اپنے مقام پر چلے آئے اور ایک دزد کی  
 نقل ہے کہ ایک غلام کے ہاتھ سے کہوتا ہوا گرم پانی آپ کے بدن پر گر پڑا تب آپ نے  
 نظر اوٹھا کر کے اوس غلام کی طرف دیکھا اور اوس غلام نے ایک ٹکڑا آیت قرآن کا  
 پڑھا والکاحظین الغیظ یعنی اور گھوڑی والے غصہ کے تب آپ نے فرمایا کلمت یعنی  
 گھوٹا ہننے غصہ کو تب غلام نے پڑھا دوسرا ٹکڑا آیت کا والعا فین عن الناس  
 یعنی معاف کر دالے آدمیوں کے تب آپ نے فرمایا عفو یعنی معاف کیا ہمیں اس پر اوس  
 غلام نے پڑھا ایک تیسرا ٹکڑا آیت کا واللہ یحب المحسنین یعنی اللہ دوست رکھتا ہے  
 احسان کرنے والوں کو تب آپ نے اوس غلام کو آزاد کیا اور چار سو دینار دیا اور یہ تمام آیت  
 ۱۲۸ سورہ آل عمران کی ہے کہ مسترجع سیل اپنے ترجمہ انگریزی میں قرآن شریف کے  
 صفحہ ۵۵ میں لکھتا ہے کہ یہ ایک عمدہ سال علم و فیاضی حسن کی ہے اور آپ کی ایشیا اور

سجادات کا یہ حال ہے کہ آپؐ فرمائی عمر میں تین بار تخلصہ کلی اپنے مال اور دولت سے کیا  
 ایچہ تین بار ایسا اتنا ہی ہوا کہ آپؐ بالکل مال اور اسباب اور گھر مارا اپنا یہاں خدا  
 رکیر کے خدا الگ ہر گئے یہاں اللہ کیا شان الہیت کی ہے اور جلد اول ترجمہ اردو  
 تاریخ ابوالفداء حکماء ملک شام صفحہ ۴۳ تا ۴۴ میں مذکور ہے کہ امام حسنؑ نے  
 ماہ ربیع الاول اور بقول بعض ماہ ربیع الثانی اور بقول بعض ماہ جمادی الاول ۱۸ھ  
 میں خلافت معاویہ کو تسلیم کیا اور بدریافت خبر انتقال حضرت امام حسنؑ کے معاویہ  
 سجدہ شکر کا بجالایا اور خوش ہوا اور تاریخ خمیس عربی حجابہ مصر جلد ثانی صفحہ ۲۹  
 تا صفحہ ۳۱ میں مذکور ہے کہ تاریخ ۲۵ ربیع الاول ۱۸ھ کے تسلیم خلافت معاویہ  
 ہوئی اور حضرت عائشہؓ نے وعدہ دفن ہونے امام حسنؑ کا روضہ آنحضرت میں امام حسنؑ  
 سے کیا تھا اور بعد وفات امام حسنؑ کے امام حسینؑ سے ہی اپنی منظوری بیان کی تھی مگر  
 انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ نے بیل ملکیت اپنی بشمول مروان کے حضرت امام حسنؑ کو  
 اوس روضہ مبارک میں دفن ہونے نہ دیا۔

### فصل ۳۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی بکر قال ایلتا لیلۃ  
 صلّی اللہ علیہ والہ وسلم علی المنبر والحسن بن علی الی جنبہ وهو یقبل علی الناس حرۃ  
 وعلیہ خمر ویقول ان بنی ہذا سید اعلی اللہ ان یصلم بہ بین فتن غطیتین  
 من المسلمین الخ لا فہ بعد ثلثون سنتہ رواہ البخاری  
 ترجمہ اور روایت ابی بکر سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا میں پیغمبر خدا کو اوپر منبر کے اوپر  
 حسن ابن علی اوس رسول خدا کے پہلو میں تھے اور وہ رسول کچھ متوجہ ہوتے تھے آدمی کی  
 طرف اور فرماتے تھے کہ تحقیق کہ یہ بیٹا میرا سید ہے اور میرا کہ خدا اوکو وسیلہ ہے

صلح کرادے درمیان دو جماعت عظیم مسلمانوں کے کہ خلافت میری تین برس ہر روایت  
 کی اسکو بخاری نے فقط شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس  
 حدیث پر پیشین گوئی متفرق ہونے مسلمانوں کی دو فرقہ میں ہے کہ ایک فرقہ بطرف  
 امام حسنؑ اور دوسرا فرقہ بطرف معاویہ کے تھا کہ بوجہ باقی رہنے چھ مہینان بعد انتقال  
 حضرت علیؑ بمکہ تین برس خلافت راشدہ کے حق بطرف امام حسنؑ کے تھا سو یہ بات  
 واقعی درست ہے سو اسلئے کہ انتقال پیغمبر خدا کا ماہ ربیع الاول السنہ ہجری میں ہوا تھا  
 کہ تین برس کامل ماہ ربیع الاول السنہ ۴۰ مین ہوتا ہے اور انتقال حضرت علیؑ علیہ السلام  
 کا ماہ رمضان سنہ ۴۰ کے واقع ہوا پس اس ماہ رمضان سے ماہ ربیع الاول تک  
 تین برس کامل ہونے کو فی الواقع پانچ چھ مہینان باقی تھا کہ وہ زمانہ طرک کے  
 حضرت امام حسنؑ نے خلع خلافت کیا مگر شاہ صاحب یہ بات جو لکھتے ہیں کہ صلح امام حسنؑ  
 کا دلیل صحت امارت معاویہ کی ہے سو یہ بات صرف براہ تعصب سنت کے معلوم  
 ہوتی ہے سو اسلئے کہ ہر گاہ معاویہ بعد تین برس خلافت راشدہ کے ملک غصب  
 یعنی بادشاہ گزندہ ہوا تو اسکی صحت امارت میں گفتگو کرنی فضول ہے سو اسلئے  
 کہ شقاوت معاویہ کی اس درجہ تک کی ہے کہ صلح نامہ خلع خلافت میں جو حضرت  
 امام حسنؑ نے ایک شرط یہ چاہی تھی کہ حضرت علیؑ اوکے باپ پر گالی دینا بند کیا جا سکے  
 معاویہ نے منظور نہیں کیا اور اگر حضرت امام حسنؑ نے مجبور ہو کر شرط چاہی کہ اوکے سامنے علیؑ  
 باپ پر گالی نہ سوتا رہے ابو الغدائین کہ معاویہ نے اس شرط کو منظور کیا مگر اس شرط کو بھی معاویہ  
 پورا نہیں کیا اور اگر دیکھ کے خراج دینے کی شرط تھی سو معاویہ نے وہ خراج لے لیا امام حسنؑ کے پاس  
 نہیں بھیجا اور شاہ صاحب جو یہ بات لکھتے ہیں کہ دونوں فرقوں کا مسلمان ہونا ظاہر  
 ہوتا ہے سو اس بات پر کیا نازش سنیں کوہی کہ جب کوئی لڑائی نہیں ہوئی تو دونوں



فرقہ کے مسلمان ہونے میں کیا عذر ہو سکتا ہو مگر کاش اگر لڑائی واقع ہوتی تو اہمیت  
یہ بات قابل لحاظ کرنے کے تھی کہ فرقہ سعادویہ پر اطلاق مسلمان ہونے کا باقی رہتا یا  
نہیں اور شاہ صاحب کو امارت سعادویہ کی صحیح قرار دینی کیا مشکل ہے کہ فخت دوازدہ گانہ  
میں خود یزید کو بھی شاہ صاحب نے ایک خلیفہ قبول کیا ہو کہ جسکی تفصیل آئندہ ہوگی

### فصل ۷۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت عن جابر قال رایت رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم حجۃ یوم عرفة وهو علی نافۃ القصبی یخطب فی جمعۃ یقول  
یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لئن فضلوا کتاب اللہ وعترتی و اہلینہ  
رواہ الترمذی وعن زید ابن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہ لئن فضلوا بعدی احدہما اعظم منی الاخر  
کتاب اللہ جیل مہرہ من السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی ولئن یفرقا ابدا حتی یرجع  
علی الخوض فانظروا کیف تخلفوا فیہا رواہ الترمذی  
ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا میں پیغمبر خدا کو حجۃ الوداع میں غز  
بروز عرفہ کے وہ اپنی اوٹنی قصوا پر خطبہ پڑھ رہے تھے بس سنا ہم نے اوس رسول کو کہتے  
ہوئے کہ اے لوگو! تم نے جوڑی ہو تم لوگوں میں وہ چیز کہ اگر پکڑو تم لوگ اوس چیز کو تو  
ہرگز نہ گمراہ ہو گے تم لوگ یعنی کلام اللہ اور عترت میری اور اہلبیت میری روایت کی  
اسکو ترمذی نے اور روایت ہی زید ابن ارقم سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ تحقیق  
کہ ہم جوڑنے والے ہیں تم لوگوں میں اوس چیز کو کہ اگر مضبوط پکڑو اسکو تو ہرگز نہ گمراہ  
ہو گے بلکہ میرے کہ ایک اون دونوں کا بزرگ تر ہو دوسرے کی یعنی ایک کتاب خدا کی  
ایک رشتی ہے چھٹی ہوئی آسمان سے زمین تک اور عترت میری اور اہلبیت میری اور

دونوں چیزیں آپس سے کسی جہانوں کی ہیئت تک کہ پہنچیں گے دونوں اور عرض کے  
 میں خیال رکھو کہ کس طرح سے معاملہ کر گئے تم لوگ میرے ساتھ اون دونوں مردوں میں  
 روایت کی اسکو ترمذی نے فقط لغت میں عترت کے معنی خوشان اور نزدیکان کے ہیں  
 اور اہلبیت سے علیؑ اور فاطمہؑ و حسنؑ حسینؑ مراد ہیں یعنی کہ عترت اور اہلبیت ایک چیز  
 اور تفصیل اسکی ادبیر کی فصلوں میں ہو چکی ہے مگر شاہ صاحب کی دیرری قابل  
 لحاظ کے ہیں کہ باوصف اقرار کرنے معنی اولاد و ذریت رسول اس حدیث کی شرح  
 میں ہی اوسے بات کو اعادہ کرتے ہیں کہ عترت اور اہلبیت اشارہ بطرف اہل بیت  
 کے ہیں پس جبکہ اہلبیت سے اخذ سنت مراد لیا تو اب بیچارہ شیعہ لوگ کیا کرینگے۔

### فصل ۳۸

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت و عندنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم قال لعنہ و فاطمہ و الحسن و الحسین نا حاربہ من جاد بہم و سلم لمن  
 سلمہم رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے اوس  
 جابر سے کہ تحقیق کہ رسول خدا نے کہا واسطے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے کہ ہمکو  
 جنگ ہے اوس شخص سے کہ جو جنگ کرے اون لوگوں سے اور ہمکو صلح ہے اوس  
 شخص سے کہ جو صلح رکھے اون لوگوں سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط صحاح  
 جو ساتھ حضرت علیؑ کے برابر لڑتا رہا سو سنی صاحبان اس حدیث کو ملاحظہ  
 کر کے بہت سعادہ کے کیا فرماوینگے۔

### فصل ۳۹

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت و عن عبد المطلب خدیجۃ  
 ان العباس دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغضباً و انا عندہ

فقال ما غضبك قال رسول الله ما كنا ولقریش اذا نلقوا بنینهم تالقوا بوجوه مبشرة  
واذا لقونا لقونا بغیر ذلک فغضب رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم حتی  
وجهه ثم قال والذي نفسي بيده لا يدخل قلب الرجل الايمان حتى يحكم الله وليه  
ثم قال انما الناس من اثنی فخذافا في فاما مع الرجل صنوا ابیه واه الترمذی  
ترجمہ اور روایت ہی عبدالمطلب ابن ربیعہ سے کہ تحقیق کہ عباس پہنچے رسول خدا کے  
پاس غضب آلودہ اور ہم نزدیک اوس رسول کے تھے پس پوچھا حضرت رسول نے  
کس چیز نے غصہ دلایا تجھ کو تب کہا عباس نے اسی رسول خدا کے کیا حال ہو رہا  
ہملوگ ہاشمیوں کے اور درمیان قریش کے کہ جب ملاقات کرتے ہیں وہ قریش لوگ  
آپس میں تو ملاقات کرتے ہیں وہ لوگ ساتھ خوش خوش چہروں کے اور جب ملاقات  
کرتے ہیں وہ لوگ ہملوگ ہاشمیوں سے تو ملاقات کرتے ہیں وہ لوگ ہم لوگ ہاشمیوں  
سے ساتھ غیر اوس چہرہ کے پس غضب میں آئے پیغمبر خدا یہاں تک کہ سرخ ہو گیا  
چہرہ آپ کا تب فرمایا آپ نے کہ قسم ہے اوس شخص کی کہ جان میری اوس کے ہاتھ میں  
کہ نہیں داخل ہو گا دل کو آدمی کے ایمان یہاں تک کہ دوست رکھو وہ شخص تم لوگوں  
کو واسطے خدا اور رسول اوس خدا کے بعد اسکے فرمایا آپ نے کہ اے لوگوں جو شخص  
ایذا دے چکا کو میرے پس تحقیق کہ ایذا دی اوس نے تم کو کیونکہ چچا آدمی کا ایک  
ہمشاخ اوس کے باپ کا ہی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط حضرت عباس اور ابن  
عباس وغیرہ ہاشمیوں سے سنیوں کو کچھ خصومت نہیں ہے مگر غرض نقل کرنے  
اس حدیث کی یہ ہے کہ حال قریش وغیرہ کا دکھلایا جاوے کہ اون لوگوں کو کیا  
معاملہ کشش اور تفرقہ کا ساتھ ہاشمیوں کے تھا یہاں تک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۲  
سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جب حضرت رسول خدا نے کچھ دیر تک مشورہ راز ساتھ

حضرت علیؑ کے کیا تو لوگوں نے کہا کہ مشورہ رسول خدا کا ساتھ چھپے بجائی اوسکے  
 حلول ہوا کہ اوسکے جواب میں پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مشورہ ساتھ حضرت علیؑ کے  
 ہمنے نہیں کیا بلکہ خود خدا نے ساتھ اوسکے مشورہ کیا پس جب حالت قریش کی  
 ساتھ حضرت علیؑ اور تمام بنی ہاشم کے یہ تھی تو نبیعت خلافت کرنا اون وحوش عرب کا  
 اوپر حضرت ابوبکرؓ ایک قریشی کے بلا انتظار موافقت سے حضرت علیؑ کو دقرین قیاس سے

### فصل ۲۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عمر رضی اللہ عنہ انہ فرض  
 لاسامۃ فی ثلثة الاف خمس مائة وقرض لعبد اللہ بن عمر فی ثلثتنا الاف فقال عبد  
 بن عمر لا یسلم فضلت اسامۃ علی فواللہ ما سبقنی الی مشرک قال کان زید کان  
 احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من بیک وکان سامۃ احب الی  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم منک فانزلت حب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ والہ وسلم علی حتی رواہ الترمذی  
 ترجمہ اور روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق کہ اوسنے مقرر کیا واسطے اسامہ  
 ابن زید کے تین ہزار پانچ سو درہم اور مقرر کیا واسطے عبد اللہ ابن عمر کے تین ہزار  
 درہم پس پوچھا عبد اللہ ابن عمر نے اپنی باپ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کس واسطے  
 دی تو نے اسامہ کو اوپر ہمارے حالانکہ قسم خدا کی نہیں سبقت لیگیا اسامہ اوپر  
 میرے کسی جہاد میں تب کہا حضرت عمر نے کہ بدنیو جہ کہ زید باپ اسامہ کا  
 محبوب تر تھا رسول خدا کے پاس باپ سے تیرے یعنی مجھ سے اور اسامہ محبوب تر تھا  
 رسول خدا کے پاس تجھ سے پس ترجیح دی مجھے حب رسول خدا کو اوپر حب اپنی رویت کی  
 اسکو تزدی نے فقط احادیث مندرجہ فصل ۲۱ سے ظاہر ہوا کہ محبوب ترین جان

کے حضرت علیؑ تھے اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ باقر حضرت عمرؓ کے زیرِ پا  
اسامہ کے محبوب تر رسول خدا کے حضرت عمرؓ سے تھے پس حضرت عمرؓ کو حضرت علیؑ سے  
کیا مقابلہ ہے۔

### فصل ۴۱

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی ذر قال وھو اخذ  
ببابل للکعبۃ سمعت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقولہ الا ان مثل اہل بیتی فیکم  
مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ہلک رواہ احمد  
ترجمہ اور روایت ابی ذر سے کہ کہا اوسنے در حالیکہ کپڑے ہوئے تھا دروازہ  
کعبہ کو کہ سنا ہم نے حضرت نبی کو کہتے ہوئے کہ خبردار رہو کہ تحقیق کہ شل اہلبیت  
کے میرے تلوگوں میں شل کشتی نوح کے ہے کہ جو شخص چڑھا اوس کشتی نوح کو تو  
نجات پائی اوسنے اور جو شخص کہ سوار نہ ہوا اوس کشتی نوح میں تو ہلاک ہوا وہ  
نقطہ یہ حدیث بتائے حدیث مندرجہ فصل ۳۷ کے ہے۔

### فصل ۴۲

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ازواج النبیؐ وعن عائشۃ قالت ما عرت  
علی احد من نساء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما عرت علی خدیجۃ وما رایتھا  
ولکن کان یلکثر ذکرھا وباذبح النساء ثم یقطعھا اعطاء ثم یعینھا فی صلواتی فقلت  
فوما قلت لہو کان لم تکن فی الدنیا امرءۃ الا خدیجۃ فقلت لھا کانت وکانت  
وکان لی منھا ولد متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہر عائشہ سے  
کہ کہا اوسنے کہ ہر نہیں رشک کیا اوپر کسی زوجات نبی کے جیسا کہ رشک کیا ہنواؤ  
خدیجہ کے حالانکہ ہم نے نہیں دیکھا اوس خدیجہ کو اور لکن رسول اللہ اکثر ذکر اوس خدیجہ کا

کیا کرتے تھے اور اکثر فوج کرتے تھے بکری کو اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے اور کھاتے تھے  
 اور ان ٹکڑوں کو عورتاں دوستانہ خدیجہ کو تب اکثر ہم کہتے تھے رسول خدا کو کہ گویا تھے  
 دنیا میں کوئی عورت مگر خدیجہ پس کہتے تھے وہ رسول کہ ہاں وہ ایسی تھی اور ایسی تھی  
 اور ہم کو اس سے اولاد ہوئی تھی فقط اول اور اصل بی بی حضرت پیغمبر خدا  
 کی خدیجہ بنت خویلد تھیں کہ خلیات میں آپ نے کوئی دوسری بی بی نہیں کی اور  
 خدیجہ ایک بیوہ دولہہ تھیں کہ ان کے کارخانہ تجارت میں حضرت پیغمبر خدا کو رکھا  
 اور مال تجارت کا اونٹ پر کیا رکھا شام کو گئے اور واسطے اس بی بی کے  
 فائدہ کثیر حاصل کیا اور رفتہ رفتہ آپ کی دیانت اور ہوشیاری سے رخصی ہو کر کے  
 حضرت رسولؐ اسے نکاح بڑے شگفتہ کر کیا اور بہت کھانا لوگوں کو کھلایا اور  
 اس وقت میں اونکا بن چالیس برس کا اور پیغمبر خدا کا سن پچیس برس کا تھا اور  
 بہت روز تک زندہ رہ کر کے تین سال قبل سنہ ہجری کے انتقال کیا اور ان کو  
 میں سنہ شریف حضرت پیغمبرؐ کا در بیان بتا لیں اور پچاس برس کے تھا اور  
 حضرت خدیجہؓ کا زمانہ کی ملک آپ نے کوئی دوسری بی بی نہیں کی اور آپ نے عنقریب  
 تمام مال اور دولت حضرت خدیجہؓ کا راہ خدا میں خرچ کر ڈالا اور اس مقام میں تشریف  
 وغیرہ مورخان انگریزی براہ انصاف تمام تر تعریف و فاداری حضرت رسولؐ  
 کی اس طرح پر کرتے ہیں کہ باوصف اختلاف مقدور و اختلاف سن کے حضرت رسولؐ  
 آخر عمر خدیجہؓ تک بڑے وفاداری سے کام کیا کہ حضرت خدیجہؓ کو کبھی اتفاق مل کر  
 کا اپنی پسند پر نہیں ہوا اور واقعی یہ معاملہ تا آخر عمر خدیجہؓ کا زیادہ از حد قیاس بشری  
 دیکھا جاتا ہے کہ ایسی وفاداری اور پاس شکر گذاری اسکان عام بشری سے خارج ہے  
 اور بعد انتقال خدیجہؓ کے جو کثرت زوجات اور سرساری یعنی لونڈیوں کی ہوئی کہ پڑا

شمار قطار بیبیون کا بڑھتا گیا اور حضرت رسول حضرت خدیجہ کو اور اسکے حسن سلوک کا  
 کو یاد کرتے رہی سو اس سے بھی یہ بانہ ظاہر ہوتی ہے کہ جو نسکین آپ کو حضرت خدیجہ  
 ہتی سودہ بات کسی بی بی سے حاصل نہیں ہوئی اور یہ امر کس قدر نشانِ نبوت و قیادت  
 کا ہے کہ خدیجہ ایک مری ہوئی بی بی کے یاد میں نہی فح کر کے گوشت اوسکا دینا  
 اولن عورتوں کو تقسیم کیا کرتے تھے کہ جن عورتوں کو اوس مری ہوئی بی بی سے محبت  
 تھی اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ بیبیان جب قدر عددین بڑھیں سو بڑھیں مگر حضرت  
 رسول خدا کے دل سے کبھی یاد اونکی محسو نہیں ہوئی اور حضرت عائشہ کو جو کچھ کہ  
 رشاک خدیجہ سے تھا سو اوس کو حضرت عائشہ نے اپنی آخر عمر تک خوب نباہا اور  
 مشرکین مومخ دہریہ خوب لکھتا ہے کہ علی کو حصول خلافت میں بوجہ سازش کاری  
 عائشہ کے تین بار شکست ہوئی اور ظاہر ہے کہ اگرچہ خلافت حضرت علی کو درجہ پام  
 میں ملی مگر اوسکا بھی انجام بوجہ سازش کاری عائشہ کے یہ ہوا کہ حضرت عائشہ  
 طلحہ اور زبیرؓ کو لیکر کے حضرت علی سے خود لڑا میں اور کرتہ خون الودہ حضرت  
 عثمانؓ کا دمشق میں معاویہ کے پاس بھیجا اور حضرت امام حسنؓ کو باوصف و عذر  
 سابق کے قریب روضہ مبارک حضرت رسول کے دفن ہونے نہیں دیا مگر حیا اور وفا  
 حضرت علی کی قابل یاد کہن کے ہے کہ جنگ جمل میں بمقابہ طلحہ اور زبیر کے حضرت علی  
 نے فرمایا کہ تم لوگوں کو شرم نہیں آتی ہے کہ تم لوگوں کی بیبیان تو پردہ میں ہوں  
 اور پیغمبر خدا کی بی بی سیدان جنگ میں بے پردہ آؤ اور آخر اوس لڑائی میں جب  
 حضرت عائشہ اونٹ پر سے اتاری گئیں تو حضرت عائشہ کو غت اور آبرو کے  
 ساتھ مدینہ کو طرف روانہ کر دیا اور اس لڑائی میں جب قدر لوگ کہ بطرف عائشہ مار گئے  
 سو اون لوگوں پر حضرت علی نے نماز بھی پڑھی سو اوس طرح پر ہکو بھی ادب ساتھ



حضرت عائشہ کے ہر اور شک نہیں ہر کہ حضرت عائشہ بھی ایک محبوب بی بی حضرت  
 رسول خدا کی تھیں اور بنظر رفع و حشمت مسلمانان انگریزی دان کے یہ بات بھی قابل ذکر  
 ہے کہ بعد حضرت خدیجہ کے جو اس قدر بیبیاں اور لونڈیاں ہوئیں سو بلا حیلہ دیگر حالات  
 اور صفات نبوت حضرت رسول خدا کے اس تعدد ازواج کو ویسا ہی سمجھنا چاہے کہ جیسا کہ  
 حضرت ابراہیم اور یعقوب اور موسیٰ اور داؤد اور سلیمان کو تعدد ازواج اور لونڈیوں  
 کا سخا کر شک نہیں ہے کہ یہ تعدد ازواج دراصل باعث جملہ فسادات خانگی کا ہوا  
 چنانچہ ایک حدیث میں خود حضرت عائشہ سے روایت ہوئی کہ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ  
 اللّٰهِ مَثَلِيَّ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حَزْبَيْنِ حِزْبٌ وِيَهُ عَائِشَةُ وَصَفِيَّةٌ وَحَفْصَةُ  
 وَ سُوْدَةُ وَ الْحِزْبُ الْاُخْرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَ سَلَمَةُ نِسَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ ترجمہ اور روایت ہر عائشہ سے کہ کہا اس عائشہ نے تحقیق  
 کہ بیبیاں رسول خدا کی دو گروہ تھیں کہ ایک گروہ میں عائشہ اور صفیہ و حفصہ  
 سوودہ ہتھیں اور دوسرے گروہ میں ام سلمہ اور باقی عورتیں رسول خدا کی تھیں پس حضرت  
 ام سلمہ کا بطرف اہلیت کے ہونا بمقابلہ حضرت عائشہ کے عین قرین قیاس ہے  
 چنانچہ یہ حال آخر فصل ۲۶- میں ہی مذکور ہوا ہے اور ہر گاہ بعد انتقال حضرت  
 رسول خدا کے عائشہ بیٹی ابوبکر کی اور حفصہ بیٹی حضرت عمرؓ کی زمانہ مکان میں موجود  
 تھیں تو خلیفہ قرار پانا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا برخلاف وصیت ختم غدیر  
 نسبت حضرت علی کے کہ جنکی ساس خدیجہ قریب پندرہ برس پیشتر کے مرحوم تھیں اور  
 اونکا وسیلہ ٹوٹ چکا تھا کچھ محل تعجب نہیں ہے -

### فصل ۳۴

بیت - ہر ضرورت کہ کروں ذکر عدد کہ جہاں گل ہے وہاں خار بھی ہے

یعنی کہ اس فصل میں بضرورت مقام کچھ ذکر معاویہ دشمن اہل بیت کا ہی اس طرح کرنا  
 حاشا ایک بہت پریشان طور پر ہے کہ جسکی ترتیب درمیان شکہ و اختلاف کے  
 بدین طور ہوئی کہ مثلاً فلا نے سنا فلا نے سنا کہ اہل بیت نے سنا مثلاً ایسی روایتیں  
 سنا حضرت رسولؐ کہ فرمایا رسولؐ نے کہ ان الحسنات قدھن المساکات  
 انہن کما یسئلن فی حقہن جہنم جہنم کہ غرض کہ فن حدیث کی بنا بالکل سنی سنائی  
 یہاں پر فرمایا کہ یہ وہی ہے جسے رسولؐ کے ہی اور یہی وجہ ہے کہ کوئی  
 طریقہ معمولی بیچ وقتی نماز کا بھی اوسوقت تک متعین نہیں ہے اور اسطرح پر کوئی  
 دوسرا مسئلہ بھی بوضع متعین کے نہیں ہے کہ یہی امر باعث اختلافات ائمہ اربعہ  
 البرجیہ قدس شانی و مالک و حنبل وغیرہم کا ہوا یہاں تک کہ تاریخ انتقال حضرت  
 علیؑ سمجھنا اوسوقت تک صاف و بظاہر اختلاف طرح معلوم نہیں ہے اور بخیر و انتقال حضرت  
 رسولؐ کے بعد تاریخ انتقال حضرت ابوبکرؓ سے اختلاف شروع ہوا اور حضرت علیؑ  
 کے بعد تاریخ انتقال حضرت عمارؓ سے اختلاف شروع ہوا اور امارت معاویہ پر قائم کر کے نوبت قتل امام حسینؑ  
 کے آئی اور تاریخ انتقال حضرت معاویہؓ سے اختلاف شروع ہوا اور معاویہؓ کے زمانہ حکومت عیاں  
 کا ہوا پس ایسی حالت میں جو کچھ احادیث کہ نشان معاویہ و یزید وغیرہ کے وضع  
 کی جائیں بہت سھوڑا ہی اور حالت یہ پہونچی کہ نسائی محدث کو لو کون فی بعلت  
 روایت کرنے احادیث مناقب نشان علیؑ علیہ السلام اور نہین روایت کرنے  
 کوئی حدیث نشان معاویہ کے خصیہ کوٹ کوٹ کر کے مار ڈالا مگر باوصفت ان سب  
 حالات کے بہت غنیمت ہے کہ احادیث مناقب معاویہ کے بہت کم ہیں اور جو  
 ہیں سو بوضع حدیث موضوع کے ہیں چنانچہ انہیں سے ایک حدیث موضوع  
 حسب ذیل ہے مشکوٰۃ المصابیح باب جامع المناقب

وعن عبد الرحمن بن عمار عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم أنه قال معاوية اللهم اجعل هادياً مهدياً واهدياً رواه الترمذی و يمكن له في البلا د ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن عمار سے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نبی نے بحق معاویہ کے کہ اے میرے خدا بنا تو اس معاویہ کو ہادی اور ہمدی یعنی راہ دکھلانے والا اور راہ پایا ہوا اور ہدایت کر تو لوگوں کو بذریعہ اس کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور ممکن کر اسکو شہرہای اسلام میں فقط سو اس حدیث کو موضوع ہونے میں کچھ شک نہیں ہے چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ راوی اس حدیث کا عبد الرحمن صحابیوں میں ثابت نہیں ہے اور اس راوی کو مضطرب الحدیث لکھا ہے اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ بعضوں نے کہا ہے کہ یہ راوی ایک صحابی ہے کہ اس سے ترمذی نے صرف یہی ایک حدیث روایت کی ہے اور شاہ صاحب بروایت سیوطی اور صاحب سفر السعادت کے لکھتے ہیں کہ محدثوں نے کہا ہے کہ فضل معاویہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور جامع الاصول میں مذکور ہے کہ معاویہ نے کتابت یعنی منشیگری پیغمبر خدا کی کی ہے مگر کتابت وحی یعنی لکھنا قرآن شریف کا ثابت نہیں ہے اور اور ظاہر ہے کہ ہر گاہ معاملہ معاویہ کا ساتھ حضرت علی اور امام حسن کے تمام ملکر فریب سے سمور ہے اور یہ شخص یقینی دشمن علی اور تمام اہلبیت کا ہے تو ایسے شخص کے حق میں ایسی دعا نہیں ہو سکتی ہے اور اگر فی الحقیقت یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اسکی مثال ساتھ جو دس اسقراطی کے بہت درست ہے کہ وہ ہی ایک بار باریک دیکھ کر مین سے حضرت سچ کے سنا کہ جن جوار یوں کو حضرت سچ نے اپنا آب بنا کر کھنپا مردہ جلانے وغیرہ کا دیا تھا کہ اونہیں سے اس جو دس اسقراطی نے نہ جھڑکتا

سیح کو پکڑوا دیا پس اس طرح پر معاویہ یہی بطور ایک صحابی مرتبہ کے خیال کیا جاسکتا  
 جیسا کہ عبداللہ ابن جحش شوہر سابق ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتبہ ہو گیا ہے اور ہم کو  
 معلوم نہیں ہوتا کہ کئی لوگ باوصف اقرار ہونے معاویہ برسرناحق کے کس مصلحت  
 معاویہ کی حمایت کر کے صرف خاطر یا غی پر اکتفا کرتے ہیں مگر شاید یہ سمجھتے ہو کہ  
 جب معاویہ پر زبان بند کی جائے تو آگے بڑھ کر خلفائے ثلاثہ کا حال نہیں کھائیگا  
 غرض تمام اہتمام اہل سنت سر ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاویہ بے شک ایک چور چھوڑا  
 ہے اور یہ قول سینوں کا کہ معاویہ پر کف اللسان یعنی زبان بند ہوا اور مشاہیر اس  
 یعنی اختلافات صحابہ کا نہیں دیکھا حاسے سوطا ہر اسی مصلحت سے ہو گا کہ انہ  
 بغلے کی طرح پر بے دیکھ بچالے اصل حالات کے قول افضل البشر لعلہ الی البوکر  
 ثم عرض ثم عثمان ثم علی ثم کو ہم لوگ بطور متنا و صدقہ کے مان لین اور مشنوی مولانا  
 روم مین جو قصہ معاویہ کا لکھا ہے کہ شیطان نے اس کو واسطے نماز صبح کے اٹھا  
 دیا سو خود ذات شریف راوی اس قصہ کے ہونگے اور اگر یہ قصہ درست ہو تو  
 اکابر لطف خاص اس قصہ میں یہ ہے کہ ہم لوگ معنی شیطان کے صرف اس قدر  
 جانتے ہیں کہ الذی یوسوس فی صدور الناس یعنی وہ خناس جو کہ آدمیوں کے  
 دلوں میں دوسوہ ڈالتا ہے سو معاویہ صاحب کو شیطان سے بچشمی کی ملاقات  
 ہے اور لقب خال المؤمنین یعنی مامون کا خطاب جو بوجہ یہائی ہوئے حضرت  
 ام حبیبہ مادر مؤمنین کے دیا جاتا ہے سو کیا ضرورت اس بات کی ہے اور اس شریک  
 تو وہ یہودی باپ حضرت صفیہ کا بھی نانا ایسے لوگوں کا ہوا او شاید یہی نسبت  
 ہوگی کہ سنیان معاویہ شاہی گو بہت مشابہت صفات یہود کے ہے اور قوم سادات  
 بنی فاطمہ بنت خدیجہ الکبریٰ کو خصوصاً ایسی سوتیلے مامون سے پرہیز کرنا چاہیے

کہ مساوات کے واسطے تو معاویہ صرف ایک ماہ ناموں کہا جاسکتا ہے۔

### حکیم سنائی

پسر ہند اگرچہ خال من است  
ورنوشت او خطی ز بہر رسول  
در مقامی کہ شیر مردانہ  
دوستی دیم بکارے نیست  
بر خطش نیز افتخارے نیست  
از خط و خال اعتبارے نیست

### الوری

دستدار پسر ہند مارا کہہ نیست  
پدر اولیہ و ندان پیغمبر شکست  
اوبنا حق حق دانا و پیغمبر مگر نیست  
کہ از دوستہ کس او یہ پیغمبر چہ رسید  
ماورا و جگر غم پیغمبر بیک  
پسر او کہ فرزند پیغمبر بہرید

### مؤلف این رسالہ

معاویہ کہ نبویؐ اسے مکر و فریب  
از من خطا زد و اجتناب ما و او گویم  
چرا روم پے تاویل بار دو ہزار  
بغاوت تہ است صریح و جا او پیہ

### دیگر از مؤلف مذکور

بحسب شاہ ولایت کہ حب او مقصود  
ہزار بار بگویم معاویہ مردود

### فصل ۴۴

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب عن علی رضی اللہ عنہ قال  
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان لكل نبی سبعة نجباء و رقباء و  
اعطیت انا اربعة عشر قلنا من هم فقال نا و ابنا ی و جعفر و حمق و ابوبکر و عمر و  
مصعب بن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبد اللہ بن مسعود و ابوذر و المقداد  
رواہ الترمذی ترجمہ روایت حضرت علی سے کہ کہا اوستہ کہ فرمایا

کہ تحقیق کہ واسطے ہر ایک نبی کے ہیں سات نجیب اور رقیب لوگ اور دیکھو کہ جو وہ نجیب اور رقیب تب ہم لوگوں نے پوچھا کہ کون ہیں وہ لوگ تب فرمایا اس رسول نے کہ ہم اور دو بیٹے میرے یعنی حسن اور حسین اور جعفر اور حمزہ اور ابوبکر اور عمر اور عصب ابن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبد اللہ ابن مسعود و ابو ذر و مقداد روایت کی اسکو ترمذی نے فقط غرض نقل سے اس حدیث کو یہ ہے کہ جو وہ صحابہ کا جو منتخب ہونا اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے سو اس میں سے حضرت علی، امام حسن و امام حسین و جعفر و حمزہ و سلمان فارسی اور عمار ابن یاسر، ابو ذر و مقداد و نہ کسان یقیناً شریک بیعت حضرت ابوبکر کے نہیں تھے اور علاوہ انکے زبیر اور برادر وغیرہم اجلہ صحابہ جو کہ شریک بیعت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نہیں ہوئے تھے سو تفصیل انکی بذکر بحث خلافت کے کیجائی گے۔

### فصل ۴۵

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال قتلوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر و عمر و اھند و ابھدی عمار و تمسکوا بعھد بنام عبد و فی روایت حدیث ما حد تکم ابن مسعود فضد فوہ و تمسکوا بعھد بنام عبد رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ قتل کرو تم لوگ ساتھ اون لوگوں کے جو میرے بعد ہونگے اصحاب میرے یعنی ساتھ ابوبکر اور عمر کے اور ہر ایت باؤ تم لوگ ساتھ ہر ایت عمار کے اور تمسک پکرو تم لوگ ساتھ قول و عہد ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود کے اور روایت من حدیثہ کے ہی کہ جو کچھ حدیث بیان کیے تم لوگوں سے ابن مسعود پس تصدیق کرو اسکو

اور تمسک پکڑو ساتھ عہد اور پیمان ابن ام عبدیعنی عبداللہ ابن مسعود کے روایت کے  
اسکو ترمذی نے فقط حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل خاص سے کچھ انکار نہیں  
ہو سکتا ہی مگر یہ حدیث بمقابلہ حدیث خم غدیر کے کچھ دلیل حقیقت خلافت بلائ  
کے نہیں ہو سکتی ہے کہ اقتدا کرنا ساتھ ایک آدمی کے ایک بات ہی مگر مولیٰ ہونا  
دوسری بات ہی اور اقتدا سے تو لفظ ابتدا کی بڑھ کر کے ہو پس اگر لفظ اقتدا کی  
دلیل حقیقت خلافت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی ہو تو اس سے زیادہ تر دلیل خلافت عمار ابن  
ابو بکر کی ہو سکتی ہے ارے چار شادراہ چلنے کا ہے سو عمار ابن ابی اسر شریک خلافت  
حضرت ابو بکر سے نہیں ہو سکتا بلکہ بطرف حضرت علی کے ہو کر کے بمقابلہ معاویہ کے  
شہید ہو چکا اور چاقا قاتل عمار نے اپنا افسوس معاویہ سے کہا کہ قاتل عمار کا  
کافر ہے تو معاویہ نے اس کا جواب میں کہا کہ قاتل عمار کا خود علی ہے کہ اس نے  
عمار کو لڑائی میں بھیجا اور اوپر حضرت علی نے فرمایا کہ اگر ہم قاتل عمار کے ہوں تو  
حضرت رسول قاتل حضرت حمزہؓ کو ہونگے کہ جنکو حضرت رسول نے جنگ میں بوسفیان  
پر معاویہ کے بھیجا تھا۔

### فصل ۲۶

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن انس قال قال رسول الله صلی  
الله علیہ وآلہ وسلم ان الجنة تشاق الى ثلاثة علی وعمار وسمان رواه  
الترمذی ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے فرمایا  
کہ تحقیق کہ جنت مشتاق ہی تین آدمی کی یعنی علی اور عمار اور سلمان کی روایت  
کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ تینوں آدمی کہ جنت مشتاق اونکی ہے شریکیت  
خلافت حضرت ابو بکرؓ کے نہیں تھے۔



## فصل ۳۴

مشکوٰۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن بريدة قال قال رسول الله  
صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالی امرنی بحبک بغیرہ واخبرنی انہ  
یحببہم قبل ان یرسل اللہ سہمہم لنا قال علیؑ منهم یقول ذلك ثلثا وابوذو والمقداد  
وسلمان امرنی بحبہم واخبرنی انہ یحببہم رواہ الترمذی  
ترجمہ اور روایت ہے بريدہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق کہ اللہ  
نے حکم دیا مجھ کو محبت کرنے کو ساتھ چار آدمی کے اور خبر دی مجھ کو اس بات کی کہ تحقیق کہ  
وہ اللہ دوست رکھتا ہے اور ان سبھوں کو تب پوچھا گیا حضرت رسول سے کہ آپ نام  
تلاشیں اور ان لوگوں کا واسطے ہم لوگوں کے تب آپ نے فرمایا کہ علیؑ او مہین سے ہے اور  
اس قول کو تین بار فرمایا اور کہا کہ ابوذر و مقداد و سلمان ہے سوائے اللہ نے حکم دیا ساتھ  
محبت اور ان لوگوں کے اور یہ کہ وہ انکو دوست رکھتا ہے اور ان سبھوں کو روایت کی  
اسکو ترمذی نے فقط سو یہ چار بزرگان شریک بیعت خلافت حضرت ابو بکرؓ کے نہیں تھے  
اور نہ کچھ خصوصیت محبت حضرت علیؑ کی بعد انتقال حضرت رسول کے دیکھی جاتی ہے۔

## فصل ۳۸

مشکوٰۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن جابر قال کان عمر یقول  
ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا یعنی ہلاکار و ابی الجار سے ترجمہ  
اور روایت ہے جابر سے کہ کہا اوسنے کہ عمر اس بات کو کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ یعنی  
سروا رہم لوگوں کا ہے اور آزاد کیا اوسنے سروا رہم لوگوں کے یعنی ہلال کو روایت  
کی اسکو بخاری نے فقط اس حدیث ہے جو حضرت عمرؓ کا سید سروا رہ قبول کرنا حضرت  
ہلال کا ظاہر ہوتا ہے سو یہ امر اوپر خوبی مزاج حضرت عمرؓ کے ولالت کرتا ہے اس طرح

حدیث مندرجہ فصل ۴۴ کے بھی خوبی حضرت عمرؓ کی دکھلاتی ہے کہ حسینؓ حضرت عمرؓ کے قبول کیا ہے کہ زیدؓ باپ اُسامہ کے محبوب تر نزدیک رسولؐ خدا کے بہ نسبت خود ان کے تھے اور شک نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ بہت ایک صاف اور پاک آدمی عام معاملات میں تھے مگر افسوس ہے کہ تفرقہ قریش اور ہاشمی کا جو کہ حدیث اور اسکی فصل مندرجہ ۳۹ میں مندرج ہے سو یہ صفت تفرقہ کی حضرت عمرؓ کو جو ایک قریشی تھے حضرت علیؓ ہاشمی سے برابر رہی یعنی حضرت علیؓ کو جو بروز خم غدیر کے مولیٰ قبول کر کے مبارکباد دی تھی سو بعد انتقال حضرت رسولؐ کے حضرت علیؓ کو تمام تر بھول گئے اور کچھ اونکو سید یعنی سردار اپنا قبول نہیں کیا بلکہ درخصوص بیعت خلافت ابو بکر اور دعویٰ باغ فدک اور عقد ام کلثوم وغیرہ کے جو جو طرح سے کہ حضرت عمرؓ نے بدرخی ساتھ حضرت علیؓ کے کی ہے سو یہ حال سب آئندہ اپنی اپنے مقام پر دکھلایا جائیگا۔ بیعت

اسے ابر تو مکہ و منامین برسا | افسوس کہ تو نہ کر بلا میں برسا

## فصل ۴۵

### بیعت

حسن یوسف ید بیضا دم عیسیٰ دار | انچہ خوبان ہمہ دارند تو نہن دار

ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ واسطے اثبات حقیقت خلافت خلفائے ثلاثہؓ کے سینوں کو اوپر احادیث مناقب قریش و ہاجرین و صحابہ و عشرہ مبشرہ کے کیا نازش ہے کہ یہ صفت تو حضرت علیؓ میں ہی موجود ہے بخلاف صفات خاص حضرت علیؓ کے کہ اونکو صفات ہاشمی ہونے میں واقف بار رسولؐ و زوجیت بتول وغیرہ میں کوئی دوسری صحابہ شریک نہیں ہیں اور سنیاں جو اصحاب کو بدلیل حدیث من سالت علیؓ طریقہ فہالی کے داخل آل سمجھتے ہیں سو خود آل ہونا ایک بات ہوا اور

بوجہ خوبی اعمال کے داخل آں ہونا ایک دوسری بات ہے اور کیا مفہوم آں اور داخل  
 آں کا کبھی ایک ہو سکتا ہے بلکہ خود اس بات سے کہ اصحاب بوجہ خوبی اعمال کے  
 داخل آں سمجھے جائیں کس قدر بزرگی خود آں کی ترقی کرتی ہے بہر حال اب کچھ احادیث  
 مناقب قریش وغیرہم کے مذکور ہوتے ہیں کہ اس شرف و کمال میں حضرت علی  
 بدرجہ اعلیٰ داخل ہیں مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب قریش عن ابی ہریرہ  
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الناس تبع لقریش فی هذا الشان مسلم  
 تبع لمسلمہم وکافرہم تبع لکافرہم متفق علیہ ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہ  
 کہ آدمی لوگ تابع ہیں قریش کے اس امر میں سلمان قریش کے تابع ہیں سلمان قریش کے  
 اور کافر قریش کے تابع ہیں کافر قریش کے متفق علیہ فقط ۲۵ برس قبل اسکے  
 اس مقام میں شرح مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ پر جو اسے ہماری بقلم خاص کار  
 حسب ذیل لکھتے ہوئے ہے سو اب تک ہم ساتھ اپنی رسا سابق کے متفق ہیں۔  
 حضرت علی علیہ السلام و امامین علیہما السلام درین شرف قریشی بودن نیز شریک  
 علاوہ دیگر صفات خاصہ آہنا کہ دیگرے شریک بدان نیست اور جب صحابی انصا  
 نے امیر مٹا و امیر منکھ کہہ کر کے چاہا تھا کہ ایک خلیفہ انصار میں سے  
 اور ایک خلیفہ قریش میں سے ہو تو ہما جبرین قریش بدلیل قرابت  
 قریشی ہونے کے انصار پر غالب آئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ  
 کو خلیفہ قرار دیا تو کیا خوب قول معقول حضرت علیؑ نے اپنی طلب حق خلافت میں  
 فرمایا کہ تم لوگوں نے بمقابلہ انصار کے بدلیل قرابت قریشی ہونے کے انصا  
 بنایا تو وہی انصاف ہے کہ وہ انصار کے علاوہ ہمارے قریشی ہونے کے ہما جو بیت  
 رسول سے ہے اور قرآن شریف ہمارے گہر میں نازل ہوا اور اسکا حکام ہی ہم عالم تر

آفا قما گردیدہ ام مہرتان وزریدہ ام | بسیار خوبان دیدہ ام لیکن نہ چہی دیگر  
 اگر حضرت علی کو خلافت ظاہری شئی سالہ کی بلا فصل نہیں ہوئی تو اس سے کچھ نقصان  
 شان آپکا نہیں ہے کہ یہ خلافت دوازدہ گانہ دوازدہ امام کی جوہر سو قیامت تک  
 ہی اور اوسین آپ اول امام ہیں اور اوس سلسلہ میں کچھ فاصلہ اور خطہ غیر لوگوں  
 نہیں ہے اور اس سلسلہ میں حکومت آپکی دل و جان پر ہے کہ ایمان آپکی محبت  
 میں خصر ہے وعن جابر بن سمرق قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ  
 وسلم یقول لا یرالہ اسلام عریزا الی ثنی عشر خلیفۃ کلہم من قریش  
 روایت لا یرالہ الناس ما ضیا ما ولیہم اثنا عشر رجلا کلہم من قریش  
 فی روایت لا یرالہ الدین قائما حتی تقوم الساعة او یکون علیہم اثنا عشر خلیفۃ  
 کلہم من قریش متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی جابر ابن سمرقہ سے کہ کہا اپنے  
 کہ سنا میں نے حضرت رسول کو کہتے ہوئے کہ ہمیشہ رہیگا اسلام مغز بارہ خلیفہ تک  
 کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ رہیگا معالہ انبوہ  
 جاری جب تک کہ والی ہوں اون لوگوں کے بارہ آدمی کہ کل اونکے قریش سے  
 ہونگے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ رہیگا دین اسلام قائم جب تک کہ قائم  
 ہو قیامت یا ہوں او پر اون لوگوں کے بارہ خلیفہ کہ کل اونکے قریش سے ہوں  
 متفق علیہ فقط ہمارے نزدیک خلافت حقیقی دوازدہ امام کی اس حدیث کی پہنچی  
 تمام ثابت ہے کہ جو حضرت علی سے حضرت امام محمدی تک سلسلہ پہنچتا ہے -  
 حسب ذیل حضرت علی حضرت امام حسن حضرت امام حسین حضرت امام

امام زین العابدین حضرت امام محمد باقر۔ حضرت امام جعفر صادق حضرت امام  
 موسیٰ کاظم۔ حضرت امام علی رضا۔ حضرت امام جوادی نقی۔ حضرت امام نقی حضرت  
 امام عسکری۔ حضرت امام ہمدی علیہم السلام۔ چنانچہ مطابق اسی ترتیب دو ازاد  
 امام کے ایک درود بھی در بیان سنیوں کے حسب ذیل جاری ہو کہ تقریبات عرا  
 وغیرہ میں پڑھا جاتا ہے اللہ صلی علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد البی  
 الاصلی الطاهر الذی الذی کان علیاً فی درجاتہ حسناً فی صفاتہ شہیداً فی  
 تجلیاتہ زین العابدین باقو علم الاولین والاخرین صادقاً فی اقوالہ کاظم  
 فی جمیع احوالہ متمکناً فی مقام الرضاء جواداً کفہ عند العطاء ہادیاً الی  
 سبیل النجاة عسکریاً مع الغرات مہدیاً الی طریق النقیین غیاث المستغیثین  
 صلوات اللہ علیہ علیہم اجمعین اور اگر یہ حدیث بشان دو ازادہ امام کے قائم نہ کیجائے  
 تو پھر بنیاد اقرار دو ازادہ امام کی سنیوں کے نزدیک کیا چیز ہے مگر سنیوں پر اس  
 حال میں ایک مصیبت یہ ہوگی کہ خلافت سی سالہ ظاہری حضرت ابو بکر سے چھٹا  
 مہینان زمانہ خلافت حضرت امام حسنؑ تک ختم ہوئی اور اس حدیث سے خلافت  
 حقیقہ حضرت مولیٰ علیؑ سے حضرت امام ہمدی تک پہنچتی ہے تو ان کے معاویہ  
 کسی قسم خلافت میں شمار نہیں ہوئے اور ان کے معاویہ بعد تیس برس خلافت  
 ظاہری کے صرف ایک لاکھ غرض یعنی بادشاہ گزندہ باقی رہے اور دوسری  
 قیامت یہ ہو کہ حضرت علیؑ خلافت سی سالہ میں خلیفہ چہارم اور خلافت باطنی تاقیاً  
 میں خلیفہ اول قرار پاتے ہیں اور اس حال میں حضرت علیؑ دو لون قسم خلافت  
 میں وارد ہیں سو خود سنی لوگ حضرت علیؑ کو علاوہ رضی اللہ عنہ خطاب عام  
 ثلاثہ کے خطاب کرم اللہ وجہہ کا دیتے ہیں پس جب کہ دو ہر خطاب ترمین سوا سچ ہے

اگر خلافت بھی دوہری ہوئی تو کیا مضائقہ ہے اور حدیث میں النظر الی وجہ علی  
 لمحۃ عباد واقع ہو لینے کے نظر کرنا طرف چہرہ علی کے محبت سے عبادت ہے پس جسکے چہرہ کو  
 محبت سے دیکھنا بروایت خود حضرت ابو بکر کے عبادت ہو تو وہ ہری خلافت کا ہونا ایک  
 ایسے شخص کو کیا سچا ہے اور سینوں کو اس بات سے تحمل و تسکین کر لینا ضرور ہے کہ محبوبی  
 میں کیا کرنا ہوگا اس واسطے کہ جو کچھ کوشش علمائے اہلسنت کو واسطے اس بات کو ہو کہ  
 تاویل اس حدیث کی کوئی دوسری طور پر کجا سے سو وہ تمام کوشش رایگان ہو  
 ہے اور کوئی بات درست نہیں بن پڑتی ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ اس حدیث میں  
 لفظ خلافت کی ہے کہ حکومت ظاہری اوسکی دوازدہ امام کو نہیں تھی سو خیال  
 بھی محض فضول ہے اس واسطے کہ بمقابلہ حکومت حقیقی متعلق ایمان کے جو کہ دوازدہ  
 امام کو حاصل ہے حکومت ظاہری معاویہ وغیرہ کی کیا چیز ہے اور کتب معتق  
 میں جو پیشین کوئی حضرت مسیح کی بہ نشان بادشاہ یہودان کے ہو تو کیا وجہ  
 نہیں ہونے حکومت ظاہری کے وہ پیشین گوئیان نسبت حضرت مسیح کے ہاں  
 ہو سکتی ہیں سو اوس طرح پر یہ خلافت دوازدہ امام کی بھی کچھ محتاج حکومت ظاہری  
 کی نہیں ہے۔ اور شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح میں جو کچھ حقا  
 کہا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہے کہ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ بعض طرق میں اس  
 حدیث کو آیہ ابوبکر ایلین الاقلینا یعنی ابوبکر نہیں ٹھہریا مگر تھوڑے  
 مگر خود شاہ صاحب اس قول پر یہ اشکال وارد کرتے ہیں کہ اس حدیث سے بارہ  
 خلیفہ ہونا چاہیے کہ جسے امر دین مستقیم ہو سو اگر حضرت ابوبکر ان بارہ خلیفوں میں  
 داخل نہ ہوں تو امر سے جو ر و فساد کے داخل ان بارہ خلیفوں کے ہوتے ہیں  
 حالانکہ حدیث میں الخلافۃ بعدی ثلاثون سنت ثم یمیکم عضو واقع ہو رہی

کہ خلافت بعد ہمارے تیس برس ہے اور بعد اوسکے بادشاہ گزندہ ہوگا اور اس  
 حدیث کے ساتھ پچیس برس قبل اسکے جو ہمارا حاشیہ مفصلہ ذیل لکھا ہے سو اس  
 رائے پر تیس ہی ہم اب تک قائم ہیں ہر گاہ باجماع علماء اہل سنت و خلافت حضرت  
 ابو بکر رضی اللہ عنہ بر اجماع است نہ میر نص پس عبارت و ابو بکر کالیبت کا قیلا  
 ضمیمہ حدیث نتوان شدہ اگر باشد یزید ہم دوران داخل خواہ بود و اور شاہ صنا  
 نے جو امر اسے جو رفساد کی مثال بنی مروان کی لکھی ہے تو اوسے حاشیہ ہمارا حسب  
 ذیل ہے ایما یزید وغیرہ از نبی اسیم از اہل خلافت نبوخذ کہ شاح رحمۃ اللہ علیہ  
 صرف نہ کر بنی مروان اکتفا فرمودند۔ اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ توجہ میں اس  
 حدیث کے چند قول ہے اول یہ کہ مراد بارہ آدمی سے ہے کہ بنکی سلطنت و نزاع  
 اور اختلاف کے ہو سو اس حساب سے ولید ابن یزید ابن عبد الملک ابن مروان  
 بارہواں خلیفہ ہوتا ہے کہ اوسکے وقت میں فتنہ ہوا اور اوسکو مار ڈالا اور شاہ صنا  
 اس توجہ میں خارج ہونا بعض خلیفوں کا دائرہ عدل و احسان سے روار کہتے ہیں  
 مگر یہ ایک عجب طرح کی توجہ ہے کہ حضرت علی کی خلافت میں ہزاروں آدمی جنگ  
 اور صفین اور نہروان میں ماری گئے مگر شاہ صاحب اسکو کچھ نزاع اور اختلاف  
 نہیں سمجھتے ہیں اور یہ ایک عجب حساب ہے کہ جس سے یزید بھی یکے از خلفائے  
 دوادوہ گانہ کے قائم ہوتا ہے کہ جسکے سبب سو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام  
 کی ہوئی اور بجائے قائم کرنے دین کے ایک اتنا بڑا سردار دین کا قتل ہوا کہ اوسکی  
 تاریخ شہادت کی حسب ذیل ہے

تاریخ شہادت کی حسب ذیل ہے

سال تھلش ہفت غمگینے \* \* \* سردین را بریدے دینے  
 بہر حال چونکہ خود شاہ صاحب اس توجہ کو ناسعقول سمجھتے ہیں تو اسواسطے کچھ



زیادہ تر حاجت ترویج اس توجیہ کی نہیں ہے جو ہم یہ کہ مراد خلفاء و عاقل  
وامرأے صالح سے ہے کہ جو مستحق اسم خلافت کے ہوں مگر شاہ صاحب نام  
بتلاف سے ایسے شاہ عاقل کے نام سے عاجز ہیں۔ سو ہم یہ کہ بارہ خلیفہ بعد  
موت امام محمدؑ کے ہونگے کہ اول بارہ میں سے پانچ اولاد امام حسنؑ کے اور  
ایک اولاد امام حسینؑ کے اور ایک امام حسینؑ کے اور بعد ان کے پھر دو اولاد امام حسنؑ  
کی ہیں اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اگر حدیث اس بات کی صحیح ہو تو یہ  
توجیہ یہ ہے کہ اگر یہ اسباق اس حدیث کا ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ  
ابن ابی شیبہ نے حضرت امام محمدؑ کے ایسے بارہ خلیفہ ہوں۔ چہاں ہم یہ کہ مراد بارہ  
خلیفوں سے ہے کہ وہ بارہ خلیفہ ایک وقت میں ہوں مگر شاہ صاحب کچھ لکھتا  
نہیں دیتے ہیں کہ ایسے بارہ خلیفہ کس زمانہ میں اور کہاں پر ہو افسوس ہے  
کہ اس قدر توجیہات پر نشان شاہ صاحب نے لکھا مگر اس توجیہ سے برابر فرق ہے  
کہ ان بارہ خلیفہ سے دوازدہ امام حضرت علیؑ سے حضرت امام محمدؑ تک  
ہیں اور کیونکہ اس توجیہ کی طرف شاہ صاحب مائل ہوئے کہ اس توجیہ میں  
فصیحت حضرت علیؑ اور ان کے اولاد کی ثابت ہوتی ہے مگر صاف بات یہ ہے  
کہ ان بارہ خلفاء سے بھی دوازدہ امام مراد ہیں۔

### فصل ۱۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب قریش وعن عمران ابن حصین قال  
مات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وهو بکبر ثلثۃ اعیاء ثقیف وبنو  
حنیفۃ وبنو امیۃ رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے عمران ابن حصین سے  
کہ کہا اوسنے کہ مرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم در حالیکہ کراہت رکھتے تھے کہ

تبعیلو سے فرمائش کی کہ یہ زندقہ و بنی حنیفہ اور بنی امیہ سے روایت کی اس کو  
 نہ مانے فقط مسلم یہ کہ بیان ابن یوسف ظالم مشہور قبایہ تقدیر میں ہے  
 اوسیلہ کتب بنی حنیفہ میں ہے۔ یہ تھا اور مال بنی امیہ کی کہی شائع  
 عبد اللہ بن زیاد کی وہی ہے کہ وقت اہل ایمان میں علیہ السلام کا کھانا  
 اور سپر شاہ عید الحی صاحب کہ قتب ہو کہ اس راہ کو کہ یہ بیکہ واسطے  
 شمار نہیں کیا اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ باقی بنی امیہ یہ بھی ایتر کام  
 قصور نہیں کیا نیز اور عبد اللہ بن زیاد وقت ہو کہ یہ قتب ہو کہ شاہ صاحب  
 نے صراحتہ معاویہ کو کیدان نہیں یاد کیا کہ معاویہ کو بزرگ کا بھی باب ہے اور  
 شاہ صاحب اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول نے نواب میں کیا  
 کہ بندہ یہ ہے اور بزرگ شریف آپ کے کہیل کر رہے ہیں اور آپ نے تہذیب  
 بندرون کی بنی امیہ سے کی۔

## فصل ۵

اب کچھ حدیث مناقب صحابہ کی مذکور ہوتی ہے کہ اوسمیں بھی حضرت علی  
 داخل ہیں مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب صحابہ علیہ سبیلہ  
 الخدی فالہ مال النبیل علیہ والہ وسلم لا تسبوا اصحابکے فلو ان  
 احدکم انفق فل احد ذہبا ما بلع مداحکم ولا نصیفہ منفق علیہ  
 ترجمہ اور روایت ہو ابو سعید خدری سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا  
 کہ مت گالی دو تم لوگ صحابہ میرے کو واسطے کہ اگر یہ بات ثابت ہو کہ تحقیق کہ  
 کوئی ایک از تم میں سے راہ خدا میں خج کیا سونا مثل پھاڑ اُحد کے تو نہیں  
 پہنچا وہ شخص پیمانہ کو اون صحابیوں کے اور نہ نصت اوس پیمانہ کو متفق علیہ

فقط مگر حاویہ نے اوپر حضرت علیؑ کے لعن و گمانی بے تکلف جاری کیا اور  
 ثناء صاحب صحابی اور سکو کہتے ہیں کہ جسے مسجد نبیؐ علیہ السلام کی حالت  
 ایسا، مین پائی اور مرادین اسلام پر اگرچہ در بیان مین مرید ہو، ہوا ہو جیسا کہ  
 اثبات ابن قیس کو کہتے ہیں اور ہمارے نزدیک بھی اصحاب کی یہ تعریف  
 درست ہو مگر شرط یہ ہے کہ ایمان بغیر محبت اہلبیت کے نہیں ہو سکتا ہے  
 اور تعریف مین اصحاب کے یہ دو شعر حسینؑ ہلوی کا بہت دست اور وہ ہے۔

سلام اونہ جو اونکے اصحاب مین	وہ اصحاب کیسے کہ احباب مین
نہرا اولسے رغی رسول اولسے خوش	علی اولسے رضی قبول اولسے خوش

ظاہر ہے کہ اگر ایک شخص ایمان ظاہری اقرار رسالت کا رکھتا ہو اور اہلبیت  
 رسول سے عداوت رکھتا ہے تو وہ شخص درحقیقت منافق ہے کہ بتا کہ محبت  
 اہلبیت کے بہت حدیثیں اوپر مذکور ہو چکی ہیں اور واقعہ کربلا مین جو ہزاروں  
 آدمی نمازی اور حافظ اور قاری وغیرہ تھے تو بحالت اس قدر اہتمام قتل حسینؑ  
 کربلا کے کیا۔ وہی لوگ مسلمان باقی رہے اور اس مقام مین جو ہمارا حاشیہ  
 اوپر شج مشکوۃ شریف کے ۲۵ برس قبل کا لکھا ہوا ہے سو حسب ذیل ہے  
 شاح رحمۃ اللہ علیہ خود باریکاب روت نسبت اصحاب قاتل است تا باریکاب  
 صغائر و کبار چہ رسد کہ انچہ تاویل آیت تطہیر اہلبیت گفتہ شود شک نیست کہ  
 حضرت علیؑ علیہ السلام بہر معنی داخل اہلبیت خصوص درین حال کہ حضرت رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر را اندرون کلیم آوردہ انحصار اہلبیت بر انہما فرمودہ  
 تا اینکه بنظر طہارت مطلقہ اہلبیت بحالت جب ہم ما ذون بدخول مسجد بود و مذکور  
 سیکر احادیث در شان علیؑ است و خود اہلبیت نیز خلافت را لہ علیؑ راجع مینویسند

پس با انیمه حالات جنگ معاویه با حضرت امیر علی علیه السلام و بنا بر این  
 کشت و خون بودن هزاران مسلمانان انکار از نص یا ارتکاب کبیره و هزار پیر  
 خواهد بود یا نه و حدیث صحیح ۷۰ یعنی حدیث مندرجہ فصل ۳۸ رسالہ ہذا کہ  
 حرب با علی حرب با من است این ہمہ یا سو کرده بحاکمیت معاویه در آمدن نجفی  
 دارد و ظاہر کہ امیر معاویه از ہما جبرین یا انصار یا اصحاب بدر ہم ندوہ اند کہ  
 چندان ہستام در کار باشد و نہ از ہشتیان قطعی اند کہ تاویل مزید را حاجتے باشد  
 غایت اینکه از عوام صحابی بودہ اند کہ در سال ہشتم از ہجرت بشمول البوسفیان و عکرمہ  
 بن ابی جہل ایسان آورده اند امتداد صحبت ہم میسر شدہ بود و لطف اینکه عکرمہ  
 بن ابی جہل بحکم رسول اللہ علیہ السلام بعد فتح کہ تیل کردہ شد انصاف از اہل  
 انصاف میخواستیم کہ اگر این محاربات معاویه و بروی حضرت رسول صلی اللہ علیہ  
 وسلم میشد آن حضرت کدام جانب می بود قاعدہ و یا اولی البصار نمیکہ ہم کہ چیز  
 بہ شان معاویہ گفتہ آید مگر می پرسم کہ ہر حمایت و محبت کہ بی فاسد میایدند ہم  
 کہ تو اک معاویہ را آخر سبب پیست سفینہ نوح را کہ عمارت از اہل بیت ہستہ گذشتن  
 چہ ماسب است قطعہ

نشدہ ایاحتہ شدہ	کہ بر تل ایسان گشتہ خاتمہ
اگر توجہ و لطف در رسول	من در سہد انان آں رسول
یاد ہر سہد ہر سہد	نشدہ ہر سہد ہر سہد
فصل ۳۸	

مشکوۃ یا صاویح یا ب مناقب صحابہ و غن جاکرہ من النبیل اللہ علیہ  
 و سلم ذاکلہ اللہ اللہ و اللہ من انی دواء الترمذی

ترجمہ اور روایت ہے جابر سے حضرت بنی سے کہ فرمایا حضرت بنی نے کہ نہیں  
 پہنچو گی آگ کسی سلمان کو کہ جس نے دیکھا مجھ کو یا کہ دیکھا اوسنے اوس شخص کو کہ دیکھا  
 مجھ کو روایت کی اوس کو ترمذی نے فقط اگر یہ حدیث ٹھوگا اوپر اون لوگوں کے  
 جاری ہو کہ جس نے ساتھ اقرار رہا کہ دیکھا ہو اور کچھ محبت اہلبیت کی شرط ایمان  
 نہ تو سنیوں کو بڑی وسعت ہو کہ اگر چاہیں تو یزید کو بھی داخل ہشتیان  
 سمجھیں اور اوس کو ایک تابعین میں سے شمار کریں کہ اس یزید نے بھی معاویہ  
 ایک صحابی کو دیکھا ہے۔ خاک پرے ایسے صحابی پر اور ایسے تابعی پر۔

### فصل ۵۴

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب صحابہ وعن عمر بن الخطاب رض  
 قال سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول وسألت  
 ربه عن اختلاف صحابي من بعدى فاوحى الىّ يا محمد ان اصحابك عند  
 بمنزلة النجوم في السماء ومضيها اقوى من مصباح كل نور فمن اخذ نوره ما هم عليه  
 من اختلافهم فهو محمدى على هدى والذوال رسول الله صلى الله عليه واله  
 وسلم اصحابه كاللجج والجمجم اذ قد تم اهندنهم رواه رزين  
 ترجمہ اور روایت ہے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ سناؤ  
 رسول خدا کو کہتے ہوئے کہ سوال کیا بنے رب سوا اپنے اختلاف صحابوں کے  
 بعد میرے تب وحی کیا گیا طرف میرے کہ اسے محمد تحقیق کہ اصحاب تیرے نزدیک  
 میرے بمنزلہ ستارہا و آسمان کے میں کہ بعض اونکا قوی تر ہے بعض سوا ہے  
 واسطے ہر ایک کو نور پس جس شخص نے اخذ کیا ساتھ ایک شے کے کہ جس میں صحابی  
 لوگ مختلف ہیں پس وہ شخص نزدیک ہے میرے ایہ روایت کے ہے کہ اوس نے

نہ فرمایا، نہ نذرانے کہ اصحاب میرے مثل ستاروں کے ہیں پس اونہیں سہیج  
 راتھ اقتدا کر۔ تم لوگ ہدایت پاؤ گے تم لوگ روایت کی اسکو زہن نے فقط جب  
 یہ حدیث : حضرت عمرؓ سے ہو تو شاید اسی بنیاد پر ہے پر واعیان حضرت عمرؓ کی  
 حضرت علیؓ کے ہونگے مگر یاد رہے کہ یہ حدیث ہی نوہ حضرت : ہر ہے کہ  
 فوت ہو کر نہ اعدام کلثوم و حضرت علیؓ کے روایت کیا تھا کل سبب اسباب  
 و صحریٰ یقیناً و عوام القباۃ کا انسیب و سب سے و صحریٰ یعنی فرمایا رسول اللہؐ  
 کہ نل نسب اور سب اور شتہ وصل و پیوند کا منقطع ہوگا برزقیاست کر کر نسب  
 ہمارا اور سب ہمارا اور وصل و پیوند ہمارا فقط اور ہم دیکھتے ہیں کہ شجہ بین  
 حدیث کے شاہ صاحب نے براہ راست بازی اس بات کو قبول کیا ہے کہ اگر  
 بعض مقام میں بھت بشریت اور خطا کے کوئی صحابی اوپر راہ صواب کے نحو  
 جیسا کہ بناوت اور خلافت امام برحق کا اختیار کیا ہو تو اقتدا ساتھ اس صحابی  
 کے درست نہیں ہے اور ہدایت ساتھ اس صحابی کے درست نہوگی اور وہ  
 صحابی مستثنیٰ اور خارج از بحث ہو پس صاف صاف یہ اشارہ لطف معاویہ کے  
 ہے اور ہر گاہ تشبیہ اصحاب کے ساتھ ستاروں کے ہو تو ایک مسلمان آدمی کہہ  
 "الین ایہ" ہو اللہ خاصہ ہدایت اپنی بذریعہ جناب مشکل گشا مولیٰ علیؓ ایک  
 آفتاب جہانتاب یعنی حیدر کرار غیر فرار کے چاہیگا اور اہل تصوف اولیاء اللہ جو  
 تمام تر در یوزہ گری در گاہ حضرت علیؓ کی کرتے ہیں سوالبتہ یہ لوگ تمام تر راہ راست  
 پر ہیں ہاں ایک طریقہ نقشبندیہ کا البوکرہ سے تھا سوطریقہ فقرار میں وہ طریقہ  
 ایک سوخت طریقہ کہلاتا ہے اور اسی سبب کو خاتمہ طریقہ نقشبندیہ کا بذریعہ  
 کسی خالوادہ کے حضرت علیؓ تک ہوتا ہے۔

## فصل ۵۵

اب کچھ بیان اصحاب عشرہ مبشرہ کا ہوتا ہے سو تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت  
 ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد ابن ابی وقاص و عتبہ الرحمن  
 ابن عوف و ابو بکر و ابن الجراح و سعید ابن زید یہ دس شخص خاص کر کے عشرہ  
 مبشرہ کہلائے تھے کہ جن کے واسطے بشارت جنت کی ہے جب قرآن مجید و بار  
 بہشتی ان قطعی (مگر کوئی بنیاد خاص اس بات کی نہیں معلوم ہوتی ہے کہ کس سبب  
 یہ رشتہ آویختہ کیا گیا ہے۔ اور یہ کہ ان دس میں چنانچہ خواہ شاہ صاحب بھی  
 اپنی شہرہ میں لکھتے ہیں کہ یہ بشارت جنت کی مخصوص ساتھ ان دس آدمیوں کے  
 نہیں ہے کہ بشارت جنت کی حق الہیت اولاد و ازواج و دیگر صحابہ کے لئے ہے  
 مشکوٰۃ و اسما ج باب مناقب عشرہ مبشرہ و عن عمر رضی اللہ عنہ  
 قال ما احدا حق بهذا الا من هو لاء النضر الذين توفى رسول الله ص و هو  
 عنهم راضٍ فسمي عليا و عثمان و الزبير و طلحة و سعد و عبد الرحمن و ابي بن جاري  
 ترجمہ اور روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اوسنے کہ نہیں کوئی مستحق ہے  
 اس امر خلافت کو ان لوگوں سے جو کہ انتقال کیا رسول اللہ نے درحالیکہ وہ  
 رضی تھے ان لوگوں سے پس نام بتلایا عمر نے علی و عثمان و زبیر و طلحہ و سعد  
 ابن ابی وقاص و عبد الرحمن ابن عوف کا روایت کی اسکو بخاری نے فقط او  
 پور اقصہ اس قول حضرت عمرؓ کا یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے قریب انتقال  
 اپنے نام ان چھ شخصوں کا بتلایا کہ یہ کہا کہ ان چھ شخصوں میں سے پانچ آدمی  
 جس شخص پر اتفاق کریں سو وہ شخص خلیفہ قرار دیا جائے اور وہ چھ شخص جو  
 خلاف کرے قتل کیا جائے یعنی مقتضا اس حکمت عملی کا یہ تھا کہ خوب معلوم تھا



کہ یہ پانچ شخص قریش ہر گز حضرت علیؑ کو خست یا رنجیدہ کرنے کے قوسی میں  
 حضرت علیؑ کا کام بھی ختم ہو جائیگا چنانچہ یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ اگرچہ حضرت  
 عمرؓ نے ان چھ شخصوں میں امام حضرت علیؑ کو ادا کیا، اگر ساتھ اسکے حضرت  
 علیؑ محروم ہو کر کے حضرت عثمانؓ غازیؓ مقرر ہو۔ یہ، رنیریت ہوئی کہ حضرت علیؑ  
 نے بھی بیعت کر لی، رنہ اونکے بارے میں کیا کیا کہیں ہو تا اور یہ کیا مقام پر  
 کا ہے کہ یہ بات کہ حضرت رسولؐ نے چلتے چلتے رضامندی سے یہ بیعت کر لی  
 کیا تھا محتاج تصدیق حضرت عمرؓ کے ہو اور یہ حضرت عمرؓ کو بزرگ میں یہ بوقریہ  
 ماہ قبل انتقال حضرت رسولؐ کے مبارکبادی و حیثیت ختم غیریہ کہ حضرت علیؑ ہر گز  
 دیکر کے کہا تھا کہ انت مولیٰ کل مؤمنین و عتد سوابہ و انہ یزید علیؑ کی یہ بیعت  
 کہ تصدیق رضامندی حضرت رسولؐ کی نسبت اونکے حضرت عمرؓ کے منجور و آئینہ ہے  
 اور اگر یہ نام لینا ہی کا سچے دل سے ہوتا تو جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کو  
 استخلاف کیا تھا سو اس سنت پر حضرت عمرؓ کا استخلاف حضرت علیؑ کا کرنا کیا شواہد  
 تھا اور اگر حضرت عمرؓ بڑے سچے تھے تو بھول جاتا اپنے مبارکبادی روزہ حیثیت  
 ختم غیریہ کا اور خلافت اوسکی امر خلافت کو درمیان چھ شخص کے نامزد کر کے حکم نقل  
 کرنے شخص ششم کا کیا معنی رکھتا ہو اور کیا اس حکم سے حضرت عمرؓ کے خان اوس شخص کا  
 کہ جس سے حضرت رسولؐ راضی مرے ہوں حلال ہو جاتا۔ اور عبداللہ بن عمرؓ  
 اپنے بیٹے کو جو حضرت عمرؓ نے استخلاف نہیں کیا سو تقریر اوسکی حضرت عمرؓ نے  
 جو کچھ کی ہو مگر اصل بات صرف اس قدر ہے کہ جس بجا و سے خلافت پایا تھا سو  
 اوسی بجا و سے خلافت سے رخصت ہونا بھی ضرور تھا اس واسطے کہ حضرت عمرؓ  
 صدر مقام مدینہ میں تھے اور تمام قریش اہل قوت لوگ موجود تھے تو حقیقت کچھ

موتح استخلاف اپنی بیٹا کا اونکو نہیں تھا خلافت معاویہ کے کہ اسکو سابق سے  
 سکو مست مستقل و شوق کی حاصل تھی سواوستے (تکلف استخلاف یزید اپنی بیٹا کا  
 کیا اور خلافت یزید کی بے تکلف جاری ہو کر کے استیصال خاندان نبوی کا  
 کر بلا میں بخوبی تمام ہو گیا کہ سواستے امام سیار حضرت امام زین العابدین کے  
 کوئی مرد خاندان نبوت کا نہیں بچا۔

### فصل ۵

مسکرة المصابیح باب سابق عشرة مبشرة وعن ابی ملیک قال  
 سمعت عائشة وسألت من كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مستخلفاً  
 لو استخلفه قالت ابو بكر فقیل ثم من بعد ابی بكر قالت عمر فقیل من بعد عمر قالت  
 ابو عبیدة بن الجراح رواه مسلم ترجمہ اور روایت ہوا بن  
 ابی ملیک سے کہ کہا اوسنے کہ سنا ہمیں عائشہ سے کہ پوچھا گیا عائشہ سے کہ کو شخص  
 رہ تھا کہ جبکہ حضرت رسول خلیفہ بناتے تب کہا حضرت عائشہ نے کہ ابو بکر تب  
 پوچھا گیا کہ بعد ابو بکر کے تب کہا عائشہ نے کہ عمر تب پوچھا گیا کہ بعد عمر کے  
 تب کہا عائشہ نے کہ ابو عبیدہ بن الجراح روایت کی اسکو مسلم نے فقط اس حدیث  
 سے ظاہر ہوا کہ حضرت رسولؐ نے خود کسی شخص کو خلیفہ نہیں بنایا بلکہ یہ رہے  
 حضرت عائشہؓ کی ہے کہ اگر حضرت رسولؐ کسی کو خلیفہ بناتے تو حضرت ابو بکرؓ  
 کو اور بعد ان کے حضرت عمرؓ کو اور بعد ان کے ابو عبیدہ بن جراح کو خلیفہ بناتے  
 اور اس حدیث سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ یہ دونوں  
 شخص بہ تجویز حضرت عائشہؓ کے قابل ذکر خلافت کے نہیں تھے اور کیونکہ انہو کہ  
 یہ دونوں شخص داماد حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے تھے پس حضرت عائشہؓ ان دونوں

شخصوں کو کیونکر یاد کر سکتی تھیں مگر شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اونکے باپ نے بوقت خلیفہ ہونے کے کہا کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہے کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمر اور حق ابو عبیدہ کا ہے۔

## فصل ۵۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ عن عبد الرحمن بن عوف ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر فی الجنة وعمر فی الجنة وعثمان فی الجنة وعلی فی الجنة وطلحہ فی الجنة والزبیر فی الجنة وعبد الرحمن بن عوف فی الجنة وسعد بن ابی وقاص فی الجنة وسعید بن زید فی الجنة وابو عبیدہ ثقیف الجراح فی الجنة رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے عبد الرحمن بن عوف سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ابو بکر جنت میں ہے اور عمر جنت میں ہے اور عثمان جنت میں ہے اور علی جنت میں ہے اور زبیر جنت میں ہے ابو عبد الرحمن ابن عوف جنت میں ہے اور سعد ابن ابی وقاص جنت میں ہے اور سعید ابن زید جنت میں ہے اور عبیدہ جنت میں ہے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ذکر خلفائے اربعہ کا احادیث میں کلام و جزاء اسی ترتیب سے ہے کہ اسی امر سے ایک استیناس یعنی لگاؤ مذہبیت کا پایا جاتا ہے مگر یہ تقریر شاہ صاحب کی درست نہیں ہے کہ حدیث میں فصل ۵۵ اس رسالہ کو نام حضرت علیؑ کا بالا کا نام حضرت عثمانؓ کے ہے فقط اور ترتیب حال یہ ہے کہ فن حدیث کا بعد از دو پڑھ سویرش مان خلافت اربعہ کے مرتب ہوا ہے پس حطیح یہ کہ ترتیب خلافت کی ہوتی گئی سو ادسی ترتیب سے حدیث میں مذکور ہونا نام ان خلفائے اربعہ کا میں

وسلیان وغیرہ کا اوپر ذکر حضرت مسیحؑ کے مقدم ہونے کا ہر چند کہ اول انبیاء کو حضرت مسیحؑ پر کچھ ترجیح و تفضیل نہ ہو یعنی کہ مجرد ترتیب زمانی کچھ دلیل فضیلت و اذیٰ شخص مقدم الذکر کے نہیں ہے بلکہ درجہ ہر شخص کا باعتبار الفاظ مخصوصہ اس شخص کے سمجھا جاوے گا جیسا کہ حدیث میں فصل ۶۰ کے نسبت حضرت علیؑ کے ذکر اس بات کا ہے کہ جن ساتھ علیؑ کے ہو اور اس سطح پر تمام احادیث میں الفاظ نشان حضرت علیؑ کے بمقابلہ خاندانِ علیؑ کے ایک خاص قسم کے ہیں کہ جس سے تمام مترتبات ہوتا حضرت علیؑ کا خاندانِ علیؑ سے ظاہر ہوتا ہے ہر حال شاید یہی حدیث منشاء انحصار عشرہ بنو ہاشم کا ہو مگر یہ بات نہیں معلوم ہوتی ہے کہ سطح پر جو کہ ایک ایک آدمی کا نام ہر کے لفظ فی الجملہ ہر نام کے تکرار کی گئی ہو کیا منشاء اس قسم تقریر ہے۔

### فصل ۵۸

مشکوٰۃ المصابیح باب شایب عیسیٰ و یحییٰ و یونس علیہ السلام  
قال قبل یا رسول اللہ من قوم بعدک قال ان قوم ابابکر و ثقیف و امیاء  
و الدنیاء و عیالہ و الاخوة و ان قوم و اعترافہ قومًا امیاء لا یخاف فی اللہ لو نہ  
لا یم و ان قومًا علیا و لا اراکم فاعلم ان ثقیف و ادیانہ و یحییٰ و یونس علیہ السلام  
المستقیم و داہم ترجمہ اور روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا او سنے  
کہ بوجھا گیا اسے رسول اللہؐ کس شخص کو ہم امیر بنائیں بعد تیرے تب فرمایا  
رسول اللہؐ نے کہ اگر امیر بنائیں تم لوگ ابوبکر کو تو پائو گے تم لوگ او سکوا میں نے  
امور دنیا میں اور راغب طرف آخرت کے اور اگر امیر بنائیں تم لوگ عمر کو تو پائو  
تم لوگ او سکوا قوی اور امین جو کہ نہ خوف کرے امور خدا میں ملاست کوئی

کرنے والے کا اور اگر یہ بناؤ تم ابگ علی کو اور ہم نہیں دیکھتے ہیں کہ تم ابگ اوس بات کو کرو گے تو پاؤ گے تم لوگ اوس کو ہادی اور حمدری جو کہ راہ ستقیم پر لیجا تمکو روایت کی اسکو احمد نے فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسولؐ نے تنصیص و تبییس خلافت کی کسی شخص کے حق میں نہیں کی سو یہ بات ہمکو بھی درست معلوم ہوتی ہے اسواسطے کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی حقیقت باعتبار اہل سنت از رو اجماع کے ہوئی تھی اور اس حدیث سے حال انحراف لوگوں کا حضرت علیؓ کی طرف سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ رسولؐ نے فرمایا کہ ہم نہیں دیکھتے ہیں تم لوگوں کو کہ علی کو ایسہ بناؤ گے۔

### فصل ۵۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن اہل ان النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم قال رحمۃ اللہ علیہ ابو بکر و اشدہم فی اہل اللہ و اشدہم  
حیاء عثمان و افضہم زید بن ثابت و اقربہم ابن ابی کعب لم یکن الذین کفروا  
من اہل الکتاب و اعلمہم باللیل و النجاء صغاد بن جبل و کل امۃ امین و امین  
ہذا لامۃ ابو عبیدہ بن الجراح رواہ الترمذی قال ہذا حدیث حسن صحیح و قد  
صغر بن قنقۃ مرسل و فیہ اقصاص علی ترجمہ اور روایت ہر اس سے کہ تحقیق کہ نبی صلی  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحیم ترین میرے ساتھ است میرے ابوبکرؓ ہے اور شدید تر  
اوسکا امراض بن عمرؓ ہے اور صادق تر اون لوگوں کا از روی حیا کے عثمانؓ ہے  
اور عالم تر علم فراغؓ کا زید بن ثابتؓ ہے اور قاری تر اون لوگوں کا ابی ابن کعبؓ  
ہے کہ آیت لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب کی حضرت رسولؐ نے ابن ابی کعبؓ کے  
پاس پڑھی اور عالم تر اون لوگوں کا ساتھ حلال و حرام کے معاذ بن جبلؓ ہے اور

ہر است کو ایک امین ہی اور امین اس است کا ابو عبیدہ ابن الجراح ہے روایت کی اسکو احمد ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت ہی عمر بن قتادہ سے لبطویر سے اس کے اور اس روایت میں ہی کہ قاضی ترمذی لوگون کا علی ہے فقط اس حدیث میں ذکر حضرت علی کا سب کر آخرین ہے بہر حال شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے رشادۃت حضرت علیؓ کے حکم نہیں دیتی تھے اور اگر حضرت علی حاضر نہ ہوتے تو حضرت عمرؓ توقف کرتے اور کہتے کہ فضیۃ ولا ابا حسن لھا یعنی کہ مقدمہ ہے مگر ابو الحسن یعنی علیؓ واسطے فیصلہ کرنے اوسکے نہیں ہیں اور شک نہیں ہے کہ حضرت علیؓ کو بوجہ اصابت راس و قوت علمی کے حضرت عمرؓ کے پاس بہت دخل تھا کہ وہ حضرت علیؓ کو اپنی کام کا آدمی جانتے تھے مگر افسوس ہے کہ صراحتہ حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا۔

### فصل ۲۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعنقال رسول اللہ ﷺ  
صلی اللہ علیہ وسلم رحمہ اللہ ابا بکر زوجہ ابنتہ وحملاًنی الی دار المحرق  
وصحبہ فی الغار واعنق بلالاً مرہالہ رحمہ اللہ عمر بن الخطاب کان طرکۃ الحق جمالہ  
صدیق رحمہ اللہ عثمان یستحیی منہ الملائکۃ رحمہ اللہ علیہ اللہم ادر الحق معہ حیث  
دار وہ الترمذی وقال هذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی اوس انس سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ ہم کر  
افتد ابو بکرؓ پر جو کہ بیاہ دیا ساتھ میرے اپنی بیٹی کو اوٹھا لگیا مجھ کو دار العجرہ تک  
اور ساتھ دیا میرا غار میں اور آزاد کیا بلالؓ کو اپنے مال سے اور رحم کرے افتد عمرؓ  
پر کہ بولتا ہی وہ حق بات کو اگر جہ تلخ ہو اور امر حق نے چھوڑ دیا ہی اسکو اس حال

میں کہ اوسکو کوئی دوست نہیں ہے اور رحم کرے اللہ عثمانؓ پر کہ اوس سے شرم کرتے ہیں فرشتہ لوگ اور رحم کرے اللہ علیؓ پر اسے میرے خدا گردش و حق کو ساتھ ابرسکے جہان پر کہ وہ پہرے روایت کی اسکو ترندی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں بروایت جامع الجوامع سیوطی کے لکھتے ہیں کہ القرآن مع علی وعلی مع القرآن یعنی کہ قرآن ساتھ علیؓ کے ہے اور علیؓ ساتھ قرآن کے ہے۔

### فصل ۴۱

بیت - کہے یوں جو چاہے کوئی کبیر کر \* یہ نسبت علیؓ کو نہیں غیر سے اب کچھ احادیث مناقب حضرت ابو بکرؓ کے بیان ہوتے ہیں سو اس بات میں کچھ شک نہیں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ ایک نہایت عمدہ اور بزرگ اور نیک صفات آدمی اور حضرت رسولؐ خدا کے ایک یار غارتھے اور ساتھ حضرت رسولؐ کے اونکو اپنی جان و مال تک کچھ دریغ نہیں تھا اور حدیث مندرجہ فصل ۵۸ میں جو بڑا حضرت علیؓ کے زاہد فی الدنیا و اغبیٰ الیٰ الاخریٰ انکی شان میں واقع ہے سو یہ بات بہت حب سال ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ اونکو ساتھ حضرت علیؓ و فاطمہؓ و امین علیہم السلام کے بہت اوب تھا غرض کہ انکے فضائل خاص میں ہمکو کچھ عذر نہیں ہے مگر بات یہ ہے کہ بقول رشتہ دیگر جگر جگر است کے اونکے فضائل کو ساتھ فضائل حضرت امیر علیہ السلام کے کچھ مقابلہ نہیں ہے کہ حضرت علیؓ اونکے مولیٰ اویسیٰ پر تھے کہ حبیب پر خود حضرت رسولؐ اونکے مولیٰ تھے اور خطبہ ہادی جمعہ عیدین میں جو ذکر حضرت ابو بکرؓ کا عبارت افضل الصحابہ بالصدق و التحقیق کے ہوتا ہے سو ہماری اعتقاد میں یہ بات ایک طرح پر بہت درست ہے کہ بیشک حضرت ابو بکرؓ کا



صحابہ سے افضل تھے اس واسطے کہ حضرت علیؓ اس قسم صحابہ میں داخل نہیں ہیں بلکہ ایک قسم جداگانہ از قسم اہلبیت و آل و عترت کے تھے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت رسولؐ نے جو مواخات اور بھائی چارہ درمیان اصحابوں کے لگا دیا سو اس سادگی صحابہ سے حضرت بنی نے حضرت علیؓ کو علاحدہ رکھ کر کے کہا کہ تو میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں اور خلافت کا بلجانا او کو بعد انتقال حضرت رسولؐ کے ایک قضیہ اتفاقی ہے کہ حضرت عائشہ بیٹی اونکی زمانہ میں بطرف اونکے تھیں اور ہر باہر میں حضرت عمرؓ خاص کر کے اونکے خلیفہ بنانے میں مصروف ہو کر ورنہ فصل ۵۶ میں اس رسالہ کے ذکر ہو چکا ہے کہ ابو بکرؓ نے وقت خلیفہ ہونے کے کہا تھا کہ ہم کو خلافت سے کیا علاقہ ہے یہ خلافت حق علیؓ اور حق عمرؓ اور حق ابو عبیدہؓ کا ہے اور شال اونکے خلیفہ قرار پانے کی ویسی ہی معلوم ہوتی ہے کہ جیسے سابق سرکاری نے بغاوت سرکار کر کے دہلی میں شاہ ابوالطفرا ایک گوشہ نشین دہلی کو زبردستی سے بادشاہ بنالیا مگر فرق اس قدر ہے کہ انجام بادشاہ بنانے ابوالطفرا کا بخیر نہیں تھا اور انجام اس خلافت حضرت ابو بکرؓ کا بخیر ہوا کہ خود حضرت علیؓ نے بیعت کر لی اور اجر اے دین بخوبی ہوا مگر یاد رہے کہ جیسا کہ خلافت حضرت ابو بکرؓ کی چل گئی سو اسے سب طرح بہت سے احادیث مبالغہ تعریف کے ہی موضوع ہوئے چنانچہ شاہ صاحبؒ بھی موضوع ہونے سے احادیث بشان ابو بکرؓ کے مقرر ہو کر کے چند موضوع حدیث اپنی شرح مشکوٰۃ میں حسب ذیل نقل کرتے ہیں۔ اول ان الله ينجي الناس عذاباً و ابی بکر خاصۃ یعنی تجلی خدا کی آدمیوں پر عموماً ہوتی ہے اور ابو بکرؓ پر خاص کر کے و ماصت الله فی صدی الاوصیۃ فی صدی ابی بکرؓ یعنی حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ نہیں ڈالا خدا نے ہمارے سینہ میں مگر یہ کہ ڈالا ہم نے اس کو



کچھ عذر نہیں ہے کہ فی الواقع حضرت ابو بکرؓ ایک نہایت دوست دلی حضرت رسولؐ کے تھے اور فصل ۲۹ میں ذکر ہو چکا ہے کہ سب دروازہ جو بطرف مسجد کے تھوڑے بند کئے گئے سوائے دروازہ مکان علیؑ کے اور یہ حکم زمان حیات حضرت حمزہؓ کا ہے اور یہ حکم روزن دیوار چھوڑنے کا حضرت ابو بکرؓ کے وقت مرض الموت کا ہے پس کجا دروازہ اور کجا روزن یعنی کہ اس حدیث میں اور حدیث فصل ۲۹ میں کچھ محتاج نہیں ہے مگر حضرت عمرؓ جو ایک بڑے حوصلہ کے آدمی تھے سوشا و صبا اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت رسولؐ نے اپنی مرض الموت میں روزن دیوار ابو بکرؓ کے چھوڑنے کا حکم دیا تو حضرت عمرؓ نے بھی درخواست کی کہ او کو دیوار میں بھی روزن چھوڑا جائے مگر آنحضرتؐ فرمایا کہ بقدر ایک ناکہ یعنی سوراخ سوئی کے بھی نہیں چھوڑا جائے اور اس حدیث کے حاشیہ پر ایک حاشیہ مبارک ۲۵ برس سابق کا فارسی ہے: **بذیل ہے کسی از صحابہ در آیت تطہیر بلبیت** و حدیث ثقلین و شل سفینہ فح و من کنت مولاہ و غیر ذلک از قسم زوجیت بتولؑ ہاشمیت و غیرہ شریک علی علیہ السلام نمیتوان شد و آنکہ حضرت ابو بکرؓ را خلافت باجماع شایع مضائقہ نیست در آن چہ مضائقہ کہ نظر بہ بعض مصالح ملکہ الوقت و بزرگی و نیک خوئی حضرت ابو بکرؓ را اختیار کردند بالجملہ چون خلافت حضرت شام را حضرت امیر علیہ السلام خود رواداشتند مارا چہ میرسد کہ گفتگو در آن کنیم۔

### فصل ۲۲

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ و عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو کنت متخذاً خلیلاً لا اتخذت ابابکر خلیلاً و لکنہ اخ و صا  
اخی فی الدین و صا حبی فی النار و قد اتخذہ اللہ صا حکم خلیلاً و صا مسلم

ترجمہ اور روایت ابو عبد اللہ ابن مسعود سے حضرت بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت (ﷺ) کہ اگر بناتے ہم کسی شخص کو خلیل تو بناتے ہم ابو بکرؓ کو خلیل لاکن وہ ابو بکرؓ بجائی میرا اور ساتھی میرا ہے اور روایت میں احمد کے ہے بجائی میرا دین میں ہے اور رفیق میرا غار میں ہے اور تحقیق کہ بنایا خدا نے رفیق کو تم لوگوں کا یعنی ہم کو اپنا خلیل روایت کی اسکو سلم نے فقط اور یہ حدیث بتائے فضل بالا کے ہے اور اس میں ہم کو کچھ عذر نہیں ہے۔

فصل ۶۳

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر صم وعن عائشہ قالت قال رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ ادعی الی بابکوا لک واخلک حتی اکتب کتابا فانی انا  
ان فیمنہ منمن ویقول فائل انا ولا ویا بے اللہ والموصنون الا ابا بکر وہو فی کتاب  
الحجۃ انا اولی الی الا کا ترجمہ اور روایت ہی عائشہ النکاحہ کہا اوسنے کہ فرمایا مجھ کو پوچھا  
نے انبی باری میں کہ بلا تو میرے لئے ابو بکر اپنے باپ کو اور بھائی کو تاکہ لکھوں  
میں ایک نوشتہ کس واسطے کہ تحقیق کہ میں خوف کرتا ہوں اس بات کو کہ آرزو کرے  
کوئی آرزو کرنے والا کہ میں مستحق ہوں اور نہ کوئی دوسرا اور انکار کرتا ہو اللہ اور  
مسلمان لوگ مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اس کو سلم نے اور کتاب حمیدی میں ہے  
کہ انا اولی یعنی مستحق تر ہوں بجائے انا ولا کے ہر نقطہ مقدمہ خلافت میں ہم  
حضرت عائشہ کو خوب پہچانتے ہیں سو یہ حدیث صحیح ساختہ اور موضوع ہے  
اس واسطے کہ جب قریب دو ماہ قبل انتقال اپنے حضرت رسول خدا کے آرزو  
وصیت خم غدیر کے حضرت علی کو وصی اپنا قرار دے چکے تھے تو خلافت اوس کے  
کوئی نوشتہ بحق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کرنا کچھ معنی نہیں رکھتا اور اگر فی الحقیقت کوئی

موشہ بحق ابو بکرؓ کے کرنا منظور ہوتا تو حضرت عمرؓ کو واسطے غدر کرتے کہ یہ بات تو خود ادائے مطلب کی تھی اور یہ بات بھی قابل ملاحظہ اور غور کے ہو کہ اس حدیث کے صرف تیاری حضرت ابو بکرؓ پر عایشہ کی نہیں ہے بلکہ ایک تیاری واسطے برادر عائشہ کے بھی پائی جاتی ہے۔

### فصل ۶۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ جلیلیں مطعم قال انشا اللہ علیہ وسلم امراة فکلمتہ بتبعی فامرہا ان تریح الیہ قالت ارایت ان جئت ولم اجدک کاٹھا ترید الموت قال فان لم تجدانی فأتی ابابکو متفق علیہ

### ترجمہ

اور روایت سے جبر ابن مطعم شاگرد حضرت ابو بکرؓ سے کہ آئے حضرت رسولؐ کے پاس ایک عورت پس کچھ بات کی اسنے حضرت رسولؐ سے کسی چیز میں پس فرمایا رسولؐ نے اسکو کہ پہر دوسری دفعہ آتا تب کہا اس عورت نے کہ رسول اللہؐ آیا دیکھا تو نے کہ ہم آوین اور پناوین تجھکو گویا کہ وہ ارادہ کرتی ہے موت کو تب فرمایا رسولؐ نے کہ اگر پناوے تو مجھکو پس آ تو ابو بکرؓ کے پاس متفق علیہ فہذا اس راوی شاگرد حضرت ابو بکرؓ نے اپنے جانتے خوب حق شاگرد کا ادا کیا ہے کہ جس سے خایفہ بنانا حضرت ابو بکرؓ کا نکلتا ہے مگر یہ حدیث بھی صریح موضوع ہے اسواسطے کہ کیا قرینہ اس بات کا ہو کہ ایک عورت کسی بات کے واسطے آوے اور حضرت پیغمبرؐ خدا اس سے کہیں کہ دوسری بار آتا اور ابھی وہ عورت ذکر موت حضرت رسولؐ کو واسطے ایک ایسے امر خفیف کو در بیان میں لاوے کہ یہ بات بالکل بے معنی اور بیہودہ ہے اور شاہ صاحب بھی اس حدیث کی شرح میں

اقرار کرتے ہیں کہ خلافت ابو بکرؓ کی بذریعہ اجماع کے ہر نہ بذریعہ نص قطعی اختلاف کے۔

## فصل ۶۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ و ابن عمر و ابن العاص و ابن النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل قال فانیت فقلت ای  
الناس حبیب البک قال عائشہ قلت من الرجال قال ابوہا قلت ثم من قال عمر فقد  
رجا لافسکت فحافۃ ان یجعلنہ و احمرہم منصف علیہ

ترجمہ اور روایت ہر عمرو ابن العاص سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
نے بھیجا اوس عمرو عاص کو اوپر لشکر ذات السلاسل کے اور کہا اوس عمرو عاص  
نے کہ آئے ہم اوس رسول کے پاس اور پوچھا ہم نے کون شخص آدمیوں کا محبوب  
ہے تیرے پاس تب کہا اوس نبی نے کہ عائشہ تب ہنسی پوچھا مردوں میں سے  
تب فرمایا نبی نے باپ اوس عائشہ کا تب پوچھا ہم نے اوس کے بعد کون محبوب  
ہے تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ عمرؓ اور اوس کے بعد گنا چند مردوں کو پس چپ  
رہے ہم بخوف اس بات کے کہ ٹھہر اوسے وہ بنی مچکو آخرین اون لوگوں کے  
متفق علیہ فقط سو یہ حدیث صریح ساختہ اور موضوع ہے اس واسطے کہ راوی اسکے  
عمرو ابن عاص ہیں کہ جو مقابلہ میں حضرت امیر علیہ السلام کے بطرف معاویہ کے  
بہ ایام فریب کا بند و بست کیا تھا کہ معاویہ کی طرف سے حکم تھا کہ ابوہریرہؓ اور حضرت امیر  
کی طرف سے حضرت موسیٰ اشعریؓ حکم ہوں اور انکو اپنے سازش میں لا کر کے یہ  
فریب کیا کہ ابو موسیٰ اشعری نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے انگوٹھی نکال کر کے کہا  
کہ اسی طرح پر ہم نے علی اور معاویہ دونوں کو خلافت سے نکالا تب عمرو عاص نے  
انگوٹھی اپنی انگلی میں پہنا کہ کہ اسی طرح پر ہم نے معاویہ کو خلافت میں قائم کیا

اور اس وقت ابو موسیٰ اشعری نے غل و فساد کیا کہ فریب کیا فریب کیا غرض کہ اس راوی نے معاویہ کے پاس اختیار پاکر کے مالک اشتر وغیرہ بہت لوگوں کا خون ناحق کرایا پس ایک ایسے آدمی کی روایت حدیث کی ہرگز قابل التفات کے نہیں ہے خصوص اس حال میں کہ یہ حدیث صحیح مخالف حدیث مندرجہ فصل ۱۴ کے ہر کہ جسین زبانی حضرت عائشہ رض کے حضرت فاطمہ اور حضرت علیؑ محبوب ترین خلایق کے تھے۔

### فصل ۶۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضوعن محمد بن الحنفیۃ قال قلت لابی اعلیٰ للناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من قال عمر و خشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہر محمد ابن حنفیہ یعنی ایک پسر حضرت علی سے کہ کہا اوسنے کہ پوچھا میں نے ابوبکر سے کہ کون شخص بہترین مردم ہے بعد نبیؐ کے تب کہا اوس یا پ نے کہ ابوبکر رض ہے تب کہا اوس راوی نے کہ پوچھا ہمنے کون شخص اسکے بعد ہے تب فرمایا حضرت علیؑ نے عمر رض ہے اور دوسرے ہم اس بات کو کہ کہیں گے حضرت علیؑ حضرت عثمانؓ کو تب پوچھا ہمنے کہ بعد عمرؓ کے تم ہو تب فرمایا حضرت علیؑ نے کہ ہم تو اور کچھ نہیں ہیں مگر یہ کہ ایک مرد ہیں مسلمانوں میں سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط حضرت علیؑ کا یہ کہنا کہ ہم ایک آدمی ہیں سلمان میں سے کس قدر اوپر بزرگی اونکے دلالت کرتا ہے کہ اپنے کو کسی درجہ میں نہیں لگایا اور یہ ایک امر واقعی ہی ہے کہ حضرت علیؑ ایک جزو رسول کو موازنہ ساتھ اصحاب کے کیا ہو سکتا ہے اور حدیث ہذا اور حدیث مندرجہ



فصل بالاسے کس قدر تفاوت مزاج درمیان عمرو ابن عاص اور حضرت علیؓ کے  
 طہا ہر ہوتا ہے کہ عمرو ابن عاص نے باقرار اپنے پوچھنا اپنے درجہ کا حضرت  
 سے چوڑ دیا باین خوف کہ وہ عمرو ابن عاص کہیں آخر درجہ میں نہیں کہو جائیں  
 اور یہاں حضرت علیؓ کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے منہ سے کچھ درجہ اپنا نہیں لگائیں  
 از مردیک دیدہ ببايد آموخت و دين ہمہ کس را و ندیدن خود را  
 اور چونکہ حضرت علیؓ ایک نمونہ حضرت مسیحؑ کے ہیں سو یہ کہنا حضرت علیؓ کا کہ ہم  
 ایک آدمی ہیں مسلمانوں میں سے کس قدر مشابہہ ساتھ اوس قول حضرت مسیحؑ کو ہے  
 کہ جب شاگردوں نے حضرت مسیحؑ کو کہا اچھا استاد تب حضرت مسیحؑ نے کہا کہ  
 ہم کو مت کہو اچھا کہ اچھا وہ ایک خدا ہے۔

### فصل ۷۶

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ عن ابی عمر قال کنا فی من  
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نقول با بیکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نزل اصحابنا  
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نفاضل بینہم رواہ البخاری فی ذلک لابی داؤد قال  
 نقول ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی افضل امۃ النبی صلی اللہ علیہ  
 والہ وسلم بعدہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رض

ترجمہ اور روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ میں ہم لوگ زمانہ حیات میں  
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہیں برابر بٹھرتے تھے ہم لوگ ساتھ حضرت  
 ابو بکرؓ کے کیا وادراو سکے بعد عمرؓ کو اور بعد اوسکے عثمانؓ کو سمجھتے تھے کہ انکے  
 برابر کوئی نہیں ہے تب چوڑ دیتے تھے ہم لوگ اصحاب نبیؐ کو کہ نہیں فضیلت دیتے  
 ہم لوگ کسی ایک صحابی کو دوسرے پر روایت کی اسکو بخاری نے اور روایت

ابو داؤد میں ہے کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ ہم لوگ اس بات کو بزبان حیات  
 حضرت رسولؐ کے کہتے تھے کہ افضل امت بنی کے بعد اوس بنی کے ابو بکرؓ ہیں  
 اور بعد اوس کے عمرؓ اور بعد اوس کے عثمانؓ فقط حضرت رسولؐ نے جو دو ماہ قبل انتقال  
 اپنے حضرت علیؓ کو وصی اپنا قرار دیکر کے فرمایا تھا کہ من کنت مولاً فعلی مولاً  
 یعنی کہ جسکے ہم مولا ہیں سو اوسکے مولا علیؓ ہیں سو خلافت اوسکے بعد و انتقال حضرت  
 بنی کے جب تک کہ حضرت علیؓ و ابن عباس کفن و دفن میں حضرت رسولؐ کو مصروف  
 تھے باہتمام خاص حضرت عمرؓ کے حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے اور اوسی دنیا  
 پر خلافت حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی ہوئی لکھی تو اب سنیوں کو بضرورت  
 اثبات حقیقت خلافت ثلاثہؓ کے حاجت اس بات کی ہوئی کہ کس طرح حضرت علیؓ  
 کا مرتبہ گھٹا یا جاے چنانچہ یہ حدیث بھی بہ تیاری اوسی بات کو ہے اور یہ ہتمام  
 بالغ قابل ملاحظہ کے ہے کہ اس حدیث میں مطلق ذکر حضرت علیؓ کا نہیں ہے  
 اور اس حدیث کو رو سے حضرت علیؓ تو ایک عوام صحابی میں داخل ہیں کہ اس  
 حدیث کی رو سے تو معاویہؓ پر بھی اونکو کچھ فضیلت نہیں ہے مگر خیریت یہ ہے کہ اس  
 حدیث میں کچھ قول خود حضرت بنی کا مذکور نہیں ہے بلکہ یہ حدیث صرف ایک  
 قول ابن عمرؓ پر حضرت عمرؓ کا ہے تو متروک ہونا ذکر حضرت علیؓ کا ایک ایسے  
 صاحبزادہ سے حضرت عمرؓ کے عین قرین قیاس ہے اور یہ حدیث صحیح بخاری  
 حدیث مندرجہ فصل ۵۶ کے ہے کہ اوسمیں بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کے بروایت  
 حضرت عائشہؓ کے ابو عبیدہؓ و جراحؓ مذکور ہیں بہر حال شاہ عبد الحق صاحب کس  
 حدیث کی شرح میں خود اسی ابن عمرؓ سے بروایت اہل بدر وغیرہ کے روایت کرتے  
 ہیں کہ ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے کہا کہ ہم لوگ خیر الناس ابو بکرؓ کو اور اوسکے

بعد عمرؓ کو جانتے تھے اور یہ نسبت حضرت علیؓ کے کہنا کہ علیؓ کو تین باتیں ایسی تھیں کہ اگر  
 اوسمیں سے ایک بات بھی بھلا ہو تو ہم اوسکو تمام دنیا اور مافیہا سے بہتر سمجھتے  
 ایک یہ کہ حضرت رسولؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کو ساتھ حضرت علیؓ کے بیاہ دیا دوم یہ کہ  
 حضرت رسولؐ نے سب لوگوں کا دروازہ بند کیا سوا دروازہ علیؓ کے سوا کہ حضرت  
 رسولؐ نے بروز جنگ خیبر کے علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علیؓ کو دیا اور اوسکے بعد  
 ابن عمرؓ۔ راوی اس حدیث نے کہا کہ یہ نسبت علیؓ کے جسے کچھ دست پوچھ کر کسی  
 شخص کو علیؓ پر قیاس مت کرو کہ حضرت رسولؐ نے سب لوگوں کا دروازہ بند کیا  
 سوا دروازہ علیؓ کے سوا یہ بات ابن عمرؓ کے منہ سے آئی کہ اسکی نکلی کہ جبکہ کہتے  
 ہیں حق بر زبان جاری اور سوا اسکے یہ گستاخی ابن عمرؓ کی قابل لحاظ کرنے کے  
 ہے کہ اوسنے اپنی تین آرزوں میں سے ذکر ترویج حضرت علیؓ با فاطمہؓ کا بھی کیا ہے  
 اور یہ کیا رذالت حوصلہ ابن عمرؓ کی ہے کہ یہ تینوں حوصلہ اپنا اسطرح حیر کر رہا ہے  
 کہ اگر ان تین باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی اوسکو حاصل ہوتی تو اوسکو تمام  
 دنیا مافیہا سے بہتر سمجھتا پس معاملہ و حوصلہ اس شخص کا صرف دنیوی امور  
 تک معلوم ہوتا ہے اور بہتری عاقبت کی طرف اس شخص کا خیال نہیں جاتا ہے  
 حالانکہ محبان و غلامان علیؓ کے پاس تو مٹنا سے حصول دنیا کی کوئی چیز ہی نہیں ہے  
 اور ہم حال حضرت علیؓ کا اس مقام میں زیادہ اس سے کیا کہہیں کہ یہ ایک عجیب  
 حضرت مولیٰ علیؓ کی ہے کہ قبائل بنی ثقیف و بنی حنیفہ و بنی امیہؓ جو حضرت رسولؐ  
 کو بہت حب حدیث مندرجہ فصل ۱۵ کے رکھتے تھے سو حضرت علیؓ ان تینوں قبیلہ  
 سے علیحدہ تھے اور خلاف اوسکے تمام اوصاف محمدؐ میں داخل ہیں جیسے اخلاق  
 ثلثہ داخل اوصاف قریش و صحاب عام و عشرہ مبشرہ و خلفاء اربعہ یعنی چار بار

تھے تو ان سب صفتوں میں حضرت علیؑ بھی داخل ہیں اور علاوہ اوسکے صفات خاصہ جو حضرت علیؑ کے ہیں سوا اوسمیں خلفائے ثلاثہؓ داخل نہیں ہیں جیسے ہاشمی ہونا اور پورا عہد المسلب کا ہونا کہ اس صفت میں حضرت علیؑ شامل حضرت نبیؐ کے ہیں اور اس طرح لقب پنجتن پاک اہلبیت یعنی نبیؐ و حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت امامؑ و حضرت امام حسینؑ کا جو ہر سوا اوسمیں بھی حضرت علیؑ شامل حضرت نبیؐ کے ہیں اور لقب دو زوہ امام کا جو ہے سو حضرت علیؑ اوسمیں اول امام ہیں اور چاروہ معصوم کا لقب جو کہ یہ بارہ امام اور حضرت نبیؑ اور حضرت فاطمہؑ ملا کر کے ہر سوا اوس لقب میں حضرت علیؑ شریک حضرت نبیؑ کے ہیں پس باوصف ان سب حالات کہ جو نبیؑ لوگ حضرت علیؑ کو بلیل خلافت ظاہری کے ایک امی اخیر تہ کا سمجھتے ہیں یہ کیسا ایمان ہے

### فصل ۶۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ ابی ہریرہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما لاحد عندنا بدلاً و قد کافینا ما خلا ابی بکر فان لم عندنا بدلاً بکافیہ اللہ بہا یوم القیامت و ما نفعنی ما لا حد قطاً ما نفعنی مال ابی بکر و لو کنت متخذاً خلیلاً لا اتخذت ابابکر خلیلاً الا و ان صاحبکم خلیل اللہ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ ہمیر نہیں نیکی اور احسان کسی شخص کا ہے کہ جبکا بدلا ہمیں نہیں دیا ہو سوا ابو بکرؓ کے کہ اوسکو ہمارے ساتھ نیکی ہے کہ جبکا بدلا اوسکو خدا و ربی بزرگوار کے اور ہمکو نہیں نفع دیا مال نے کسی شخص کے اتنا کہ جیسا کہ نفع دیا مجھکو مال نے ابو بکرؓ کے اور اگر ہم بناتے کسی شخص کو دوست تو ہم بناتے ابو بکرؓ کو دوست ہر دہرہ ہو کہ ساتھی تملو گون کا (یعنی کہ میں) دوست خدا کا ہر فقط اس حدیث کی صحت میں مجھ

عذر نہیں ہو سکتا ہر کہ فی الواقع حضرت ابو بکرؓ بڑی جان نثار اور یار غار حضرت نبی کے تھے۔

### فصل ۶۹

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ وعن غفرالہ ابو بکر سیدنا و  
خیرنا و احبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رواہ الترمذی  
ترجمہ اور روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ کہا اس کو کہ ابو بکرؓ سردار ہمارے ہیں اور نیک ترین  
ہمارے ہیں اور محبوب ترین ہمارے رسول اللہ کے پاس روایت کی اسکو ترمذی نے  
فقط اس حدیث میں کوئی قول حضرت رسولؐ کا مذکور نہیں ہے بلکہ یہ ایک مجرور ہے  
حضرت عمرؓ کی ہے اور یہ سب اس کی تو ضرور ہونی چاہیے کہ انہیں کے اہتمام میں  
تو حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا موافق اس مثل شہور کے  
ہے کہ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ  
کو خلیفہ بنا یا سو اسکا انعام بھی حضرت ابو بکرؓ سے پایا کہ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے  
بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ کیا ورنہ احادیث سند درجہ فصل ۱۲ سے محبوب ہونا حضرت  
کا رسول خداؐ کے پاس بروایت الترمذی اور خود حضرت عائشہ کے ثابت ہو چکا ہے۔

### فصل ۷۰

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ وعن ابن عمر رضی عنہما  
اللہ علیہما قال ابن بکر انت صاحبہ فی الفار و صاحبہ علی الخضر رواہ الترمذی  
ترجمہ اور روایت ہے ابن عمرؓ سے حضرت رسولؐ سے کہ فرمایا رسولؐ نے کہ تو ساتھی  
میرا ہے مہاجرین اور ساتھی میرا ہے حوض کوثر پر روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ  
اس حدیث میں گفتگو کرنا کچھ زیادہ تر ضرور نہیں ہے مگر یہ امر قابل ذکر ہے کہ حدیث  
سند درجہ فصل ۳۷ سے ظاہر ہو چکا ہے کہ حضرت رسولؐ نے دو چیز بہاری چھوڑی

ایک قرآن - اور دوم اہلبیت اور فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں آپس سے جدا نہ ہوں گیں  
تا وقت وارد ہونے اور ہر عوض کو شر کے سوا کسی توڑ پر ابن عمر رضی راوی اس حدیث نے  
طاہر حضرت ابو بکرؓ کو عوض کو شر تک پہنچایا ہے اور اگر اس ابن عمرؓ سے عبد اللہ ابن  
عمرؓ مراد ہو تو یہ وہ ذات بزرگ ہیں جو کہ لطیف معاویہ کے ہو کر کے مالک اشتر جناب  
حضرت علیؓ سے لڑے تھے -

### فصل ۱۱

اللہ

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ عائشہ قالت قال رسول  
صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا ینبغی لقوم فیہم ابو بکر ان یؤثمہم غیرہ رواہ الترمذی  
ہذا حدیث غریب ترجمہ اور روایت ہر عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ  
فرمایا رسول خدا نے کہ نہیں سزاوار ہے واسطے ایک قوم کے کہ جس میں ابو بکرؓ ہو یہ بات  
کہ امامت کرے اوس قوم کی کوئی شخص سوائے اوس ابو بکرؓ کے روایت کی اسکو  
ترمذی نے فقط ہر گاہ حضرت ابو بکرؓ میں زیادہ تر اور نیک خوار بزرگ تر قبیلہ  
قریش کے تھے اور حضرت علیؓ اوس وقت کچھ اوپر نیشت برس کے تھے تو امامت نماز  
کرنا حضرت ابو بکرؓ کا خود بجا ہے مگر یہ اجازت امامت کی ہماری نزدیک کوئی دلیل  
خلافت کی نہیں ہو سکتی ہے کہ اگر حضرت علیؓ خلیفہ اول ہوتے تو اوس حالت میں  
بھی امامت نماز حضرت ابو بکرؓ کی بطور مؤذنی حضرت بلالؓ کے روا ہوتی جیسا کہ  
مندرجہ فصل ۱۲ سے طاہر کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علیؓ کو تشبیہ حضرت ہارونؑ  
کی دیکر کے بوقت جانے غزوہ تبوک کہ خلافت خبر گیری اہل و عیال کی اور اجازت  
امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تھی تو اگر ابن مکتوم کو بذریعہ امامت نماز کے  
حضرت علیؓ پر تفصیل نہ ہو تو اوس بیطرح پر یہ اجازت امامت نماز ابو بکرؓ کی بھی صحیح ہے

افضلیت حضرت ابوبکرؓ کی نہیں ہو سکتی ہے اور شاہ صاحب جو اس مقام میں قول حضرت علیؓ کا ذکر کرتے ہیں کہ جب حضرت رسولؐ نے ابوبکرؓ کو امر دین میں ترجیح دیا ہے تو کون شخص ہے کہ امر دنیا یعنی خلافت میں ترجیح نہیں دیگا سو یہ روایت صریح خلاف طلب خلافت کرنے حضرت علیؓ کے ہے چنانچہ خود شاہ صاحب نے بھی اس قول کو ایک مقام میں بطرف عبداللہ ابن مسعود کے منسوب کیا ہے۔

### فصل ۲۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ عن عمر قال احبنا رسول اللہ ﷺ  
صلی اللہ علیہ وسلم ان نضد فی ووافق ذلک عندی ما لا فقلت الیوم  
اسبق ابابکر ان سبقتہ یوما قال فجئت بنصف صالی فقال رسول اللہ ﷺ  
والہ وسلم ما بقیت لاهلک فقلت مثله واتی ابوبکر کل ما عندہ فقال یا ابابکر ما بقیت  
لاہلک فقال بقیت لہم اللہ ورسولہ قلت لا اسبقہ ابدا رواہ الترمذی وابن  
ترجمہ اور روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ حکم دیا ہم لوگوں کو رسولؐ خدا  
نے کہ خیرات کریں ہم لوگ اور موافق اس بات کے محتامیرے پاس مانگیں  
کہا ہتھنے ولین کہ آج کے روز ہم سبقت لیجائیں گے ابوبکرؓ پر اگر کوئی روز ہم سبقت کرے  
اوپر کہا اوس عمرؓ نے کہ لائے ہم آدھا مال اپنا پس پوچھا رسولؐ خدا نے کہ کیا ہے  
چوڑا تو نے واسطے اہل و عیال اپنے کہتے کہ ہتھنے کہ برابر اوسکے یعنی آدھا مال ہم نے  
اور آدھا مال واسطے اہل و عیال کے چوڑا دیا اور لے آئے ابوبکرؓ کل مال اپنا جو  
اونکا محتاسب پوچھا رسولؐ خدا نے کہ ای ابوبکرؓ چوڑا تو نے واسطے اہل و عیال اپنے  
تب کہا ابوبکرؓ نے کہ باقی چوڑا ہتھنے واسطے اون لوگوں کے خدا اور رسولؐ خدا کو تب  
ہتھنے اپنوں میں کہہا کہ ہم کبھی سبقت نہ کریں گے ابوبکرؓ پر روایت کی اسکو ترمذی اور



ابی داؤد نے فقط البتہ یہ خیرات دونوں بزرگوں کی اوپر فضل اور بزرگی اول  
لوگوں کے گواہ ہو کر اس خیرات کو کیا مقابلہ ہے ساتھ خیرات حضرت علیؑ کے کہ جو  
تین روزہ بتقریب شکریہ صحت امین علیہما السلام کے رکھا تھا اور حضرت علیؑ کے  
پاس واسطے افطار کرنے روزہ کے کچھ نہیں تھا تو حضرت علیؑ ایک صاع جو شمعون  
یہودی سے قرضہ لائے اور حضرت فاطمہؑ اور حضرت فضہؑ لونڈی نے اوس جو کہ  
کوٹ پسیر کے شام تک پانچ ٹیکری روٹی کی بحباب پانچ آدمی گہرا لونڈی نے  
حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ بی بی اور حضرت فضہؑ لونڈی اور دو صاحبزادگان  
یعنی امام حسنؑ و امام حسینؑ کے تیار کی مگر اتفاق یہ ہوا کہ عین افطار کے وقت ایک  
سکین سائل پہونچا اور حضرت علیؑ نے وہ پانچون ٹیکری روٹی کی اوس سائل سکین  
کو دیا اور خود آپ مع تمام گہرا لے پانی سے روزہ افطار کر کے فاقہ رہے اور پانچ  
دو روزہ ہی یہی اتفاق ہوا کہ ایک روز ایک یتیم آیا اور دوسرے روز ایک  
قیدی آیا اور اوس طرح پر وہ روزانہ روز پانچون ٹیکری روٹی کی دے دیا غرض  
اسطرح سے تین روزہ برابر تین فاقہ کار کہا کہ جبکی شکر گزاری قرآن شریف میں  
آیت ۸- سورة الانسان و لظہرون الطعام علی حبہ سکینا و قیما و امیرا کے  
مندرج ہے اور ظاہر ہے کہ اسطرح کا تین تین روزہ فاقہ کا گہر بھر کے اور ہر روز  
ساتھ ایک امتحان تازہ کے اور قرضہ کی روٹی فقیروں کو دیکر کے فاقہ اختیار کرنا  
صرف خیرات و روزہ ہاے حضرت مسیحؑ سے مشابہ ہو سکتا ہے مگر بات یہ ہے کہ حضرت  
عمرؓ وغیرہ راویان حدیث اہل سنت کو کیا ضرورت اس بات کی ہے کہ فضل الہیت کو یاد کریں

### فصل ۳۷

اس فصل میں مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ سے تین حدیثیں

بکجائی مع ترجمہ اور اسے راقم کے لکھے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۰۰۰ وعن عائشة ان ابابکر دخل على رسول الله صلى الله عليه وآله فقال انما عتيق الله من النار فيوصد سمى عتيقاً رواه الترمذی  
ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ تحقیقکہ ابوبکرؓ آئے حضرت رسول خداؐ کے پاس پس فرمایا رسول خداؐ نے کہ تو آزاد کیا ہوا خدا کا ہے آگ سے پس اوس دن نام حضرت ابوبکرؓ کا عتیق ہوا روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث بحق ابوبکرؓ بروایت حضرت عائشہؓ خود بیٹی اونکی ہے مگر اس حدیث میں جا عذر نہیں ہے اور شاہ صاحب جو اس حدیث کی شرح میں بروایت بعض لوگوں کے لکھتے ہیں کہ نام عتیق کا رکھا ہوا اونکی ماں کا ہے سولطرف اس روایت کے کچھ التفات کرنا ضرور نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۰۰۱ وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انا اول من تتشع  
عندما لا دض ثم ابوبکر ثم عمر ثم انا اهل البقيع فيحشرون مع ثم انتظار اهل مكة  
حتى احشون بين الحوصين رواه الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ ہم اول اون لوگوں کے ہیں کہ زمین بھٹ کر لوگ نکلیں گے ابوبکرؓ اور عثمانؓ تب عمرؓ پس پیچھے ہم آویں گے مردگان اہل البقیع کو پس اوٹھائے جائیں گے وہ لوگ ساتھ میرے تب انتظار کریں گے اہل مکہ کو یہاں تک کہ اوٹھائے جائیں ہم درمیان دونوں حرم مکہ و مدینہ کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ حدیث صریح موضوع اور بارے ہے اسواسطے کہ انبیاء سابق کا کچھ ذکر نہیں ہے کہ اونکا حشر کس ترتیب سے ہوگا اور اس حدیث میں ذکر حضرت علیؓ کا ہی نہیں ہے اور خصوصاً حضرت علیؓ کا ذکر چھوڑ دینا

عین قرین قیاس ہے اس واسطے کہ یہ ابن عمر اگر عبداللہ ابن عمر مراد ہوں تو یہ وہ ذات شریف ہیں کہ جو بطرف معاویہ کو ہو کر کے جنگ صفین میں قیام کیا حضرت علیؓ کر پڑے تھے۔  
 حدیث نمبر ۱۷۰۰ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انانی جبریل  
 فاخذ بیدی فارانی باب الجنة الذی بدخل منہ امتی فقال ابو بکر یا رسول اللہ وقد  
 انی کنت معک حتی ابطز الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انک یا ابا  
 اول من یدخل الجنة من امتی رواہ ابو داؤد

ترجمہ اور روایت ابو ہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ آئے ہمارے پاس جبریل پس پکڑا ہاتھ کو میرے اور دکھلایا مجھ کو وہ دروازہ جنت کا کہ جس دروازہ ہو کر کے داخل ہوگی امت میری پس کہا ابو بکرؓ نے کہ اے رسول خدا کے ہم چاہتے ہیں کہ ہم ہوتے ساتھ تیرے کہ دیکھتے ہم اوس دروازہ کو پس فرمایا رسول خدا نے کہ خبردار رہو اے ابو بکرؓ کہ تم اول اون لوگوں کے ہو کہ جو داخل ہونگے جنت کو میری امت سے روایت کی اسکو داؤد نے فقط یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی نہیں ہے اور سوائے اسکے راوی اس حدیث کے ابو ہریرہ ایک راوی ضعیف ہیں اور مضمون اس حدیث کا بے سیاق اور بے ربط ہے اس واسطے کہ از روای اس حدیث کے تمنا حضرت ابو بکرؓ کی یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بھی ساتھ حضرت رسولؐ کے وہ دروازہ جنت کا دیکھتے کہ جس دروازہ ہو کر کے مسلمان لوگ داخل ہونگے پس یہ جواب کہ تم اول ہماری امت کے ہو کہ تم داخل ہو گے جنت کو بالکل خارج از سوال

### فصل ۳۷

فکے

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ کو عندہ ابو بکرؓ  
 وقال وودت ان علی کلہ مثل علیہ یوما واحدا من ايامہ ولیلۃ واحدا

من لباليه اياك ليلته فله سار مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الغار فلما انشأ  
اليه قال والله لا ندخل حتى ادخل قبلك فان كان فيه شيء اصابني دونك  
فدخل فكسحه ورحل في جانيه ثقبافشق ازابيه وسه رها بونقي منها اثنتان  
فالفهما رجلية ثم قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم ادخل فدخل رسول  
الله صلى الله عليه وسلم ووضع راسه في حجرة ونام فلما اذ ابو بكر في حله  
من الحجرة ولم يتحرك عفاة ان بينك رسول الله صلى الله عليه وسلم  
فسقطت دموعي على جبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مالك يا  
ابا بكر قال لدعت فذاك ابي وامى فتقل رسول الله صلى الله عليه وسلم  
فذهب ما يجد ثم انتفض عليه وكان سبب صفة واما يومه فلما قبض  
رسول الله صلى الله عليه وسلم ارتد العرب قالوا لا يؤدى زكاة  
فقال لوضعوني عقلا لجاهدكم عليه فقلت يا خليفة رسول الله  
تألف الناس وادفن بهم فقال لي اجدار في الجاهلية وخوار  
في الاسلام انه قد انقطع الوحد وتمر الدين  
انقص وانا في رواه زرين

ترجمہ روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ ذکر ہوا اونکے پاس ابو بکرؓ کا پس روئے عمرؓ  
اور کہا کہ ہم یہ بات چاہتے ہیں کہ کل عمل ہمارا ہوتا مثل عمل اونکے بابت ایک  
کے اونکے روزوں میں سے اور بابت ایک رات کے اونکی راتوں میں سے لیکن  
رات اونکی پس وہ ایک رات ہو کہ گئے وہ ابو بکرؓ ساتھ حضرت رسولؐ کے غار تک  
پس ہر گاہ پوچھے وہ دونوں آدمی اوس غار کو تب کہا اوس ابو بکرؓ نے حضرت رسولؐ  
کو کہ قسم خدا کی ہست اندر جا تو اوس غار کے جت تک کہ در آؤین ہم اوس غار میں ہیں

کہ اگر ہو اوسمین کوئی چیز تو اوسکا نقصان ہم کو پہونچے نہ تجھ کو پس اندر گئے ابو بکرؓ  
 اور جھاڑو دیا اوس غار کو اور پایا اوسکے کنارہ میں سوراخون کو پس پہاڑ اپنے  
 پاجامہ کو اور بند کیا اوس کپڑے سے اول سوراخون کو اور باقی رہ گئی دو سوراخ  
 پس ڈال دیا ابو بکرؓ نے اپنے پاؤن کو اون دو سوراخون میں تب کہا حضرت رسولؐ  
 کو کہ اندر آئے تب اندر گئے حضرت رسولؐ اور رکھا اپسر کو اوس ابو بکرؓ کے  
 گود میں اور سو گئی حضرت رسولؐ تب کائے گئی ابو بکرؓ اپنے پاؤن میں امر اس  
 سوراخ سے اور نہیں جنبش کی اوس ابو بکرؓ نے خوف اس بات کہ کہیں جاہ  
 اوٹھیں حضرت رسولؐ تب اسنوسب ابو بکرؓ کے گرے اوپر چہرہ حضرت رسولؐ  
 تب کہا حضرت رسولؐ نے کیا ہوا تجھ کو ای ابو بکرؓ کہا اوس ابو بکرؓ نے کہ کائے گئے  
 ہم خدا ہوں تجھ پر باپ اور مای میرے پس تھوک لگا دیا حضرت رسولؐ نے اوچلا  
 وہ درو جو حضرت ابو بکرؓ اپنے میں پاؤں تھے اور بعد اوسکے وہ زخم پھر ٹوٹ گیا او  
 وہی زخم سبب موت ابو بکرؓ کا ہوا اور لیکن غم ایک دن کا اوسکے یہ ہے کہ جب  
 انتقال کیا حضرت رسولؐ نے تو مرتد ہو گئے عرب لوگ اور کہا اون لوگون نے کہ  
 نہیں دینگے ہم لوگ زکوٰۃ کو تب کہا ابو بکرؓ نے کہ اگر روک رکھیں وہ لوگ زکوٰۃ کو  
 ایک بکری یا ایک سالہ اونٹ کے تو ہر آئینہ اوس بات پر ہم ہماؤں گے اون  
 لوگون سے پس کہا ہمنے اے خلیفہ رسول خدا کے تالیف قلوب کرو اون آدمیوں سے  
 اور نرمی کرو ساتھ اون لوگون کے تب جواب دیا ابو بکرؓ نے مجھ کو ایسا تجھ جیسا  
 میں اور ذلیل رہو گے اسلام میں تحقیق کہ بات یہ ہے کہ شق طع ہوئی وحی اور پورا  
 ہوا دین سو کیا ناقص ہوگا وہ دین در حالیکہ میں زندہ ہوں روایت کی سکو  
 زرین نے فقط شک نہیں کہ یہ قصہ حضرت ابو بکرؓ کے رفاقت غار کا ایک اکابر

ہے اور ایک نصرت عجیب اس قصہ کا ایک موجود ہے کہ رات کو فتنی شرف عالم حرم  
 و شیخ بشارت اللہ وغیرہ چند آدمیوں سے اطلاع ہے کہ وہ لوگ اسی قرب و جوار  
 منیر وغیرہ کے رہنے والے تھے اور وہ لوگ صدیقی شیخ بعد ناری کہلاتے ہیں  
 سواد نکو اثر سانپ کاٹنے کا کچھ نہیں ہوتا ہے اور اونکا چوٹا چوٹا لڑکا بھی سانپ  
 سے نہیں ڈرتا ہے مگر فصل ۱۱ سے اس فصل ۱۲ تک جو سولہ حدیثیں مناسبت  
 خاص حضرت ابوبکرؓ کی ذکر ہوئیں سوا اوس سے کچھ مقابلہ حضرت ابوبکرؓ کا ساتھ  
 حضرت علیؓ کے نہیں پایا جاتا ہے اور حال یہ ہے کہ عمرو ابن عاص اور ابن عمرؓ  
 اور حضرت عمرؓ اکثر اربابان احادیث مناقب بشان ابوبکرؓ کے وہی لوگ ہیں کہ  
 جنگِ اہتمام سے بزرگ خلافت و حیثیت خم غدیر اور تشبیہ ہارون و سفینہ نوح و حدیث  
 ثقلین وغیرہ کے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے مگر مصرعہ خود کوزہ و خود کوزہ  
 کرو خود گل کوزہ ۴ اور عرب لوگ جو مرتد ہو کر کوزہ نہیں دیا چاہتے تھے اور حضرت  
 ابوبکرؓ نے ہتھ پڑائی کرنے کا ظاہر کیا سو البتہ یہ بات اونکے عزم اور پُر دلی کو دکھاتی  
 ہے مگر یہ عزم و استقلال بمقابلہ اوس عزم و استقلال حضرت علیؓ کے کیا چیز ہے  
 کہ جنگِ احد میں سب صحابہ بلوگ بھاگ گئے تھے اور صرف حضرت علیؓ اور دوسرے  
 دو آدمی ساتھ حضرت رسولؐ کے رہ کر کے لڑتے رہے کہ اوسی روز سے لقب حضرت  
 کا کرار غیر قرار ہوا اور قول لا فتی لا علی لا سیف الا ذوالفقار کا اونکی شان میں  
 کہا گیا اور اگر یہ کہا جائے کہ سنی کا اصل مذہب یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ  
 قطعاً اور حضرت عثمانؓ و طلحہؓ حضرت علیؓ سے افضل تھے اور یہ کہ معاویہ و یزید وغیرہ  
 تا ولید ابن عبد الملک خلفاء و وارثہ گانہ کے لوگ ہیں اور یہ کہ اصل سنی کوئی  
 شخص نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ حضرت علیؓ اور اولادِ فاطمہ سے کچھ عداوت نہیں

ارکھتا ہوا اور یہ کہ کسٹی پر لازم ہے کہ جہانک ہو سکے تو ہین شان علی میں گوشش کرے تو اوسکے جواب میں ہم یہ کہینگے کہ ایسا کسٹی ہونا اور روح پاک نبی سرور قیامت میں شرمندگی لینا ہلکو منظور نہیں ہے اور باطنہا رجوش عقاد ساتھ حضرت علی کے اس مقام میں ایک غزل راقم کی لکھی جاتی ہے۔

### غزل منقبت حضرت علی علیہ السلام رقمہ

وصی مصطفیٰ داری ازین بہتر چہ میخوای  
گذشتی از ہمہ پستی ازین بہتر چہ میخوای  
ترا ایمان شد کامل ازین بہتر چہ میخوای  
بگیرد دست در محشر ازین بہتر چہ میخوای  
کہ او شد بر ہمہ مولیٰ ازین بہتر چہ میخوای  
برین سیرک ہمین ائم ازین بہتر چہ میخوای  
علیٰ باشد بہ بخشایش ازین بہتر چہ میخوای

علی ائم رضی دارک ازین بہتر چہ میخوای  
محبت مر تفضلی ہستی ز جام فیض استی  
دلت بر مر تفضلی مائل شد از غیر او غافل  
علی باشد تیرا بہر رساند او بہ پیغمبر  
علی افضل وہم اولیٰ یقین ان از ہمہ اعلیٰ  
بحب پختن داغیم تو باشی ثابت وقائم  
تو آزادی چہ آسائش گوئی قول بالا

### فصل ۷۵

اس فصل میں کچھ احادیث مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عمرؓ کے مذکور ہوئے ہیں مگر قبل نقل کرنے اور حدیثوں کے اس بات کا ذکر مناسب ہو کہ احادیث مندرجہ فصل ۴۴ سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علیؓ کا ثابت ہو چکا ہو اور شاہ عبدالحق صاحب اور حدیثوں کے شرح میں لکھتے ہیں کہ دریا احب خلق اللہ ہونے اور فضیلت بنظر کثرت ثواب کو کچھ منافات نہیں ہے یعنی کہ اہل سنت کو بڑا لکھ اس بات پر ہے کہ ہر چند حضرت علیؓ احب خلق اللہ ہوں مگر



حضرت ابو بکر و عمر بن خطاب کثرتِ ثواب کے حضرت علی سے افضل ہیں سوا حدیث متعلق مناقب حضرت ابو بکرؓ سے کچھ فضیلت حضرت ابو بکرؓ کی پائی نہیں جاتی ہے پس افضل ہونا حضرت عمرؓ کا جو یقیناً درجہ اونکا بعد حضرت ابو بکرؓ کے ہو کر نہ رہتا ہوگا اور یہ دعویٰ فضیلت بنظر کثرتِ ثواب کا محض ایک تہمد یا طعن ہے ہو سکتا ہے کہ فضیلتِ اون لوگوں کی جو حضرت علیؓ پر ہو سوا سطلے اوس بات کو کچھ سبب ضرور ہے مثلاً نسب کا عالی ہونا سوا دس نسب کا حال یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات اگر قریشی تھے تو حضرت علیؓ کو اوس قریشی ہونے میں خصوصیت زیادہ تری ہے کہ حضرت علیؓ ہاشمی بھی تھے اور مثلاً اسبابِ فضیلت میں سے قرابتِ بارسول اللہؐ ایک شرف خاص ہے سوا دس شرف میں حضرت علیؓ تمام صحابہ سے مخصوص تھے کہ حضرت علیؓ اپنے چچا زاد بھائی حضرت رسولؐ کے تھے اور حضرت فاطمہؓ و زہراؓ عزیزِ رسولؐ کا بیاہ ساتھ حضرت علیؓ کے ہوا اور ایک سببِ عمدہ فضیلت کا علم بھی ہے کہ اسمین حضرت علیؓ از روی حدیث انا صدیقہ العلم و علیؓ ابھما سندرجہ فصل کے دیگر تمام صحابی سے تمام تر ممتاز تھے اور اسبابِ فضیلت میں سے مثلاً عبادتِ روزہ و نماز اور صبر و حلم و سخاوت و شجاعت وغیرہ اوصاف ذاتی ہے سوا دس اوصاف ذاتی میں کون شخص مقابل علیؓ کا ہو سکتا ہے پس فضیلتِ خیالی بنظر کثرتِ ثواب کے جو ایک مضمون طبعاً و سنیوں کا ہے کس جانور کا نام ہے اور کیا قصور حضرت علیؓ کا دیکھا گیا کہ وصیتِ خم غدیر اور تشبیہ ہارون و موسیٰ اور سفینہ نوح اور آیت تطہیر اور آیت مبارکہ و حدیث ثقلین وغیرہ کی تہ و بالا کر دی گئی اور ہم چاہتے ہیں کہ اس مقام میں ایک کیفیتِ محفل حضرت عمرؓ کی لکھی جاے کہ جس سے معلوم ہو کہ دراصل وہ کس قسم کے آدمی تھے سوا اس بات کو لکھنے میں ہم بہت متحیر ہیں

کہ کیا لکھیں اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ سختی اور خود سری اونکی ایک صفت خاص ہے  
 جیسا کہ روزہ رمضان پر نماز تراویح کو لازم کر دیا سو اگرچہ بقول مشہور رمضان نمیکشد  
 تراویح میکشد کے یہ التزام تراویح کا سختی سے خالی نہیں ہے مگر اس فعل سے ایک  
 رغبت خاص عبادت کی پائی جاتی ہے اور یہ امر باعث رواج حفظ قرآن کا ہوا  
 کہ اسی سبب صحف قرآن عموماً دریاں سینوں کے پائے جاتے ہیں اور اس پر  
 حرام کرنا مستعہ کا بھی بلفظ وانا احول ہا کے کہ نسبت اس کے قرآن میں کوئی آیت  
 ناسخ نہیں ہے خالی از سختی نہیں ہے اس واسطے کہ خود حضرت عمرؓ کو درحقیقت کچھ نہایت  
 حلال کرنے کا اور حرام کرنے حلال کا نہیں تھا اور بات یہ معلوم ہوتی ہے  
 کہ بنظر حضرت اور سفر مجاہدین عرب کو جو مستعہ یعنی نکاح موقت و میعادی جائز ہوا تھا  
 سو وہ ضرورت حضرت بنی کے وقت میں باقی نہیں رہی ہوگی اور البتہ ایسے نکاح  
 میعادی کا سدود ہونا کہ جس میں کچھ حد چار عورت منہنی و ثلاث و رباع کی بھی ہیں  
 بہت مناسب معلوم ہوتا ہے اور نکاح اگر کسی طرح پر بدلیل آیت فان خفتم الا  
 تعدلوا فواحدة کے یعنی کہ اگر خوف کرو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک جو رو کر و بدلیل  
 آیت خلقناکم ازواج کے یعنی کہ خدا نے بنایا جوڑا جوڑا حضرت عمرؓ مقلد و ازواج  
 کو بھی حرام کر دیتے تو بہت خوب ہوتا کہ درحقیقت تعمیل عداوت دریاں مستعہ  
 جو روؤں کے بہت دشوار ہے اور اگر ایسا ہوتا تو تمام فسادات خانگی سے نجات  
 ہو جاتی اور نسل امراے مسلمانان کی بہت ہمت و تنک حوصلہ نہیں ہوتی اور  
 حضرت عمرؓ کی خود سری سے یہ ایجا بھی کچھ دور نہیں تھی اور کتب خانہ اسکندر مصر  
 کا جلا دینا بھی ایک فعل جوشیادہ ہے کہ اگر بعد اس کے بزمان خلافت عباسیہ کے  
 عربی میں زبان لاطینی و یونانی سے علم نہیں پہونچتا تو کیا حال جہالت مسلمانوں کا

ہو تا اور اس طرح ہر دیگر احکام حضرت عمرؓ سے ہی اپنی اپنے موقع پر سختی پائی جاتی ہے  
 اور زیادہ تر یہ ہے کہ زبان مرض الموت حضرت بنی سے حضرت عمرؓ تمام تر اہلیت بنی  
 علیہ السلام و سر خود ہو گئے کہ جب حضرت رسولؐ نے اپنی مرض الموت میں کاغذ و قلم واسطے  
 لکھنے وصیت کے طلب کیا اور غالباً وہ وصیت واسطے تحریر کر دینا وصیت زبانی  
 خم غدیر نسبت حضرت علیؓ کے ہو گئی کہ اوس بات کو حسب کتاب اللہ لکیر کے  
 طال دیا اور اگر حضرت عمرؓ بڑی سچے تھے تو صرف حسب کتاب اللہ نہیں کہتے  
 بلکہ حسب کتاب اللہ و عترۃ الرسولؐ کہتے اس واسطے کہ قرآن و عترت اہلیت آزد  
 حدیث مندرجہ فصل ۷۳ کے ایک ساتھ ہیں اور جب تک حضرت علیؓ کفن و دفن میں  
 حضرت رسولؐ کے مصروف تھے تو اسی عرصہ میں فرصت پا کر حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ بنایا  
 اور یہ حکم حضرت علیؓ کو واسطے بیعت کرنے کو طلب کیا اور رسم تعزیت ماتم پر ہی کرنا  
 دختر رسولؐ کے کچھ بجا نہیں لائے اور حسب مضمون ایک روایت تاریخ ابوالفتح حاکم  
 شام کے کہ جبر کچھ احتمال شیعہ ہونے کا نہیں ہو سکتا ہی یہ بات معلوم ہوتی ہے  
 کہ حضرت عمرؓ واسطے جلانے گھر فاطمہؓ کے ہاتھ میں آگ لیکر کے گئے تھے اور حضرت ابو بکرؓ  
 سے یہ حکم پایا تھا کہ اگر علیؓ بیعت نہ کریں تو علیؓ اور ہر اہل بیت کو ان کے فاطمہؓ کے گھر سے  
 نکال دیا جائے تو یہ فعل گویا وہی باروت و ماروت کی تعلیم کا کام ہے کہ جس سے  
 زن و شوہر جدائی کرا تے تھے اور سب سے زیادہ تر یہ بات ہے کہ واسطے عقد کلثوم  
 شش سالہ دختر حضرت علیؓ کے بہت جبر کیا اور کلثوم کو ہوا کر کے اپنی زانو پھلایا  
 اور بوسہ لیا اور اوس چھ برس کے لڑکی کو سکھایا کہ وہ یہ بات کہو کہ وہ واسطے  
 بیادہ کے عمرؓ سے راضی ہے اور اس بات کا بھی بند و بست ہوا کہ باوصف موجود  
 رہنہ حضرت علیؓ باپ اوس دختر شش سالہ کے ابن عباسؓ چھیرے چھالنے لگے

ولی بنکر کے اپنی وکالت سر نکاح اوس لڑکی کا پڑھا دین اور علاوہ اسکے حضرت ابو بکر  
 نے جو ایک موشہ و انگذشت باغ ذک کا حضرت فاطمہ کو دیا تھا سو وہ کاغذ بھی  
 حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہ سے لیکر کے چاک کر دیا غرض اگر ایسی ہی اعمال پر اپنی  
 بنظر کثرت ثواب کے حضرت علیؓ پر ہو تو اس بات کا کیا جواب ہو مگر بات یہ ہے کہ  
 کہ جب حضرت علیؓ نے طوعاً و کرہاً بیعت حضرت عمرؓ کی کسی طرح پر کر لی اور خلافت  
 عمرؓ میں مشیر و وزیر رہے اور انکی پیچھے نماز پڑھا کئے اور تقیہ ہمارے نزدیک درست  
 نہیں ہے تو خاص صحت خلافت حضرت عمرؓ میں ہم کو کچھ عذر نہیں ہو سکتا ہے کہ  
 یہ خلافت درحقیقت واسطے اجراء دین و جہاد و اخذ نزکوٰۃ وغیرہ کے تھی سو فی حقیقت  
 حضرت عمرؓ واسطے اس کام کے بہت موزون تھے کہ فتوحات وہ سالہ اوپر وقت کے  
 تاشام و مصر و ایران وغیرہ کے ایسی ہوئے کہ جو باقرار مورخان انگریزی کرومیں  
 نے پانچ سو برس میں بھی ایسے فتوحات متواتر و وسیع حاصل نہیں کئے تھے اور حضرت  
 علیؓ نوٹہ حضرت مسیحؑ کے اگر خلیفہ ہوتے تو اسے مسترگین مورخ دہریہ کے بہت  
 درست معلوم ہوتی ہے کہ دین اسلام عرب کا تھوڑے روز میں عرب ہی میں ختم  
 ہو جاتا اس واسطے کہ حضرت علیؓ پر کیفیت فقر و ریاضت وغیرہ کی بہت غالب تھی  
 اور علاوہ اسکے وحش عرب جو کہ زیر حکم خالد سیف اللہ و ابو عبیدہ بن جراح کو حضرت  
 عمرؓ کو ہاتھ لگے سو یہ سب لوگ جو قبیلہ ہاشمی سے بالطبع گریزان تھے حضرت علیؓ  
 ہاشمی سے حسب تصریح مندرجہ فصل ۳۹ کے علیحدہ ہو جاتے۔ بعیت  
 کتبہ بجنس باء بجنس پرواز \* کبوتر با کبوتر بازا بازا \*  
 اور سب دروازے اور لوگوں کے بندہ ہو کر کے صرف دروازہ مکان حضرت علیؓ  
 جانب مسجد نبویؐ کا کھلا رکھا گیا اور حضرت ابو بکرؓ کو اجازت کھلا رکھنے ایک

روزان دیوار کے ہوئی اور حضرت عمرؓ کی درخواست کرنے پر حکم نبوی ہوا کہ دیوار پتھر  
 مین ایک روزان بقدر ایک ماکہ سوئی کے بھی نہیں چھوڑا جائے تو اس حال سے  
 ہی فرق مراتب ہر ایک شخص کا طہا ہر ہوتا ہے اور اصل حال یہ ہو کہ اگر ہم شیعہ  
 ہوتے تو منہج و فقیرہ حالات حضرت عمرؓ کو دکھا کر کہے اور انکی سبے حقیقتی ثابت کرنے  
 ہم پر بہت آسان ہوتی مگر شکل یہ ہو کہ انکی خلافت کو باوصف ان سب سختیوں کے  
 ہم تسلیم کیا جاتے ہیں اور اس بات کی معذرت مین سوائے اسکے ہم کیا کسکتے ہیں  
 کہ عیب می جملہ بغضی ہنرش نیز گو۔ سو حال اوسکا یہ ہو کہ حضرت عمرؓ بغیر مشورہ  
 حضرت علیؓ کے کوئی فصل خصومات نہیں کرتے تھے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا ہو کہ  
 کہ قضیۃ وکلا ابا حسن لھا یعنی کہ مقدمہ ہے اور ابو الحسن یعنی علیؓ واسطے فیصلہ ہو  
 نہیں ہے اور یہ بھی ایک قول حضرت عمرؓ کا ہے کہ لو کہ علیؓ لھاٹ عمرؓ یعنی اگر نہوتے  
 علیؓ تو ہلاک ہوتا عمرؓ اور ایک قول یہ ہو کہ کان عمر تعجوز یا لله من زمان لبس علیؓ  
 یعنی پناہ مانگتے تھے عمرؓ ایسے ایک زمانہ سے کہ جب مین علیؓ نہون اور حضرت علیؓ کا ہم عجب  
 حال دیکھتے ہیں کہ طلب حق خلافت اپنا بخوبی کیا جو شرعی حکم ہے اور جب لوگوں نے  
 اوس طلب حق کو ٹال ڈالا تو حضرت علیؓ اپنے کار عبادت مین مصروف ہو گئے اور  
 ابوسفیان نے جو وعدہ بھردی وادی عرب کا حمایت علیؓ مین سواران و پیادہ کر کیا  
 تو حضرت علیؓ نے صاف کہہ دیا کہ تم ایام جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھے اور اب  
 اسلام مین بھی فتنہ انگیزی کیا جاتے ہو سو ہم ابو بکرؓ کو شائستہ اس کام کا جانتے ہیں  
 اور بعد قتل حضرت عثمانؓ کے طلحہ و زبیر سے کہا کہ تم دونوں مین سے جو کوئی چاہے  
 خلیفہ ہو کہ ہم کو خلافت سے کچھ غرض نہیں ہے بہر حال اب چند احادیث بٹان  
 حضرت عمرؓ حسب تفصیل ذیل مع ترجمہ اور اسے راقم کے لکھے جاتے ہیں۔

## حدیث نمبر

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من  
الامم محدثون فان یک فی صناعہ احد فانه عمر متفق علیہ  
ترجمہ روایت صحابی ہریرہ سے کہ کہا اوس ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا نے  
کہ ہر آئینہ تحقیق کہ آئینہ سابق میں محدث لوگ یعنی الہامی لوگ تھیں اگر کوئی شخص  
محدث ہو میری امت میں تو وہ عمر ہے متفق علیہ فقط اللہ حضرت عمرؓ ایک بڑے  
صاحب حوصلہ آدمی تھے مگر ہر بار اسے صائب کا ہونا کچھ ضرور نہیں ہے  
اس واسطے کہ حدیث مندرجہ فصل ۴۷ سے ظاہر کہ جب عرب لوگ نے ابتدا  
شکافت حضرت ابوبکرؓ میں مرتد ہو کر زکوٰۃ کا ادا کرنا بند کیا تھا تو حضرت عمرؓ نے  
صلح دی کہ تالیف قلوب کیجئے مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر عقاب لینی گویں  
یا شتر ایک سالہ کی بھی زکوٰۃ نہیں ادا ہوگی تو جہاد کیا جاگیا اور اتفاقاً وہی راک  
حضرت ابوبکرؓ کی صواب پر تھی کہ اسی تقریب میں استیصال سیلہ کذاب  
وغیرہ تمام سرکشان عرب کا ہو گیا۔

## حدیث نمبر

وعن سعد بن ابی وقاص قال استاذن عمر بن الخطاب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
والہ وسلم وعندہ نسوة من قریش یکلمنہ ویستکثرنہ عالیۃ اصواتھن فلما  
استاذن عمر بن ابی وقاص فی الدار النجباء فدخل عمر رسول اللہ یضحک فقال عمر  
اللہ سناک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال للنبی صلی اللہ علیہ والہ  
وسلم عجبت من هؤلاء الا انی کنت عندهم فلما سمعت صوتک ابتدرن النجباء  
قال عمر یا عروۃ انفسن من قبلن ولا تقابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

فلن نعم انت افط واغلاظ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابي يا ابن الخطاب  
والذي نفسي بيده ما لفيك الشيطان سالكا فجا قضا لاسلاك فجا غير فجاك متفق  
عليه وقال الحميدي زاد البرقاني بعد قوله يا رسول الله ما اضحكك  
ترجمہ اور روایت ہے سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اوسے  
کہ اجازت چاہی عمر ابن خطاب رضی عنہ نے حضرت رسول کے پاس آنے کی  
اور اوس رسول کے پاس عورتیں تھیں قریش کی جو کہ بات کر رہی تھیں اوس رسول  
سے اور زیادہ مانگتی تھیں حضرت سے بلند کئے ہوئے اپنی آوازوں کو پس جبکہ  
اندر جانے کو چاہا عمرؓ نے تو اوٹھ کھڑی ہوئیں وہ عورتیں اور دوڑ گئیں اندر  
پردہ کے پس پہنچے عمرؓ اور حضرت رسولؐ ہنس رہے تھے پس کہا عمرؓ نے خندا  
رکھے اللہ تیرے دانتوں کو اسے رسول اللہؐ پس کہا حضرت نبیؐ نے کہ ہکو تعجب  
ہوا ان عورتوں سے جو کہ میرے پاس بھٹیں کہ جب سنا او بھون نے تیری  
آواز کو تو بھاگ گئیں پردہ میں تب کہا عمرؓ نے اے دشمنان اپنی ذاتوں کی آیا  
ہیبت رکھتی ہو تم سب مجھ سے اور نہیں ہیبت رکھتی ہو رسولؐ سے تب کہا ان  
عورتوں نے کہ ہاں کہ تو درشت خوتر اور سخت تر ہے پس کہا رسولؐ نے ہاں  
زیادہ کر اسے ابن خطاب قسم ہے اوس شخص کی کہ جان ہماری اس کے ہاتھ میں ہے  
کہ نہیں ملاقات کیا تجھے شیطان نے کہ جاتا ہو تو ایک راستہ کو اتناک مگر یہ کہلا  
گیا شیطان ایک راستے کو تیرا رستا چوڑ کر متفق علیہ اور کہا حمیدی (کہ زیادہ  
کیا برقانی نے بعد قول عمرؓ یا رسول اللہؐ کے ما اضحکک کو یعنی کس چیز نے ہنسا یا تجھ کو  
فقط اس حدیث کی کوئی بات فضیلت حضرت عمرؓ کی حضرت علیؓ پر پائی نہیں جاتی ہے  
بلکہ ایک درشت خوی طاہر ہوتی ہے جیسا کہ اوپر اس فصل میں مذکور ہوا اور اگر حضرت



رسول کے ایام صحت تک حضرت عمرؓ تمام تر روزہ راست پر ہون تو عین قرین قیاس ہے  
اس واسطے کہ تغیر حضرت عمرؓ کا زمان مرض الموت حضرت نبیؐ کو دیکھا جاتا ہے۔

### حدیث نمبر ۱۱۵

وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم دخلت الجنة فاذا انا بالرميصا  
امرأة ابى طلحة وسمعت خشفة فقلت من هذا قالوا هذا بلال ورايت قصرا  
بضائه جارية فقلت لمن هذا قالوا لعمرك بالخطأ فاردت عليه ان ادخل فافظروا اليه  
فذكرت غيرتك فقال عمر ابى انت واحيي يا رسول الله اعلينا غار متفق  
عليه ترجمہ اور روایت ہے جابر سے کہ کہا او سنئے کہ فرما رہا تھا  
میں نے کہ داخل ہوئے ہم جنت میں پس ناگاہ ملاقات ہوئی ریمصا  
زن ابو طلحہ سے اور سنا ہمیں ایک آواز پاؤں کو پس پوچھا ہم نے یہ کون شخص ہے  
لوگوں نے کہا یہ بلال ہے اور دیکھا ہم نے ایک کو کھٹے کو کہ جبکہ صحن میں ایک  
لوٹھی تھی پس پوچھا ہم نے کہ کسے لڑی یہ مکان ہے تب لوگوں نے کہا کہ واسطے  
عمر ابن الخطابؓ کو ہے پس چاہئے کہ اندر جائیں اوس مکان کے اور پوچھیں  
اوس مکان کو پس باد کیا ہم نے غیرت یعنی رشک کو تیرے پس کہا عمرؓ نے میرے  
بابا سے تجھ پر فدا ہوں اسے رسول اللہؐ کیا تجھ پر رشک کرتے متفق علیہ  
فقط اس حدیث میں صریح بشارت جنت کی واسطے حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتی ہے  
مگر اس سے کوئی تفصیل حضرت عمرؓ کی حضرت علیؓ پر پائی نہیں جاتی کہ حدیث  
مندرجہ فصل ۲۴م سے تو اشتقاق ہونا خود جنت کا واسطے حضرت علیؓ اور  
عمار اور سلمان کے معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث سے بھی رشکی مزاج ہوتا  
حضرت عمرؓ کا ظاہر ہے

## حدیث نمبر

وعن ابی سعید قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم بينما انا قائم رایت الناس يعرضون عليّ وعليهم قميص من ماء يبلغ النذی ومن ماء صاردون ذلالت وعرض عليّ عمر ابن الخطاب وعليه قميص من ماء اولت ذلالت يارسول الله قال الدين متفق عليه ترجمہ اور روایت ہر ابو سعید سے کہ کہا اوست کہ فرمایا رسول خدا نے کہ در حالیکہ میں سوتا تھا کہ دیکھا میں نے آدمیوں کو پیش کئے جاتے ہماری پس اور اون لوگوں پر قمیص ہے کہ بعض اونکے سینہ تک پہنچتے ہیں اور بعض اونکے اوس سے نیچے ہیں اور پیش کئے گئے میرے پاس عمر ابن الخطاب اور اوٹھریں تھی کہ جو زمین تک کھینچی تھی تب لوگوں نے پوچھا کہ کیا تاویل کی آپ نے اس بات کی اسے رسول خدا کے تب فرمایا اوس رسول خدا نے کہ دین متفق علیہ فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچھ حاجت اسے دینے کی نہیں ہے۔

## حدیث نمبر

ابن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول بينما انا قائم اتيت فخرج لبن فشربت حتى اني لارى الوری فخرج في اظفاري ثم اعطيت فصلى عمر ابن الخطاب قالوا فما اولت يارسول الله قال العلم متفق عليه ترجمہ اور روایت ہر ابن عمر سے کہ کہا اوست کہ سنا میں نے رسول خدا کو کہتے ہو کہ در حالیکہ میں سوتا تھا دیا گیا مجھ کو ایک پیالہ دودھ کا پس پیلے میں نے دودھ کو یہاں تک کہ دیکھا ہوں میں سیرابی کو نکلتے ہوئے میرے ناخنوں تک تب عطا کیا میں نے فاضل دودھ کو اپنے عمر ابن الخطاب کے تب پوچھا لوگوں نے کہ کیا تاویل اوسکی آپ نے اسے رسول خدا کے تب فرمایا آپ نے کہ علم متفق علیہ فقط یہ حدیث

ابن عمرؓ یعنی پسر حضرت عمرؓ سے ہر کہ جبکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہر بہر حال اس حدیث کے صحت میں کچھ جابے عذر نہیں ہر مگر یہ بات قابل لحاظ رکھنے کے ہے کہ یہ حدیث ثبت علم حضرت عمرؓ کی مقابل حدیث علم ثبت حضرت علیؓ عبارت انا منبہ العالم علیٰ حدیث القرآن مع علیؓ و علی مع القرآن کے نہیں ہے۔

### حدیث نمبر ۴

وعن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول بنیانا انا نائم رایت علی قلبی علیہ دلوف نزعتم منها ما شاء اللہ ثم اخذھا ابن ابی قحافہ فنزع منها ذنوبہا وذنوبین وذنو نزعہ ضعف واللہ یغفرہ ضعفہ ثم استحال غریبا فاخذھا ابن الخطاب فلما ارعبقربا من الناس یذرع نزع عمر حنہ ضرب للناس بعطن وذنو ابہ ابن عمر ثم اخذھا ابن الخطاب من ید ابی بکر فاستحالت فیہ غریبا لم ارعبقربا یفری فریہ حتی دوی الناس ضربوا بعطن متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا میں نے رسول خدا کو کہتے ہوئے کہ در حالیکہ میں سوتا تھا دیکھا میں نے ابن کو اوپر ایک کونے کے اوپر اوسکے ایک دلو یعنی ڈول تھا پس نکالا میں نے اوس کو کونے سے جبکہ رکھا تھا اٹھانے تب لیا اوس ڈول کو ابن ابی قحافہ نے پس نکالا اوسنے اوس کو کونے سے ایک ڈول یا دو ڈول پانی در حالیکہ اوسکے پانی نکالتے میں ایک ضعف تھا اور اللہ معاف کرے اوسکے ضعف کو تب ہو گیا وہ ڈول ایک موٹ پانی کھینچنے کا تپ لیا اوسکو ابن خطابؓ نے پس نہیں دیکھا ہننے کسی قوی آدمی کو کہ پانی کھینچتا ہو بطور اسے کھینچنے کو کہ یہاں تک کہ لوگ درست بیٹھے گھاٹ پر اوس کمرے سے اور روایت میں ابن عمرؓ کے ہر کہ بعد اوسکے لے لیا اوس ڈول کو ابن خطابؓ ہاتھ سے ابو بکرؓ کے پس

وہ ڈول ہاتھ میں اوس ابن خطاب کو ایک سوٹ پس نہیں دیکھا جتنی کسی قوی آدمی کو کام کرنے ہوئے مثل کام کرنے اوس ابن خطاب کے یہاں تاک کہ سیراب ہوئے آدمی لوگ اور درست بیٹھے آب غور یعنی گھاٹ پر اوس کوڑکے متفق علیہ فقط حدیث نمبر ۳۔ سے اس حدیث نمبر ۶۔ تک سب روایات خواب حضرت رسول خدا کے ہیں اور راوی حدیث ہذا کے ابو ہریرہ ایک راوی ضعیف اور ابن عمر خود صاحبزادہ حضرت عمرؓ کے ہیں اور ان احادیث سے کچھ فضیلت ذاتی حضرت عمرؓ کی حضرت علیؓ پر طاہر نہیں ہوتی ہے مگر صرف یہ امر کہ حضرت عمرؓ بطبع قوی المروج تھے سو بلا حلقہ حالات زمانہ خلافت اونکا اس بات میں کچھ عذر نہیں ہو سکتا، اور اس واسطے کہ اونکی خلافت میں طاہری دین اسلام خوب قوی ہوا اور ایران اور مصر اور شام تک طاہری دین اسلام خوب پھیل گیا اور قید طاہری دین اسلام کی بدین غرض ہے کہ نو مسلمان لوگوں نے مصر اور عراق اور شام کے جو کچھ فسادات کہ عثمان اور جنگ جمل اور بنی نہدیغہ میں کیا سو خود کفار مطلق سے بھی ہتھیات نہیں ہو سکی

### حدیث نمبر ۳

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبہ رواہ الترمذی فی رواۃ ابی داود و عن ابی ذر قال ان اللہ وضع الحق علی لسان عمر یقول بـ ترجمہ روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا اوستے کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ تحقیق اللہ نے جاری کیا حق کو اوپر زبان عمر اور دل اوس عمرؓ کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت میں ابو داؤد کے ابو ذر سے ہے کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ تحقیق اللہ نے رکھا حق کو اوپر زبان عمرؓ کے جو مذا بات کرتا ہے ساتھ اوس زبان عمرؓ کے فقط ہر جہد یہ حدیث بروایت ابن عمرؓ

پس خود حضرت عمرؓ کے ہر کہ جبکا حال اور کچھ لکھا گیا ہے مگر چونکہ اس کتاب سے صرف غرض  
اس قدر ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کو کچھ تفصیل حضرت علیؓ پر نہیں ہے اور فقہاء  
خاص حضرت ابو بکر و عمرؓ سے کچھ انکار نہیں ہو سکتا اس واسطے صحت میں اس حدیث  
کے کچھ حاجت عذر کرنے کی نہیں ہے مگر اس قدر قابل یاد رکھنے کے ہے کہ حدیث  
مندرجہ فصل ۶۰ سے دعا حضرت رسولؐ کی بھی حضرت علیؓ کے اس بات کی ہے  
کہ اے اللہ گردش دے حق کو ساتھ علیؓ کے جہان پر کہ وہ پہرے اور حدیث  
فصل ۵۰ میں حدیث النظر الی وجه علیؓ لمحبة عبادۃ بروایت حضرت ابو بکرؓ  
واقع ہے یعنی کہ محبت سے نظر کرنا بطرف چہرہ علیؓ کے عبادت سے پس کئی فضیلت  
دیگر صحابی کو حضرت علیؓ سے کچھ مقابلہ نہیں ہو سکتا اور حسب نحو اس حدیث کے  
شعرنا سخ کا کیا خوب ہے بیت

ہم اوس صنم کی پرستش میں مجھیں نہ اہد خدا کا جبہ بشر اشنا کر تے ہیں

### حدیث نمبر

وعن علی رضی اللہ عنہ قال ما کتا بعد ان السکينة تنطق علی لسان عمروا  
البیہقی نے دلائل النبوة کا ترجمہ اور روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ  
کہا اوسنے کہ نہیں دور سمجھتے تھے ہم لوگ اس بات کو کہ کلمہ تسکین کا لفظ کرتا ہے  
اور پر زبان عمرؓ کے روایت کی اسکو بیہقی نے دلائل النبوة میں فقط اگر یہ حدیث  
حضرت علیؓ سے صحیح ہو تو اس بات کے تسلیم کرنے میں کیا عذر ہے کہ ہم کو تقلید  
اقوال و افعال حضرت علیؓ کی واجب ہے اور حضرت عمرؓ عام معاملات میں جو اس  
تھے سو اس بات میں کچھ عذر نہیں ہو سکتا مگر درشت خوئی بھی ایک صفت خاص  
اونکی تھی یہاں تک کہ جب حضرت علیؓ نے ابو بکرؓ کو بعد انتقال حضرت فاطمہؓ کیو

بیعت لینے کے گھر میں بکریا تو ساتھ اوسکی یہ بات بھی کہلا چکے کہ ساتھ الہ اکبر کے  
 عمرہ آوین کہ اوس عمرے سے ہلکوکراہت ہو سوا کہ سیطرح برتقا یہ حضرت علیؑ کے  
 ارشاد کراہت کا بھی پیش نظر کہنا چاہیے اور ہر گاہ حدیث میں اصحاب کی النجوم  
 باہم اقتدایم اہتدیم واقع ہے یعنی کہ اصحاب رسولؐ کے مثل سنارہن کے ہیں  
 کہ جس سے اقتدایجائے سوا اوس سے روشنی مل سکتی ہے پس اگر اقام حروف کو  
 تماشراقتداساتھ حضرت علیؑ کے ہر تو کچھ سنیوں کو جائے تعرض ہمسے نہیں ہے  
 اور شہ زناخ کا بہت موافق اعتقاد راقم کے ہے۔ **بیعت**  
 اسد اللہ بین کونین میں کافی ناخ : ایک سے کام ہو دو چار سے کچھ کام نہیں

### حدیث نمبر ۹

وعن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم عزہ الاسلام بانی جہل  
 ہشام ابو عمر بن الخطاب فاصبح عمر فغد علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسلم  
 ثم صلی فی المسجد ظاہراً وادواہ احمد و الترمذی ترجمہ اور روایت ہو  
 ابن عباس سے حضرت نبی سے کہ فرمایا اوس نبی نے کہ اویسیر سے اللہ عزت و  
 تو اسلام کو ساتھ ابی جہل ابن ہشام کے یا ساتھ عمر ابن خطاب کے پس صبح کی  
 حضرت عمر نے اور سویر سے آکر حضرت نبی کے پاس اور سلمان ہو تب نماز پڑھی مسجد  
 میں ظاہر طور پر روایت کی اسکو احمد و ترمذی نے فقط حضرت عمرؓ بالطبع ایک قوی  
 آدمی تھے اور شک نہیں ہو کہ اونکے اسلام سے قوت دین اسلام کی بڑھنے لگی۔

### حدیث نمبر ۱۰

وعن جابر قال قال عمر لابو بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 فقال ابو بکر اما انک ان قلت ذلک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بقول ما طلعت الشمس على رجل خير من عمر دواة النملذی وقال هذا حدیث عن  
 ترجمہ اور روایت ہی جا بر سے کہ کہا اوسنے کہ کہا عمرؓ نے ابو بکر کو اسے بہترین  
 آدمیان میں رسول خدا کے تب کہا ابو بکرؓ نے خبردار رہ کہ تحقیق کہ اگر تو اس بات کو  
 کہتا ہی تو پہنے سننا ہی پیغمبر خدا کو کہتے ہوئے کہ نہیں طلوع کیا آفتاب از او پر کسی  
 ایک مرد کے کہ جو بہتر ہو عمرؓ سے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث  
 غریب ہی فقط چونکہ خود ترمذی نے اس حدیث کو غریب لکھا ہے تو کچھ حاجت  
 زیادہ رد و کد کرنے کی اس حدیث میں نہیں ہے ورنہ اصل حال یہ ہے کہ جب  
 حضرت عمرؓ نے کو ذکر کے حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ بنایا اور بطرف کفن دفن حضرت رسول  
 کے متوجہ نہیں ہوئے اور حضرت عمرؓ کو خلیفہ ابو بکرؓ نے اس کے عوض میں اپنے بعد  
 خلیفہ کیا تو اس طرح سے ایک کا دوسرے کے حق میں کلمہ خیر کا کہنا عین قرین قیاس ہے  
 حسب قول مشہور تو مرا حاجے بگو سن ترا حاجی بگویم اور ظاہر ہے کہ یہ مضمون  
 قول حضرت ابو بکرؓ کا کہ آفتاب نے کسی ایک آدمی پر طلوع نہیں کیا کہ جو حضرت عمرؓ  
 سے بہتر ہو صریح ایک قول لغو ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین سے ہی بہتر ہونا حضرت عمرؓ  
 کا ظاہر ہوتا ہے اور جب وصیت حضرت علیؓ کی محو سہو کر کے خلافت لے لی گئی تو  
 واسطے نباہ اوس بات کے ثنا خوانی ایک کی دوسرے کو تو خود ضرور ہی اور البتہ  
 احادیث مناقب شان ابو بکرؓ و عمرؓ کے بہت کچھ ترتیب دی گئے ہیں مگر خود افعال  
 و اقوال حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے کچھ ایسے نہیں دیکھے جاتے ہیں کہ جس سے کچھ فضیلت  
 ذاتی اون لوگوں کی حضرت علیؓ پر ظاہر ہو اور شملہ بمقدار علم زیبا ہوتا ہی اس واسطے  
 یہ سب احادیث مبالغہ کی زیندہ نہیں ہیں اور افسوس ہے کہ اوپر لفظ احب خلق  
 مندرجہ فصل ۱۴ نسبت حضرت علیؓ کے شاہ عبدالحق صاحب نے بہت کچھ چڑائی کی



مگر اس حدیث کی شرح میں شاہ صاحب نے اوپر لفوفیت اس حدیث کو کچھ التفات نہیں کیا کہ اصل معنی اس حدیث کو کیا ہیں یعنی اس حدیث کو سنے تو یہ ہیں کہ جیسے آفتاب کی ہر کوئی آدمی بہتر حضرت عمر سے نہیں ہوا حالانکہ کوئی آدمی ایک است کا کسی ادنیٰ بنی کے بھی برابر نہیں ہو سکتا ہے۔

### حدیث نمبر ۱۱۲

وعن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر الخطاب یعاضہ النضدی وقال هذا حدیث غریب  
ترجمہ اور روایت ہے عقبہ بن عامر سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ اگر کوئی شخص نبی ہوتا بعد میرے تو وہ عمر ابن خطاب ہوتا روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچھ حاجت عذر کی نہیں ہے اس واسطے کہ خود سری حضرت عمرؓ کی اسی قسم کی دیکھی جاتی ہے کہ جس سے نبی ہونا یا دعویٰ نبی ہونے کا کرنا کچھ دور نہیں ہے۔

### حدیث نمبر ۱۱۳

وعن بریدہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض معازیہ فلما انصرف جالساً بمرآئہ سوداء فقالت یا رسول اللہ انی کنت نذرت ان ردک اللہ صالحاً ان اضرب بین یدیک بالدف وانفخ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کنت نذرت فاصبر واکافلا کذا قالوا فجمعت نضرب ثم دخل ابوبکر وھ نضرب ثم دخل علی وھ نضرب ثم دخل عثمان وھ نضرب ثم دخل عمر فالبقت الدف تحت اشرھا ثم فصدت علیھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان لینھا من ذلک یا عمر انی کنت جالساً وھ نضرب ثم دخل ابوبکر وھ نضرب

ثم دخل على وه تضرع ثم دخل عثمان وه تضرع فلما دخلت  
 انت يا عمر القتل والفرار والتهديد وقال هذا حديث صحيح حسن غريب  
 ترجمہ اور روایت ہر بریدہ سے کہ کہا اوسنے کہ باہر گئے رسول خدا بعض جہادوں  
 میں اپنے پس جبکہ پھرے وہ رسول تو آئی اونکے پاس ایک سیاہ لونڈی اور کہا  
 کہ اے رسول خدا جتنے اس بات کی نذر مانی تھی کہ اگر خدا تم کو خیریت سے پھر لائے  
 تو تیرے سامنے ہم دف بجائیں اور گیت گائیں تب جواب دیا رسول خدا نے کہ  
 اگر تو نے نذر مانی ہو تو دف بجاؤ ورنہ نہیں ایسا راویوں نے کہا پس دف بجائے  
 لگے وہ عورت پس آپونچے ابو بکرؓ اور وہ باجا بجاتی رہی تب پہونچے علیؓ اور وہ  
 باجا بجاتی رہی تب پہونچے عثمانؓ اور وہ باجا بجاتی رہی تب آئے عمرؓ تب  
 پھینک دیا اوس لونڈی نے اوس دف کو نیچے جو تڑا اپنے اور بیٹھ گئی اوس  
 دف پر تب فرمایا رسول خداؐ نے کہ تحقیقکہ شیطان ہر آئینہ خوف کرتا ہے تجسہ  
 عمرؓ کہ ہم بیٹھے تھے اور بجا رہی تھی تب آئے ابو بکرؓ اور وہ بجا رہی تھی تب آئے  
 عثمانؓ اور وہ بجا رہی تھی پس جبکہ تو داخل مجلس ہوا اے عمرؓ ت گرا دیا اوس  
 عورتؓ اوس دف کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح  
 غیب ہو فقط اس حدیث سے تو سکارم اخلاق حضرت نبیؐ و ابو بکرؓ و علیؓ و عثمانؓ کے  
 اور درشت خولیؓ کا معلوم عام ہونا نسبت حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتا ہے اور جبکہ  
 باقرار ترمذی کے یہ حدیث غریب ہے تو کچھ حاجت ردو کہ کی نہیں ہے ورنہ یہ نسبت  
 اس بات کی کہ شیطان حضرت عمرؓ سے خوف کرتا ہے یہ بات قابل تحقیق تھی کہ  
 بوقت طلب ہونے کا غد و قلم از طرف حضرت رسولؐ واسطے لکھنے وصیت کر جو کہ اوس  
 بات کو حضرت عمرؓ نے روک دیا اور بوقت ارادہ جلائے کہ حضرت فاطمہؓ کی اور بوقت

عزیمت نکال دینے حضرت علیؑ کے فاطمہ کے گھر سے اگر یہ رہے اہل بیتؑ درست ہوں  
تو شیطان کی مدد و رفاقت ساتھ حضرت عمرؓ کے منہ پر پانی نہ پین۔

### حدیث نمبر ۱۱۱

وعن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جالسا فأتته امرأة من بني النضير  
صبيا فقام رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ثم أتته امرأة أخرى فقام رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
فقال يا عائشة تعالي فانظري وضعتي لي على منكبي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
فجعلت انظر اليها ما بين المنكبين لئلا يراه فقال لها شيعت امة شيعت فجعلت  
اقول لا انظر من رجلي عندي اذ طلع عمر فاروق ومن الناس من افقدها صلى الله عليه وآله وسلم  
الرسول اني انظر الى شياطين الجوز والانس قد فروا واهربوا قالت فوجعت رويا  
الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح غريب

ترجمہ اور روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ حضرت رسولؐ  
ہوئے تھے کہ سنا ہم لوگوں نے شور و غل کو اور آواز کو لڑا کون کے پس اٹھے حضرت رسولؐ  
پس ایک ناگاہ جیشہ عورت تھی کہ ناسخ پڑھے اور لڑکے لوگ گرد اوس عورت کے پس کہا  
حضرت رسولؐ نے کہ اے عائشہ آؤ اور دیکھو پس گئے ہم اے کہ انہی اپنی بھانپوں  
کو اوپر کا ندھے پیغمبر خدا کے پس دیکھنے لگے ہم اوس عورت حبشی کہ کا ندھے پر ہے  
حضرت رسولؐ کے سر تک اوسکی پس پوچھا حضرت رسولؐ نے مجھ سے کہ کیا آسودہ نہوئی  
کیا آسودہ نہوئی تو اور ہم کہنے لگے کہ نہیں بدین غرض کہ دیکھوں میں اپنے مرتبہ کو نہوئی  
اوس رسولؐ کے کہ ناگاہ پہنچ گئے عمرؓ اور تنفر ہو گئے آدمی لوگ خوف سے پس فرمایا  
رسولؐ نے کہ ہم دیکھ رہے ہیں شیطانوں کو جن اور آدمی کے کہ بھاگ گئے وہ لوگ عمرؓ  
کہا عائشہ نے کہ ہم پھر گئے کہہ کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن

غریب ہر نقطہ اس حدیث سے بھی خوبی اخلاق حضرت رسول اور وحشت لوگوں کی حضرت عمرؓ سے ظاہر ہوتی ہے ورنہ اصل حال یہ ہے کہ شیطان کا بھاگنا حضرت عمرؓ سے اور نہیں بھاگنا حضرت بنی سے خود ایک (بمعنی بات ہر اس واسطے کہ حضرت رسول اصل شارع اس دین اسلام کے تھے تو سب فعل او کا شروع تھا شیطان سے کچھ علاقہ نہیں تھا بہر حال اس حدیث غریبہ کی خود ترمذی نے غریب کہا ہے

### حدیث نمبر ۱۴۱

عن انس و ابن عمر قال وافقت ربی فی ثلاث قلت یا رسول اللہ لو اتخذنا من مقام ابراہیم مصلی فنزلت اتخذوا من مقام ابراہیم مصلی قلت یا رسول اللہ یخل علی نساء اللہ واللہ واللہ الفاجر فلما مررنا ان یحتجب فزلت ابیہ الحجاب فاجتمع نسائہ الیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی الغیر فقلت عسی یران طلقن ان یریدلہ انفا خیرا منک فزلت كذلك وفي رواية کان ابن عمر قال عرفنا وقت ربی فی ثلاث فی مقام ابراہیم وفي الحجاب فلما ساءدی بد متفق علیہ ترجمہ روایت ہر انس اور ابن عمرؓ سے کہ تحقیق کہ عمرؓ نے کہا کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھ سے تین بات میں اول یہ کہ کہا ہم نے اور رسول خدا کا شہادتیں ہم لوگ مقام ابراہیم سے مصلیٰ پس اتری یہ آیت کہ لو تم لوگ مقام ابراہیم سے مصلیٰ کو دوہم یہ کہ کہا ہم نے اور رسول خدا آتے ہیں بر عیون کے پاس نیکو کار اور بدکار لوگ پس کاش حکم کرتا تو اون عورتوں کہ حجاب کرتی ہیں دے عورتیں پس اتری آیت پردہ کی اور تیسری بات یہ کہ اتفاق کیا بیویوں نے حضرت بنی کے بیچ غیرت یعنی بیچ قصہ کہانی شہد کے پس کہا ہم نے قریب ہر کہ رب اوں بنی کا اگر طلاق دے تم عورتوں کو یہ بات کرے کہ بدل دو وہ رب واسطے اوں بنی کے جو رڈن کو جو بہتر ہوں تم بہتوں سے پس اتری ایک آیت

ولسہی اور ایک روایت میں ابن عمرؓ کے ہوں کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہا میں نے  
کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھے تین باتوں میں تمام ایراہیم میں اور پردہ میں  
وقیدیان بدر میں متفق علیہ فقط حضرت عمرؓ نے صاحب راہی ہونے میں کیا غز  
ہو سکتا ہے اور قیدیان بدر کا قصہ یہ ہے کہ حضرت رسولؐ نے بشورہ حضرت ابو بکرؓ کے  
قیدیوں کو فدیہ لیکر کے رہا کیا مگر حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ وہ قیدی سب قتل  
کیے جائیں غرض سختی مزاج عمرؓ کی ہر جگہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

### حدیث نمبر ۱۵

وعن ابن مسعود قال فحصل الذاس عن الخطاب رضي الله عنه بان رجلاً من بني كلاب  
يوم بدر امر بقتلهم فانزل الله تعالى لولا كتاب من الله سبق لمسكم فيها اخذتم  
عذاب عظيم وبذلك الحجاب امر ساء النبي صلى الله عليه وسلم ان يجتنب فقالت  
له زينب اداء علياً يا ابا الخطاب والوحي ينزل في بيوتنا فانزل الله اداستهم  
صاعاً فاستأصوه من راء حجاراً بعد عرف النبي صلى الله عليه وسلم اللهم  
ابداً الاسلام بجمود براتة ذواب كوفاني اول ناس بايعه رواه احمد  
ترجمہ اور روایت ہے ابن مسعودؓ نے کہا اوسنے کہ تفصیل دی گئی آدمیوں پر  
عمر ابن الخطابؓ کو چار باتوں سے اول ساتھ ذکر قیدیان بدر کے کہ حکم کیا اوس عمرؓ  
نے واسطے قتل اون قیدیوں کے پس اوتاری خدا نے یہ آیت کہ اگر نہیں کتاب  
خدا کی پہلے آتی تو مس کرتا تم لوگوں کو اس بات میں جو کہ لیا تم لوگوں نے ایک عذاب  
عظیم اور دوم ساتھ ذکر حجاب عورتوں کے کہ حکم کیا عمرؓ نے بیویوں کو حضرت رسولؐ  
کے وہ لوگ پردہ کریں پس کہا عمرؓ کو زینب نے کہ کیا تو حکم چلاتا ہے اوپر ہم سبھوں کے  
اسے ابن خطابؓ حالانکہ وحی اور ترقی ہے ہم لوگوں کے گہروں میں پس اوتاری

خدا نے یہ آیت کہ جب مانگو تم لوگ اون عروقن سے کوئی چیز تو مانگو تم لوگ اون عروقن سے پر وہ کی اوٹ سی۔ ستوم ساتھ دعا بنی کے کہ اے اللہ میرے تائید دے تو اسلام کو ساتھ عمر کے اور چہارم ساتھ راے اوسکے دربارہ ابو بکر کے کہ تھے وہ عمرؓ اول اون آدمیوں کے کہ جو بیت کی ابو بکر پر روایت کی اسکو احمد نے فقط چوتھا امر یعنی خلیفہ بنا ما عمرؓ کا ابو بکر کو ایسا امر عظیم ہے کہ جسکی تفصیل بحث خلافت میں کیجاگی کہ کس طرح پر حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے۔

### حدیث نمبر ۱۶

وعن ابی سعید قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ذاك الرجل ارفع اصته درجته في الجنة قال ابو سعید والله ما كنا نرى ذاك الرجل الا عمر الخطاب حتى مضى بسبيل رواه ابن ماجه ترجمہ اور روایت ہے ابو سعیدؓ کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ وہ مرد بلند ترین است کا میرے ہی از روی درجہ جنت میں کہا ابو سعیدؓ نے کہ قسم خدا کی نہیں دیکھتے ہم لوگ اوس مرد کو مگر عمرؓ ابن خطاب کو یہاں تک کہ گذر گیا وہ عمرؓ اپنی راستے کو روایت کی اسکو ابن ماجہ فقط اس حدیث کی طاہر کہ خود حضرت رسولؐ نے نام اوس شخص کا جو بلند تر ہو از روی درجہ کے نہیں ذکر کیا مگر یہ قول ابو سعیدؓ راوی کا ہے کہ ہم لوگ یعنی صحابی لوگ اوس شخص سے عمر ابن خطاب کو مراد لیتے ہیں اور اگر یہ مراد لینا صحیح ہو تو حضرت عمرؓ کا بلند تر ہونا درجہ میں حضرت ابو بکرؓ سے ہی لازم آتا ہے چنانچہ یہ تردد خود شاہ صاحب کو بھی اس حدیث کی کشج میں ہوا ہے۔

### حدیث نمبر ۱۷

وعن اسلم قال سالت النبی عن بعض شأنه فاخبرته قال ما رأيت احدا قط

بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من حین قبض کا زاجد واجو وحتی  
انتی من عمر رواہ البخار سے ترجمہ اور روایت ہی اسلم سے کہہاؤ  
کہ پوچھا مجھے ابن عمرؓ نے بعض حالات عمرؓ کو پس خبر دی تھے اوس ابن عمرؓ کو کہہاؤ اس  
اسلم نے کہ نہیں دیکھا میں کسی شخص کو ہرگز بعد رسول اللہؐ کہ انتقال کیا اوس رسولؐ  
زیادہ تر کوششی اور نیک ترانتہا سے عمرؓ تک عمرؓ سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط  
اس حدیث میں بھی کوئی قول خود حضرت رسولؐ کا نہیں ہے۔

### حدیث نمبر ۱۸

وعن السورابن محرز قال لما طعن عمر جعل يالم فقال له ابن عباس و كان به بجرعة  
امير المؤمنين و كل ذلك لقد صحبت رسول الله صلى الله عليه و سلم فاحسنت  
صحبة ثم فارقك و هو غناك راض ثم صحبت ابابكر فاحسنت صحبة ثم فارقك  
هو غناك راض ثم صحبت المسلمين فاحسنت صحبة ثم و كان فارقهم لتفارقهم  
و هم غناك راض قال اما ما ذكرت من صحبة رسول الله عليه و سلم رضا  
فاما ذلك من من الله من به علي و اما ما ذكرت من صحبة ابابكر و رضا  
فاما ذلك من من الله من به علي و اما ما تروى جزعي فهو من اجلك  
و من اجل اصحابك و الله لو ان لي طلاع الارض هبًا لا فتدبني  
من عذاب الله قبل اذ اراه رواه البخار سے

ترجمہ اور روایت ہی سورابن محرز سے کہہاؤ سنو کہ جب زخمی ہو گئے عمرؓ تو ابوبکرؓ  
کرنے لگے عمرؓ کو پس کہا اوسکو ابن عباسؓ نے در حالیکہ حالت جنن میں سمجھتے تھے اوس عمرؓ کو  
کہ اسے امیر المؤمنین یہ سب بڑھری کرنی نہیں چاہیے کہ ہر آئینہ صحبت اوٹھائی کوٹنے  
مشت سہل کی پس نیک ہونے تک صحبت اوس رسولؐ کی تب مفارقت کی اوس رسولؐ ۱۹



نے تجھے درحالیکہ وہ رسول تجھے راضی تھے تب اوسکے بعد صحبت ہوئی تمکو ابو بکر سے  
 پس نیک ہوئی صحبت تیری اوس ابو بکر سے تب مفارقت کی اوس ابو بکر نے تجھے  
 اور وہ تجھے راضی تھے تب صحبت ہوئی تمکو مسلمانوں سے پس نیک ہوئی صحبت  
 تیری اون لوگوں سے اور اگر مفارقت کرے تو اون لوگوں سے تو ہر آئینہ مفارقت  
 کریگا تو اون لوگوں سے درحالیکہ وہ لوگ تجھے راضی ہیں کہا اوس عمرؓ نے کہ جو کچھ  
 ذکر کیا تو نے صحبت رسول سے اور رضامندی سے اوسکے سو یہ بات احسانات خدا  
 ہے کہ جو احسان کیا تجھ پر ساتھ اوسکے اور لیکن جو ذکر کیا تو نے صحبت ابو بکرؓ اور رضامندی  
 کو اوسکے پس یہ بات احسانات خدا کے ہے جو احسان کیا اوسنے تجھ پر ساتھ اوسکے  
 اور لیکن جو کہ تو دیکھتا ہے جنح یعنی بقراری کو میرے سودہ بقراری واسطے تیری ہے  
 اور واسطے اصحاب تیرے قسم خدا کی اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو ہر آئینہ فدیہ  
 کرتے ہم اوسکو بدلے میں عذاب خدا کے قبل اس بات کہ دیکھتا میں اوس عذاب  
 کو روایت کی اسکو بخاری نے فقط شک نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ ایک بڑی مصاحب  
 خاص حضرت رسول کے تھے مگر جب حضرت رسولؐ نے کاغذ و قلم واسطے لکھنے وصیت کے  
 مانگا تو اوس بات کو حضرت عمرؓ نے حسبکم کتاب اللہ کہہ کر کے مال دیا یہاں تک کہ  
 حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ ہمکو اس بات کا خوف نہیں ہے کہ تم لوگ شرک کرو گے بعد  
 میرے ولیکن خوف یہ ہے کہ تم لوگ دنیا کی طرف اور اوٹھ جاؤ تم لوگ  
 میرے پاس سے اور چوڑو چمکو کہ جس حال میں کہ میں ہوں وہ بہتر ہے اور حال  
 کہ جسمیں تم لوگ ہو فقط اور تفصیل اس قصہ کی بذکر وفات حضرت رسولؐ کریجائیگی  
 بہر حال یہ تمام اسطارہ حدیثین جو بشان حضرت عمرؓ کے مذکور ہوئے ہیں سو اس سے  
 بھی کچھ فضیلت حضرت عمرؓ کی حضرت علی سے پائی نہیں جاتی ہے بلکہ ادنیٰ توجہ سے

بطرف احسان حضرت مسیحی، ابوبکر و عمر کے ساتھ باقیہ معلوم ہوتی ہے کہ کسیکو کچھ مقابلہ حضرت  
علی سے نہیں ہے۔ یہی حُجُب علی اور نہایت کا عین ایمان ہے چنانچہ ہر اہل حق کے  
ایک ہزار راقم کا یہ مقام بدینہ لکھی جاتی ہے۔

### عزلِ شہادت حضرت امیرِ عالم اسلام اہلِ حق

اشکِ بڑا اور وان باعثِ غفرانِ سن  
فاتحہ اوہست یا واین سر و سامانِ سن  
بودے مرانان او کاش بدامانِ سن  
شاہِ علم دارِ مایہ دے ایمانِ سن  
جملہ مرضِ راشقا عیسیٰ دورانِ سن  
حُبِ علیؑ یا یلقین حاصلِ عرفانِ سن  
داوِ محب داوہ امِ حُبِ علی جانِ سن

حُبِ علی بیکمان ماحیِ حرمیانِ سن  
نمان کہ ہمسکین بدائے سرورِ عالیٰ نژاد  
جو دو کرمِ شان او غفرہ نمان او  
حیدرِ کثرِ ماصفِ درِ حُبِ سزارِ ما  
شانِ علی لافتنے آیت او ہنسا  
ہا وئی عرشِ برین کیست چو او بزرین  
بندہ آزادہ امِ راست رو و سادہ ام

### فصل ۷

اب اسما شکر بابِ مناقبِ ابی بکر و عمر کے مشکوٰۃ المصابیح سے مذکور ہوئے ہیں

### حدیثِ نمبر ۱

عزالی ہر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بنیما رجل یسوق بقرة انا  
مرکباً فافان الی نام تخلق لهذا انما خلفنا الحراثة الا وضو فقال الناس سبحان الله  
بقرة تکلم فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فانی اومن بنانا و ابوبکر و عمر و ما هما  
ثم وقال بنیما رجل فغفم لہما دخل الذئب علی ثنائة منها فاخذها فادرکھا  
صاحبها فاستنقذھا فقال الذئب فین لھا يوم السبع يوم کراعی لھا غیر فقال  
الناس سبحان الله ذئب تکلم فقال اومن بنانا و ابوبکر و عمر و ما هما ثم متفق علیہ

ترجمہ روایت ہوالی ہریرہ سے حضرت رسول خدا سے کہ فرمایا اوس رسول ہارحالیکہ  
ایک آدمی ہانکے لئے جاتا تھا ایک گای کو جبکہ تھک گیا تھا وہ آدمی پر سے اتر آیا  
گای پر پس کہا اوس گای نے کہ تحقیق کہ ہم لوگ نہیں پیدا کئے ہیں و آخر یہی  
اور صرنا پیدا کئے واسطے جو زمین کے پس کہا لوگوں نے سبحان اللہ ایک گای بارہ کرتی ہے  
تب فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق کہ میں ایمان لاتا ہوں ساتھ اس بات کہ ابو بکر اور  
عمر درحالیکہ نہ تھے و س لوگ وہاں پر اور ایک دوسرا قصہ کہا کہ درحالیکہ ایک  
مرد اپنی بکریوں کے گلہ میں تھا کہ ناگاہ آپہنچا ایک بھیڑیا اور پر ایک بکری کے  
اوس گلہ میں سے اپس پکڑ لیا اوس کو تب پیچھے سے پہنچا مالک اوس بکری کا اور  
چھوڑا اوس بکری کو تب کہا اوس بھیڑیے نے پس کون شخص چرواہا اوس  
بکری کا ہے روز سب کا یعنی وہ روز کہ چرواہا ہوا یا کہ روز یہ کہ نہیں کوئی چرواہا  
اوس بکری کا ہوتا ہی سواے میرے پس کہا لوگوں نے سبحان اللہ بھیڑیا بات کرتا کہ  
پس کہا روایت نے کہ ایمان لاتا ہوں میں اور ابو بکر اور عمر ایمان لاتے ہیں ساتھ  
اوس کے درحالیکہ نہ تھے و سب اوس جگہ پر تھے علیہ اس سے صرف یہ بات معلوم  
ہوتی ہے کہ حضرت ابو بکر اور عمر بڑے تصدیق کرنے والے ہیں کلام حضرت رسول کے  
تھے اور اس طرح کی خراج داری میں اونسے کیا عذر ہو سکتا ہے۔

### حدیث نمبر ۲

وعن ابن عباس قال في واقف في قوم فدعوا لله لعمر وقد وضع على سرته اذاجل  
من خلفه قد وضع حرفه على منكبه يقول يوحنا اني لا رجوان يجعلك الله مع  
صاحبك لاني كثيرا ما كنت اسمع رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول كنت  
وابو بكر وعمر وضلت وابو بكر وعمر وانظلفت وابو بكر وعمر دخلت وابو بكر

و عمر و نوح و جت و ابو بکر و عمر فالتقت فاذا اعلابن ابی طالب منفق علیہ  
 ترجمہ اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا اوسنے کہ تحقیقکہ میں کہڑا تھا ایک قوم میں  
 کہ دعا کرتے تھے وہ لوگ خدا سے واسطے عمر کے اور تحقیقکہ رکھی ہوئے تھے عمر اور بکر  
 اپنے واسطے غسل لاش اونکے کہ ناگاہ ایک مرد ہماری بھیجے یہ تحقیقکہ رکھا اوسکی کہ ہوتی  
 کو اپنے اوپر کا ندھے ہمارے کہتا ہوا اس بات کو کہ رحم کرے اللہ تجھے تحقیقکہ ہم  
 ہر ائینہ امید کرتے ہیں اس بات کو کہ کرے وہ اللہ تجھکو ساتھ دونوں ساتھیوں  
 میرے واسطے کہ ہم بیشتر سنتے تھے رسول اللہ کو کہتے ہو کہ تھے ہم اور ابو بکر اور عمر  
 کیا ہمنے اور ابو بکر اور عمر نے اور چلے ہم اور ابو بکر اور عمر اور پہونچے ہم اور ابو بکر اور  
 عمر اور باہر نکلے ہم اور ابو بکر اور عمر اور پیچھے دیکھا ہمنے تو ناگاہ وہ شخص تھے علی بن  
 ابی طالب متفق علیہ فقط اس حدیث سے صرف اسقدر ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر اور  
 عمر بڑے اصحابان خاص میں سے حضرت رسول کے تھے اور اس بات میں کیا غم  
 ہو سکتا ہے مگر اسی حدیث سے ایک وجہ خاص ملکی صفات ہونے حضرت علی کا ظاہر  
 ہوتا ہے کہ وہ واسطے حضرت عمر کے دعا کرتے ہیں حالانکہ حضرت عمر سے بہت کچھ  
 بد سلوکی پائی ہوئے تھے اور کیون نہ ہو کہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت مسیح کے تھے

اور یہ شعر اس مقام میں بہت حب حال ہے

دوستانز کجا کنی محروم تو کہ بادشمنان نظر دارے  
 اور جیسا کہ حضرت علی نے سچ حضرت عمر کے فرمایا کہ وہ امید کرتے ہیں کہ حضرت عمر  
 اپنے دونوں ساتھیوں کے لئے جانیں سود لیا ہی اتفاق ہوا کہ متصل مزار شریف  
 حضرت رسولؐ کے قبر حضرت ابو بکر کے اور متصل اوسکے قبر حضرت عمر کی ہوئی کہ اونکے  
 ہمیشہ کوئی میں کیا فرق آسکتا ہے کہ حضرت کو شریک نبوت مثل ہارون و موسیٰ کے تھے میت

نہیں ہمسر اسکا کوئی جز علیؑ نہ کہ بجائی کا بجائی وصی کا وصی

### حدیث نمبر ۳۸

عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ان اهل الجنة لیتزاورون اهل علیین کما ترون الکوکب اللذی فی افق السماء وال ابابکر وعمر منہم وال عمار رواہ فی شرح السنۃ ودوی فحہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ ترجمہ روایت ہوا ابی سعید خدری سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت بنی نے فرمایا کہ تحقیق کہ جنت کے لوگ ہر آئینہ دیکھتے ہیں علیین کو جیسا کہ دیکھتے ہو تم لوگ ستارہ گوہر دار کو بیچ کنارہ آسمان کے اور تحقیق کہ ابوبکر اور عمر ہیں اون لوگوں میں سے اور اس سے بھی زیادہ ہیں روایت کی اسکو شرح سنت میں اور روایت کی مثل اس کے ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے فقط اس حدیث سے حضرت اہل جنت ہونا حضرت ابوبکر و عمر کا ظاہر ہوتا ہے مگر کچھ فضیلت اون کی حضرت علیؑ پر نہیں پائی جاتی ہے کہ یہ نسبت حضرت علیؑ کے تو ایک حدیث فصل ۴۶ میں یہ مذکور ہوئی ہے کہ جنت شتاق ہے تین شخصوں کی علی اور عمار ابن یاسر اور سلمان کی۔

### حدیث نمبر ۳۹

ابن وعن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ابوبکر وعمر سیدا کھول اهل الجنة من الاولین والاخرین وال مسلیین رواہ الترمذی و رواہ ابن عن علی رضی اللہ عنہ ترجمہ اور روایت ہوا اس سے کہ کہا اون سے کہ فرمایا رسول محمدؐ نے کہ ابوبکر اور عمر دو سردار سیانہ عمر والی اہل جنت کے ہیں اولین اور آخرین میں سے سو ابوبکر اور مرسلین کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے علی رضی اللہ عنہ سے فقط اس حدیث کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ ادعیر یعنی میانہ عمر کے

لوگ جو اہل بیت میں سو حضرت ابو بکر اور عمر اور ان کے سردار ہیں اور یہ حدیث اس پر مبنی ہے کہ جیسا حدیث میں وارد ہے کہ الحسن والحسین سیدنا سیدنا اہل الجنة یعنی کہ حسن اور حسین سرور ان نوجوانان اہل بہشت کریمین مگر چونکہ سیدین کو ایک کجختی اس بات کی ہے کہ جہان ناک ہو سکے تو زمین و تنقیص شان اہلبیت کی کجی سے سو شاہ عبدالحق صاحب نے بسند قضا شان تعصب اور کسر سنیث کر اس حدیث میں یہ نکتہ لگا دیا کہ جب ابو بکر اور عمر سردار ہو ڈھون کے ہوں تو سردار جو انون کے بھی ہونگے غرض کیا اہتمام سے وہ سہ شہ امام حسن حسین کی خرد برد ہو گئے حالانکہ یہ حدیث کہ ابو بکر اور عمر دو سردار کہیں سالان اہل جنت کے ہیں صحیحین یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے اور اس حدیث کا مبالغہ بھی قابل ملاحظہ ہے کہ ابو بکر اور عمر سرداران اہل جنت کا اولین سے لیکر کے آخرین تک بنا دیا حالانکہ زبیدی اور پطرس اور شمعون وغیرہ حواریان حضرت مسیح کے اس درجہ اعلیٰ کے ہوئے ہیں کہ ان کے صفات عمدہ صبر و غیرہ کے کتاب اعمال حواریان ضمیمہ اناجیل اربعہ سے معلوم ہو سکتے ہیں کہ حضرت ابو بکر و عمر کو اولیٰ کیا مقابلہ ہے مگر یہ شان دوازدہ امام کی حضرت امام عسکری تک البتہ یہ ہے کہ یہ لوگ بھی واسطے برداشت ظلم کے پیدا ہوئے تھے خصوصاً صبر و حلم اور سکون و قناعت حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایسا ہوا کہ ان کے حق میں یہ کلام البتہ راست ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اولین میں سے برداشت ظلم میں مقابل حضرت امام حسین کا نہیں ہوا اور نہیں ہوگا اور اس حدیث کو بروایت ابن ماجہ کے جو حضرت علی کی طرہ منسوب کیا سو سنیوں کو اس طرح کی نسبت لغو کر دینا کچھ مشکل نہیں ہے ورنہ حضرت علی کے منجھستہ ایسا کلام مبالغہ کا بلغظ اولین و آخرین کے نہیں نکل سکتا ہے۔

و عن جریفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم او ياردى ما بقاى فيكم  
 فافتدوا بالدين من بعدى ابى بكر وعمر رواه الترمذى ترجمہ اور روایت ہر حدیث  
 سے کہ کہا اوستے کہ فرما رسول خدا نے کہ تحقیق کہ میں ہمیں سمجھتا ہوں کہ کس قدر بقا ہمارا  
 تم لوگوں میں بچ رہا ہے اقتدا کجی تم لوگ بعد ہمارے ساتھ ابو بکر اور عمر کے روایت کی  
 اسکو ترمذی نے فقہ پر درجہ سبب سند درجہ فصل ۴۵ کے ہر مکرر اور حدیث  
 میں ذکر عمار یا سرحدیدہ کا بی سبب اور یہ دونوں حدیثیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم  
 سے باہر ہیں اور ظاہر ہے کہ ہر گاہ و ہیئت خم غدیر کی بحق حضرت علی کے ہو چکی  
 تھی تو خلاف اوستے کوئی دوسری حدیث بحق کسی شخص آخر کے نہیں ہو سکتی ہے  
 اور لفظ اقتدا سے تو لفظ اہتدائی و اتباع عمار یا سرحدیدہ کے ہر بڑھ کر کے ہے۔

### حدیث نمبر ۲۸

و عن انس قال کان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل المسجد لم يرفع  
 احد را سے غبرائی، بکون من ران بقیہ، ان الیہ یتسلم الیہا رواه الترمذی قال هذا حدیث  
 غریب ترجمہ اور ہذا روایت ہے کہ تھو رسول خدا کہ جب داخل مسجد کرتے تھے  
 تو نہیں کوئی شخص کہ سید اوٹھا تھا سزا سے ابو بکر اور عمر کے کہ جب رسول خدا کا یہ حال  
 کہ او کو دیکھ کر کے سب ابوبکر اور عمر تہ تبرک کرتے تھے اور ادن دونوں کو ایک کھڑکے  
 حضرت رسول خدا تبسم آتے تھے روایت کی اسکو ترمذی نے ابو بکر کا یہ حدیث غریب ہے  
 فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہے مگر اس حدیث کی صحت میں کچھ جاسے مگر نہیں ہے  
 کہ فی الواقع حضرت ابو بکر اور حضرت عمر پر نہ مصائب خاص ہو حضرت رسول کریم

### حدیث نمبر ۲۹

و عن عمر ان النبى صلى الله عليه وسلم خرج ذات يوم دخل المسجد وابوبكر وعمر احدهما



عن عیینہ واکآخر عن شمالہ وھو اخذ بایدیہما فقال ھکذا تبعث یوم القیاضہ  
رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب ترجمہ اور روایت ہے  
ابن عمر سے کہ تحقیق کہ حضرت نبی باہر نکلیے ایک روز اور داخل ہوئے مسجد شریف میں  
اور ابو بکر اور عمر ساتھ تھے کہ ایک اذنین سے دہنی طرف اوس رسول کے تھا  
اور دوسرا بائیں طرف اوس رسول کے اور انحضرت ہاتھوں کو اون دونوں کو کپڑے  
ہوئے تب کہا حضرت رسول نے کہ سید طرح سے اوٹھائے جائینگے ہم لوگ برواقیست  
کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ حدیث غریب ہے فقط ہر گاہ یہ حدیث خود ایک  
حدیث غریب ہے تو کچھ حاجت زیادہ عذر کی نہیں ہے۔

### حدیث نمبر ۸

وعن عبد اللہ بن خطیب ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یری ابابکر وعمر فقال  
ھذان السمع والبصر رواہ الترمذی حوالہ ترجمہ اور روایت ہے  
عبد اللہ ابن خطیب سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی نے دیکھا ابو بکر اور عمر کو پس کہا  
کہ یہ دونوں کان اور آنکھ ہیں روایت کی اسکو ترمذی نے بطور حدیث مرسل کی یعنی  
کہ اس حدیث کا سلسلہ درمیان سے منقطع ہے فقط یہ تشبیہ حضرت ابو بکر اور عمر کی  
ساتھ کان اور آنکھ کے اس بطرح پر ہو کہ جیسا کہ تشبیہ حضرت علی کی ایک دوسری  
حدیث میں ساتھ دل و جان کے دی گئی ہے اور بہر حال یہ حدیث مقابل حدیث  
دمک دمی و لحمی و انت صنی انا صدک کے نہیں ہو سکتی ہے کہ جہنم بھی حضرت  
علی کے ارشاد ہوا ہے کہ خون تیرا میرا خون اور گوشت تیرا میرا گوشت ہے اور تجھ سے ہر  
میں تجھ سے ہوں۔

### حدیث نمبر ۹

وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما من نبی الا وله وزیران من اهل السماء ووزیران من اهل الارض فاما وزیرا من اهل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرا من اهل الارض فابوبکر وعمر ترجمہ اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ کہا اوستے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ نہیں کوئی نبی ہے مگر حال یہ ہے کہ ہیں ا، مالدو وزیرا اہل آسمان سے اور دو وزیرا اہل زمین سے لیکن دو وزیر ہمارے اہل آسمان سے ہیں جبرئیل اور میکائیل ہیں اور دو وزیر میرے اہل زمین سے ابوبکر اور عمر ہیں روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے مگر اسکو حدیث میں کچھ عائد نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بیشک بطور وزراء حضرت رسول کے تھے مگر حضرت علی ایک دوسری چیز ہیں خدا نفس پیغمبرش خواندہ است دیگر افضلیت کس ماندہ است

### حدیث نمبر

وعن ابی بکرۃ ان رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رایت کان جبرائیل نزل من السماء فوزنت انت وابوبکر فوججت انت ووزن ابوبکر وعمر فرجج ابوبکر ووزن عمر وعثمان فرجج عمر ثم دفع المیزان فاشاھار رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فساء ذلك فقال خلافة نبوتہ ثم یؤتی اللہ الملائک من یشاء رواہ الترمذی ابو داؤد ترجمہ اور روایت ہے کہ یہ بات تحقیق کہ ایک مرد کو پیغمبر خدا سے کہ دیکھتا ہوں گویا کہ ایک ترازو اتوری آسمان سے تولا گیا تو ابوبکر پس وزن تیرا بھاری ہوا اور تولا گئے ابوبکر و عمر پس بھاری ہو ابوبکر اور تولا گئے عمر اور عثمان پس بھاری ہو عمر تب اٹھالیا گیا ترازو پس ہوا لگا یہ قصہ پیغمبر خدا کو پس کہا پیغمبر خدا نے کہ یہ قصہ خلافت نبوت کا ہے اور اسکو دیکھا خدا ملک کہ جب کو چاہی روایت کی اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے فقط یہ حدیث بھی

صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے اور یہ حدیث صراحۃً موضوع اور غیر اصلی ہے اور اس سے  
 کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو نو پانچ سیون کو کیا حاجت اس بات کی ہوتی کہ خلافت حضرت  
 ابوبکر کو یہ بنیاد اجتماع کے قرار دیا جائے پریشانی اس حدیث کی قابل ملاحظہ ہے کہ  
 کہ ابوبکر کوئی صحابی نامی سے نہیں ہے اور کچھ نہیں کہتا کہ اس شخص نے یہ آیت  
 دیکھا تھا مگر خیریت یہ ہے کہ اسے ابوبکر بن عثمان اور حضرت علی و زین العابدین  
 کیے گئے اور اس وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل راوی اس حدیث نے قبل زمان خلافت  
 حضرت علی کے یہ حدیث بیان کی ہوگی۔

### حدیث نمبر ۱۱۱۱

عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اطعم علیکم رجل من اهل الجنة  
 فاطعم ابوبکر ثم قال اطعم علیکم رجل من اهل الجنة فاطعم رواه الترمذی و قال  
 هذا حدیث غریب ترجمہ روایت ہے ابن مسعود سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی  
 نے فرمایا کہ آدھ گنا تم لوگوں کے پاس ایک مرد اہل جنت سے پس پہونچے ابوبکر بعد اس  
 فرمایا حضرت رسول نے کہ آدھ گنا تم لوگوں کے پاس ایک مرد جنت سے پس پہونچے عمر  
 روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہے  
 مگر اسکی صحت میں ہر کو کچھ عذر نہیں ہے اس واسطے کہ اس حدیث سے کچھ فضیلت حضرت  
 ابوبکر اور حضرت عمر کی حضرت علی پر پائی نہیں جاتی ہے کہ حدیث مندرجہ فصل ۱۱ کی  
 اس حدیث پر بہت غالب ہے کہ جبکہ منشا یہ ہے کہ پیغمبر خدا کے پاس ایک مرغ بریان  
 رکھا ہوا تھا کہ آپ نے یہ دعا کی کہ بار خدا یا لامیرے پاس ایک شخص کو جو مجھ سے  
 خلق ہو تو میرے پاس کہ اگر کے وہ اس مرغ کباب کو میرے ساتھ کھاتا پس آئے  
 علی ۲ اور کھایا اس کباب کو ساتھ حضرت رسول کے۔

## حدیث نمبر ۱۲

وعی عائشہ قالت بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی حجری فی لیلۃ  
 ضاحیۃ اذا قلت یا رسول اللہ هل یكون لاحد من الحسنات عندنہ من السماء قال  
 نعم عمر فلن ین حسنات ابی بکر قال نعماء جمیع حسنات عمر لحسنۃ واحدة من حسنات ابی بکر وہ  
 ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ در حالیکہ سر پیغمبر خدا کا ہمارے گود میں ایک چاندنی  
 رات میں کہا ہننے کہ اے رسول اللہ آیا ہو واسطے کسی کے حسنات بہ تعداد  
 ستارہ ہاے آسمان کے تب کہا حضرت نبی نے کہ ہاں وہ شخص عمر ہے ہم نے کہا کیا ہو  
 حسنات ابوبکر کے تب فرمایا رسول اللہ نے کہ ہر آئینہ سب نیکیاں عمر کی مثل نیکی واحد  
 ہے نیکیوں سے ابوبکر کے روایت کی اسکو زین نے فقط اگرچہ ہمکا اس بات سے کچھ  
 کام نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر سے افضل تھے یا نہیں مگر یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ  
 کہ حضرت عائشہ نے بہت کچھ قول حدیث بیان کیا کہ ابوبکر کے بیان کیا ہے  
 اور اس مقام تک جو سولہ حدیثیں ابوبکر کے بیان کیا ہیں اور بارہ حدیثیں مشترک ان دونوں  
 صاحبوں کی کل چھیالیس حدیثیں مذکور ہوئیں سو ان سب حدیثوں سے کچھ فضیلت  
 ان لوگوں کی حضرت علی پر پائی نہیں جاتی ہے اور جو کچھ کہ عقیدہ ہمارا ساتھ حضرت  
 علی کے ہے سو تمام تر بتائیں اسکے اشعار مفصلہ ذیل ہیں جو کہ قصیدہ حضرت خواجہ  
 حافظ شیراز لسان الغیب سے انتخاب کیے جاتے ہیں -

اشعار خواجہ حافظ شیراز لسان حضرت علی اکرم اللہ وجہہ

سپر و ہر دمہ و سال وادہ و لیل ہوا	مقدمے کے زائنا ر صنع کرد انظار
جہان و ہر چہ در دست خالق جبار	بدوستی نبی و ولی اساس نہاد
ابنی رسول و ولی عہد حمید رکرا	نوشتمہ بر در فردوس کا ثبات قضا

<p>امام بنی و انسی علی بود کہ علی ۴          علو زاید محمد ز هر چه هست نیست          کہ نیست وین ہدی را بقول پاک رسول          نیز سمنان نشین حافظی تو را کن          سرام زاده و بد فعل و شوم ولی بنیاد          متابعت بنا فق چہ سکنے گذر</p>	<p>ز کل خلق فرون است از صفار و کبار          اگر تو موسن پاکے بکن برین استدار          امام غیب علی بعد احمد مختار          نجات خویش طلب کن بجان بہشت جبار          بمدح شاہ کجا کے نماید اوست بار          زیادہ گفتن نامش ہزار استغفار</p>
---	---

### فصل ہفتم

اس فصل میں کچھ احادیث مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عثمانؓ کے مذکور ہوتے ہیں سو ہمارا حال ساتھ اونکے یہ کہ اگرچہ وہ بنی امیہ میں سر ہین مگر ہم کو خاص ادب ساتھ اونکے اس بات کا کہ وہ بھی بطور حضرت موسیٰ علیؑ کے داماد حضرت خدیجہ الکبریٰ کے ہیں کہ دو بیٹیاں اونکی یکے بعد دیگرے ساتھ اونکے بیا ہی گئیں اور اسبوجہ سے لقب اونکا ذوالنورین ہوا اور پکے سینوں کی طرف سے اونکی فضیلت اسطرح پر کی جاسکتی ہے کہ اگرچہ وہ داماد حضرت خدیجہ الکبریٰ کے ہیں مگر غنیمت یہ کہ وہ بنی امیہ سے ہیں کہ جو تائید اور حمایت بنی امیہ کی سینوں پر لازم بہ غرض کہ اونکے بزرگی اور فضائل خاص میں ہم کو کچھ عذر نہیں ہے ہرچہ افضلیت اونکی حضرت علیؑ پر ہوا اور ہم دیکھتے ہیں کہ خود پکے سینوں کو بھی کچھ مہتمام خاص افضلیت حضرت عثمانؓ کا نہیں ہوا اور احادیث سابقہ اونکا اس سالہ میں بیان ہوئے

### حدیث نمبر ۱۰

عن عائشہ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مضطجعا فی بیدۃ کاشفاً  
 فخذیرا و ساقیہ فاستاذن ابو بکر فاذن لہ و هو علی تلک الحال

فحدث ثم استاذن ثم فاذن له وهو كذا لك فحدث ثم استاذن عثمان فجلس  
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وسوى ثيابه فلما خرج قالت عائشة  
دخل ابو بكر فلم تهتشل له ولم تبالي ثم دخل عمر فلم تهتشل له ولم تبالي ثم دخل عثمان  
فجاست وسوى ثيابه فقال الا استحي من رجل تسجي هذا الملائكة وفي  
رواية قال عثمان رجل حيي واني خشيت ان ذنت له على تلك الحال ان يبلغ  
الي حاجت رواه مسلم ترجمہ روایت ہر عائشہ  
سے کہ کہا اوسنے کہ تجھے رسول خدا لیٹے ہوئے ابھر گھر میں لے ہو کر اپنی رانوں  
یا دونوں ٹانگوں کو اپنے پس اذن چاہا ابو بکر نے واسطے اندر آنے کے اور  
اذن دیا آپ نے اذنی کو اور خود آپ اوسی حال پر رہے اور بات چیت کرتے  
رہے ابو بکر اور بعد اسکے اندر آنے کو چاہا عمر نے پس اذن دیا آپ کو اوس  
جہر کو اور خود آپ اوس طرح پر رہے اور بات چیت کرتے رہے عمر تب اذن چاہا  
عثمان نے پس اوٹھ بیٹھے رسول خدا اور درست کیا کپڑوں کو اپنے پس جب  
حضرت عثمان باہر گئے تو پوچھا عائشہ نے کہ اندر آئے ابو بکر اور نہین حرکت  
کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوسکی اور اوسکے بعد پہونچے عمر  
پس نہین حرکت کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوس کی تب پہونچے  
عثمان اور تو اوٹھ بیٹھا اور درست کیا کپڑوں کو اپنے پس کہا حضرت رسول  
نے کہ کیا میں جیسا فکر وں ایک پس آدمی سے کہ حیار رکھتے ہیں اوس سے  
فرشتہ لوگ اور ایک روایت میں ہے کہ تحقیق کہ عثمان ایک مرد حیا دار ہے اور  
میں اس بات کو ڈرا کہ اگر میں اجازت آنے کی دون اوسکو اوسی حال میں نہ نہایت  
نہ پہونچے وہ مجھ تک اپنی حاجت میں یعنی شاید عرض حال اپنا کرے روایت کی

اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے کمال اچھا ہونا حضرت عثمان کا ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات واقعی بھی ہے کہ حضرت عثمان بڑے صاحب حیا تھے مگر کچھ نہیں ہے کہ یہ حدیث فضیلت عثمان کی حضرت عائشہ نے بعد قتل اونکے بیان کی ہوگی کہ جب یہ بہانہ مطالبہ ناحق خون عثمان کے ساتھ حضرت علیؓ کے فساد مچا یا سقا اور یہ عثمان سے تو حضرت عائشہ خود ملول تھیں اور ایک قرینہ قوی اس بات کا یہ ہے کہ حدیث فضیلت حضرت عثمانؓ کی بروایت طلحہ کے ہے کہ جو اس فساد عائشہ میں بڑا سرغنہ تھے

### حدیث نمبر ۲

عن طلحة بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي زفير وفيه يعني في الجنة عثمان رواه الترمذي وابن ماجه عن ابی هريرة وثالث الترمذي هذا حديث غريب وليس استاده بالقوي وهو منقطع ترجمہ روایت ہے طلحہ ابن عبد اللہ سے کہ کہا اوستہ کہ فرمایا رسول اللہ کہ نبی کو ایک رفیق ہے اور رفیق ہمارا یعنی جنت میں عثمان ہے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے کہ یہ ایک حدیث غریب ہے اور اسناد اس حدیث کا قوی نہیں ہے اور وہ اسناد منقطع ہے فقط اس حدیث میں کچھ جاے عذر نہیں ہے اور اس حدیث کو جو ترمذی نے اس قدر ضعیف کر دیا ہے سو ظاہر ہے امر بنظر حفظ درجہ شیخین یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے ہوگا کہ سینوں کو بیان فضیلت حضرت عثمان میں کچھ بڑا اہتمام نہیں ہے۔

### حدیث نمبر ۳

وعن عبد الرحمن بن خباب قال شهدت النبي صلى الله عليه وسلم وهو يجث على جثيرة العسرة فقام عثمان فقال يا رسول الله على مائة بعير اجلاسها



واقابہا فی سبیل اللہ ثم حث علی الجیش فقام عثمان فقال علی صائنا بعیرا جلاہا  
واقابہا فی سبیل اللہ ثم حث علی الجیش فقام عثمان فقال علی ثلاث مائۃ  
بعیرا جلاہا واقابہا فی سبیل اللہ فانارایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
وسلم ینزل علی المنبر وهو یقول صلحنا مع اعدائنا علی ما عملنا علیہ عثمنا ما عملنا علیہ  
ترجمہ اور روایت ہو عبد الرحمن ابن ہنا ب سمر کہہا اوسنے کہ حاضر ہوا جنس  
بنی کے پاس اور وہ ترغیب دے رہے تھے اوپر پنج عسرت یعنی جنگ تبوک کے  
تب اوٹھے عثمان لیں کہہا اوسنے کہ اسے رسول اللہ ہمارے ذمہ سواوٹ ہے  
ساتھ کملون اور بالالون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب ترغیب دی حضرت بنی نے  
اور طیار لشرک کی تب اوٹھے عثمان اور کہہا کہ ہا یہ ذمہ بہت دوشواوٹ ساتھ  
کملون اور بالالون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب اور ترغیب دی حضرت بنی نے اوپر  
طیار لشرک کے تب اوٹھے عثمان اور کہہا کہ ہا یہ ذمہ بہت تین شواوٹ ساتھ  
کملون اور بالالون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب میں نے دیکھا حضرت رسول کو  
اوترتے ہوئے نہرتے اُنی ہوتے اس پائے کو کہ نہیں جوابدہی بذمہ عثمان کے  
ہے جو کہ وہ کرے بعد اوسکے نہیں جوابدہی بذمہ عثمان کے ہر جو کام کہ وہ  
کرے بعد اوسکے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ جنگ عسرت یعنی تکلیف کا  
وہی غزوہ تبوک ہے کہ جہین حضرت بنی تشبیہ ہارون اور موسیٰ کی حضرت علی کو  
دیکر کے اور حضرت علی کو اہل و عیال پر اپنے خلیفہ بنا کر کے اس لڑائی میں خود  
آپ تشریف لیکے اور حدیث اوسکی فصل ۱۶ میں اس سالہ کے مذکور ہے او  
اس حدیث سے نہایت سخاوت حضرت عثمان کی ظاہر ہوتی ہے اور اسکو جو  
شہرت کتب اوٹکی ساتھ عثمان غنی کو بہت درست ہے اور یہ ارشاد حضرت رسول

بجی حضرت عثمانؓ کے کہ کوئی جواب ہی آئندہ عثمان کو نہیں ہوگی اپنے مقام پر عقل  
 بہت درست ہو اس اعتبار سے کہ ایک شخص جو اس وجہ کی سخاوت رکھتا ہو سو آئندہ  
 پر ایسے شخص سے کیا بُرا کام ہو سکتا ہے اور سوائے اسکے ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے  
 کہ یہ نہیں سو اونٹ کا بیٹہ تو ازمہ راہ خدائین دینا کا مارہ ہو دوسری برائیوں کا۔  
 ان الحسنات بذہب اللہ یعنی کہ کیا راہ فتح کرتی برائیوں کو بیت  
 سخاوت میں جیب را کھینچا ست بد سخاوت ہمہ در دہا را دوست

### حدیث نمبر ۱۴۴

وعن عبد الرحمن بن زید قال جاء عثمان بنی صلی اللہ علیہ وسلم بالف دینار  
 کھد جن جن جھو جہش العشر فترها فی حجره فرایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 یقبلہا فی حجره ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین رواہ احمد  
 ترجمہ اور روایت ہے عبد الرحمن بن سمرہ سے کہ کہا اوسنے کہ آئے حضرت  
 عثمان بنی کے پاس ایک ہزار دینار اپنی استین میں کہ حبوت حضرت رسول طیار  
 کر رہے تھے فوج عسرت یعنی جنگ بتوک کی پس حضرت عثمان نے پھیلا دیا اون دیناروں  
 گو دین اوں حضرت رسول کے پس دیکھا ہننے حضرت بنی کو اولٹ پٹ کر رہے تھے  
 اون دیناروں کو اپنی گو دین اور کہ رہے تھے کہ نہیں ضرر کر گیا عثمان کو کہ جو کام کہ  
 وہ کرے بعد آج کے اور اس بات کو فرمایا دومرتبہ روایت کی اسکو احمد نے فقط  
 یہ حدیث اور حدیث بالا قریب یکدیکر اور متعلق جنگ بتوک کے ہیں۔

### حدیث نمبر ۱۴۵

وعن انس قال لما أمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببيعة الرضوان کان  
 عثمان ارسلہ رسول اللہ علیہ وسلم الی مکة فباع الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والہ وسلم ان عثمان فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسولہ فصر یاجد علیہ علی الاخری فکما  
 ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعثمان خیرا من اید مہمہ لانفسہم  
 رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہر انس سے کہ کہا اوس انس سے  
 کہ جب حکم دیا حضرت رسول نے ساتھ بیعت رضوان حدیبیہ کو تھے عثمانؓ  
 مین فرستادہ رسولؐ کے طرف کہ کے پس مباہلت کی حضرت رسولؐ نے آدمین  
 کو بت کہا حضرت رسولؐ نے کہ تحقیقکہ عثمان حاجت خدا اور حاجت رسولؐ میں  
 ہے پس مارا حضرت رسولؐ نے ایک ہاتھ کو اپنی دوسرے ہاتھ پر پس پٹا ہاتھ  
 رسولؐ کا واسطے عثمان کے بہتر ہاتھوں سے اون صحابیوں کے واسطے خود اون  
 لوگوں کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اس حدیث سے یہ امر ظاہر ہوا ہے کہ  
 حضرت رسولؐ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے اپنی ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بیعت کی۔

### حدیث نمبر ۷

وعن ثمان بن حزن القشیری قال شهدت الداحیل شرف علیہم عثمان فقال  
 انشدکم اللہ وکالاسلام هل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قدم المذنب  
 ولیس لہا ماء یتعذب غیر یدرومۃ فقال من یشتر یدرومۃ یجعلہ لولہ مع  
 کلاء المسلمین یخیرلہ منہا فی الجنة فاشتریہا من صلب مال وانتم الیوم غنتم  
 ان اشرب منہا حتی اشرب من ماء البحر فقالوا اللہم نعم فقال انشدکم  
 اللہ وکالاسلام هل تعلمون ان السید ضاق باہلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ والہ وسلم من یشتر یدرومۃ یجعلہ لولہ مع کلاء المسلمین یخیرلہ منہا فی  
 الجنة فاشتریہا من صلب مال وانتم الیوم غنتم فانی اصل فیہا رکعتین فقالوا  
 اللہم نعم قال انشدکم اللہ وکالاسلام هل تعلمون انی جئت جیش العسیر

مالی قالوا اللهم نعم قال نستدکم الله والاسلام هل تعلمون ان رسول الله صلی  
 الله علیہ وآلہ وسلم کان علی شبر صکة وصعد ابو بکر وعمر وانا فنحرا الجبل حتی تساقطت  
 حجاره بالخصیض فوکتہ برجلہ قال اسکن نبیر فاما علیک بنی وصدیق و  
 ان قالوا اللهم نعم قال الله اکبه شہدوا ورب الکعبۃ انی شہید ثلاثا  
 رواہ الترمذی والنسائی والدارقطنی

ترجمہ اور روایت ہر نامہ ابن حزن قشیری سے کہ کہا اوسنے کہ حاضر ہوی ہم  
 اوس مکان کو حیو قت کہ اوپر سے جھانکا اوپر اون مفسدان مصری کو عثمان  
 نے پس کہا اوس عثمان نے یاد دلاتا ہوں ٹکو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ  
 اس بات کو کہ تحقیق کہ رسول خدا آئے مدینہ کو اور اوس مدینہ میں نہیں تھا کوئی ٹھیک  
 پانی سوائے چاہ رومہ کے پس کہا اوس رسول نے کون شخص مول لیا کنوان کو  
 رومہ کے کہ کردے وہ شخص ڈول کو اپنے ساتھ ڈولوں سلمانوں کے بدلہ میں  
 ایک نیکی کے جو کہ اوسکو اوس کو سے حاصل ہوگی جنت میں پس مول لیا  
 اوس چاہ رومہ کو خاص مال سے اپنی حالانکہ تم لوگ آج کے روز منع کرتے ہو چکو اس بات  
 سے کہ پیون میں اوس چاہ رومہ سے یہاں تک پتیا ہوں میں اب شور دریا کو پس  
 کہا اون ہنگامہ کرنے والوں نے کہ بار خدا یا ہاں تب کہا عثمان نے یاد دلاتا ہوں  
 میں تم لوگوں کو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ اس بات کو کہ مسجد نبوی تنگ  
 تھی اپنے لوگوں کو پس فرمایا رسول خدا نے کہ کون شخص مول لیا جگہ کو آل فلان انصاف  
 کے اور بڑھاوے اوس جگہ کو مسجد میں بدلے میں ایک نیکی کے جو اوسکو ملے گی بھڑ  
 او جگہ کے جنت میں کہ جو مول لیا میں اوسکو خالص مال سے اپنی پس تم لوگ بھڑ  
 منع کرتے ہو چکو اس بات کو کہ نماز پڑھوں میں اوس میں دور کعت پس کہا اون

ہنگامیوں نے کہ بار خدا یا ہان کہا اوس عثمان نے کہ یاد دلاتا ہوں میں تم لوگ کو خدا  
کو اور سلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ کہ رسول خدا تھے اوپر پہاڑ بئیر کہ کے اور ساتھ اوس  
رسول کے ابو بکر اور عمر تھے اور میں تھا پس جنبش میں آیا پہاڑ یہاں تک کہ گری تھڑ  
اوس کے پستی زمین کو پس مارا رسول خدا نے اوس پہاڑ کو ایک پائون سے اپنی اور کہا  
کہ قرار پکڑاؤ بئیر کہ تجھ پر اور کچھ نہیں مگر یہ کہ ایک بنی اور ایک صدیق اور دو شہید  
ہیں تب کہا اون بلو ایٹون نے کہ بار خدا یا ہان تب کہا عثمان نے کہ اللہ اکبر گواہی  
دی ان بلو ایٹون نے قسم ہے رب کعبہ کی اس بات کی کہ تحقیق کہ میں شہید ہوں  
اور اس بات کو کہ حضرت عثمان نے تین دفعہ روایت کی اسکو ترمذی اور نسائی  
اور دارقطنی نے فقط یہ حدیث اوسوقت کی ہے کہ جب بلو ایٹان مصر نے حضرت  
عثمان کے گھر کو محاصرہ کر لیا تھا اور آخر کار حضرت عثمان کو عین تلاوت قرآن میں  
میں شہید کیا اور سرخون آلودہ آبکا اوپر آیت سبکفیکم اللہ کے گرا کہ جو پوری  
آیت اوسکی ۱۳۱ و ۱۳۲ - سورہ بقرہ کی حسب ذیل ہے فان امنوا مثل اما  
اصتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فاما ہم فی شقاق فسیکفیکم اللہ وہو السميع العليم  
صبغتم اللہ وصل الحسن من اللہ صبغة ونحن لہ عابدون پس اگر ایمان لاؤ  
وے لوگ ساتھ مثل اوس کے جو ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوس کے پس تحقیق کہ  
یائی اون لوگوں نے اور اگر روگردان ہوں وہ لوگ پس سوئے اسکے نہیں کہ وہ لوگ  
ایک پھوٹ میں ہیں پس قریب ہی کہ کفایت کریگا تجھ کو اون لوگوں سے خدا اور وہ  
سنتا جاتا ہے رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے رنگ سے اور  
ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہیں فقط اور مخفی نہیں کہ یہ سب فساد بلو ایٹان  
مصر کا بسبب اتنی اور کبر و فریب مروان کے ہو کہ جو بوقت حضرت ابو بکر اور حضرت

عمر بن الخطاب کے مردود تھا اور حضرت عثمان کے وقت میں سرفراز ہوا اور اس کی معذرت میں شاہ عبدالعزیز صاحب نرجو کچھ کہ تحفہ اثنا عشریہ میں عذر حملہ رحم وغیرہ کا کیا ہے سو وہ سب عذرنا کافی ہے اور اصل بات اس قدر ہے کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی مگر ضعیف الراس تھے کہ حضرت علی کی راس پر اگر مردان کو حضرت عثمان نکال دیتے تو فساد و بجاتا مگر بوجہ ضعیف الراس ہونے کے مردان کو نہیں نکال سکے اور آخر اسی فساد میں شہید کیے گئے۔

### حدیث نمبر

وعن مرة بن كعب قال سمعت من رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وذكرنا  
فقر بها من رجل مقنع في ثوب فقال هذا يومئذ على الهدى فقامت اليه فاذا  
هو عثمان بن عفان قال فاقبلت عليه بوجه فقلت هذا قال نعم رواه الترمذي  
ابن ماجه وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح ترجمہ اور روایت ہر  
مرہ ابن کعب سے کہہ اوسنے کہ سنا میں رسول خدا کو در حالیکہ ذکر کرتے تھے فتنوں کو پس  
نزدیک ٹھہرایا اوس رسول نے اون فتنوں کو پس گذرا ایک مرد کہ سر پر سیاہ کپڑا  
اوڑھے ہوئے تھا پس کہا حضرت رسول نے کہ شخص اوس دن ہدایت پر ہوگا پس  
کہا اوس راوی نے کہ اوٹھ کر گئے ہم اوس شخص کے پاس پس ناگاہ وہ عثمان بن  
عفان تھے کہا اوس راوی نے کہ ہم نے سنا کہ دیا چہرہ عثمان کا اور کہا ہے کہ یہ شخص  
ہوگا ہدایت پر تب کہا حضرت رسول نے کہ ہاں روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ  
اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے فقط اس حدیث میں کچھ حاشیہ کی نہیں ہے

### حدیث نمبر

وعن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال نه لعن الله من يبيعكم بغير فداء

ارادوا علی خلعه فلا تخلعہم رواہ الترمذی وابن ماجہ وقال لزمذی فی الحدیث قصۃ طویلہ ترجمہ اور روایت ہر عائشہ سے کہ تحقیق کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ اے عثمان شاید کہ اللہ پہر او سے تجھ کو ایک قمیص پس اگر چاہیں لوگ تجھ کو او پر نکال دینے اس قمیص کے پس مت نکال تو اس قمیص کو واسطے اون لوگوں کے روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ اس حدیث میں ایک قصہ طویل ہے فقط قیاس ہوتا ہو کہ حضرت عائشہ نے یہ حدیث بعد شہادت عثمان کی بیان کی ہو اسو اسطے کہ شہادت حضرت عثمان تک تو حضرت عائشہ کو حضرت عثمان جو ملال تھا اور حضرت عائشہ کو حسب صلیحت وقت کی ایک حدیث بیان کرنے میں غم مبتلا ہے

### حدیث نمبر ۹

وعن ابن عمر قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فتنہ فقال اقبل فیہما مظلوماً عثمان رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب ترجمہ اور روایت ہر ابن عمر سے کہ ذکر کیا رسول اللہ نے ایک فتنہ کو پس کہا اس رسول نے کہ قتل کیا جائیگا یہ شخص اس فتنہ میں مظلوم اور کہا اس قول کو حق میں عثمان کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہو کہ غریب ہو اسناد او سکا فقط ہر گاہ راوی اس حدیث کے ابن عمر تو اسناد اس حدیث کا غریب ہونا کچھ بعید از قیاس نہیں ہے۔

### حدیث نمبر ۱۰

وعن ابی ہریرۃ قال قال لی عثمان یوم الدار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قد عہد الی عہدنا وانا صابر علیہ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن ترجمہ اور روایت ہر ابی ہریرہ سے کہ کہا او سنے کہ کہا محمد کو عثمان نے ہر ذی



گہرا دیکھو یہ بات کہ تحقیق کہ رسول خدا نے عہد کیا جسے ایک عہد کو در حالیکہ میں صہا بر بن  
 اوپر اس عہد کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا اوسنے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے  
 اس حدیث میں کچھ حاجت اسے دینے کی نہیں ہے۔

### حدیث نمبر ۱۱۰

وعمر عثمان ابن عبد اللہ بن مویہ قال جاء رجل من اهل مصر يريد حج البيت فوثقوا  
 جلوسا فقال من هؤلاء القوم قالوا هؤلاء من قریش قال فمن الشیخ فیہم قالوا عبد  
 بن عمر قال یا ابن عمر انی سألک عن شیء فحدثنی هل تعلم ان عثمان فوثقوا احد قال نعم  
 قال هل تعلم انه تغیب عن بدو ولم یشہدھا قال نعم قال تعلم انه تغیب عن بیعة الرضوان  
 قال نعم قال لله اکبر قال بن عمر قال ابترک اما فوار یوم احد فاشہد ان الله  
 عفا عنه اما تغیب عن بدو لانه کان تحتہ رقیۃ ببت رسول الله صلی الله  
 علیہ والہ وسلم وکانت مرضیۃ فقال له رسول الله صلی الله علیہ والہ وسلم ان  
 لك اجر رجل من شهد بدو وسهم من امانیة عن بیعة الرضوان فلو کان  
 احدنا غریب من مکة من عثمان لبعثت رسول الله صلی الله علیہ والہ وسلم  
 عثمان الی مکة وکانت بیعة الرضوان بعدھا ذھب عثمان الی مکة فقال رسول  
 صلی الله علیہ والہ وسلم یدہ الیمنی هذا ید عثمان فضرب بها علی یدہ  
 وقال هذه لعثمان ثم قال بن عمر ذھب فیما کان معک رواہ البخاری  
 ترجمہ روایت بن عثمان ابن عبد اللہ بن مویہ کہ کہا اوسنے کہ آیا ایک مرد  
 اہل مصر سے کہ ارادہ کرتا تھا حج بیت اللہ کا پس دیکھا اوسنے ایک قوم کو بیٹھی ہوئے  
 تب پوچھا اوسنے کون ہیں یہ لوگ لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ قریش سے ہیں کہا اوس  
 مرد نے کہ کون سردار ہے اون لوگوں میں لوگوں نے کہا کہ عبد اللہ ابن عمر تب کہا

اوس مرد نے کہ اسے ابن عمر میں کچھ پوچھا جانتا ہوں تجھے پس بیان کر تجھے  
 اوس بات کو آیا تو جانتا ہے اس بات کو کہ عثمان بھاگے تھے بروز احد کے کہا  
 اوس ابن عمر نے کہ ہاں کہا اوس مرد نے آیا جانتا ہے تو اس بات کو کہ غائب  
 عثمان جنگ بدر سے اور نہیں حاضر ہوئے اوس لڑائی کو کہا ابن عمر نے کہ ہاں  
 کہا اوس مرد نے کہ آیا جانتا ہے تو اس بات کو کہ عثمان غائب رہی بیعتہ الرضوان  
 سے کہا ابن عمر نے کہ ہاں تب کہا اوس مرد نے اللہ اکبر کہا ابن عمر نے کہ آگے  
 آؤ میرے پاس کہ حال بیان کروں میں تجھے سو بھاگنا عثمان کا بروز احد کے  
 پس گوہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ تحقیقکہ اللہ نے معاف کیا اوس  
 عثمان سے اور غائب رہتا اوس عثمان کا بدر سے اس واسطے تھا کہ رقیہ بیٹی  
 رسول خدا کی اونکے علاقہ میں تھیں اور بیمار تھیں سو فرمایا رسول خدا نے کہ ہر آئینہ  
 جہنم کو زدوری ایک آدمی کی ہوگی اون لوگوں میں سے جو حاضر ہوں بدر کو  
 اور حصہ ملیگا اوس شخص حاضر کا اور لیکن غائب رہنا عثمان کا بیعتہ الرضوان سے  
 سو اگر ہوتا کوئی شخص عزیز تر عثمان سے اندر کہ کے تو بھیجتے رسول خدا اوس شخص کو  
 پس بھیجا رسول خدا نے عثمان کو طرف کہ کے پس فرمایا رسول خدا نے اپنی داہنی ہاتھ  
 سے کہ یہ ہاتھ ہے ہاتھ عثمان کا پس ضرب دیا ساتھ اوس ہاتھ کے اپنے ہاتھ پر  
 اور کہا کہ یہ ضرب بیعت ہے عثمان کی طرف سے تب کہا ابن عمر نے کہ لیجا تو ان گناہ  
 کو اب ساتھ اپنے روایت کی اس کو بخاری نے فقط یہ قصہ جنگ احد کا سطح پر  
 ہے کہ یہ جنگ احد ستمہ ہجری میں بعد فتح جنگ بدر کے واقع ہوا اور حضرت  
 رسول خدا نے ایک پھیلی گھائی پر چپاس آدمی تعینات کیا کہ بغیر حکم حضرت نبوی کے  
 اپنے جگہ سے نہ ہٹیں اور کچھ آثار فتح مسلمانوں کے نمود ہوئے مگر بطع مال لوٹ

لوگ اپنی جگہ پر نہ رہے اور یہ موقع پا کر کے کفار قریش نے پہر حملہ کیا یہاں تک کہ صحابی لوگ بھاگ گئے اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر ایک کونے میں جا کر چھپے اور تین روز کے بعد یہ صاحب لوگ حضرت رسول کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت عثمان بھی بھاگ کر تین روز کے بعد حاضر ہوئے اور جب یہ سب لوگ بھاگے تھے تو اس وقت حضرت رسول کے پاس سولے حضرت علی اور ابو جہانہ سہل ابن ابو حنیفہ کل تین شخصوں کے کوئی جو تھا آدمی باقی نہیں تھا سو ابو جہانہ اور سہل ابن ابی حنیفہ حضرت رسول کے حفاظت میں تھے اور حضرت علی حضرت رسول کے پاس سے میدان معرکہ میں جا کر کے ایک ایک نامی کافر قریش کو قتل کر کے حضرت رسول کے پاس اطلاع دینے کو آتے تھے اور اسی لڑائی میں ایک آواز غیب کی سنی گئی کہ لا فتنۃ الا علی لا سیف الا ذوالفقار یعنی نہیں کوئی جو انہر ہے مگر علی اور نہیں کوئی تلوار ہے مگر ذوالفقار اور حضرت بنی حضرت علی سے کہا کہ یہ آواز حضرت جبریل فرشتہ کی ہے اور لقب آپکا حیدر کرار غیر فرار اسد اللہ القالب علی ابن ابی طالب اسی روز سے ہوا غرض اس لڑائی میں حضرت علی نے بہت بہادرانہ کام کیا اور حق و فاداری کا انجام تک پہنچایا اور حضرت ابو بکر وغیرہ صحابی لوگ جو بھاگ گئے تھے سوا و نہر اصل میں کچھ الزام نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ جب لڑائی بگڑ جاتی ہے تو اس وقت پانوں بکھڑ جانا بہت مشکل ہے اور رعاف ہونا قصور ان سب بھاگنے والوں کا براہ نقصان بہت درست ہے اور حضرت علی جو اکیلے لڑتے رہے سو یہ ایک دوسری بات ہے اس واسطے کہ حضرت بنی اور علی ایک جان دو قالب تھے یہاں تک کہ جب حضرت علی نے عین لڑائی میں سنا کہ حضرت بنی مارے گئے تو حضرت علی نے کہا کہ اگر حضرت

مار کر گئے تو یہی بہتر ہے کہ ہم بھی مارے جائیں اور اس تقریر پر حضرت بنی فرمایا کہ  
 انا مناد انت صنیٰ یعنی کہ ہم تجھے نکلے ہیں اور تو مجھے نکالتا ہے مگر خیریت ہو کہ اوپر  
 سفیان بن عیینہ کے کہ بمقابلہ حضرت علی ایک بہادر اور جان نثار ابن عم و داماد و  
 وصی رسول کے بہر بھی اپنی ٹر بکے جائینگے کہ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ حضرت  
 علیؓ سے افضل ہیں مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا سجا گئے والا لڑنے والے سے بہتر  
 ہو سکتا ہے اور سنی کا ایک مذہب ترقیبی یعنی ترتیب دیا ہوا معلوم ہوتا ہے  
 یعنی جیسا کہ خلافت لے لی گئی سو اسی بناہ کے واسطے بہت حدیثیں ہی ترتیب  
 دی گئیں کہ جس سے فضیلت او کی ظاہر ہو مگر ایسی کھڑ بھوسیل اور ٹوٹی بھجائی  
 حدیثوں سے کیا ہوتا ہے اور کسی شخص کو دوبارہ معاف ہونے قصور صحابیوں  
 فراری جنگ احد کے کچھ عذر نہیں ہو سکتا ہے کہ آیت ۱۴۹۔ سورہ آل عمران  
 پارہ ۴۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ كِي واصله اوس معافی کے حسب ذیل ناطق ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْ التَّغْيِ الْمَحْمَا نَ اَمَّا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا  
 وَلَقَدْ عَفَا لَہٗ عَنْہُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَفُوٌّ رَّحِيْمٌ اور ترجمہ اردو اور سکا  
 شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے حسب ذیل کیا ہے جو لوگ تم میں ہٹ گئے  
 جہنم بھڑن دو فوجیں سواؤ کو ڈگا یا شیطان نے کچھ اونکا گناہ کی شامت  
 اور اونکو بخش چکا اللہ اللہ بخشنے والا ہر گھل رکھتا نقطہ اور یہ جنگ احد اور  
 معافی قصور فراریوں کی ایک بڑے امتحان کی چیز ہے اور گویا ایک محک یعنی ایک  
 کسوٹی ہے کہ جس سے بہت حالات ظاہر ہوتے ہیں ایک یہ کہ حضرت رسولؐ  
 نے جو ابو دجانہ کو ایک تلوار اور ایک عصا بہ یعنی سر بند دیا تھا سو اس نے اس  
 عربی حجابہ مصر صفحہ ۲۲۴ و ۲۲۵۔ میں ہے کہ اس تلوار کے ایک کنارے

یہ شعر گھدا ہوا تھا۔ شعر

فالجبن عارفہ الاقبال مکرمۃ ۛ والمرب الجبن کایخج من القدر  
یعنی کہ نامردی مین ننگ ہو اور سنا کرنے مین عت ہو اور حال یہ ہے  
کہ مرد بسبب نامردی کے نہیں نجات پاتا ہو تقدیر سے اور اس عصاب کے  
ایک طرف مین لکھا تھا الجبانۃ فی الحرب عارفۃ یعنی کہ نامردی مین ننگ ہے  
اور دوسری طرف لکھا تھا و من فر لم یج من النار کہ جو شخص بھاگا لڑائی سے  
سو نہیں نجات پائی اوسنے آتش دوزخ سے اور واقعی ابو دجانہ نے اپنی بہادر  
و وفاداری کو خوب نباہا کہ اسی بلا کے وقت مین کہ سب لوگ بھاگ گئے تھے  
ابو دجانہ برابر حفاظت رسولی را مین مصروف رہی۔ دوم یہ کہ اس آیت معافی  
سے قصور فرار کے حال ساختگی چند حدیثوں کا خوب ثابت ہوتا ہے اس واسطے  
کہ اس آیت مین صاف یہ عبارت ہو کہ بھاگنے والے صحابیوں کو شیطان نے  
بسبب بعض شامت گناہ اونکے ڈیگا دیا تھا سو پھر اون احادیث پر کیا عتاب  
ہو سکتا ہو کہ حضرت عمر سے شیطان بھاگتا تھا اور اس حدیث کا کیا حال ہو کہ  
صا طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر یعنی کہ آفتاب نے کبھو طلوع نہیں کیا  
اویر ایک ایسی آدمی کے جو کہ بہتر ہو عمر سے سو اس جنگ حد مین تو ابو دجانہ جی حضرت عمر  
بہتر نکلی۔

حدیث نمبر ۱۲۱

وعن ابی سہلۃ مولیٰ عثمان قال جعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبصر الی عثمان  
ولون عثمان یتغیر فلما کان الیوم الدار قلنا ان لا نقاتل قال لا ان رسول اللہ  
اللہ علیہ وسلم عہد الی امرانا صابر فہنہ علیہ ترجمہ اور روایت ہو ابی سہلہ  
غلام عثمان سے کہ کہا اوسنے کہ حضرت نبی کچھ راز مین بات کرتے تھے عثمان سے

اور رنگ عثمان کا سفید ہوتا تھا پس جبکہ ہوا وہ روز محاصرہ خانہ عثمان کا تب ہم لوگوں نے کہا کہ کیا ہم لوگ قتال نہ کریں گے تب حضرت عثمان نے کہا کہ نہیں اس واسطے کہ حضرت رسول خدا نے عہد کیا ہے مجھ سے ایک بات کو پس میں صبر کروں گا اپنی بات کو اور یہاں

### حدیث نمبر ۱۳۳

وعن ابی جبیتیہ انه دخل الدار وعثمان محصور وانہ سمع ابابھریرۃ یستأذن عثمان فی الکلام فاذن له فقام فحمد الله واشتفی علیہ ثم قال سمعت رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم یقول انکم ستلقون بعدی فتنۃ واختلافا اذ قال اختلافا وفتنۃ فقال الہ فأنزل من الناس من لایا رسول الله او ما تاخرنا قالہ علیکم بالامیر اصحابہ ہو یشیر الی عثمان بذلك رواھا البیہقی فی شعب الایمان ترجمہ اور روایت ہوا ابی حبیبہ تابعی سے کہ وہ اندر گیا اسی گھر میں عثمان کے اور اسنو سنا کہ ابو ہریرہ اجازت مانگتے ہیں عثمان سے بات کرنے کی پس عثمان نے اجازت دی ابو ہریرہ کو بات کی تب اوٹھ کھڑے ہوئے ابو ہریرہ اور حمد و ثنا پڑھی خدا کی تب کہا ابو ہریرہ نے کہ میں سننا رسول خدا کو کہتے ہوئے کہ تم لوگ ڈالے جاؤ گے ہمارے بعد ایک فتنہ اور اختلاف میں یا کہ حضرت رسول نے کہا کہ ایک اختلاف و فتنہ میں ڈالے جاؤ گے تب لوگوں میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تب کون سردار ہم لوگ کا ہو گا اسے رسول خدا یا کیا تو حکم کرتا ہے ہم لوگوں کو ساتھ اس بات کے تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ تم لوگوں کو تا بعداری چاہیے امیر کی اور اصحاب کی اوسکے اور وہ ابو ہریرہ اشارہ کرتے تھے عثمان کی طرف ساتھ اس لفظ امیر کے روایت کی ان میں تو حدیث ہذا اور حدیث بالا کو بیہقی نے شعب الایمان میں فقط تواتر ظاہر کہ تمام ان ۱۳۳- حدیثوں سے جو اس مقام تک مذکور ہوئیں کوئی تضاد نہ تھا حضرت عثمان کی حضرت

علی پر پائی نہیں جاتی بلکہ افضلیت حضرت علی کی یہ سبب مقابلہ کے خوب عیان تر ہوتی جاتی ہے اور حال یہ ہے کہ حضرت بنی اور حضرت علی اور حضرت فاطمہؑ اور امام حسن اور امام حسینؑ یہ پانچ آدمی نچتن پاک کہلاتے ہیں اور موافق اسی عقائد کے ایک شعر عربی کا بحق نچتن پاک کے اکثر و باو غیرہ میں لکھ کر کے دروازہ پر ساٹا جاتا ہے -

لی خمسة اطفیها حالو بلاء الحاطمة | المصطفی والمرضى وابناهما والفاطمہ

ترجمہ ہماری واسطے پانچ آدمی ہیں کہ جنکے نام سے حرارت و بے سوزندہ کی ہم دفع کرتے ہیں اور وہ پانچ آدمی مصطفیٰ و مرضی و دو پسران اونکے اور فاطمہ ہیں اور اس شعر کے وزن پر راقم نے بھی دو شعر تینا و تبر کا اپنی طرے و مودوں کیا ہیں

یا مصطفی یا مرضی یا ملجئ الالعبا | الترقب من جود کہ کا سنا لحسن النجاة

ترجمہ اے مصطفیٰ اے مرضی اے جاے پناہ میرے آل عیساؑ و وارہوں جو دے تم لوگوں کے ایک پیالہ کو واسطے نیکی خانہ کے - ایضاً

انی لعبد مذنب استغفر الله العلی | من شر سوء الخاتمة من خوف ناکر لادف

ترجمہ تحقیق کہ میں ہر آئینہ ایک بندہ گنہگار ہوں طالب مغفرت کر اہوں میں اللہ یعنی خدا سے عالی سے فساد سے بدی خاتمہ کے اور خون سے آتش لازم کے -

### فصل ۷

اب کچھ احادیث مشکوٰۃ المصابیح متعلق مناقب مشرک خلفائے ثلاثہ مذکور ہوئے ہیں

### حدیث نمبر ۱

عن انس بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد احدا والوبکر وعمر و عثمان فوجفہم



قصر یہ برجلہ فقال اثبت احدنا علیک نبی وصدیق و شہید ان رواہ البخاری سے ترجمہ روایت ہی انس سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی چڑھے اُحد پہاڑ کو اور ابو بکر اور عمر اور عثمان پس جنبش میں آیا وہ پہاڑ بسبب اون سہون کے پس مارا اوس پہاڑ کو حضرت رسول نے اپنی پالٹون سے اور کہا کہ ثابت رہو اُحد اس واسطے کہ نہیں بچہ پرے مگر ایک نبی اور صدیق اور دو شہید روایت کی اسکو بخاری نے فقط طہر ایہ حدیث حدیث نمبر ۶۔ مناقب عثمان فصل ۷ سے مختلف ہے اس واسطے کہ اوس حدیث میں یہ قصہ پہاڑ چڑھنے کا اور پہاڑ کے لرزنے کا اور حضرت رسول کے کہنے کا بہ نسبت پہاڑ بغیر کے ہی جو کہ کے پاس ہے اور یہ حدیث بہ نسبت پہاڑ اُحد کے ہی جو کہ مدینہ کے پاس ہے اور در بیان دولون پہاڑوں کے چودہ پندرہ منزل کا فرق ہے اور راوی حدیث اول کے ثمامہ ابن حزن ہیں کہ جو ایک تابعی دوسرے طبقہ کے ہیں اور حضرت رسول کو نہیں دیکھا تھا اور سوائے اسکے ایسا ایک قصہ پہاڑ کے لرزنے کا چار آدمی کے چڑھنے سے محض ایک خیال شاعرانہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر حجرہ کے واسطے ایک سبب خاص اور فرمایش اظہار معجزہ کی چاہیے اور کوئی سبب خاص یا فرمایش ایسے معجزہ کی کچھ مذکور نہیں ہے۔

### حدیث نمبر ۷

وعن ابی موسیٰ الاشعری قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی حائط من حیطان المدینۃ فجاء رجل فاستفتح فقال لنبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم افتح لہو بشارۃ بالجنۃ ففتحت لہ فاذا ابو بکر فبشرتہ بما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فحمد اللہ ثم جاء رجل فاستفتح فقال لنبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

افتح له وبشره بالجنة ففتح له فاذا عمر فاخبرته بما قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم  
 فحمد الله ثم استفتح رجل فقال لي افتح له وبشره بالجنة على بلوى قصيبه  
 فاذا عثمان فاخبرته بما قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم فحمد الله ثم قال  
 الله المستعان منفق ترجمہ روایت ہے ابو موسیٰ اشعری سے کہ کہا اوسنے کہ  
 میں سمجھا ساتھ حضرت نبی کے ایک باغ میں باغون میں سے مدینہ کے پس  
 آیا ایک مرد پس چاہا کہ دروازہ کہولے پس فرمایا حضرت نبی نے کہ کہول  
 دروازہ اوسکے واسطے پس کہول دیا ہننے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ  
 وہ مرد ابو بکر تھے پس خوشخبری دی ہننے اوس ابو بکر کو ساتھ اوس چیز کے  
 جو قریبا رسول خدا نے پس حمد کیا ابو بکر نے خدا کو تب آیا ایک مرد اور دروازہ  
 کھولنے چاہا اور فرمایا حضرت نبی نے کہ دروازہ کہولہ واسطے اور خوشخبری  
 دو اوسکو ساتھ جنت کے پس کہولہ ہننے دروازہ کو واسطے اوسکی پس ناگاہ  
 وہ عمر تھے پس خبر دی ہننے اوسکو ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوسنے  
 خدا کو تب اوسکے بعد دروازہ کہولنے چاہا ایک مرد نے تب فرمایا حضرت نبی نے  
 مجھ کو کہ دروازہ کہول دو اور خوشخبری دو اوسکو ساتھ جنت کے اوپر اوس  
 کے کہ جو پہونچگی اوسکو پس ناگاہ وہ مرد عثمان تھے پس خبر دی ہننے اوسکو  
 ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوسنے اللہ کو اور بعد اوسکے کہا استغفر  
 منفق علیہ فقط اس حدیث میں کچھ حاجت راور دینے کی نہیں ہے۔

### حدیث نمبر ۱۵۸

عن ابن عمر قال كنا نقول ورسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حي ابو بکر وعثمان رضي الله عنهم رواه الترمذی ترجمہ روایت ہے

ابن عمر سے کہہا اوسنے کہ ہم لوگ کہتے تھے درحالیکہ حضرت رسول خدا زندہ تھے ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم یعنی راضی ہوا تھا دون لوگوں سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط ایک دوسری حدیث بھی قریب قریب اس مضمون کے اسی ابن عمر سے روایت ہے کہ جو فصل ۶ میں اس رسالہ کے مذکور ہوئی ہے اور اسکی شرح میں کچھ حال اس ابن عمر کا لکھا گیا ہے اور یہ ذات شریف خوب شخص ہیں کہ حیات رسول میں ان تینوں صحابیوں کو رضی اللہ عنہم بھی کہتے تھے کہ جو یہ فقرہ دعا ہے بعد مرنے کے استعمال ہوتا ہے۔

### حدیث نمبر

عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال ادرى الليلة رجل صالح كان ابابكر ينيط برسول الله صلى الله عليه واله وسلم ينيط ويخط عمر بابي بكر ونيط عثمان بعمر قال جابر فلما افئنا من عند رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول الله صلى الله عليه واله وسلم اما نوط بعضهم ببعض فهم الاخر الذي بعث الله به نبيه صلى الله عليه واله وسلم واه ابو داود وخرجه روایت ہے جابر سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ آج کی رات کو ایک مرد صالح کو خواب میں دکھلایا گیا اس طرح کہ گویا کہ حضرت ابو بکر لشکار ہوئے ساتھ حضرت رسول کے لشکار گئے عمر ساتھ ابو بکر کے اور لشکار گئے عثمان ساتھ عمر کے کہا جابر نے کہ جب ہم لوگ اسی رات سے روٹنے کے پاس سے تو ہم لوگوں نے کہا کہ اس مرد صالح سے خود حضرت رسول مراد ہیں اور لشکار بعض کا ساتھ بعض کے پس وہ لوگ والیان ہیں اس امر کے کہ جسکے واسطے خدا نے اپنی نبی کو بھیجا روایت کی اسکو ابو داؤد نے فقط بری خیریت کی بات ہے کہ بارے اس حدیث میں حضرت علی ساتھ عثمان کے نہیں لشکار گئے۔

غرض یہاں تک ۱۲ حدیثیں خاص حضرت عثمان کی اور چار حدیثیں مشترک خلفائے ثلاثہ کی کل ستر حدیثیں اس فصل ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ میں علاوہ ۲۶۶ حدیثیں متعلق حضرت ابوبکر و عمر کے کل ۶۳ حدیثیں ان خلفائے ثلاثہ کی مذکور ہوئیں۔ اور اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے اور اب آئندہ آیات قرآنی بہ نسبت حضرت علی اور خلفائے ثلاثہ اور حالات بیماری حضرت رسول خدا وغیرہ اور متعلق خلافت وغیرہ کے مذکور ہونگے سو اس جگہ پر لکھا جانا چند مرقعات کا نام معلوم ہوتا ہے

### اول

یہ کہ بیان مناقب میں حضرت علی اور خلفائے ثلاثہ کے شروع احادیث سے کیا گیا ہو اسطرح کہ سنون کو بڑا تکلیف دہیوں پر ہے اور حدیثیں مشکوٰۃ المصابیح کی بدین نظر اختیار کی گئیں کہ یہ کتاب حدیث کی سنون میں بعد صحیح مسیح بخاری وغیرہ کے مرتب ہوئی ہے سو تمام حدیثیں اصل الاصول سنون کی اس مشکوٰۃ المصابیح میں موجود ہیں اور یہ کتاب مشکوٰۃ المصابیح کی مقبولہ سنون کی ہے اور ہم نے کوئی حدیث یا قول کسی کتب شیعوں سے نقل نہیں کی ہے کہ نقل کتاب شیعوں سے کچھ اتمام حجت اور پر سنون کے نہیں ہوتا اور علاوہ اسکے جو کچھ تنقیص شان حضرت علی وغیرہ کی پیش کیجائے سو وہ محض پوچ و پوچ ہے اور کچھ قابل استدلال کسی فرقے کے نہیں ہے۔

### دوم

یہ کہ بملاحظہ ۶۳ حدیثیں خلفائے ثلاثہ کے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بغرض ثبات کرنے افضلیت خلفائے ثلاثہ اور حضرت علی کے بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کڑی کا جلال بہت سا پھیلارکھا ہے مگر ان اوھن السیوت لبیت العنکوت یعنی کمزور ترین گھروں کا ہر آئینہ گھر کڑی کا ہے اور اس قسم کے احادیث طیار ہوئے ہیں کہ اگر پھر یہ ان خلافت ابوبکر کی ظاہر میں بہ ثبات و جماع کے قرار دیتے ہیں مگر یہ

حدیثین اگر صحیح ہوں تو کچھ حاجت اجماع کی نہیں ہے بلکہ یہ خلافت خاندان سے  
 شلشہ کی خود از روئے نص صریح کے ثابت ہوگی اور سینوں کو ان حدیثوں سے  
 جو کچھ مجمع ہو مگر ایک آدمی حق جو کی تلاش میں یہ سب حدیثین فضیلت سے  
 شلشہ کی صرف ایک بندش اور بند و بست کے حدیثین معلوم ہو گئی اس واسطے  
 اکثر حدیثین بہ بنیاد خواب اور تعبیر خواہیں گے ہیں اور اکثر ایسی حدیثین ہیں  
 راوی اونکے وہی حضرت عائشہ اور بن عمر اور عمر ابن عاص وغیرہ ہیں کہ  
 اہتمام سے یہ سلسلہ خلافت خلفائے راشدہ کا قائم ہوا اور لکھنی حدیثین غریہ  
 ہیں اور اسناد اونکا منقطع ہے اور طہر ہے کہ ہر گاہ حضرت علی از روی  
 منکنت مولاہ فعلی مولاہ کے وصی رسول قریب در ماہ قبل انتقال حضرت شیخ  
 مقرر کئے گئے اور اقرار عام اس بات کا صحابیوں سے لیا گیا تو اب اس کے خلاف  
 میں جو کچھ حدیث ہو سو وہ حدیث صریح موضوع اور ساختہ ہے اور سوائے اسکے  
 آیت تطہیر و آیت مباہلہ و عطاے علم بروز جنگ خیبر اور ثبات قدمی حضرت علی  
 بروز جنگ اُحد و تشبیہ سفینہ نوح و تشبیہ ہارون باموسی و حالت جنب میں  
 ہونا حضرت علی کا بدخول و استطراق مسجد نبوی اور حدیث اتی تارک فیکم الثقلین  
 اور حدیث منکنت مولاہ فعلی مولاہ کی اور سب دروازہ دوسرے لوگوں کا بند  
 ہو کر کے دروازہ مکان حضرت علی کا کھلا رکھنا اور حضرت ابو بکر کو اجازت روئے  
 رکھنے کی اور حضرت عمر کو بقدر ناکہ سوئی کے بھی اجازت نہوائی اور دیگر تمام صفات  
 ذاتی حضرت علی کے ایسے ہیں کہ کیا کسی دوسرے شخص کو مقابلہ ساتھ اونکا ہو سکتا ہے

سوم

یہ کہ اب آئندہ فصلوں میں مناقب حضرت علی وغیرہ جو از روی قرآن و کتب روایت ہو

سو قرآن بطور میدان جنگ احد و خیبر کے ایک میدان خاص حضرت علی کا ہے کہ  
 اوہمیں کوئی شخص مقابل حضرت علی کا نہیں ہو سکتا ہے اور نہ اوہمیں ردایا حضرت  
 عائشہ و عمر ابن عاص و غیرہ کو دخل ہے بلکہ یہ حدیث بہت بجا و درست ہے کہ  
 القرآن مع علی و مع القرآن یعنی قرآن ساتھ علی کے ہے اور علی ساتھ قرآن کے۔

### چهارم

یہ کہ ہمارے نزدیک خیر اسلام کا سلسلہ اولیاء اللہ مقامات شریفہ و پیچیدہ  
 و غیرہ کا ہے کہ قصہ زید و بکر سے فارغ رہ کر یاد آگئی و محبت اہلبیت میں غرق ہیں اور  
 نجات اپنی بذریعہ دامن عاطفت حضرت مولیٰ مشکلائی علی کے چاہتے ہیں نقل ہے  
 کہ ایک شخص نے کسی صاحب دِل سے پوچھا کہ حضرت علی کو علیہ السلام کہہ سکتے ہیں  
 یا نہیں جواب دیا کہ جواز ناجواز کو مولویوں سے پوچھو کہ ہم فقرا میں تو حضرت علی کو جلیل  
 کہتے ہیں اور بعد سلسلہ تصوف کے ہمارے نزدیک تشیعہ لوگ اقرب الی الاسلام ہیں  
 کہ قرآن و اہلبیت پر فدا ہیں اور حب حضرت علی نے اس خلافت ثلاثہ کو قبول کر لیا  
 تو پھر خلفائے ثلاثہ کے ساتھ کاوش کرنی وہی بات ہے کہ مدعی سست اور گواہ حسیست  
 اور سنیاں متعصب تو البتہ البعد عن الاسلام معلوم ہوتی ہیں کہ رسول کو ماننا اور فریاد  
 رسول کو فرق رہنا خود اسلام سے باہر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ شعر مولانا روم کا بہت  
 حق و واجب ہے۔

تو بتاریکی علیؑ را دیدہ \* زین سبب غیرے برو بگزیدہ \*  
 اور اس راہ سے وہی لوگ واقف ہیں کہ جنکو مزہ فقر کا دیا گیا ہے آخر اگر کہیں  
 میدان ہند و آئر کہ نمی دہند ازومی ستانند۔

اشعار مولانا روم

علم ظاہر سب قیل است وقال	نہ درو کیفیت حاصل نہ حال
پاسے استدل لایان چوبین بود	پاسے چوبین سخت بے تکلیف بود
گر با استدلال کار دین بدے	فخر رازی راز دار دین بدے

### پنجم

یہ کہ اصل اسلام ایک بہت عمدہ دین توحید کا ہے اور آیت مفصلہ ذیل سے  
 صرف فرمایش مرفوع شرک کی معلوم ہوتی ہے پارہ ۳۔ تاک الرسل سورۃ النسا  
 آیت ۷۷ فلایا اهل الکتاب فقالوا الی کلہ تسوؤ بیننا و بینکم الا نعبدک لا اللہ ولا  
 بہ نبیثا ولا یجد بعضنا بعضا و ابائا من دون اللہ ترجمہ کہ تُو اور رسول کہ ہے  
 اہل کتاب آگے آؤ ایک کلمہ کی طرف جو برابر ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے  
 اس بات پر کہ نہ عبادت کریں ہم لوگ مگر خدا کو اور نہیں شریک ٹھہرائیں ساتھ  
 اوسکے کسی شریک کو اور نہ قبول کرے کوئی ہم لوگوں کا کسی کو اور اباب سو خدا فقط  
 مگر سنی شیعہ کے مولویوں نے تعصب کر کے اس دین میں بہت خرابی ڈالی اور تقدیر  
 کا حال یہ تھا کہ شیعہ لوگ سنی کے پیچھا ورسنی لوگ شیعہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے  
 یہاں تک کہ علی ابن المنذر کہ جسے پچپن حج کیا تھا اور ابو اعلست یہ دونوں بزرگوار  
 شیعہ مذہب کرتے تھے مگر ان لوگوں سے مشکوٰۃ المصابیح میں حدیثیں مروی ہیں اور  
 شاہ صاحب نے بھی ان لوگوں کو ثقہ و عدول قبول کیا ہے مگر ہوتے ہوتے  
 اب تو فرق کفر و اسلام کا ہو گیا کہ طرفین کے مولویوں نے درمیان سنی و شیعہ کے  
 نکاح بھی حرام ٹھہرا دیا حالانکہ ان مولویوں کے پاس اس بات کا کیا جواب ہو کہ  
 ہر گاہ یہودیہ اور نصرانیہ عورت سے نکاح بلا تبدیل مذہب جائز ہے تو درمیان  
 زن و شونہی و شیعہ کے کیوں جائز نہ ہوگا کہ کفر اہل قبلہ کی سیطرف سے نہیں ہو سکتی ہے



ہاں اگر منظر اختلاف طریقہ سنی و شیعہ کے لحاظ ناموفقت باخود ہا زن و شو کا ہو تو وہ درجہ  
بات ہے۔

### ششم

یہ کہ تعصب کا یہ حال ہوا ہے کہ سنیوں میں طریقہ آئین بالجہ و رفع بدین دو ہا بیت کا  
اسطرح پر پھیلا ہے کہ وہ بھی گویا ایک دوسرا مذہب ہو گیا حالانکہ ہم کو ان کے پیچھے نماز  
پڑھنے میں یا شیعوں کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ عذر نہیں ہے کہ غرض عبادت سے  
ہے اور چنے کا لٹو بہر شکل کا میٹھا ہوتا ہے اور شیعہ کے مولویوں نے امامت نماز  
میں اس قدر شرائط قربانی بفر عباد کے مقرر کیے کہ نماز جماعت کی ملنی دشوار ہو گئی اور  
نتیجہ یہ ہوا کہ شیعہ کی مسجد گوا میر آدمی کی ہو مگر جمعہ و جماعت سحر جب خواہ آباد نہیں  
ہو سکتی ہے اور تاکید قررت کی جو کچھ در بیان طریقہ شافعی و شیعہ کے ہے سو حتیٰ الوسع  
قررت کا درست ہونا بہت مناسب ہے مگر نہ اس شدت سے کہ بلا صحت قررت کرنا زیادت  
نماز کی درست نہ ہو سو یہ سب زیادتی سبب تعصب کہ ہے ورنہ حضرت بلال کا تو آہم ہونا  
اشہد کے تھا۔

### ہفتم

یہ کہ قطع نظر احادیث ترتیب وادہ سنیوں کے ہمارے نزدیک واسطے اثبات مجرد  
فضیلت و بزرگی حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے یہ بات خود کیا کم ہے کہ تیرا ان دونوں  
بزرگوں کی متصل مزار شریف حضرت رسول کے ہوئی ہر چند کہ یہ امر توسط حضرت  
عائشہ کے ہو مگر شک نہیں کہ یہ قریب مزار مبارک کی ایک بڑے شرف کی بات ہے  
کہ اگر یہ لوگ کسی طرح پر عند اللہ مردود ہوتے تو یہ قریب روضہ مبارک کی ممکن ہوتی  
کہ ایک ہی روضہ نبی کا سور و ثواب عظیم و مطح عقاب الیم کا تصور کرنا خود ایک سخت  
بے ادبی ہے اور یہ قربت روضہ نبوی کی وہ شرف ہے کہ جسکی آرزو حضرت امام حسن کو تھی  
پس صائنات بات یہ ہے کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر حبیب پر کہ حیات حضرت رسول میں

سے صاحبان خاص سے تھے سو اوس طرح پر بعد مہمات کے ہی ایک ساتھ ان صحابیوں کو کچھ سو نہین مگر ہر چند کہ حضرت علیؑ سے اونکو کچھ مقابلہ نہیں ہو۔

### لراقمہ

عداوت با صحابہ گومرا نیست : یقین دان جز علی با کس لاف نیست  
 حاصل کلام یہ ہے کہ خلافت حضرت ابو بکر کی جو بر خلافت وصیت خم غدیر کے  
 لے لی گئی سو اوس سے کئی طریقے نکلے ایک یہ کہ خلفائے ثلاثہ از قسم منافق و دشمن  
 اہلبیت کر سچے جائیں اور یہ طریقہ شیعہ لوگوں کا ہے مگر یہ امر تمام تر خلافت انصاف  
 کہ حضرت ابو بکر کا یار غار ہونا اور عاشق رسول اور تمام تر مرد نیک اور سخی اور عابد  
 اور زاہد ہونا اونکا فراموش کیا جائے اور حضرت عمر کو کہ جنکے جد و جہد سے ایران  
 و شام و روم و مصر سلمان کیا جائے سو خود اونکو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا بالکل  
 بے انصافی ہے اور حضرت عثمان کو جو کہ ایک شہید مظلوم اور بذات خود ایک نیک  
 اور سخی مرد تھے اور ساتھ اہلبیت کر کچھ انحراف اونکو نہیں تھا خارج از اسلام سمجھنا  
 کیا معنی رکھتا ہے دوم یہ کہ واسطے بنیاد اس بات کو کہ یہ خلافت ثلاثہ حق تھی اہلبیت  
 خلفائے ثلاثہ اور تنقیص و توہین شان علیؑ میں اہتمام کیا جائے سو یہ مذہب  
 اصل سنیاں متعصب کا ہی مگر اس طریقہ میں مشکل یہ ہے کہ آفتاب کو مقابلہ میں کچھ  
 روشنی ستاروں کی بکھر نہیں سکتی ہے اور اسی وجہ سے تمام اہتمام سنیوں کا رایگان  
 ہو جاتا ہے۔ سوم یہ کہ بمقابلہ رفعت شان حضرت علیؑ کے اصل خلافت ظاہری  
 کا درجہ فروتر سمجھا جائے سو یہ طریقہ اہل تحقیق اولیاء اللہ و علمائے درست فہم کا  
 ہے اور راقم اسی طریقہ میں ہے اور یہ امر واقعی یہی ہے کہ اس خلافت ظاہری  
 جو واسطے اجراے دین ظاہری کے تھی فضیلت ذاتی کسی شخص کی نہ بڑھ سکتی ہے

اور نہ کچھ گھٹ سکتی ہے اور راہ نجات کی جو نجات علی و تمام اہلبیت اور تمام مین  
ساتھ عترت رسول کے منحصر ہے سودہ شرف اپنی جگہ میں بحال و قائم ہے اور  
اس مقام میں ایک غزل ہماری حسب ذیل ہے۔

<p>بہ تحقیق علی بسیار خواندم حق و باطلہا ابو بکر و عمر عثمان صفات عمدہ میدارند علی مرتضیٰ باشد وصی مصطفیٰ بر حق چہ شکل روزہ و افطار سہ روزہ علی را بود اگر چہ بر خطر باشم ز موج بحر عصیان با خداواری چہ غم داری بنی داری چہ غم دار چو قرآن و علی یا ہم مثال لفظ و معنی اند علی چون جان بنی را بود و حب باشد ایمان کنارہ گیر از دنیا بشو آزاد چون حافظ</p>	<p>کنون معلوم کردم از فضائل تارہ اہلبیہ وے باشد علی آن کو رساند تا بمنسہا تو مرشد دان علی را بگذر از دیگر و سائلہا کہ اور افاقہ با میشد زمان دادن بسلہا علی کشتی رساند تا سبکساران سلہا علی داری چہ غم داری برون آئی از مشکہا تقاعت شد برین تو ام و بر بندہ محملہا تو اسے علی مارا نمودہ نقل محفلہا علی باشد ترا کافی دعو الدنیا و اہلہا</p>
---	--

### فصل ۷۹

اس فصل میں چند آیات قرآنی نسبت حضرت علی اور تمام اہلبیت کے مذکور  
ہوتے ہیں اور مولوی سید احمد حسین صاحب عظیم آبادی شیخ اثنا عشری نے باب ششم  
میں اپنی کتاب مجمع البحرین کے بہت آیات کو مع نقل تفاسیر و احادیث اہل سنت کے  
خوب جمع کیا ہے اور اس کتاب سے ہر کو اس وقت انتخاب کرنے میں آیات کی بہت بہت  
ہوئی کہ جس جس آیت کا انتخاب کرنا مناسب معلوم ہوا انتخاب کیا گیا۔

### ایضاً

سورۃ الشوری قل لا اسئلكم علیہ اجر الا المودة فی القربی ترجمہ

تو کہ میں مانگتا نہیں ہے اس پر کچھ نیگ مگر دوستی چاہنی ناتے میں فقط تفسیر میں  
اور عالم التشریل اور تفسیر کشاف وغیرہ سے حسب نقل عبارت ذکر کردہ مولوی  
موصوف کے کہ سپر ہما کو کچھ جاے شک نہیں ہے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ  
جب یہ آیت اوتری تو لوگوں نے حضرت رسول خدا سے پوچھا کہ وہ قرابت و  
آپ کے کون لوگ ہیں کہ جنکی محبت ہم لوگوں پر واجب ہوئی نبی حضرت رسول خدا  
نے فرمایا کہ وہ قرابت دار علی اور فاطمہ اور دونوں بیٹے اونکے ہیں -

آیت ۲	منہن	
<p>سورہ تحریم وان نظاہر علیہ فان اللہ هو مولاه وجبریل و صالحو ترجمہ اور اگر چہ کھالی کرو اوپر تو اللہ اوسکا رفیق اور جبریل اور نیکی ایمان واسے فقط از روے تفسیر مجمع البیان کے اس صالح المؤمنین سے حضرت علی مراد ہیں کہ جو حضرت رسول خدا نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کے صحابیوں سے کہا ایھا الناس ہذا صالحو المؤمنین یعنی اے لوگوں یہ شخص صالح المؤمنین ہے -</p>		
آیت ۳		

سورہ حجا ولہ یا ایہا الذین امنوا اذنا جیم الرسول فقد و ابین یدی  
نحویکم صدقہ ذلک خیر لکم والہر فان لم تجدا و انان اللہ غفور رحیم  
ترجمہ اے ایمان والو جب تم کانین بات کہ رسول سے تو آگے بڑھو بات  
کہنے سے پہلے خیرات کو یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اور بہت ستھرا پہر اگر نہ پاؤ  
تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے - فقط فصل ۲۲ میں بخوی یعنی مشورہ متعلق  
اس آیت کے مذکور ہے کہ جب دیر تک حضرت رسول ساتھ حضرت علی کے  
سرگوشی کرتے رہے تو لوگوں نے کہا کہ ہر آئینہ طول ہوا مشورہ حضرت رسول کا



تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا اور حضرت علی نے اسی حالت میں اپنی لنگولیا  
بطرف سائل کے کر دی کہ جبین الگوٹھی تھی اور سائل نے اوس الگوٹھی کو حضرت  
علی کے لنگولیا سے نکال لی سو اسی خبر پر یہ آیت اتری۔

### آیت ۶

سورہ رعد انا انزلناه ویکل قومہ اذ ترجمہ "تو ڈر سنانے والا ہے  
اور ہر قوم کو ہوا ہے راہ بنانے والا فقط بیان مطلب میں اس آیت کے حضرت  
رسول نے یہ حدیث فرمائی انا المنذوع علی عادی جی بات یا علی بھندی  
المہند یعنی میں ڈرانے والا ہوں اور علی ہادی ہے اور ساتھ تیرے راہ  
پاونگے راہ پانے والے لوگ اس رہ سے حضرت علی سب کے ہادی ہیں۔

### آیت ۷

سورۃ الحاقہ آیت ۱۲ ونبیہما اذن واعیہ ترجمہ اور نبی یعنی  
جمع کرے اوسکو سینے والا فقط منشاء نزول اس آیت کا از روئے کتاب  
عوارف کو یہ ہے کہ حضرت رسول نے دعائمانگی کہ علی کوئی بات فراموش  
نہیں کرے سو برکت اس دعا کے کیا ہوا کہ تمام ارشادات حضرت رسول

حضرت علی کو یاد رہتے تھے۔ — بیت

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام ہوئی نعمت اوسکی وصی پر تمام

### آیت ۸

سورہ اخراپ انما یرید اللہ لیزہب عنکم الرجس اہل البیت  
ویطہرکم تطہیرا ترجمہ اللہ ہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی بات  
اس گند والوں سے اور ستھر کرے تمکو ایک ستھرائی سے فقط یہ آیت تطہیر کی

ایک مشہور آیت ہے اور حدیث متعلق اس آیت کے فصل ۱۶ میں اس رسالہ کے مذکور ہے بروایت حضرت عائشہ کے ایک روز حضرت نبی کا لے کھل اور صبح ہو باہر نکلے تب آئے حسن ابن علی بس لیلیا اونکو اپنے کھل میں تب آئے حسین اور وہ در آئے کھل میں اور اوسکے بعد آئیں فاطمہ اور لیلیا اونکو اوس کھل میں تب آئے علی اور لیلیا اونکو تب پڑھی اس آیت تطہیر کو اور فصل ۱۵- میں اس رسالہ کے بروایت سعد بن ابی وقاص کے وہ حدیث مذکور ہے کہ حضرت نبیؐ نے حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو بلا کر کے کہا کہ یہ لوگ میرے اہلبیت ہیں اور شہرت کلیم سیادت کے بہ بنیاد اسی آیت تطہیر کے ہے۔

### آیت - ۹

فعل

سورہ مائدہ یا ایھا الرسول بلغ ما نزل الیک من ربک وانکم  
فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمکم من الناس ان اللہ لا یھدی  
الکافرین ترجمہ ای رسول پہنچا جو کو تو ترا میرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو نے کچھ  
نہ پہنچایا اوسکا پیغام اور اشد تجھ کو بچا لگا لوگوں سے اللہ راہ نہیں دیتا  
قوم کو فقط تفسیر کبیر میں ہے کہ سنشاد نزول میں اس آیت کے دہل باتیں بیان  
کی گئی ہیں اور انہیں سے دسویں بات یہ ہے کہ جب حضرت نبی حجۃ الوداع سے  
ختم غدیر کو پہنچے تو حدیث میں کنت مولاہ فعلی مولاہ کو فرمائی اور وہ حدیث  
فصل ۱۱- میں اس رسالہ کے مذکور ہے اور یہ امر بھی کس قدر قابل لحاظ کے  
ہے کہ حضرت رسولؐ نے کس تاکید الہی پر حضرت علیؑ کو وحی مقرر کر کے اقرار  
اس بات کا صحابیوں سے لیا تھا اور مولوی سید احمد حسین صاحب فرماتے  
مجمع البحرین میں یہ بیان مطلب اس آیت کے چند باتیں خوب لکھی ہیں کہ



اوسکا نقل کیا جاتا بھی اس مقام میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔  
 اول یہ کہ شواہد النبوت ملا عبد الرحمن جامی صفحہ ۲۰۸ - میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ  
 حضرت علی نے لوگوں سے بہ نسبت من کنت لہ فعلی مولیٰ کے گواہی طلب کی  
 اور اسوقت بارہ کسان انصار حاضر تھے اور سب نے گواہی دی مگر ایک شخص نے  
 گواہی نہیں دی تب حضرت علی نے پوچھا کہ کس سبب سے تم گواہی نہیں دیتے ہو  
 اوسنے کہا کہ ہم بوڑھے ہو گئے ہیں سو ہم کو یاد نہیں ہے تب حضرت علی نے کہا  
 کہ بار خدا یا اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو اوسکے چہرہ پر سفیدی ظاہر کر کہ عمامہ چھپ  
 نہیں سکے راوی کہتا ہے کہ اللہ نے اوس شخص کو دیکھا کہ سفیدی درمیان  
 دو آنکھیں اوسکے نکلی تھی۔ دوم یہ کہ زید ابن ارقم نے کہا کہ اوس مجلس میں  
 ہم بھی حاضر تھے اور حضرت رسول سے وہ حدیث ہم نے سنی تھی مگر ہم نے مخفی رکھا  
 سو دشمنی ہماری آنکھوں کی جاتی رہی اور یہ افسوس زید ابن ارقم کو ہمیشہ رہا۔  
 سوم یہ کہ اشعار چند مولوی صاحب نے حسب ذیل لکھا ہے۔

از دیوان حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام

وہی القرآن الزمہم ولا تے : واجب طاعتی فرضاً بغیر  
 اور قرآن میں لازم کیا ہے مسلمانوں پر دلائل یعنی محبت ہماری اور واجب اطاعت  
 میری بطور فرض کے اور بالقصد۔

کما ہارون من موسیٰ اخوہ کذلک انا اخوہ و ذالک اسمی  
 جیسا کہ ہارون موسیٰ کے بھائی تھے ویسی ہی ہم بھائی اوس نبی کے ہیں اور یہ نام میرا ہے  
 کذلک اقامتی لہما ماماً : و اخبرہم بہ بعد یرحمہ  
 اسی لئے اوس نبی نے قائم کیا بجگو امام اذکر واسطے اور خبر دی اوسنے لوگوں کو اوس بات کی غدیر خم میں

وویل نہ ویل نہ ویل : بجاہد طاعت و مردہا ہضمی

اور افسوس ہے اور افسوس ہے اور پھر افسوس ہے واسطے منکر تا بعد اری  
میری اور واسطے ارادہ کرنے والے میرے ہضم کرنے کے۔

وویل للذی لشیقی سفاہا : یزید عداوتی من غیر ما

اور افسوس ہے واسطے اوس شخص کے جو کہ ثقافت کرتا ہے بیوقوفی سے اور  
ارادہ کرتا ہے میرے عداوت کا بغیر جرم میرے۔

ایضاً۔ از دیوان مذکور و تاریخ البوالفدا وغیرہ

استبقتکم الی الاسلام طراً : غلاماً ما بلغت ان حلے

ہم سابق ہوئے تم لوگوں سے اسلام میں اپنی رغبت سے و حالیکہ ہم ایک  
لڑکا تھے کہ ہم نہیں پہونچے تھے زمان بلوغ کو اپنے۔

واوجب الی ولایتہ علیکم : رسول اللہ یوم غدیر خم

اور واجب گردانا واسطے میرے ولایت یعنی محبت کو اوپر تم لوگوں کے رسول اللہ نے بروز غدیر خم

واوصانی النبی علی اختیار : لامتہ رضی منکم بحکم

اور وصیت کی نبی نے اپنی پسند سے و اہل اپنی اس کے تسلیم و رضا کو تم لوگوں کے ساتھ حکم میرے

الا من شاء فلیومر بھذا : ولا فلیمت کما لبعث

اگاہ رہو کہ جو شخص چاہے سو ایمان لاوے ساتھ اوسکے و گرنہ پس چاہیے کہ وہ مرے

اندوہ مناک بسبب غم کے۔

از مشنوی شاہ ابو علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ

بہر دین دل کند از دنیا علی	آن علی والے ملک بنی ۴
آن وصی مصطفیٰ فیہ خدا	آن علی زوج بتول پارسا

زال دنیا را از ان زو پشت پا | تانیا یہ در نگاہ اولیا

از مشنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ دفتہ ششم

او خیا انداخت بر روی علی | افتخار ہر بنی و ہر دوسلے

زین سبب پیغمبر با جہتہ | نام خود نام علی مولے انہاد

گفت ہر کس را منم مولے و دوست | ابن عم من علی مولے اوست

کیست مولے آنکہ از آدوت کند | بند رقیبت ز پاست بر کند

چون بہ آزادی نبوت ہادی است | مونسان را از ہمہ آزادی است

اسے گروہ مونسان شادی کنید | ہجرت و دوسوسن آزادی کنید

اور تفسیر ثعلبی سے نقل ہے

کہ جب حضرت رسولؐ کو انے یہ حدیث من کہت مولانا علیؑ فرمائی تو حسان

ابن ثابت شاعر مدح خوان حضرت رسولؐ نے عرض کی کہ ہم کو اجازت ہو کہ حق

کے ہم کچھ اشعار سنائیں تب حضرت رسولؐ نے فرمایا قل علیؑ برکات اللہ علیہ کہ یہ ساتھ

برکت اللہ کے تب اوٹھے حسان اور کہا یا مفسر شیخ قریشی اسمعوا قولی شہدا

من رسول اللہ فی الولایۃ الثانیۃ اگر وہ شائع قریش کے منویہ کے قول کو

از روی گو اہی کے از جانب رسول اللہ دوبارہ ولایت ثابتہ کے۔

اشعار حسان بن ثابت

بنادہم یوم الغد یزید فیہم : بخیر و اسمع بالرسول منیا

نما کرتا ہے نبیؐ اول لوگوں کو بروز غدیر خم کے اور سنو ساتھ رسولؐ کے منادی کو

بانی مولاکم لغم وولیکم : وقالو ولم یبدوہنا والتعنا

نما ہوئی کہ میں اچھا مولیٰ اور ولی تم لوگوں کا ہوں اور کہا لوگوں نے اور تعنا

ہوئی یہاں پر کچھ چشم پوشی -

الْهٰك مُوَلّٰوَاَنْتَ وَلِيْنَا ۚ وَلَا تَجِدُنْ فِی الْخَلْقِ اِلَّا مَرْعٰصِیَا  
کہ خدا تیرا مولا ہلوگوں کا ہے اور تو ولی ہم لوگوں کا ہے اور تو ہرگز نہیں پاوے گا  
خلق میں سے کسی شخص کو واسطے اوس حکم کے سرکشی کرنے والا -

فَقَالَ لَهُ قَهْرًا عَلٰی فَاَنْتَ ۚ رَضِیْتَكَ مِنْ بَعْدِیْ اِمَامًا وَّهٰذَا  
پس کہا اوس علی کو رسول نے کہ اوٹھ اے علی کہ میری پسند کیا تجھ کو بعد از امام و ہا

### آیت ۱۰

سُوْرَةُ الْاِنْسَانِ یُوْفُوْنَ بِالْاٰذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرٌّ مِّنْ طٰیْرٍ اَوْ  
الطَّعَامِ عَلٰی مَسْکِنِیْنِ اَوْ یَتِمًّا وَّاسِیْرًا رَّحِمَةً یُّوْری کَرَمًا ۚ ہُنٰی اُوْرْدَتْنٰہِ مِنْ اَوْسَدِ  
کہ اوسکی بُرائی حیل پڑیگی اور کھلائے ہین کھانا اوسکی محبت پر محتاج کو اور بن بچے  
لڑکے کو اور قیدی کو ف شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے ایک تہ جمہ اردو کلام شہ  
کامع حواشی فوائد ضروری کی خوب لکھا ہے مگر افسوس ہے کہ سبب کسنت کی ہتمام  
تک حاشیہ میں کسی آیت کے کچھ ذکر حضرت علی علیہ السلام کا نہیں کیا اور کس قدر  
کی بات ہو کہ ستر جاج سبل مترجم انگریزی قرآن شریف نے جو کہ ایک غیر مذہب کا  
آدمی ہے اس آیت کو حاشیہ میں بحوالہ تفسیر سفیاءوی کے اس آیت کو بہت وضاحت  
سے بطرف حضرت علیؑ کے منسوب کیا ہے مگر شاہ عبد القادر صاحب سلیمان ہو کر کے بالکل  
اس قصہ کو کہا ہے اور تمام قصہ کو الغٹ ہضم الیچ کر گئے مگر امر حق یہ ہو کہ علماء  
دہلی میں سے شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں بہت اچھی طرح یہ بتایا  
و حمایت حضرت علی و تمام اہلبیت کے ہین بہر کیف ستر جاج سبل نے انگریزی ترجمہ کے  
حاشیہ میں شان نزول اس آیت کو حسبِ سبل بیان کی ہے یہ امر بیان کیا گیا ہے کہ حسن

حسینؑ کو اسے محمد کے کسی وقت درون بیمار ہو کر پیغمبرؐ سے دیگر کسان واسطے عیادت  
 اونکے گئے اور لوگوں نے حضرت علیؑ سے چاہا کہ واسطے صحت پسراں اپنی خدا سے کچھ  
 عہد کریں اور بر طبق اس کے علیؑ وفاطمہ و فضا اونکی لونڈی نے ایک عہد تین روزہ کا  
 کیا در صورتیکہ دسے لوگ صحیح ہو جائیں اور جب یہ اتفاق ہوا تو اون لوگوں نے  
 تعمیل کی اور یہ عہد ساتھ اس صداقت کو پورا کیا گیا کہ اول روز بوجہ نہیں موجود رہنے  
 کچھ خوراک اندر مکان کے علیؑ نے مجبور ہو کر تین پیمانہ جو کاشمعون ایک یہودی خیر  
 قرضہ لیا اور اوسمین سے فاطمہؑ نے ایک پیمانہ جو کو اوسی روز کوٹ پس کر کے پانچ  
 روٹی اوسکی کھانے کو بچائی اور وہ روٹیاں اون سب کے سامنے واسطے افطار بعد  
 غروب آفتاب کے رکھی گئیں مگر ایک غریب سائل اون سب کو پاس آیا اور تمام وہ  
 روٹیاں اوسکو دی ڈالیں اور خود اون سبھوں نے تمام رات فاقہ سے صر پانی  
 پی کر کے طو کیا اور دوسرے دن فاطمہؑ نے دوسرے پیمانہ جو کی اوسیطر حیر روٹیاں بنائیں  
 مگر قیم سائل آیا اور اسے دی ڈالنے کو ترجیح دیکر اپنی رات بطور شب اول کے کالی  
 اور تیسرے دن بھی اوسیطر سے تمام خوراک اپنی ایک قحط زدہ قیدی کو دی ڈالی  
 بر طبق اس واقعہ کے جبرئیلؑ اترے ساتھ اس سورہ انسان کے اور محمدؐ سے کہا  
 کہ اس پارسائی اہل بیتؑ پر اوسکی خدا اوسکو مبارکباد دیتا ہے فقط اور مخفی نہیں  
 کہ اس قصہ سے تین روزہ کے کس قدر حالات بزرگی و علو مرتبہ تمام اہلبیتؑ رسول  
 کے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ مرتبہ صدق و یقین حضرت علیؑ کا کس درجہ کا ثابت  
 ہوتا ہو کہ جنیت تین روزہ کی کی تھی سو کس خوبی سے اس عہد کو پورا کیا دوم یہ کہ  
 اللہ اکبر صبر کس درجہ کا ہے کہ فاقہ پر فاقہ ہوا اگر وہ تینوں روزہ برابر کھتے گئے اور  
 صرف اسی قدر صبر نہیں ہے کہ خود آپؐ تحمل کیا بلکہ امین حسن حسینؑ چھوٹی چھوٹی

انچون کا بھی فاقہ تین تین روزہ کا تحمل کیا اور درجہ کمال ریاضت کا بھی کس قدر  
ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صرف معاملہ با خدا اور نہایت درجہ  
اتصال مع اللہ تھا۔ سووم یہ کہ سبحان اللہ سخاوت کا کیا حال تھا کہ بوقت طلب  
سوال مسکین یتیم و قیدی کے کچھ خیال اپنا وزن و فرزند و حضرت فاضل لوندی کا یہ  
رہا اور کیا یہ بات ممکن نہیں تھی کہ اون پانچون روٹون میں سے ایک ایک ٹکڑا  
سالمین کو دیتے اور باقی کو بخرچ غور اہل و عیال اپنے درلاتے اور کیا یہ بات  
مکن نہیں تھی کہ صرف روٹی اپنے دیکھ کی دیکھ لیتے مگر بات یہ ہو کہ بسبب جوش انشا  
کے پانچون روٹیاں کبارگی اوٹھا دین چہا رم یہ کہ البتہ تین روزہ حضرت علی کا  
چالیس روزوں سے حضرت مسیح کے عدد ایام میں کمتر ہے مگر ان تین روزوں میں  
ایک امر امتحان کا اور چالیس روزوں سے زائد تھا کہ حضرت مسیح نے جو چالیس  
روزہ رکھا سو ایک بات روزہ رکھنے کی تھی اور حضرت مسیح کی وہ شان تھی کہ چالیس  
روزہ پر کیا حسرت ہے کہ اگر وہ چاہتے تو ایسا روزہ برسوں کا بے تکلف رکھ سکتے تھے  
کہ اونکے یقین میں حیات سرف مرضی الہی سے متعلق تھی اور یقین ہے سب کچھ ہو  
مگر اس تین روزہ میں حضرت علی کے ایک قصہ امتحان کا ایسا تھا کہ دن بھر کا روزہ  
رکھ کر کے عین بوقت افطار کے ایک سائل ہر روز آیا اور سب کھانا او سکودید یا حالانکہ  
وہ روٹی خود قرضہ کی تھی پختہ یہ کہ اس قصہ سے فتوت و مروت و حیا حضرت علی کی  
کس درجہ کی ظاہر ہوتی ہے کہ تین روزہ کا فاقہ قبول کیا مگر اپنے حال سے کچھ اطلاع  
حضرت بنی کو باوصف اتصال مکان کے نہیں دی سبحان اللہ واقعی جو شخص ایسا  
خود کریم ہو تو وہ منت کش اور سائل دوسرے کے پاس کیونکر ہو سکتا ہو ششم یہ کہ  
حضرت فاطمہ بی بی اونکی اور حضرت فاضل لوندی اور حسین لڑکے اونکی کیسے تھے کہ ہر حال میں

شریک حضرت علیؑ کے ہی مگر حضرت بنی اپنے باب یا اپنی نانا کو کچھ مطلع نہیں کیا  
 ہفتم یہ کہ امامین حسین علیہما السلام جو چوتھے روز حضرت بنی کے پاس آئے  
 سو تو اتر فاقہ ہاے سہ روزہ سے اونکے ضعف کا یہ حال تھا کہ تھر تھرا رہے  
 گئے تھے اور ان فاقون سے حضرت سیدہ فاطمہ کا یہ حال تھا کہ مارے فاقون  
 بیٹ اونکا سٹ گیا تھا اور آنکھیں اونکی اندر حلقہ چشم کے جاری تھیں غرض کام  
 اس قصہ کا حال یہ ہے کہ واسطے اثبات افضائیت حضرت علیؑ اور ہونے مولا کے  
 کل اصحاب وغیرہ ۱۰ انجام وہی امورات نبوت حضرت بنی ابن عم اونکے چھ حجت  
 کسی دوسری حدیث یا آیت قرآنی کی نہیں ہے۔

من چہ گویم از علیؑ بو تراب : آفتاب آمد و لیل آفتاب  
 اور بسیل ظہور عظمت اس قصہ کی یہ ہے کہ غور کرنے والا یہ سارا قصہ روزہ وغیرہ  
 اپنے اوپر فرض کرے تو مطلب اس قصہ کا اوکو معلوم ہو سکتا ہے مگر یہ کام  
 مولویوں کا نہیں ہے کہ دوسرے کا قصہ اپنے اوپر فرض کر سکیں بلکہ یہ کام  
 صرف فقرا اور طالبان حق کا ہے کہ جب لوگوں میں تعلیم و شوق توحید کی برابر جاری  
 اور خدانے وہ درجہ عالی فقر کا بنایا ہے کہ برکت مشق توמיד و فقر کے یہ قصہ اور  
 تمام معاملہ معاویہ و کر بلا وغیرہ کا گویا خود اونکی جان پر گزرتا ہے اور ہر کو بہت  
 افسوس ہے کہ ہم مطلب کو پوری طرح سے قلمبند نہیں کر سکتے ہیں اور جو کچھ تھوڑا  
 لکھا جائے سو وہ فہم ظاہر بینوں سے باہر ہے۔

بیت

مردم اندر حسرت فہم درست اینکہ میگویم بقدر فہم تست

نعل آر دو از مولف این سالہ

رسول آخرین گو یار و آخرتھ دکھانا علی کو جو گہٹانے ہیں سوا کو کیا کھانا



<p>علی داماد و ابن عم وصی حضرت نبی کریم          خلافت کو نہیں گراں لیتے وہ تو کیا کرتے          اسی ڈھب سے تو ہم بھی مان لیتے ہیں          صحابی گرفتاری میں سنا کہ یہ صاحب ہیں          سیادت میں شجاعت میں سخاوت میں سخاوت          علی وفا طہ فضہ و بھی حسنین ہوں فاقہ          احد سے بھاگ جائیں لوگ بھاگیں گے غارت          رہو آواز و جب پنجتن میں غرق تم ہر دم</p>	<p>خلافت کرنے کو برحق تیرا تہ گھٹانا ہوا          کہ اونکا ظلم سننے کو بنا سارا گھٹانا ہے          ہوا اسلام شایع واقف اس کے انما ہے          یہ سب باتیں علی میں ہیں رہیں کیا بھانا          علی کا کون ہم سے ہے اور او کو کیا چھانا          غریبوں کے کھانا سے غیب کھانا کھانا          علی حاضر ہیں اونکا کام دشمن کا بھگنا          یہی عمدہ عبادت ہے یہی بہتر دو گنا</p>
--	--

اشعار بطر مثنوی از مولف این رسالہ بطور بیان آیت و طبعی الطبع  
 علی حب

<p>سن چہ گویم از علی بو تراب          از بے نیت سہ روزہ قصد کرد          پیش شمعون رفت و قرضہ ہر روزہ          فاطمہ رضہ فاضلہ و آن حسنین ہم          داد آن جو فاطمہ را ہر خون          روز اول وقت افطارش رسید          دست از نان بر کشید و جملہ نان          جرعه آبے فرو بردہ بحلق          شب بفاکہ برد و جملہ خاندان          آن تہیہ را بداد و آفت نگفت</p>	<p>آفتاب آمد دلیل آفتاب          بہر افطارش نبودہ جنس و نقد          کرد صاعے جو د آوردش بسوز          رودہ دارے را شریک او ہم          فاطمہ نبود آن را پنج نان          ناگہ مسکینے علی و اورا شنید          داد مسکین را و خود با خاندان          کرد افطار و نہان حالش خلق          روز دوم پیشش آمد پنج نان          روز سوم قیدی را داد و خفت</p>
---	---

ذات باری ز امتحان کردن برے  
 لیک بود این امتحان از بہر خلق  
 روز چارم سورۃ الانسان رسید  
 ہر سہ روزش بود ممکن بگمان  
 حصّہ دادن بفرزدان و اہل  
 لیک ایثارش نمودی بر کمال  
 این صفت از غلبہ توحید بود  
 نان ز جو کردن و روزہ داشتن  
 روز دوم روز سوم پنجسین  
 سیدہ دان جاریہ وان بچہ ہا  
 خود بشر بودند اینہا یا ملک  
 ہیچ یک زینہا نکرده راز فاش  
 این قناعت این رضا و این حیا  
 حضرت عیسیٰ چہ خوش تعلیم خست  
 داد آزادی بدوم ازولا

زانکہ بودش سلم کھے با علی  
 تا عیان شد زور شاہ فقر و دلق  
 مرتضیٰ را شکر خو سیزدان رسید  
 حصہ کردے در بیان پنج نان  
 حصّہ دیگہ بسایل بود سہل  
 تا نبود می غفلت از اہل و عیال  
 کا احتیاج دیگران بر خود فرود  
 شب بفاقہ بردن و بر خاستن  
 سیدہ را امتحانے بود این  
 مبتلاے روزہ ہا و فاقہ ہا  
 کے شنید و مثل شان گوش فلک  
 سہل بودے گرنی بشنیدی کاش  
 کس ندیدہ جز باین آل عبا  
 ہر شب سہرا از ثمر پادشناخت  
 مدح خوان مرتضیٰ گشتم بجا

### آیت ۱۱

سورہ رعد مرعندہ علم الکتاب ترجمہ وہ شخص کہ اوسکے پاس  
 علم کتاب ہی حدیث میں ہے علی مع القرآن القرآن مع علی یعنی کہ علی ساتھ قرآن  
 کے ہے اور قرآن ساتھ علی کے ہے کہ اسوجہ سے حضرت علی کے ساتھ علم قرآن  
 زیادہ تر مخصوص ہے اور تفسیر غنیابوری میں بہ بیان آیت سیرہ شریف

لَا اسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ جَزَاءً إِلَّا الْمَدِينَةَ فِي الْعَرَبِ كَيْفَ تَصْلَوْنَ  
 رَسُولَ اللَّهِ وَفَخَلَّ اِخْتَلَمَ الشَّهَادَةُ بِكُمْ هُمْ وَاصْلَوْا عَلَيْهِمْ فِي كُلِّ مَلَأَ رَسُولَ  
 کے واسطے یہ بات شرف اور فخر کی کفایت کرتی ہے کہ کلمہ شہرہ ساتھ ذکر ادا کر لوگوں  
 کے ختم ہوتا ہے اور ہر نماز میں ادا کر لوگوں پر درود بھیجا جاتا ہے اور یہ شعر  
 قصیدہ و فرزوق کا بھی کیا خوب ہے مقدم بعد ذکر اللہ ذکر ہم فی کل بلد  
 و الکلمہ بختم یعنی مقدم ہے بعد ذکر خدا کے ذکر ان دو ازادہ امام کا ابتدا  
 ہر کام میں اور ساتھ ذکر ادا کر لوگوں کے سب کام ختم ہو جاتا ہے اور یہ قصیدہ  
 ہے کہ جو فرزوق شاعر نے مح میں امام چہارم زین العابدین علیہ السلام کے  
 عین خانہ کعبہ میں پنجا لفت ہشام ابن عبد الملک بادشاہ مروانی کے پڑھا تھا

### آیت ۱۲

سورہ عم تیسار لون عم بتساء لون عن النبا العظيم الذي هم فيه مختلفون  
 ترجمہ کس چیز سے لوگ آپس میں پوچھ بات کرتے ہیں کہ جس میں وہ لوگ  
 اختلاف کرتے ہیں ف حسب تفسیر حنفی الدین عربی کے اس خبر عظیم حضرت علی رضی اللہ عنہ

### آیت ۱۳

سورہ بقرہ الد پر بنفقون اموالهم بالليل والنهار سراً وعلانية  
 ترجمہ وہ لوگ جو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن  
 میں پوشیدگی سے اور ظاہر ظاہر ف تفسیر معالم التنزیل و نیشاپوری وغیرہ  
 میں ہے کہ حضرت علی کے پاس کل چار درہم تھے کہ او سمین سے حضرت علی  
 نے دن کے وقت میں ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے اور  
 رات کے وقت میں ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے دیا

کہ اسی خیرات پر یہ آیت ادتری اور یہ خیرات چودقتہ حضرت علی سے کیونکہ نہوتی  
کہ حضرت علی نے تو روزہ رکھ کر کے اپنے افطار کی روٹی تین روزہ ہم فقیروں کو  
دی اور خود آپ مع اہل و عیال برابر فاقہ رہے اور حضرت علی کی ایک سخاوت  
یہ بھی ہے کہ عین نماز میں انہی کنگو لیا کی انگوٹھی سائل کو دیدی۔

### آیت ۱۴

سورہ نخل وعلاماتِ بالنجم ہم لھیت دون ترجمہ نشانہا ہین  
ستاروں کی کہ جس سے دے لوگ راہ پاتے ہین و جامع الصغیر بیوطی حلبہ  
اول میں یہ حدیث ہے النجوم امان لاهل السماء و اہلبیتی امان لاصفی  
یعنی فرمایا رسول اللہ نے کہ ستارے سب امان ہین واسطے اہل آسمان کے اور اہلبیت  
ہمارے امان ہین واسطے ہماری امت کے۔ اور شاہ تراب علی صاحب ساکن  
کا کوری نے اپنی کتاب مطالب رشیدی میں یہ تحریر قاضی ثناء اللہ بانی پتی کی  
سیف المسلول سے حسب ذیل نقل کی ہے کہ یعنی اولیاء است زکاشف صریح  
کہ یکے از اسباب علم است ظاہر شہدہ کہ فیوض و برکات کہ از جناب آہی بہ اولیاء  
اللہ باشد بے توسط فیض او نہیں رسد و کسی از مردان خدا بیوسیلہ اور درجہ ولایت  
نمی یابد اقطاب جزوی و اوتاد جزئی و اوتاد و ابدال و نجباء و نقباء و جمیع اقسام  
اولیاء خدا بوسے محتاج می باشد و صاحب این منصب عالی را امام گویند قطب الشاہ  
بالاصالۃ نیز خوانند و این منصب عالی از وقت ظهور آدم علیہ السلام بروح پاک  
حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ مقرر بود کہ پیش از نشاء عنصری آنحضرت ہم وہ امام  
سابقہ ہرگز درجہ ولایت میرسید تو سطر روح پاک آنحضرت و بعد وجود عنصری  
ہم وہ امام سابقہ ہرگز درجہ ولایت میرسید تو سطر روح پاک آنحضرت و بعد وجود عنصری

این منصب عالی بحسن مجتبیٰ و بعد از او بہ حسین شہید دشت کربلا پستہ با نام  
 زین العابدین پستہ بہ محمد باقر و بعد از ان بحضرت صادق پستہ بموسی کاظم پستہ  
 بعلی رضا پستہ بہ محمد تقی پستہ بعلی نقی پستہ بحسن عسکری علیہم السلام این منصب اعلیٰ  
 منقوض گشتہ و بعد وفات عسکری تا ظهور محمد مهدی این منصب معلق باشد۔

### آیت ۱۵

سورہ آل عمران و اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ترجمہ اور چنگل مارو تم لوگ  
 ساتھ رہتی خدا کے سب کے سب ف اس سی خدا سے اہل بیت مراد ہیں اور  
 حدیث اسکی فصل ۳۴ میں اس رسالہ کے مذکور ہوئی کہ جبکہ حاصل مطلب یہ  
 کہ رسول خدا نے فرمایا کہ ہم تم لوگوں میں دو چیز جوڑے جاتے ہیں۔ ایک قرآن  
 دوسرے اہلبیت ہمارے کہ جو خدا کی سی ہیں غرض یہاں تک جو پندرہ آیتیں تعلق  
 حضرت سولی مشکک علی کے بیان ہوئیں سو اسقدر پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ تمام  
 آیات قرآنی متعلق حضرت امیر کے جمع کرنے سے یہ کتاب بہت طویل ہو جائیگی۔

### فصل ۸۰

آیات قرآنی متعلق خلفائے ثلاثہ کی کہ بعض انہیں سے درحقیقت بالتخصیص متعلق  
 اون لوگوں کے نہیں ہے۔

### آیت ۱۔

سورہ الفتح محمد رسول اللہ والذین معہ اشدداء علی الکفار حملہ  
 تراہم رکعاً سجداً یبغون فضلاً من اللہ ورضواً ناسیما فی وجہہم من السجود  
 ترجمہ محمد کیجئے ہوئے خدا کے ہیں اور جو لوگ کہ ساتھ اوسکے ہیں سو وہ لوگ سخت  
 ہیں اوپر کافروں کے اور جہنم تر ہیں آپس میں اور تو دیکھو یہ کیا اونکو رکوع اور سجدہ کر رہے

اور تلاش میں فضل و انعام از طرف خدا کے اور تلاش میں او کی ضمانت کے اور ان کے چہروں میں موجود ہیں آثارِ سجدہ کے فت تفسیر سببیاوی وغیرہ سے کچھ شان نزول اس آیت کی خاص کر کے بہ نسبت کسی صحابی کے باقی نہیں جاتی اور صرف معنی اس قدر ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولِ خدا کے ہیں اور جو لوگ کہ ان کے ساتھ ہیں سو ان کا طریقہ یہ ہے کہ مخالفانِ دین اسلام کو ساتھ سخت و شدید ہیں اور باخود با مسلمانوں پر رحیم ہیں اور سجدہ اور عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور ان کے چہروں پر آثارِ سجدہ کے نمایان ہیں سو یہ ایک تصویر اصل مسلمان کامل کی ہے اور کچھ شک نہیں ہے کہ تمام خلفائے ثلاثہ وغیرہ سجدہ لوگ کہ ساتھ حضرت رسولِ خدا کے رہتے تھے سو وہ سب لوگ بفرق مراتب اسی قسم کے لوگ تھے اور یہ خیال غلطِ العام سنیوں کا محض ایک مغالطہ ہے جو عوام میں مشہور ہے کہ اس آیت سے نشانِ خلفائے اربعہ و حقیقت ترتیب خلافت اربعہ کی ظاہر ہوتی ہے سو اس کے جواب میں یہی شعر کہا جائیگا ۵

چہ خوش گفت است سعدی در زنجار :  
 الا یا ایہا الساقی اور کا سا دنا لہما  
 یعنی یہ خیال بالکل غلط و بے ربط ہے اس واسطے کہ نشانِ اول اس آیت کا اگر بطرف حضرت ابوبکر کے منسوب کیا جائے تو نسبت شدید المزاج ہونے کے او کی طرف درست نہیں ہو سکتی ہے اس واسطے کہ حضرت ابوبکر پر صفت نرمی اور ملائم مزاج ہونے کی غالب تھی اور اسے بطر جہ نسبت رحیم المزاج ہونے کی بطرف حضرت عمر کے ایک بے وجود بات ہے اور ان کا مزاج تو ہر وقت سخت اور تند تھا اور نشانِ سوم رکوع اور سجدہ کا اگر بطرف حضرت عثمان کے منسوب کیا جائے تو یہ چوتھا نشان واسطے حضرت علی کے کہاں ہے غرض یہ آیت مع تمام نشانات

متعلق عام مسلمانان کامل کے ہر کہ اس وقت تک یہ صفت وہابی وغیرہ میں موجود  
کہ غیر مذہب والوں کے ساتھ بڑے سخت ہیں اور آپس میں خوب موافق اور  
ملائی ہیں اور جہاں پر کوئی وقت نماز کا آہو پچا تو اسی وقت شطرنجی اور گورن  
پر رکھ کر کے اپنے نماز میں مصروف ہو جاتے ہیں اور انکی پیشانیوں پر گھٹنا  
سجدہ کا دیکھا جاتا ہے۔

## آیت ۲

سورة التوبة الا تنصروه فقد نصره اذا خرجہ الذین کفرنا فی اثین انھا  
ہے الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا ترجمہ اگر تم نہ مدد کرو گے رسول  
کی تو اسکی مدد کی ہے اللہ نے جو وقت اسکو نکالاکا فروں نے دو جان سے  
جب دونوں تھے غار میں جب کہنہ لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا اللہ ہمارے  
ساتھ ہے یہ آیت متعلق حضرت ابوبکر کر ہے کہ جو ساتھ حضرت رسول کے  
غار میں چھپے تھے اور یہ ایک اتنا بڑا اعظم واقع ہوا کہ اس وقت تک جو دو آدمی  
میں بڑی دوستی ہوتی ہے تو اون دونوں کو کہتے ہیں کہ یہ دونوں آدمی آپس میں  
بڑے یا غار ہیں اور اس آیت سے جو کچھ اضطراب کرنا حضرت ابوبکر کا اولیہ  
نسل فرما نا حضرت رسول خدا کا معلوم ہوتا ہے اور شیعہ لوگ جو اس حرج و فرج  
حضرت ابوبکر کو طول دیتے ہیں سو کچھ التفات ان باتوں پر ضرور نہیں ہے کہ  
خدا صفا و دعنا کد مناسب ہو اور ظاہر ہے کہ ایمان اور استقلال حضرت  
نبی کے ایسا حضرت ابوبکر وغیرہ سے امید کرنا فضول ہے ہاں اگر اس غار میں جانا  
حضرت امیر علیہ السلام ہوتے تو بیشک صبر اور استقلال اور نکال پور جنگ محمد  
کہ جو مقدم یا پر اب حضرت رسول کے ہوتا ہے شام اور اوقات سخت



اس آیت کا متعلق حضرت ابوبکر کا ہونا حاشیہ میں بخوبی بیان کیا مگر کسی آیت کا حوالہ شان نزول نسبت حضرت علی کے بیان نہیں کیا کہ سنیان الطبع حضرت علیؑ کے نام سے گریزان ہیں اور بیان آیات قرآنی میں نسبت خلفائے ثلاثہ کے قدر متذکرہ صدر پر اتفاق کیا گیا اس واسطے کہ ہم کو اور کوئی دوسری ایسی آیت پر اطلاع نہیں ہے کہ جو خاص کر کے شان میں خلفائے ثلاثہ کے ہو مگر اس قدر کہ حدیث نمبر ۱۲۰ اور نمبر ۱۲۱۔ فصل ۷۵۔ سے اس رسالہ کے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ قیدیان بدر اور حجاب عورات اور مصیبت کرنے میں مقام ابراہیم کے آیات قرآنی حسب اسے حضرت عمر کے نازل ہوئے اور علاوہ اسکے ایک آیت حدیث نمبر ۱۱۰۔ میں فصل ۷۷۔ اس رسالہ کو حسب ذیل مذکور ہے۔ آیت ۱۲۵۔ سورہ آل عمران پارہ ۴۔

لَسَبَّالُوا الْبِرَّانَ الَّذِیْنَ نُوَلُّوْا یَوْمَ النَّفْثِ الْجَمْعَانِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطَانُ بَبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

یعنی جو لوگ تم میں ہٹ گئے جس دن کہ بھڑین دو فوجیں سوا ونگو وگایا شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے اور بخش چکا اللہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل رکھتا یعنی حاصل مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جنگ احد میں سوائے حضرت علی اور ابو دجانہ اور سہل ابن حنیف کے جو حضرت ابوبکر وغیرہ تمام صحابی بھاگ گئے تھے سو یہ قصور اون سب صحابیان فراری کا تھا ہوا مگر یہ زیادتی سنیوں کی قابل لحاظ کے ہر کہ صحابیان فراری میں سے خلفائے ثلاثہ کو حضرت علی پر تفضیل دیتے ہیں حالانکہ بھاگنے والا کبھی لڑنے والے کے برابر نہیں ہو سکتا ہے اور ذکر اس ایک آیت کا بھی سچا ہے

کہ جو حدیث نمبر ۶- میں فصل ۷- اس رسالہ کے مذکور ہو کہ آیت ۱۳۱-۱۳۲ اور سورہ بقرہ کی حسب ذیل ہے فان آمنوا بمثل ما امنتم فقد اهتدوا وان تولوا فاما هم في شقاق وفسب كفيتكم الله وهو السميع العليم صبغة الله فمن احسن الله صبغة من لا يباين ولا يدين وے لوگ ساتھ شل اوں کے جو کہ ایمان لائے تم لوگ ساتھ شل اوں کے پس تحقیق کہ راہ بائی اوں لوگوں نے اور اگر روگردان ہوں وہ لوگ پس سوئے اسکے نہیں ہے کہ وے لوگ ایک پھوٹ میں ہین پس قریب ہے یہ کہ کفایت کر گیا تم کو اوں لوگوں سے خدا اور وہ سنا جانتا ہے رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے رنگ سے اور ہم لوگ اوں کی عبادت کرنے والے ہین فقط اور غرض اس آیت کی ذکر سے اس مقام میں یہ ہے کہ حضرت عثمان کا سرخون آلودہ اوپر لفظ فسب کفيتكم الله کے گرا اور کچھ شک نہیں ہے کہ موافق اس لفظ کے نتیجہ خون ناحق حضرت عثمان کا یہ ہوا کہ سبب فسادات حضرت عائشہ اور طلحہ وغیرہ کے جنگ بن وغیرہ میں ہزاروں مسلمان مارے گئے۔

### فصل ۸۱

فصل ۸۰ مذکورہ بالا تک احادیث اور آیات قرآنی نسبت اہل بیت و دواؤہ امام علیہم السلام اور اصحاب وغیرہ کے بقدر ضرورت ذکر کئے گئے اور اب آئندہ حال بیماری حضرت رسول خدا اور عنوان خلافت وغیرہ کا ذکر کیا جائیگا مگر خاص اس فصل میں یہ بات منظور ہے کہ خصائص شنی اور شیعی کے حتی الامور راست راست طور پر لکھے جائیں کہ جس سے کچھ کچھ جدا گانہ حال اوں دونوں فرقوں کا - جہاں کیا جاسے اور یہ بات ظاہر ہو کہ کون فرقہ کس قدر حق

ہے اور وہ بائین حسب ذیل ہیں -

## اول

یہ کہ اس رسالہ کا نام جو تحقیق بشر بنی ہے سو اسکی معنی یہ نہیں ہیں کہ ہمکو کوئی حق و منصب اس بات کا ہے کہ اپنے کو اہل تحقیق فرض کر کے اپنی تحقیق اہل دنیا پر تمام کرین اسولئے کسنی اور شیعی دونوں فرقوں میں بڑے بڑے اہل تحقیق ہو گئے ہیں اور اب تک اہل کمال لوگ موجود ہیں کہ ہمکو از روئے علم اور فہم نے کچھ متا یا یہ اون لوگوں سے نہیں ہے بلکہ معنی اس نام حد تحقیق کے صرف انقدر ہیں کہ بذریعہ اس کتاب کے ہم خبر دیے جاتے ہیں کہ ہماری تحقیق اس حد تک پہنچی ہے کہ جو اس رسالہ میں لکھا گیا۔

## دوم

یہ کہ ہمکو کچھ ادعا علم کا نہیں ہے اور غنم ہمکو کہان سے ہو سکتا ہے کہ گویا تمام یہ ہماری تو دنیا بلبل ہے یہ کٹھی ہے مگر پریشان طور پر یہ کہ حالات متقدیرین اور متاخرین کے نظر سے گذرے، سو اس سے بالیقین یہ بات ثابت ہوئی کہ اس دین اسلام میں یہ ہر ایک امام عجب الحج سے عالم دین اور خدا شناسی میں گوئے سبقت لے گئے ہیں اور اس بات کا ہر ہمارے دل سے پوچھا جائے کہ حضرت امیر علیہ السلام کی تمام عروجی روٹی پر ملے ہوئی اور اس بات کو ہم کیونکر دل سے بھول سکتے ہیں کہ حضرت علی کے بیٹے جو ایک گرم روٹی جو کی آئی تو اس کے ساتھ شہد ہو گیا اور ایک پیش کیا گیا مگر اب یہ بایا کہ روٹی ہے اور اوپر

کچھ حاجت شہد کی نہیں ہے اور قتل امام حسینؑ کو جو قاتل مستعد ہوا تو آپ نے  
 فرمایا کہ ہم کو عصر کی نماز کی جہلت دو اور اوسی نماز میں اپنا کام تمام کر و چنانچہ  
 ویسا ہی ہوا اور صحیفہ کا ملکہ حضرت امام جہاد زین العابدینؑ کا جو کہ زبور ہم لوگ سلمانوں کا  
 اور علم و فضل و تعلق با خدا و انکی ایک گواہ قوی ہو اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام  
 اس قدر علم اور فضل کے آدمی ہوئے کہ حسب فحواسے علمائے اہل کائنات  
 بنی اسرائیل کے ایک قسم کے نبی تھے اور امام ہشتم علی موسیٰ رضا علیہ السلام  
 اس درجہ تک پہنچے کہ حضرت خواجہ معروف کرخی جو ایک ولی کامل ہیں یکے از  
 مستفیضان بارگاہ امام ہشتم کے ہیں اور امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام  
 سے تو ایک تفسیر قرآن کی موجود ہے غرض این خانہ تمام آفتاب استہدایت  
 بزمینان منشین حافظان و لاکن \* نجات خویش طلب کن بجان ہشت چہا  
 اور بہترین شرف ہمارے واسطے یہ ہے کہ سعادت بخت سی یہ مضمون مصرعہ  
 سودا کا مطابق ہمارے حال کے ہو جائے مباح امامون کا ہو اور مرثیہ خوان  
 اور شاک نہیں ہے کہ مضمون الکلم الطیب یقعد الی السماء و الکلم الطیب  
 خیر مضد کا بہت درست ہو یعنی کلام پاک آسمان کو پہنچتا ہے اور کلمہ پاک بہتر  
 خیرات سے ہے سو ہم اپنے خیال میں کچھ تالیف کتاب کی نہیں کرتے ہیں بلکہ  
 مداحی کو ان بزرگان کے ہم ایک عبادت سمجھتے ہیں اور ایک بڑی حسرت  
 دل میں یہ ہے کہ اگر محبت اہل بیت دو زدہ امام کی ہمارے راستی سے ہو  
 تو ہمارے اطوار اور اعمال بھی ان بزرگوں کے روش پر ہو جائیں سو خدا سے  
 معر ان امامون کو دل و جان سے مانتے ہیں سو اوسی نمونہ  
 ال بھی درست ہو جائیں ۔

یہ کہ رسومات سے بھی خوب حال ظاہر ہوتا ہے کہ اصل طریقہ قدیم اور آبائی  
 کیا تھا شکار شادیات میں جو لاپے و دھنیے تک ہر فرقہ مسلمان میں نیاز  
 کندہ وری ہمارے خاوند اور سیدہ بی بی فاطمہ علیہما السلام کا ہوتا چلا آتا ہے  
 اور یہ رسم اس وقت تک سنیاں خارجی کے گھر سے ہی موقوف نہیں ہوئی  
 اور کبھو کسی کے گھر میں نیاز کندہ وری حضرت عائشہ کا نہیں سنا گیا اور  
 اسے بڑھ چڑھ فاتحہ اور نیاز اور حاضری و دسترخوان بختن پاک اور دوا دودہ نام  
 اور چہارہ معصوم اور حضرت عباس کا ہوا کرتا ہے اور نیاز سہ منی شاہ  
 ابو علی قلندر اور توشہ شاہ عبدالحق اور نیاز گینئی پڑے پیر کا اور قسام  
 نیازات اور فاتحہ اولیاء اللہ کا ہوتا ہے مگر کبھو کچھ فاتحہ خلفائے ثلاثہ کا  
 نہیں سنا گیا اور سنیاں خارجی کے گھروں میں بھی اب تک فاتحہ خلفائے  
 ثلاثہ کا جاری نہیں ہوا ہے اور اسے طح پر ایک روزہ سوا بھر یا۔ یاد بھر  
 کا روزہ حضرت مولانا شکار علی کا عورات میں جاری ہے اور عشرہ محرم  
 میں رسم بدھی و ناڑا و کفنی و سیلی و طوق و زنجیر و بیکر اور پاک و ہشتی  
 واسطے حضرت خامس آل عبا امام حسین کے درسم روپیہ باندھنے کی واسطے  
 امام ہشتم علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے جاری ہے مگر کوئی ایسی رسم واسطے  
 اولاد و خلفاء ثلاثہ کے نہیں ہے اور ہنگو ان رسومات کے مشروع اور غیر مشروع  
 ہونے میں کچھ گفتگو نہیں ہے مگر اس بیان رسومات سے غرض یہ ہے  
 کہ ان رسومات سے بھی گردید کے عام بطرف حضرات اہل بیت اور  
 اولاد و انکی پائی جاتی ہے۔

## پہلے

یہ کہ سنیوں کی طرف سے، تو ان کو نفیص شان علی میں کوثر کجالی ہے  
سو طہا ہر ایسی امر شاید بدعتہ روان تبرا کاشیعوں میں ہوا ہوگا اسو  
کہ جسے چند مغز شیعوں نے کہا کہ انکو تبرا اخلاصے ملے کا نا پسند ہے اور  
ہمارے جوش عقیدے کو دیکھ کر کے یہ بات ہی کہی کہ اگر سنی میں سطح  
پر محبت اہل بیت کی ہو تو سنی ہونے میں کہا عذر ہو سکتا ہے اور ایک مغز  
شیعہ فرمے کہ اگر اب بکر صدیق ایک نیک آدمی تھے اور ایک عالم شیعہ نے  
اپنے خط میں لکھا کہ وہ عابد و پارسہ کو ناجاد اسلام نہیں سمجھتے ہیں۔

## پہلے

یہ کہ عشرہ محرم گذشتہ میں چند سنیوں کی طرف سے پٹنہ میں بڑا اہتمام تھا  
کہ علم حضرت جباری کا نہیں نکلنے پاورے اور آخر وہ علم بجا است صد با  
کا شیطلان و صاحب پیر ٹنٹ پولیس کے کسی طرح پر نکلا اور مزاحمت  
سنیوں کی بہ سناط نامشروع ہونے کے نہیں تھی کہ فعل شیعوں کا مشروع  
یا نامشروع ہو تو او سہین سنیوں کو کیا دخل ہے اور کمال تشیع یہ ہوتا کہ اپنے  
گہرے نکل کر کے اس علم کا تماشا نہیں دیکھتے بلکہ یہ بات صرف براہ تعصب  
کے تھی اسلئے کہ اس ہولی گذشتہ میں یہ اہتمام کیا گیا کہ سوانگ اس علم  
کا نکالا جائے مگر بوجہ احتمال ونگ و فساد کے اسناد اس امر لڑا احداث کا  
از طرف حکام کیا گیا یہ امر سنیوں سے پوچھنے کے قابل ہے کہ یہ اہتمام اور  
شرکت ہندوؤں کی اور ادھیم ارادہ تفضیح رسم مذہبی ایک فرقہ مسلمان کا بوجہ  
تعصب کے تھا یا نہیں اور اس حالت کشاکشی میں شیعہ لوگ اگر تبرا عام

کرین تو انہیں اسکا خود سنیوں پر ہوگا یا نہیں۔

ششم

یہ کہ فریقین میں بڑے بڑے عالم لوگ افراط سے ہو گزرے ہیں جیسا کہ  
 ائمہ اربعہ ابو حنیفہ کوفی و شافعی مالک و حنبل وغیرہ اور امام محمد غزالی  
 و فخر الدین رازی اور مولانا روم اور ملا جامی وغیرہ بہت لوگ اگر سنیوں میں  
 ہیں تو انکے مقابلہ میں بطرف شیعہ کے خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام  
 و جناب سید مرتضیٰ و سید رضی و دہراوران و شاگردان ملا شیخ مفید  
 علیہ الرحمہ کے اور ملا بہار الدین علی اور محقق نصیر الدین طوسی اور شاعر  
 فردوسی وغیرہ بہت لوگ موجود ہیں کہ ہر کو کچھ رتبہ اس بات کا نہیں ہے کہ کچھ اندازہ قیامت  
 اور رفعت مرتبت علی فریقین کا کر سکیں اور زمانہ حال میں ہی دیکھا جاتا ہے کہ اگر شاہ  
 عبدالعزیز حسنا دہلوی وغیرہ بطرف سنیوں کے ہیں تو مولانا سید ولد علی حسنا وغیرہ بطرف  
 شیعہ کے دیکھے جاتے ہیں اور اگر صوافق محرقہ و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ  
 واسطے استحکام بند و بست اہانت کہے تو صوارم و صمصام وغیرہ جو اہل  
 اوسکے موجود ہے پس ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ کون فرقہ حق پر ہے مگر ہم نے اپنی  
 عمر بھر کی تلاش میں صرف اسقدر سمجھا ہے کہ شیعہ لوگ جس قدر عظمت اور  
 بزرگی حضرت مولیٰ مشکاکشا علی علیہ السلام اور باقی دوازدہ امام کا اقرار کرتے  
 ہیں سو اس بات میں شیعہ لوگ تمام حق پر ہیں کہ حدیث میں وارد ہے  
 کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ ہم تم لوگوں میں دو چیز بھاری چھوڑے جاتی ہیں  
 ایک قرآن اور دوسرے عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونوں آپس سے ہرگز  
 جدا نہوں گے تاہو بچنے حوض کوثر تک اور حدیث میں ہے کہ حق ساتھ علی کی ہے



اور یہ کہ عزت ہماری ایک رسی خدا کی ہے جبکہ مضبوط پکڑو یعنی کہ نجات آدمی کی محبت اور پیروی میں اون لوگوں کے منحصر ہے اور حضرت رسول نے فرمایا کہ جبکہ ہم مولا ہن سوا اسکے مولا علی ہن مگر شیعے لوگ جو اصحاب ثلاثہ کو خارج از اسلام سمجھتے ہین سو یہ بات تعصب کی معلوم ہوتی ہے اور سنی لوگ جو اصحاب ثلاثہ کو حضرت علی کے برابر یا اون سے بڑھ کر کے قرار دیتے ہین سو نتیجہ اس بات سواے رنجیدہ کرنے روح حضرت بنی کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا ہے اور ہم نہیں سمجھ سکتے ہین کہ اصحاب یعنی حالی محالی کے واسطے فدیات رسول قبول جانا کیا منشا اس بات کا ہے اور یہ کیسا ایمان -

### ہفتم

اصل مذہب سنی کا جس طرح پر کہ ترقیب دیا گیا ہے سوا اس سی سوا ۷  
 اہتمام استیصال عظمت اہل بیت بنی اور دوازدہ امام کے اور کچھ نہیں ۸  
 ہوتا ہے اور منجملہ اسکے یہ بات بھی داخل اوسی اہتمام کے ہو کہ لقب امام ۹  
 در اصل دوازدہ امام کے واسطے موضوع ہوا ہے اور اون کے واسطے موزوں بھی ہو کر  
 سوا اس لقب امام کو بھی اوپر امام ابو حنیفہ کو فی اور امام شافعی اور امام مالک اور  
 امام حنبل اور امام محمد اور امام ابو یوسف اور امام زفر اور امام محمد غزالی اور  
 امام فخر الدین رازی وغیرہ کے جاری کر کے ارز بازار کر دیا ورنہ صرف لقب محمد  
 کا اون لوگوں پر کیا کافی نہیں ہوتا مگر اس بند و بست سے بھی عظمت لقب  
 امام دوازدہ امام کی کچھ کم نہیں ہو سکتی ہے بیت

صد ہزار ان پختن اشباہ بین فرق شان ہفتاد سالہ راہ بین

### ہشتم

یہ کہ حال میں شاہ علی حبیب صاحب سجادہ نشین پھلواری نے جو بتایا  
 ۲۵ ربیع الاول ۱۲۹۵ھ روز دوشنبہ مطابق یکم اپریل ۱۸۷۸ء کے انتقال کیا  
 سو بروز سوم اس کے پسر اکبر شاہ صاحب کو وکسل گیارہ برس کی عمر میں  
 لوگوں نے ایک داماد سے شاہ صاحب کے مرید کر اکر کے بروز فاتحہ چہارم  
 کے سجادہ نشین بنایا اور یہ امر حق ہی معلوم ہوتا ہے مگر سینوں سے یہ بات  
 قابل پوچھنے کے ہو کہ لم تقولون مکالاتفلون یعنی کس واسطے دو بات بولتے ہو  
 کہ جو موافق اس کے کام نہیں کرتے ہو یعنی کس واسطے اس سجادہ نشینی میں حق  
 فرزند کی کالحاظ کیا گیا اور کیا کوئی دوسرا مرید مرستہ اس قابل نہیں تھا کہ  
 جو بطور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے یہ گدھی پاتا اور کیا حضرت علی کو قابلیت  
 گدھی پانے کی بقدر اس بچہ وہ یازدہ سالہ کے بھی نہیں تھی مگر بات یہ ہے کہ  
 خاص ایک امر حق سے جو بوجہ کسی غرض کے چشم پوشی کیجائے سو ہر جگہ پر  
 وہ چشم پوشی نہیں ہو سکتی ہے بلکہ حق دوسرے مواقع پر بالضرور اپنا زور دکھاتا  
 اور حضرت علی اگرچہ ظاہر میں خلیفہ بلا فصل نہیں رہے مگر اذرو حقیقت کے  
 حضرت علی ہر تمام تر جانشین بلا فصل حضرت بنی کے ہیں۔ بیعت  
 ہوئی جو نبوت بننے پر تمام ہوئی نعمت اس کے وصی پر تمام

### نہم

یہ کہ خلاصہ مرام اس رسالہ حد تحقیق کا یہ ہے کہ خلافت ثلاثہ منظور ہے اور  
 یہ کہ خلفائے ثلاثہ بھی اپنے اپنے طور پر اپنے لوگ تھے مگر حضرت مولا شاکش علیؑ  
 سے اونکو کچھ مقابلہ نہیں ہے بلکہ ہمارے مولا علیؑ کو سیطیح پر خلفائے ثلاثہ  
 کے مولا بنین کہ سیطیح پر حضرت بنی اون ثلاثہ کے مولا بنیں پس ابجد

تالیف میں اس رسالہ کے یہ قیاس ہو سکتا تھا کہ سنی لوگ بوجہ اظہار محبت با  
 اور شیعہ لوگ بوجہ اقرار خلفائے ثلاثہ کے اس ہماری تحریر کو بنظر انتفاع نہیں  
 دیکھینگے سو یہ قیاس بہت سینوں کے درست برآیا کہ سنیان زمانہ نے عموماً  
 ملاحظہ کرنے سے اس کتاب کے انکمین بند کر لیں اور نوبت یہ پہنچی کہ سنیان  
 ذی وجاہت کمرسانے نام بھی حضرت علی کا ہم زبان پر بے تکلف نہیں لاسکتے  
 ہیں یعنی ہلکو پورا تجربہ ہو کہ یہ سنی لوگ درحقیقت حضرت علی سے گریزان ہیں  
 اگرچہ ظاہر میں کچھ اقرار محبت کا بھی کرتے ہوں مگر سنیان صوفی مشرب نے  
 لبشوق تمام اس کتاب کو جہان تک کہ چھپی ہے طلب کی ہے اور چند سنیان  
 صوفی مشرب نے لکھا کہ وہ لوگ اس کتاب کو اپنے گہروں میں واسطے ہمت  
 اولاد اپنے رکھیں گے سو اس تحریرات سے تجربہ ہو کہ یہ سنیان صوفی  
 مشرب البتہ محبان علی سے ہیں اور قلم یہاں تک پہنچا تھا کہ ایک خط مولو  
 محی الدین صاحب متین تخلص اور وکیل منصفی سیوان ضلع سارن کا  
 جو کہ ایک سنی اور لایق آدمی ہیں تمام تر بتائید اور تصدیق ہماری تحریر کے  
 پہنچا اور معلوم ہوا کہ وہ مثل انگریزی کے درست برائی کہ دنیا میں کوئی  
 چیز بغیر استثنائے کہ نہیں ہے چنانچہ مولوی صاحب موصوف بے تکلف قوم  
 سنیان سے ایک استثناء معلوم ہوتے ہیں اور چونکہ یہ خط جوش محبت اہلبیت  
 سمور ہے اس واسطے اس جگہ پر بجنسہ تبرک اداب و القاب معمولی کے نقل کیا جاتا ہے  
 امر و زہد مقام سیوان ضلع سارن کہ بذریعہ شغل و کالت قیام دارم نزد منشی  
 سلطان حسین وکیل اینجا نسخہ حد تحقیق بمشرب سنی تصنیف حضور والا دیدم  
 بلکہ تاویر اتفاق مسائنہ آن شد - ہر چند با تمام فرسید مگر انچہ کہ دیدم از ابدال و

نقل شد  
 محی الدین صاحب

پسندیدم بحق درین کتاب آنچه مندرج شده همه حق و قرین صدق و انصاف است  
 بنظر استیصال بیان مدعیان قایلان تفضیل من جمیع الوجوه که به جهت آمادگی  
 مراتب مرتضوی اند و همین را بنجیال خود جزو ایمان پنداشته و در قضا و نحو روی  
 سیاه کرده اند اشد ضرورت تالیف این رساله بود و گویا این فیصله منعقدانه  
 در میان قوم صادر کرده شد اهل انصاف بیشک قدر دانی آن خواهند نمود و بر  
 خلافت خلفائے ثلاثه رضی الله عنهم با وجود موجود بودن احادیث خم غدیر و غیره  
 مایان را انکاری نیست لیکن ازان رو اعتقاد و تنقیص شان جناب مرتضوی  
 اهل بیت باعث ضلالت است و با وجود همچون حدیث فضائل جناب امیر صاحب  
 و بان جواب رساله جناب حضرت منشی سید محمد نجم الدین صاحب قبله (برادر  
 کلان مؤلف این رساله حد تحقیق و خود مصنف مصابیح الظلام و فضل صفدری  
 و غیره) اعتقاد خود نسبت مفضول بودن جناب امیر جمیع الوجوه از صاحب ثلاثه  
 ظاهر میکند و بقول دروغ گویم بر روی تو سیوید که همین مسلک شما و متصوفین  
 متقدمین و متاخرین است لعنة الله علی الکاذبین این بی نصیب کتاب  
 صراط المستقیم تصنیف مولوی محمد اسماعیل سر حلقه طائفه خود را هم ندیده است که  
 محض بغیض مرتضوی حق بر زبانش جاری شده و در باب هدایت ثانیه افاده  
 خود نمبر امی تولید که حضرت مرتضوی را یک نوع تفضیل بر شیخین هم ثابت است  
 و این تفضیل بحجت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت است  
 من قطبیت و غوثیت و ایدالیت و غیره و این عطیه الهیه بمقابله آنست که  
 گاهی انتظام خلافت و مملکت و سلطنت در آن اظهار ایشان صورت میگیرد  
 اکثر سلاسل ولایت هم منتسب بجناب مرتضوی است پس روز رتخیز لبیب که در کتاب

که اکثری در اینها صاحب شایسته این مقام است از جمله خواهند بود و موی  
مرقصی را آن اوست و جلالت جلوه ظهور بشک تماشا میان آن مقام و نظارگان  
آن مجمع بے نظیر موجب تعجب بسیار خواهد شد بطور همین مقام بر بعضی صوفیان  
و خطای مقام شیخین رضی الله عنه باعث آن گردیده که در تفصیل جناب شیخین رضی  
خود وی بهم رسانیده از عقیده اسخه اهل سنت متزلزل شده اند پس این شهادت  
مولوی محمد اسماعیل صاحب بر شبهه قاطع دلائل آن باشد انتقاد و ظاهری بزرگ  
اجماع بمقابل خلافت حق رتبه ندارد و حیرانم که آن ناصبی چه خواهد گفت بحق صاحب  
خیانت اللغات که سنی مذهب است و در کتاب غیاث اللغات صاف نوشته که  
تقیفه نبی ساعده مکانی بود در عرب و در آن براس مشوره های پیوده و پایه  
قوم عرب جمع میشدند حالانکه انعقاد خلافت هم در آن مقام گردیده است و در آن کسی را  
انکار نیست و چه گوید در حق مولوی عبدالحق محدث دهلوی خود که در کتب الایمان نوشته  
یعنی از محمد حنیفه پرسیدند که سبب عدم اجماع است بر خلافت جناب امیر چه بود گفت  
زاهد بود و زاهد را با دنیا و اهل دنیا مبالغه نباشد شریف بود و شریف را پر دای کس  
نبود و شجاع بود و شجاع را آزاد کس نبود پس به تسلیم همان محدث گویا این خلافت ظاهر  
با جمیع دنیا داران قائم گردید رساله مقاله الوفیة فی النعیمة و الوصیة لحنیفة شاه  
ولی الله صاحب دهلوی قابل دیدنی است مینویسد که صحابه معصوم نبودند و ممکن  
از ایشان چیزی بوجود آمده که اگر از دیگران میشد موجب رد و قبح میگفت اما  
ماوریم بکف لسان از تنازع ایشان و ممنوعیم از سب و طعن در حق ایشان تعجب را  
مصلحت از مصلحت دینی و از مصلحت جزو غرض استخفاظ معاویه دیگر نیست حقیقت اینست  
که هر که محبت جناب امیر و دیگر اهل بیت بر شبهه گرفت بقول حافظ شیرازی -

## اشعار حافظ

انرا کہ دوستی علی بنیت کافرست	گوزاہر زمانہ و گوشتیخ راہ باش
امروز زندہ ام بولاسے تو یا علی	فردا ہر وح پاک اماں گواہ باش
قبر امام ہشتم سلطان دین رضا	از جان بوس و بدر آن بارگاہ باش

حضرت امام شافعی بمنقبت جناب امیر عجب رباعی گفتہ

رباعی

کفانی فضل مولانا علی	وقع النساء تہیہ انہ اللہ
----------------------	--------------------------

ترجمہ کفایت کرتا ہے ہمکو دربارہ فضل علی کہ واقع ہونا شک کا اس بات کو کہ وہ	ومات الشافعی علیس بدیحا
ترجمہ اور مر گئے شافعی و نہیں دریافت کیا کہ علی رب او کسے سمجھ گیا کہ خدا تعالیٰ	علی ربہ امر ربہ اللہ

این رباعی در مناقب مرتضوی ویدم و چاہے قول شان نیست رباعی	من مات علی حب آل محمد
ترجمہ جو شخص کہ مرا وہ او پر حب آل محمد کے و مرا وہ اہلسنت و جماعت (مفتوحہ)	فیما تلت فی النبی و البیانا

سابق بمقتضای این قول -

ما قصہ سکندر و دارا خواندہ ایم : از ان بجز حکایت ہر دو فایرس  
 ہیچیک توجہ بجانب جواب این فرقہ دور از صواب نہ نمودند حالاً بوجہ یو پرسش  
 این قوم ضرورت تالیف این کتاب گردید و کتاب حضور در جواب دندان شکن  
 است معلوم نہ کہ جلد دیگر ہم طبع شدہ یا نہ ہر دو جلد را مطالعہ کردن بخواہم -  
 غزلے کترین در منقبت جناب امیر علیہ السلام براسے ملاحظہ حسب ذیل از  
 دیوان خود نقل کردہ میفرمایم -

## غزل

بے لولہ لے علی دل راصفا کے مشکل ۱	غیر ہر او بہ عرفان رہنمائی مشکل ۱
فتح باب علم احمد زان وصی مصطفیٰ	غیر عشقش تا در احمد رسائی مشکل ۱
آن قسیم حوض کوثر حاکم باغ جنان	غیر استمداد و مشکل کشائی مشکل ۱
مانہ سازی طوطیا از خاکپاے بو تراب	چشم ایمان تر خود روشنائی مشکل ۱
گر نہ عارت از دل و جان والہ حیدر بود	کشف گرد و بردلش سر خدائے مشکل ۱
المرد و بادشاہ ہل آتے جز فضل تو	رستن دلہا ز بندہ ماسوائے مشکل ۱
عمر با ضالع شاید لگہ نہ کردی با نیاز	بر در آن شاہ مردان جہہ سائے مشکل ۱
قوت از شاہ نجف باشد بجال تو تین	نفس رو بہ راز من در آدمائی مشکل ۱

اور حال شیعوں کا یہ ہے کہ ہم نے رسالہ حد تحقیق صفحہ ۲۵۶ تک جو چھپا تھا چند سنیاں و شیعوں کے پاس بلا تحریر خط کے ڈاک پر بھیج دیا اور جیسا کہ قیاس تھا سنیوں نے کچھ رسید کتاب سے اطلاع نہیں دی مگر شیعوں نے بڑے تپاک سے خطوط لکھے اور دعائیں دین کہ اونہیں سے نام چند صاحبوں کا بطور شکر گزاری اور بنظر یادگار کے اس مقام میں لکھا جاتا ہے۔

## اول

جناب سید عشرت علی صاحب رئیس بجا گلیور کہ اوٹنے ہکو سلسلہ قرابت کا بھی ہے اور اونکا یہ فقرہ دعائیہ ہکو بہت پسند ہوا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حشر ہمارا بزمہ شیعان مہبان علی کے ہوگا۔

## دوم

جناب سید محمد تقی خان صاحب رئیس مظفر پور کہ رشتہ میں وہ ہماری بزرگ



ہوتے ہیں اور جناب موصوف نے بڑے تپاک سے پندرہ نسخہ تحقیق کا حکم کیا

سوم

جناب نواب شہارالدولہ سید افضل علیخان صاحب بہادر رئیس فیض آباد  
کہ ایک بڑے لائق شخص ہیں اور ہم کو ازراہ عنایت بلبق صدر نشین محفل  
زیب وزین اراکہ مدققین یکہ تازہ معرکہ انصاف سالک سالک خالی از عجز  
واعتراف عارف روشن ضمیر صاحب دل باتنویس کے یاد کر کے اپنی خط میں لکھا  
کہ فی الواقع درمچ کمال تحقیق و انصاف ملازمان زبان بیان لال است  
چہ مساعی جمیلہ در جمع و بیان احادیث فرمودہ اند و چہ با داد انصاف دادہ  
اند و لائق بفریقین اہل اسلام آن ست کہ اعتقاد بآن آرند و از اعتنا  
گذرشتہ طریقہ انصاف را اختیار فرمایند تا از ہلاکت دارین نجات حاصل سازند  
سیکھ مشکور باد برب العباد اور یہ وہ بزرگ ہیں کہ جو ایک کتاب باسم  
کتاب عجیب فی اخبار السید الذبیح الغریب - تالیف فرما کر کے پیشین گوئی  
واقعہ کر بلا کی کتاب اشعیان بنی متعلق تو ریت سے بہت طرح سے ثابت کی  
اور پانچ نسخہ اوسکا براہ عنایت ہمارے پاس بھی بھیجا ہے -

چہارم

جناب راجہ سید باقر حسین صاحب رئیس اکبر پور ضلع فیض آباد کہ ایک بڑے  
لائق شخص ہیں اور اپنے خط میں براہ عنایت یہ فقرہ حسب ذیل لکھا ہے  
انکہ یک لغت غیر مترقبہ یافتہ و یقین دانم کہ اکثر صاحبان کہ نصف فراج اند بدلت  
آجناب ہدایت کافی یابند - پنجم  
جناب سید محمد صاحب مدرس نازل سکول اگر وہ کہ او پر کمال لیاقت او کی کتاب

عن الفرقان من وساوس الانسان گواہ ہے کہ کس خوبی و لیاقت علی سے  
فصاحت و بلاغت قرآن شریف کی باستدلال اشعار و اقوال فصحا عربی  
ثابت کی ہے اور اپنے خط میں اس رسالہ حد تحقیق کو ایک محاکمہ بطرز جدید کے  
قرار دیتے ہیں مگر ایک شکایت اونکو یہ ہے کہ اس کتاب میں بہت جگہ پر اختصار  
ہوا ہے سو یہ شکایت اونکی درست معلوم ہوتی ہے۔

### ششم

جناب سید شہاست علی صاحب موضع پالی ضلع پٹنہ کے اولے ہکو سلسلہ قریش کا  
اور وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ عالیجناب فرزند و عالم عربی و فارسی و انگریزی خط  
و تاریخ کتب ہای صحیح ہر فرقوں کے اصول مذہب کی کتابوں کو کمال تامل  
سوی سے ملاحظہ فرمایا کہ اونہیں کتابوں سے دلائل فضائل فضل و کرم و فضیلت  
جناب ائمہ ہدایہ ایک نسخہ عام فہم کمال توضیح و تشریح کے ساتھ تصنیف فرما کر

### ہفتم

ضلع فرمایا ہے۔  
فتی سلطان حسین وکیل مغل سیدان ضلع سارن خلیف جناب فشی حجت حسین صاحب  
مرحوم کہ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ سجان اللہ خاتمہ تحقیق و تدقیق فرمودہ عدالت  
نوشیروانی را بکار بردہ اند خداوند کریم بقصد ائمہ معصومین باین اعتقاد و افتخار  
جزا و خیر و بد اشار اللہ عجیب اعتماد و خلاص باجناب امیر علیہ السلام دارند و عجب  
عنوان باستدلال احادیث و آیات این فرقہ معتقدین معاویہ مردود و دلیل و  
خوار ساختہ اند بحدہ کہ برسن اعتقاد جناب اکثر محب اہل بیت را غلطہ میشود۔  
ہشتم جناب سید محمدی حسین صاحب خا تخلص ساکن حسن پورہ ضلع سارن کہ  
وہ ہمارے ایک اہل حق و قریب ہیں اور جناب صوفیہ خط میں ہمکو براہ عنایت بلقب سید

المؤمنین حق پسند و حق بین کے یاد کر کے لکھا کہ کار نمایان کردہ اند و بلا حجاب  
بمیدان عدالت و راحہ داد ایمان دادہ اند اور موصوف الیہ فی مادہ  
تایخ وصول اس کتاب کا حسب ذیل لکھ کر کے بھیج دیا۔ منقبت حیدر کرار کی کی  
نہم سید احمد رضا صاحب بلگرامی کہ وہ اپنی خط میں نسبت اس سالہ تحقیق کے  
لکھتی ہیں کہ ذو الفقار قاطع بدست مہمان ائمہ اطہار افتاد۔

و ہم جناب آغا احمد صاحب قبلہ صغمانی حال مقامی بہا گلیوہر کہ نسبت اوصاف  
و بزرگی انکی اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہو کہ عمدہ پیدا ایش اس شخص کے ہو جو کہ انکے  
سکام اخلاق خدمت خلق اللہ اور صبر و رضا و عبادت و ایمان و تقویٰ و زہد  
سی شصت ہو اور جناب ممدوح نے جو ایک قصیدہ ہماری حق بین بدست  
خاص اپنی لکھا ہو سو اشعار اس قصیدہ کی حسب ذیل ہیں

آفرین باد برین عدل و برین علم یقین  
اجرا باد ات زدر گاہ خداوند برین  
سند خصم عیان شد بہم چون و چنین  
کشف تو فاش نمود عقدہ اسرار شین  
لیک شطش بالست و برجم و چنین  
چشم امید برین است کہ آیندہ چنین  
از احادیث جیحش ہمگی زار و خزین  
کہ مرایا د نمودی بچنین گنج مبین  
چونکہ تصنیف تو زیندہ بود چون تلقین  
چون شد ایل است بدخت کہ کر چنین

نشنہ کام از لی یافت بکف مازعین  
حق زہر اتو بدادی و علی را منصب  
حد انصاف ہمین است کہ از رای تو شد  
از ستم پردہ کنند بنور خورشید  
در رکاک تو شد رہبر ہر گمراہی  
حضرت جد تو خور سند و غلامان ایشاد  
اصطلاحات حضور می سبب احت جان  
نخدارم ز ثری تا بہ ثریا ہر دم ہ  
آرزو دارم اگر تحفہ شود چون شکوہ  
جدو ابای تو فی حق و بخت و با حق

دست دار و بدعا احمد سکین شہباز ۛ نچتن بر تو مددگار و خدا یا رسول  
یا زوہم جناب مولوی فقیر حسین صاحب عظیم تخلص و رئیس حسین گنج ضلع  
سارن کہ بذات خود ایک بڑی لائق آدمی ہیں اور موصوف الیہ نے بھی چند  
اشعار حسب ذیل براہ عنایت ہماری حق میں لکھ کر کے بھیجے گئے

### اشعار

ستایم ترا ای غریق و لا ز جام و لائے جناب امیر نداری باہل خلاف آشتی نہ پروای عمر است و فی بکر و زید گل از خار چیدی درین بوستان رہ صاف گیرند اہل فطنہ ز آلود گیہا بہ پرداختے ولی کا ندران نور حُب علی است بنازم بر انصاف آزادگان کسی کوید اللہ را دل و ہد چوناست وحید از بزرگان سید عجب خندہ و قہقہہ شد بزور خدا یا کہ ام است ان روز عید	سرا نید کہ منقبت بر ملا گر رفتی می صاف خم غدیر نشان و لا را بر آفراشتی شدی اینک آزاد از بند و قید کز ان شد شگفتہ دل و دوستان کہ خندا صفا ہست و ع ما کدر مس قلب را کیما ساختے در آن ظلمت سایہ غیر نیست کہ ہستند بر آل دلدادگان چرا دست بردست غیری نہاد بتحقیق دین ہم شدی تو وحید چو خواندیم شبیہ جرمین سیلور نشد عظیم حزن با وحید
--	--

دو آن زوہم جناب ارتضیٰ حسین صاحب بہا گلپور کہ ایک خط فارسی کمال  
جو عنایت سی حسب ذیل لکھا اور ایک تقریظ عربی چکیدہ قلم فیض شہم جناب

مولوی سید ضیاء اللہ صاحب پیشمار بھاگلپور کی بھیجی اور ایک طریقہ خاص  
آنکے امام باڑہ کا ہیکو بہت پسند ہوا کہ علاوہ مرثیہ کے پانچ سات حافظ لوگ  
تمام عشرہ بہر شب روز ختم قرآن شریف کرتے ہیں

### نقل خط جناب رضی حسین صاحب بھاگلپور

مشکی اگر کمال فضل کمال شوسہ و سادہ شمت و اقبال و حیدر زمان فرید دور ان امام مجید کم  
وزاد اقبال کم شکم پس از الوف تجیات و صنوف اسلمہ مصادق آیات و وفو اشواق  
و شدت غرام و غلبہ اشتیاق و ثورت پیام کہ از مدتی محبت دیر نیہ در کانون سینہ  
افت گنجینہ پچو دیتیم در صدف رنگون و نرگون و آتش مودت و محاب باہم اندر  
مدخنہ فواد مثل فولاد در گورہ حد و مجبول و محقون است منتقا منطق مقصود و ا  
مینہاید و لبہا ترانہ مدعای کشاید در بن آوان خجستہ تو امان و زمان مسرت  
اقران کتاب مستطاب بالغت نصاب ملقب بہ تحقیق کہ فی الحقیقت طالبان  
حق را بسر حد تحقیق میرساند و برای ناظرین نصف قرین نقاب از عرائس مطالب  
و کنوز دقایق برداشته بہرہ تازہ و فائدہ بی اندازہ بخشودہ بساحل مراد میگزارد  
کہ بنا بر مراسم قدیمہ و مطالب دیرینہ آن گنج فوائد و خوان موائد باین مخلص بی ریا محب  
با صدق و صفایت فرستادہ اند سرفرازیہا و سرور و جہور نامحسوس بخشید در اوقات  
مختلفہ و جلسات متعددہ تمام و کمال حصہ کتاب را مطالعہ نمودم و شبہا در النقاط  
آلای تحقیقات انیقہ و مطالب شیقہ اش سر نیز آورده گوہر مقصود برداشتم  
و روز ہا در خوض الفاظ و غوص لجہ معانی و حسن ملاحظہ مبانی و لطافت بیانی اش  
در رفتہ خطی و افر تہج خاطر ہمہ ساندیم و ند الحمد علی ذلک و ہویر شد الی حسن  
الما لک حقا کہ در ہا سفتہ اند و چندین عرائس مقاصد در ذیل بیان ہفتہ اند

و چگونه خار خوش شبهات باطله و او دام از حقیقت عاقله بدلایل واضح و محج  
 قاطعه رفته اند گلی است از ریاض تحقیق و سنبل است از چمنستان تدقیق بحجریست  
 موج و فلكی است ذات ابراج آفتاب در آب و تاب و علم ساطع برای سالک  
 راه صواب قمری است در صفا و زهره ایست در ضیاء یحیانه ایست که  
 استشماش دماغ ایمان را تقویت می نماید و از جوهر احادیث و آیات که در  
 نشان ولایت مآب و اهل بیت معصومین ماثور است عقدی ترتیب داده اند  
 که آویزگی گردن عروس دین را شاید و از طوطیای اخبار صد اقت آنار  
 و فضائل عترت اطهار کجمله ساخته اند که دیده رمد رسیده را روشن سازد  
 و از فولاد باب ادله حکمه مصیقله پر داخته اند که آئینه بوطن را از زنگ تشکیکات  
 شیطانی و تخیلات نفسانی می زداید الا الذین ختم الله علی قلوبهم و علی سمعهم  
 و علی ابصارهم غشاوة و مستدران آل عباس بر تسلیم خم کرده اند با رغبت و ضیاء  
 و اما الذین فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا خلاصه کار نمایان کرده اند  
 و کتاب عجیب در قالب تحریر در آورده اند شکر الله سعیکم احسن عیکم  
 ترقب از الطاف مرعیه و اخلاق مرضیه آنکه چهار پنج نسخه ازین کتاب دیگر  
 برای این اخلاص مند و دو نسخه بحیث عالی جناب فضائل مآب و کمالات  
 انتساب مقدس لقا ب مولوی سید ضیاء الله صاحب نشیناز دام ظلّه العالی  
 بدیهه باقیمه حرمت فرمایند و از قیمت آن اعلان بخشند و حقائق پناه و قائق کتنا  
 مولانا سید ضیاء الله صاحب مدوح تقریظی برین کتاب زیب تحریر فرموده اند  
 مصحوب عریضه ایصال خدمت است اگر مطبوع طبع شریف گردد و مطبوع گشته  
 باصل کتاب ملحق کرده اید نواب سید اعظم علیخان صاحب مهتم البرٹ پریس

بها کلیور خواستگار اند که اگر اجازت فرستید این کتاب لاجواب را در مطبع  
مذکور مطبع سازند و السلام خیر ختام -

**نقل تقریظ عربی چکیده قلم فیض شمیم جناب مولوی سید ضیاء اللہ صاحب**  
پیشماز بها کلیور بسم الله الرحمن الرحيم الذکلاء یبطق به اللسان و اطرب  
بیان یترک له اطراف البنان و ابھی در ریشنف بها الاذان و اذهر ذهر  
تنشر في اردان الاذهان و اعلى مرعاة یعرج بها الانسان من حضيض خطوط  
النفس البهيمية الى اوج العرفان و احسن ما یترنم به العنادل على راس  
الانصان و احکم ما یعقد علی القلب الجنان و یحتنی به انهار الجنان  
و یجنب به النعم و یزاد به الکرم و حمد المفضل المنعم باری النسم خالق اللوح  
و القلم الذی علم الانسان ما لم یعلم و افضل الصلوة علی اشرف الموجودات  
عالم وجود العالم و اسطة خلقة ادم الصادع بالشریعة القائمة جعل  
ملتسائر الملل عن ارتفاع تری البقاء فاطمة عفت بمثل امر الزمن  
لیس له صنو ولا نظیر ولا کفو ولا وزیر غیر ابن عمه ابی الحسن فهو تلو  
و تبته و نزوج ابنته و ابو ذریته و الخلیفة علی امة سید العرب و النجم  
الامیر علی سائر الامم المنعوت علی لسان سید الابرار علی قسیم الجنة  
و النار کرام غیر فرار اعان النبی المختار حین اختار الاغیار الفراء و کربوا  
العاد و السناد علیه و علی سائر اصحاب الکساء و عترته النجباء المعصومین  
المیامین الفرید حجج الله و احد العدد احد الی الامام الثانی عشر الغائب  
عن الابصار و الحاضر فی الامصار الذی یمینه رزق الوفاء و یبقاه شبت  
الارض و السماء یتفجع به کل لانا و کاشراق الشمس تحت القام فیوم .



كل مؤمن إلا من اعرض عن جادة الانصاف وسار الى الخلاف وما  
 يضرب الشمس ان امرها الخشاش فاما من خاف مقام ربه ونهى النفس  
 عن الهوى فان المجزة هي لماوى ومن بركات مولنا صاحب العصر  
 عليه السلام عجل الله فرجه وسهل مخرجه وقبسات مستكوفة وجودة  
 ولمعات انوار فيوضه وجود ظهور هذا العقد الثمين والمعجز المتين  
 والسحر المحلحل والحر الذي ليس له ساحل والكتاب العجيب والتقرير  
 الغريب والتحرير الرشيق المسمجد التحقيق هي دُرَّةٌ بيضاء لا بل مجزة  
 غراء وجوهر مضى وكوكب درى وتحقيقات انيقه وابحات رشيقة  
 كيف لا وهو من نتائج افكار وحيد العصر فريد الدهر البالغ من الفنون  
 اعلاها والفائز من المراتب قصاها على الكعب في العلوم والنقلية تطويل  
 الباع في الكمالات العقلية صاحب الفطنة الوقادة والقريحة النفاذة لك  
 مسالك اهل الحق والتحقيق محرر قصص السبق في ضمائر التدقيق كلامه  
 ملج وبيانه فصيح ان اوجزا عجز ومتى اخترع خرج الفائق على الاتراك شف  
 طرق الحق والصواب جناب مولوى السيد وحيد الدين خان بهادر دامت  
 معاليه وبودكت ايامه ولياليه فامعنت فيها نظره وجلت بها بصره  
 فوجدتها موعظة شافية ولهلاية من عميت قلوبهم كافية حربية  
 بان تكتب بالذهب على صفحات البلور لا بل ان يزبر بالنور على وجنت  
 المحرود ليل واضح لمن عدل وانصف لا من عدل عن الحق واعتسف  
 الفاظها كالدرر الغر في البهاء ومعانيها كانهال الورود في الروق والصفاء  
 فقلت ستجبا هذا بحر الائق ونهر فائق جباضة اترعت للشايدين في رياضته الناظرين

ففي كل لفظ منه روض من المنة ٢٠ وفي كل سطر منه عقد من الله  
عسى لم يرصف مثل الكتاب في غاية المتانة والانصاف في الاظلال  
والاكتاف روضة يرقص الطواويس على اغصان نفعان بهما  
يتفرح الاطيار على اشجار مباينها فلا ادرى اهي خيرات حسان ام الياقوت  
والمرجان لله در فادس هذا الميدان وهل جزاء الاحسان الا الاحسان  
لمولفه طالعت منها حصاة فوجدتها جرد عقيقا عرضة لا مخبر او راقها تذر باوراق  
الذهب سطورها كشتعاع شمس تسطر حست احسنت بها الاخ في الله فمنا  
اذكي رائك الصائب وما اجود ذهناك التاق حيث شمرت عن ساق  
المجد وغاص طبعك النقاد في دماء التحقيق على تلك الجواهر الفريدة  
شكرا لله سعيك بالجزء الاو في وجعل الاخرة خيرا لك من الاولى  
ونفع الله بها سائر المسلمين بحق محمد وآله المعصومين صلوات الله  
عليهم اجمعين وعليك بان تمام هذا الكتاب فانه تذكرة لا ولي الا بالآ  
وعليكم ايها الاخوان في الدين ان لا تتخذوا شيئا فريلانه متاع ثمين  
والظروقة لعين الانصاف ولا تجعلوه ورائكم ظهري لانه بضاعة  
غالية للمحفظ قمين واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين  
هذا ما تيسر لفرقي حتى الجامدة وشكوى الخامدة مع نوع البال  
وتشتت الاحوال في تفريط هذا الكتاب ولولم يبلغ العشار  
من اوصافها ومرامها مصورا معلانا الجاني الا واه ضيا الله او  
كتابه بيميناه حر في اوسط عشرات ربيع الاول واستخرجت تاريخها  
هدايتة الطريق باب الانصاف والتحقيق سنة ١٢٨٥ هـ

ترجمه فارسی تقریظ یعنی شش مذکور به بالا لذیذترین کلام که زبان بآن  
 گویا شود و خوش آیندترین بیان که اطراف سر انگشتان برای آن بکرت آید  
 و روشن ترین گوهرها که گوشه ها را گوشوار باشد و تازه ترین شکوفه ها که  
 در آستین های نوها گسترده شود و بلندترین نردبان که انسان بدان از نشیب  
 خطوط نفس بهیمه با وج عرفان عروج کند و نیک ترین چیزی که ببلبلان بالای سر  
 شاخها بدان مترنم شوند و لائق ترین چیز که بستگی قلب دل بدان باشد و  
 شکوفه های باغ بواسطه آن برچیده شود و نعمت ازان حاصل شود و کرم ازان  
 زیاده شود و کسی است که نهایت فضل کننده و نعمت دهنده و پدید آورنده  
 یا ونیسرها و خالق لوح و قلم است آن کسی که تعلیم انسان کرد بدان چیز که نیست  
 و افضل و رودهاست بر اشرف موجودات که علت وجود عالم و واسطه خلقت  
 آدم است و بیان کننده شریعت قائم است که ملت او بازوارنده است  
 ملت بار از شیر خوردن سینه بقادان کسی است که مادر زمانه او مثل او و دیگر  
 نژاد او را هم شاخ است و نه نظیر و نه کفو و نه وزیر غیر ابن عم او ابو الحسن  
 که او متصل بر تیره او و شوهر دختر او و پدر نسل او و خلیفه بر امت او سید عرب و عجم  
 امیر بر تمام امت ها که صفت کرده شده است بر زبان سید الابرار و آن علی است  
 که تقسیم کننده جنت و دوزخ است و کرام غیر فرار است که نبی مختار را اعانت کرد  
 و قتی که فرار را اختیار کرد و دوزخ را سوار شدند و بر تمام آل عباد  
 اولاد و نجاران او که معصوم و مبارک اند و روشن تر حجت های خدای واحد العبد و اما  
 دوازدهم اند و آن امام دوازدهم غائب از نظر ما و حاضر در شهرهاست که بکرت  
 او خلق روزی می یابد و به بقای او زمین و آسمان ثابت است و خلق از نفع

می یا بدشکل و خشنیدن آفتاب زیر ابرو ایمان می آر و باو هر مومن سوای آنکه از راه  
انصاف اعراض کند و بطرف خلاف رود و هیچ مضرب آفتاب نسبت اگر بشیره آنرا  
ندید و لیکن هر که مقام رب خود را خف کرد و نفس خود را از هوا و هوس باز داشت  
پس تحقیق جنت ماوای اوست و از برکات مولانا صاحب العصر امام مهدی علیه  
السلام است خداوند تعالی ظهور او جلدتر کند و خروج او را آسان نماید و از روشنی های  
چراغ وجود او و ولعاعات انوار فیوض و بخشش اوست ظهور این سلک قیمتی و معجزه  
ستین و سحر حاض و این دریاییست که آنرا ساحل نیست و ظهور این کتاب  
عجیب و تقریر غریب و تحریر خشنده سسمی به حد تحقیق است که این کتاب گوهریت  
نهایت صاف نه که تجرئه ایست روشن و جوهریت روشن کننده یا ستاره ایست  
گوهر وار و تحقیقات نادر و بحث های عمده است و چرا نباشد که این کتاب از نتایج  
افکار و حید العصر فریدالدین است که با علی مدارج فنون رسیده و باقصی مراتب  
فائز شده و در علوم نقلیه پای عالی و در کمالات عقلیه بی طولی دارد و صفا فطنت  
روشن و طبیعت نقاد و در ورنده راه های اهل حق و تحقیق و گرد آرنده نیهای پیش دست  
در میدان باریک بینی و کلام اولیخ و بیان او فصیح است که جایکه اختصار کرد و اعجاب  
نمود و جایکه امر نور را اختراع کرد و دانه را بر روی خاک بر آورد و طریق های  
حق و صواب را ظاهر کننده است یعنی جناب مولوی سید وحید الدین خان بهادر مدارج  
عالیه او دایم و روزها و شبهای او مبارک باد پس بدقت نظر این کتاب را دیدیم  
و نور بصیر از ان جلوه دادیم پس آنرا نصیحتی شنائی و برای هدایت کسانی که  
دلهای آنها نابیناست کافی و دافی است و لائق است بآنکه بر ورق های بلور بزر  
نویشته شود بلکه از نور بر بازوهای حور مرقوم شود و دلیل است واضح بر اے

کسیکه عدل و انصاف کند زانکه از امر حق عدول و تجاوز ورزد الفاظ این  
 کتاب مثل گوهرهای درخشانده است در رونق و معانی آن مثل شگوفهای  
 گلاب اند در رونق و صفای پس از روئے تعجب پرسیدم که آیا این دریاست  
 شفاف و نه نیست فائق که حوضهای آن سیراب گردانند نوشتند گانرا و نه سها  
 آن مسرور گردانند نظر کنندگان را شعر در هر لفظ این کتاب باغیست از آرزو  
 و در هر سطر آن سلکی از دُر ها گویا کتابی مثل این کتاب تصنیف نشد در غایت  
 متانت است و انصاف در اطراف و اکناف این دیار و باغیست که طاووس با  
 بر شاخهای معانی آن قصص میکنند و طائر آن بردخت های اصول آن می سرایند  
 پس دریافت نمی کنم که آیا این کتاب از نیکوهای حسان ست یا که یاقوت و مرجان  
 و چه خوب کار کرده است سوار کار یعنی مولف این میدان و نیست جزای  
 احسان مگر احسان شعر از مولف این تقریظ یک حصه را ازین کتاب مطالعه کرد  
 پس یافتیم آن را یک بحر عمیق که عرض محصور نیست و اوراق این کتاب غلب  
 است بر اوراق طلا و سطرهای آن مانند شعای آفتاب است که سطر کرده شود  
 و چه خوب کار کرده ای برادر راه خدا که چه خوب رای صائب تو ذکاوت  
 کرده است و چه قدر ذهن تو نیز جودت نموده درین که از ساق کوشش بر جید  
 و طبع نقاد تو در انتهای بحر تحقیق فرو رفت برین جواهرهای یکتا خداوند تعالی  
 سعی ترا با جزای وافی تر مشکور گردانند و آخرت را برای تو بهتر از دنیا نمایا  
 و حق تعالی ازین کتاب تمام سلین رافع و بهیچ محمد و آن حصوین او صلوة خدا  
 باد بر آنها اجمعین و لازم است بر تو که این کتاب را تمام کنی چرا که این کتاب  
 تذکره ایست برای صاحبان دانش و واجب است بر شما ای برادران

دینی کہ این کتاب را یک شی نو ایجاد قیاس نہ کنیہ چہ اگر این کتاب سزا عیدست قیمتی  
 و نظر کنید در ان بحیث انصاف و آنرا در امی پشت بای خود بیند از ید چہ اگر این بضاعت  
 گر ان قیمت است و لائق بحفظ است و آخر دعای ما اینست کہ جمیع سپاس خدا را  
 کریم عالمین است این است انچه لطیعت جادین و فکر افسردہ من با وصف  
 ترد و دل و انتشار احوال بتعریف این کتاب پیش آمد اگر چہ دہم حصہ اوصاف  
 و رتبہ مقدار آن را نرسید و علو این کتاب ہمیشہ باد منہم بندہ عاصی و امیدوار  
 رحم ضیاء اللہ کہ نامہ اعمال او بدست راست او باد سر قوسہ اوسط عشرات  
 ربیع الاول ۱۲۹۰ ہجری و برای این کتاب یک اسم تاریخی بر آوردم و  
 ہدایت الطریق و باب الانصاف و التحقیق ۱۲۹۰ ہجری —  
 سینر و ہم فواب انیس الدولہ بہادر مٹیا برج کلکتہ کہ موصوف الیہ فی اپنی  
 خطمین بہ نسبت اس کتاب کی یہ را می دی کہ یہ کتاب دلیل لیاقت اور  
 راستبازی کی ہماری ہو اور لکھا ہو کہ جناب مجتہد العصر مرزا محمد علی صاحب  
 نے اس کتاب کو بہت پسند کیا۔

چہار دہم سید علی حسین صاحب مختار کار ساکن ٹانڈا ضلع فیض آباد کو وہ  
 اپنے خطمین یہ بات لکھتی ہیں کہ بذریعہ اس کتاب کے اُس جو ارمین ایک شہرت  
 ہماری لیاقت اور تحریر آزادانہ کے ہوئی ہو اور بعد اسکے چند سفیان صوفی  
 مشرب کا بھی ذکر مناسب ہو کہ جنہوں نے بڑی تپاک سی اس کتاب کو قبول کیا  
 اول جناب سید امیر علی شاہ صاحب جاگیر دار بودہ ضلع اگرہ کہ جو ایک  
 بہت کریم النفس آدمی ہیں اور انکی بہائی جناب سید منظر علی شاہ صاحب  
 بھی ایک بزرگ شخص ہیں دوم سید انور علی شاہ صاحب سجاوہ نشین کہل گاون

ضلع بہاولپور اور خاص شہر پٹنہ میں چند صاحبان شیعہ مذہب کے قابلِ خدمت بالذکر  
ہونگی ہیں کہ قدردانی خاص اس کتاب کی فرمائی اور اسامی گرامی اُنکے بغیر  
یادگار حسب ذیل لکھی جاتے ہیں۔

۱ جناب شاہ سید الفت حسین صاحب کہ فارسی دانی میں کمال رکھتے ہیں اور  
نہایت نادر روزگار ہیں اور بہت سی کتابیں مثل دبستانِ خلاق وغیرہ کی انکی تصنیف ہیں

۲ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب لاجواب مجمع البحرین۔

۳ جناب مولوی سید زین الدین حسین خان صاحب بہادر بلگرامی کہ بعد ترک

خدمت کی توطن و پیشن اپنا پٹنہ میں قبول کیا ہو اور لیاقت انگریزی اور عربی

و فارسی میں نادر روزگار اور مروت و خوبی میں بے مثل ہیں اور شرف نسب علی

سیادت کا انکی سب اوصاف ذاتی پر مزید ہو اور بہت مجموعی حسب نسب

کی کون انکا مقابل ہو سکتا ہو سوای برادر بزرگ انکی جناب مولوی سید

اعظم الدین حسین خان صاحب بہادر مرحوم سی اس آئی کہ وہ ہیکو ایک چوٹا بہائی

اپنا سمجھتے تھے اور بڑی خوشی کی بات یہ ہو کہ جناب سید زین الدین حسین خان صاحب

بہادر کی اولاد بھی بہت لائق و شایستہ ہوئی اور عزیز سی حسین صاحب کبیر

انکی بسیر کا حیدر آباد کے ایک عمدہ جلیلہ پسر فراز ہیں اور جناب عالی سر سارا جنگ

بہادر کی بی بی سنی انکو بہت عزیز رکھتی ہیں۔

۴ جناب نوروز علی خان صاحب تخلص کیتا خلف الصدق نواب امان علی خان صاحب

مرحوم کہ ایک شخص نہایت لائق ہیں۔

۵ جناب سید مظفر علی صاحب ناظر عدالت دیوانی کہ ایماندار اور راست بازی

انکی قابلِ تقلید ہو۔





سنی نباشد سو اسکی جگہ پر ہم یہ سمجھتی ہیں کہ مردوسن سنی نباشد یعنی وہ  
سنی کہ جو معاویہ شاہی ہوا اور مال نہ ہو کہ ہر گاہ خود حضرت امیر علیہ السلام  
فی مجبوری یا کسی طرح خلافت کو منظور کرتے تو ہکو اس خلافت میں کچھ  
کچھ گنہگار نہ ہوں نہ ہوں اور ضروریہ بات مستنبط ہوتی ہو کہ اصل درجہ  
خلافت نہ مابہری کا حضرت امیر علیہ السلام کی نظر میں کچھ زیادہ تر نہیں تھا  
شعربو علی قلنہ روح

زال دینار از ان زد پشت پا تا نیاید در نگاہ اولیا  
اور صاحب مناقب مرتضوی نے جو کہا ہے کہ خلافت دو طور پر ہو ایک خلافت  
کبریٰ اور دوسری صغریٰ اور اس بڑی خلافت کبریٰ میں حضرت علی اور اولاد  
انکی یعنی تمام و اولاد امام جانشین پیغمبر خدا کی ہوتے گئے اور دوسری خلافت  
صغریٰ یعنی چوٹی خلافت مابہری ہو کہ جو ابوبکر سی پیش بریں تک رہی پس  
اگر یہ اعتقاد قبول کر لیا جائی تو سینوں کو بیان فضائل حضرت امیر میں کچھ حاجت  
پیچ و تاب کہانی کی نہیں ہو مگر چونکہ خلافت کو استحقاقاً صحیح کرنا منظور ہو تو جب تک  
کہ حضرت علی کی شان گھٹائی نہیں جاوی تو اصل مطلب سنی کا حاصل نہیں ہو سکتا  
ہو اور اسی واسطی سنی لوگ علاوہ خلافت پانہکی اس آفت و عذاب آخرت میں  
مبتلا ہو گئی موافق اس مثل انگریزے کے کہ ایک عیب سی دوسرا عیب پیدا  
ہوتا ہو اور جب یہ امر منظور ہو تو واسطی بند و بست اور بند چھند آسکے  
چند امور قائم کئے گئے۔

اول یہ کہ افضل البشر بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی داخل کتب  
اس میں کہ بہترین مردم بعد حضرت نبی کے ابوبکر ہیں اور بعد انکی

عمر اور بعد انکی عثمان اور بعد انکی علیؑ اور اسی بنیاد پر ایک قول تفصیل شیخین کا اصول دین میں سے قائم کیا گیا۔

و وہم یہ کہ معاویہ برکت اللسان ہو یعنی کچھ بہت بولو اور حضرت علیؑ پر جو معاویہ نے لعنت علانیہ منبر پر جاری کی تو اس فعل کا فرانہ کو بھی ایک خطای اجتماعی سمجھو اور اصل غرض اس قاعدہ سی یہ ہو کہ جب معاویہ پر زبان رو کی گئی تو اب آئندہ خلفائی تلمذ پر کیونکر زبان کھلی گی اور کچھ شک نہیں کہ معاویہ ایک چور پر اسنیونکا ہی سیو ہم یہ کہ مشاجرات یعنی اختلافات باخود صاحب کو مست دیکھو ظاہر ہو کہ جب کچھ حال نہیں دیکھا جائیگا تو اصل حال مخفی رہیگا مگر جب حال مشاجرات کا لکھنے والے لکھ گئے ہیں تو الزام ان لکھنے والوں پر ہوگا نہ پڑھنے والوں پر بہر حال بملاحظہ احادیث و آیات قرآنی و دیگر صفات ذاتی اور کرامت اقسام معجزات حضرت امیر علیہ السلام کے علوم مرتب انکا کیا گھٹ سکتا ہو بیت گرنہ بنید بروز شپہ چشم ۛ چشمہ آفتاب راجہ گناہ اور سنیون کو واجب ہو کہ ہماری شکر گذار اس بات کے ہوں کہ ہم مقابلہ شیعوں کے کچھ بزرگی خلفائی تلمذ کی بلاہ قابلہ انکے ساتھ حضرت علیؑ کے ثابت کیا جاتے ہیں مگر ہم کیا کہیں کہ فضیلت صحابہ کو کون پوچھتا ہو کہ مجر و فضیلت مجھے ثابت کرنی ہو کہ بہت دشوار ہو کہ تمام عمارت عالی شان سنیون کی بنظر انواع کتب ہای تفسیر و حدیث و کتب فقہ و غیرہ کے اگرچہ کسی فقہ ر بلند ہو مگر اصل بنیاد اسکی تاسر بالو پر ہو اور سنیون کو البتہ ایک بات پر نازش ہو سکتی ہو کہ اولیاء اللہ اسی طریقہ سنیون میں ہیں مگر دراصل یہ نازش بھی محض بے اصل ہو اسواسطی کہ تمام اولیاء اللہ و اہل باطن کا اعتقاد بہ نسبت افضلیت اور مولای کل ہونی

حضرت امیر علیہ السلام کی ہر اور کسی کو اعتقادِ افضلیت کسی صحابہ کا نہیں ہر  
 اور یہ لوگ اپنی فیوض و برکات باطنی کو درگاہ والا جاہ حضرت امیر علیہ السلام  
 سی اور باقی دوازدہ امام سے جانتے ہیں اور مناقب مرتضوی ملاکشفی  
 میں یہ بات خوب لکھی ہے کہ عداوت اصحابِ ثلاثہ کی رفض ہر نہ محبت علی کی بہت  
 من علی را دوست دارم خلق گوید را پس خدا و مصطفیٰ جبریل باشد رافضی  
 اور تعصبِ بنیان زمانہ کا اس درجہ تک پہنچا کہ بعض تحریر میں والصلوة علی  
 محمد و اصحابہ و آلہ اور ایک تحریر میں اللهم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ و اہل بیتہ  
 دیکھا گیا اور یہ لوگ گویا اس اولٹ پلٹ کو ایک سرمایہ فخر اپنا سمجھتی ہیں مگر  
 اس بات سی غافل ہیں کہ خود اپنی نماز پنجگانہ میں درود حسب ذیل پڑھتی ہیں  
 اللهم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم  
 و علی آل ابراہیم انک حمید مجید و بارک و سلو علی  
 محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید  
 اور یہ اہتمام نوایجاد تقدیم و تاخیر آل و اہلبیت کا بخوبی تمام خبر دیتا ہے کہ سنیان  
 زمانہ کی نظر میں آل و اہلبیت کی کچھ عظمت نہیں ہے اور

### رباخی حضرت سعدی کی

کشف الذبحة بجالہ

بلغ العلما بکمالہ

صلوا علیہ و آلہ

حسنیت جمیع خصالہ

گویا کچھ وزن نہیں رکھتی ہر اخوندی باقد من ذلک

کہ بہتر ہوئی کسب شی آل رسول

ہوایہاں سی ظاہر کمال رسول

شعرا و حفظ

پر شمعان منشین حافظا تو لا کن : نجات خویش طلب کن بجان ہشت چیل  
 اور بلا خطہ حال تعصب بنیان خارجی مشرب کی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے مزہ  
 سکوستام و امید حکومت ری کا انہوں کے دلونہیں اتیک سایا ہوا ہے اور اگر  
 وہ وقت ملی تو پھر وہی تاشا استحصال بالجہ خلافت و باغ فدک وغیرہ کا ورواج  
 امن برینے کا کہ جو بکایہ اجماع وغیرہ کے جائز یا خطای اجتہادی سمجھا جاتا ہے وہ کھلا دیا  
 جاتا ہے اور اس جگہ پر قول لارڈ بیکن کا خوب برجستہ ہے کہ رگ وہی ہو مگر وہ خون نہیں  
 ہے اور حال میں ایک سنی صاحب نے ہمسے کہا کہ اس کتاب پر تحقیق میں وہی پرانی  
 باتیں ہیں اور کوئی نئی بات نہیں ہے جو اب اسکی ہمنے کہا کہ امر دینی میں ناقبل بارہ سو  
 برس کی ہم نہی نہ کہانی پیدا کر سکتی ہیں اور نہ ایجاد کسی مرنو کی ہو کہ منظور ہو تب سنی صافی کہا کہ  
 مشکوٰۃ المصابیح کوئی کتاب صحیح نہیں ہے اور اسکی جواب میں ہنی کہا کہ مشکوٰۃ المصابیح میں حدیثیں  
 بلفظ رواہ البخاری یا رواہ مسلم یا رواہ الترمذی وغیرہ کے مذکور ہیں مگر  
 آپ کو شک ہے تو ان کتابوں سے مقابلہ کر لیجی اور کیا خود صحیح بخاری و مسلم سے  
 روایت کرنی ہو کہ صحیح بخاری مع شرح قسطلانی و صحیح مسلم  
 مع شرح نووی اور سنن ابوداؤد وغیرہ ہماری پاس موجود ہیں مگر ہمنی دیکھا کہ اگرچہ  
 سنی صاحب موصوف کچھ ڈھیلے ہوئے اور کچھ ہماری بات کو تسلیم کرتے گئے  
 مگر تا مگر استیصال انکی تعصب کا ہمسے نہیں ہو سکا انک لاف ہدیٰ من اجبت  
 ولكن الله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم یعنی ای رسول ہدایت  
 نہیں کرتا ہے جسکو تو چاہے مگر خدا ہدایت کرتا ہے جسکو وہ چاہے۔

### فصل ۱۸۲

اس فصل میں احادیث مشکوٰۃ المصابیح باب وفات النبی متعلق بیماری و وفات

حضرت رسول خدا کے مذکور ہوئے ہیں اور شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی  
عنوان شرح ین باب وفاة النبیؐ کی چند باتیں لکھتے ہیں۔

**اول** یہ کہ حضرت رسول خدا کو صداع یعنی درد سر اور آخر ماہ صفر میں ہو کر  
رات دو رات رہا تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ ابتدائی مرض اول ربیع الاول  
میں تھا اور ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ابتدائی مرض شہر صفر میں ہو کر کے دور آ  
رہا تھا اور وفات آپ کا ۱۲ ربیع الاول کو ہوا اور سلیمان تیمی کی راہی ہے کہ ابتدا  
مرض ۲۲ صفر روز شنبہ کے تھا اور وفات آپ کا بروز دوشنبہ دوم ربیع الاول  
کی ہوا اس حساب سے کہ وفات سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بتاریخ ۳ رمضان کی  
ہو اور لوگوں کو اس بات پر اتفاق ہو کہ زندگی حضرت فاطمہؑ کی بعد پیغمبر خدا کے  
بقدر چھ مہینے کے تھی فقط غرض ہر گاہ تاریخ وفات میں ایک ایسی بڑی سردار  
کونین کے اس قدر اختلاف ہو تو دوسرے اختلافات امور و جزوی کے  
کیا حد ہو سکتی ہو یہاں تک کہ مانہ پنج وقتی بھی بلا اختلاف نہیں ہو اور اصل بات  
یہ معلوم ہوتی ہو کہ درمیان قوم عرب اہل مدینہ کے کچھ رواج عام لیکن پڑھنے کا  
نہیں تھا پس بعد مروجہ حد کے روایت ہر شخص کی یہ بنیاد و خیال خود میں شخص کی ہو  
ووم یہ کہ حضرت رسول نے عبد الرحمن ابن عوف کو حکم دیا کہ لی آؤ ایک شانہ  
بکری کا یا ایک تختہ تاکہ لکھوں میں ایک کتاب واسطی ابو بکر کے اور عبد الرحمن  
ابن عوف اٹھکر لانے کو چاہتے تھے تب آپ نے فرمایا کچھ حاجت نہیں ہے  
خدا اور مسلمانان اس بات سے فرق رہیں کہ نسبت ابو بکر کے اختلاف کریں  
سو یہ تقریر شاہ صاحب کی صرف براہ تعصب سنیت کے ہے اس واسطے  
کہ اگر یہ روایت سچ ہو تو حاجت رجوع بطرف اجماع کے کیا ہو کہ اس حالت میں

خلافت ابو بکر کی تو خود از روی نص ثابت ہوتی ہو اور یہ ایک ثابت بنا نا شاہ صاحب کا  
صرف ایک اس بات سی بھی ظاہر ہو کہ حضرت عمر کے مزاحمت کرنے کو بلفظ حسبکم  
کتاب اللہ کی اور شور و غوغا ہونے کو درمیان اصحابوں کے اور ارشاد حضرت  
رسول کو کہ اوجھ جاؤ تم لوگ ہماری پاس سے شاہ صاحب بالکل ہضم کر گئی ہیں  
اور ظاہر ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۶ ھ کی بروایت ابن ابی ملیکہ کی حسب علی  
قال سمعت عائشة ورسالت من کان رسول اللہ مستخلفا لو استخلف  
قالت ابو بکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر فقیل من بعد عمر قالت ابو عبیدہ <sup>الحکم</sup>  
یعنی کہا اُس ابن ابی ملیکہ نے کہ سنا میں نے عائشہ کو اور سوال کیا ہمنی اُس سے  
کہ اگر حضرت رسول کسی شخص کو خلیفہ بناتی تو وہ کون شخص تھا کہ اُسکو خلیفہ بناتی  
تب عائشہ نے کہا کہ ابو بکر تب پوچھا گیا کہ بعد ابو بکر کے کون تب عائشہ نے  
کہا کہ عمر تب پوچھا گیا کہ بعد عمر کے کون تب عائشہ نے کہا کہ ابو عبیدہ جراح پس  
اس حدیث سی تمام تر ظاہر کہ حضرت رسول نے درحقیقت کسی شخص کو خلیفہ نہیں  
بنایا تھا اور ہر گاہ حضرت رسول خدا نے قریب دو ماہ قبل انتقال اپنی حضرت  
مولی علی علیہ السلام کو بروز غدیر خم کے مولی کل شخص کا قرار دیا تھا تو یہ بیان  
شاہ صاحب کا کہ حالت مرض میں واسطی لکھنی خلافت ابو بکر کے شانہ بکری کا مانگا  
تھا صریح لغو و باطل ہو اور کچھ شک نہیں کہ اگر سنیوں کا پس چلے تو خلافت ابو بکر کو  
از روے نص کے ہی بنا دین اور سو امی اسکی شرح میں حدیث ابن ملیکہ کے  
خود شاہ صاحب لکھتی ہیں کہ وقت خلافت پانچویں کی حضرت ابو بکر نے کہا کہ بخو خلافت  
سی کیا علاقہ ہو کہ یہ خلافت حق علی اور عمر اور ابو عبیدہ کا ہو پس اگر فی الواقع  
حضرت رسول خدا نام حضرت ابو بکر کا زبان پر لائے ہوئے تو حضرت ابو بکر یہ



معذرت و انکار کسواسطے کرتے اور یہ کہنا حضرت ابوبکر کا کہ خلافت حق علی و عمر و ابوعبیدہ کا ہو محض براہ سرسری و حق بر زبان جاری کے تناور نہ حضرت ابوبکر فی تو آخر خلافت میں اپنے کچھ حضرت علی کو یاد نہیں کر کے خاص شرت عمر کو بقاعدہ اصل جناء الاحسان کا احسان کی خلیفہ بنایا پس گاہ اُن کو کوئی قول و فعل کا یہ حال۔ بہر تو تفصیلت الکی عجلیہ کثرت ثواب کی کس بنیاد پر ہو سکتی ہو سو ہم یہ کہنا نہ رض رسول خدا میں سترہ وقت کی نماز امامت حسب اجازت حضرت رسول خدا کے حضرت ابوبکر نے انجام دی سو اس بات میں کچھ عذر نہیں ہو سکتا ہو مگر یہ امر قابل ذکر کرنے کے ہو کہ امامت معمولی نماز کی کچھ دلیل افضلیت کسی شخص کے نہیں ہو سکتی ہو اسواسطی کہ حدیث مندرجہ فصل نمبر ۱۲ اسی ظاہر کہ بوقت جانے نزوہ تبوک کی حضرت رسول نے حضرت علی کو تشبیہ ہارون باموسیٰ کر دیکر کے واسطے خیر گیری اہل و عیال کے خلیفہ بنایا تھا مگر امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو ری تھی حالانکہ خود سنی لوگ بھی بذریعہ اس امامت نماز کے ابن ام مکتوم کو حضرت علی پر کچھ تفضیل نہیں دیتے ہیں پس یہ امامت نماز ابوبکر کی بھی کچھ دلیل افضلیت کی نہیں ہو سکتی ہو بلکہ اس اجازت امامت نماز سے جو ابوبکر اور ابن ام مکتوم کو دی گئی یہ بات ظاہر ہوتی ہو کہ امامت نماز کی بطور مودنی بلال کے ایک عمدہ خاص ہو کہ جس میں کچھ افضلیت شرط نہیں ہے۔

چہارم یہ کہ عباس نے حضرت علی کو کہا کہ ہم اولاد عبد المطلب کے چہرہ قریب سوئے کو پیچانتے ہیں اور ہم ڈرتے ہیں کہ پیغمبر خدا اس بیماری سے جان بر نہونگے سو پیغمبر خدا سے خلافت طلب کرو تب حضرت علی نے کہا کہ تم اس بات کو چاہتے ہو کہ اگر ہم خلافت طلب کریں اور پیغمبر خدا وہ خلافت ہم کو دین تو لوگ

ہرگز نہیں ہونے دینگے سو اس واسطے ہم ہرگز خلافت طلب نہ کریں گے تو اس سے حال اصحاب حاضرین کا خوب معلوم ہوتا ہو کہ باعتبار حضرت علی کے یہ بات تھی کہ اگر حضرت رسول خدا حضرت علی کو ایام مرض میں اپنی خلافت دیتے تو باوصف اسکے بھی خلافت علی کو نہیں ملتی پس ہر گاہ یہ حال تھا تو مالک دینا وصیت خم غدیر کا عین قرین قیاس ہو اور تفرقہ قریشی اور ہاشمی کا یہاں تک تھا کہ ایک حدیث اسکی فصل نمبر ۳۹ میں مذکور ہو کہ حضرت عباس آمی حضرت رسول خدا کے پاس گایت کرتے ہوئے کہ درمیان ہملوگ ہاشمی اور قریش کے کیا قصہ ہو کہ جب قریش آپس میں ملتے ہیں تو خوش خوش چہرہ سے ملتی ہیں اور جب ہملوگ ہاشمیوں سے ملتے ہیں تو دوسرے چہرہ و منہ سے ملتی ہیں کہ اسپر حضرت رسول خدا غضب آلودہ ہوئے یہاں تک کہ چہرہ آپ کا سرخ ہو گیا پس جب یہ حال تھا تو انتظار مشورہ حضرت علی کا جو کہ کفن و دفن میں حضرت رسول خدا کے مصروف تھے کیونکر کیا جاتا اور حال تفرقہ قریش ہاشمی کا اس حال سے تمام شہر ظاہر ہو کہ باوصف اس بات کی کہ حضرت ابو بکر نے فرقی علی و عمر و ابو عبیدہ کا اقرار کیا تھا اور نام حضرت علی کا اول لیا تھا حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا اور حضرت عمر نے جو قریب انتقال اپنی نام چھ شخصوں کا لیکر کے کہا تھا کہ تین روز میں مشورہ کر کے ایک شخص کو ان چھ شخصوں میں سے خلیفہ بنایا جائے سو اس مرتبہ بھی نام حضرت علی کا مقدم اور نام عثمان سے بالاتر تھا مگر ایک روز میں مشورہ طے کر کے حضرت عثمان خلیفہ بنائے گئے اور بعد حضرت عثمان کے جو حضرت علی اتفاقاً خلیفہ قرار دے گئے تو یہ امر اس قدر شاق ہوا کہ حضرت علی کو جنگ جمل و صفین سے مطلق فرصت نہیں دی گئی اور آخر واقعہ کربلا میں خوب اچھی طرح سے خاتمہ خاندان نبوت کا

کیا گیا مگر خدا نہیں مارے تو کون مار سکتا ہو یعنی ایک شخص باقی حضرت امام چارم  
 زین العابدین علیہ السلام سے حسب دعا ر اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کے  
 بڑی برکت اس نسل مبارک میں ہوئی چیم یہ کہ کتاب شواہد النبوت میں ہے کہ حضرت  
 علی سے لوگوں نے پوچھا کہ سبب آپ کی فہم اور حافظہ کا کیا ہے حضرت علیؑ نے  
 کہا کہ حضرت رسول کے غسل دینے میں پانی غسل کا جو آپ کی پلکوں میں جمع ہو گیا  
 تھا سو اُسکو ہمنے اپنی زبان سے چوس لیا اور ہم جانتے ہیں کہ یہ قوت فہم اور  
 حافظہ کی بہ برکت اُسی پانی کے ہو مگر تمام حالات سی ظاہر کہ فضائل حضرت علیؑ کے  
 جو کچھ ہوں مگر خاص امر خلافت میں وہ سب فضائل حسب اصول سنیوں کے  
 بیکار ہیں بہر حال احادیث باب وفات النبی کے حسب ذیل ہیں۔

**حدیث نمبر ۱** عن البراء قال اول من قدم علينا من اصحاب رسول الله  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصعب بن عمر ابن ام مکتوم فجلس  
 یتقرأنا القرآن ثم جاء عمار و بلال وسعيد ثم جاء عمر بن الخطاب في  
 عشر من اصحاب النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم جاء النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 ثم ادنا من اهل المدينة فرحوا بتي فرحهم بحتي ايت لولايد والصبيان يقولون هان  
 رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاء حتى قانا سجع اسود بأكلا على في سومر مثلها  
 من المفصل واه البخاري ثم ترجمہ روایت ہے ہر ابن عازب نصاریٰ ہی کہا اُس برائی کا اول  
 اُن لوگوں کے جو مملوک کے پاس آئے اصحاب رسول خدا کی مصعب ابن عمر اور  
 ابن مکتوم ہیں پس پڑمائی لگے وہ دونوں ہم لوگوں کو قرآن تب آئی عمار ابن یاسر  
 اور بلال اور سعد ابن ابی وقاص تب اُسکی بعد آئی عمر ابن الخطاب بشمول پیش  
 اصحاب نبی کے تب آئی خود نبی پس نبین دیکھا ہمیں اہل مدینہ کو خوش ہوتی ہوئی

ساتھ کسی شے کے مثل اُس خوشی کے یہاں تک کہ دیکھا ہنسی لڑکیوں کو اور لڑکوں کو کہتے ہوئے کہ یہ رسول اللہ ہیں کہ آئے ہیں پس نہیں پہونچے تھے وہ رسول کہ ہم لوگ سیکھ چکے تھے سبح اسمہ ربک الاعلیٰ کی صورت کو مع چند سورتیں مثل اُسکی زیادہ مفصل سی روایت کی اُسکو بخاری نے فقط اس حدیث میں کچھ حاجت زیادہ رای دینے کی نہیں ہو مگر اسقدر کہ اس حدیث سی یہ بات ظاہر ہوتی ہو کہ مدینہ میں پہونچتی تک حضرت عمر جو پیش صحابیوں شمول میں مدینہ پہونچے تھے کوئی خاص و ممتاز تر صحابیوں میں سے نہیں تھے بر خلاف حضرت علی کے کہ اُنکا مخصوص و ممتاز ہونا ابتدا سے انتہا تک ایک آب و تاب سی ہو کہ حضرت علی عین خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور پیدا ہو کر کے اول اول نظر آپ کی حضرت رسول خدا پر پڑی اور آغوش نبی میں پرورش پاکر نو برس کی عمر میں اسلام قبول کیا اور حضرت رسول خدانی حضرت کو اپنے فرش پر سلا کر کے رات کے وقت ہجرت کی اور اُس سے غرض یہ تھی کہ کافر لوگ حضرت علی کو حضرت نبی مجہدین اور بروقت جنگ خیبر کے علم حضرت علیؑ کو ملا اور جنگ احد میں سب صحابہ لوگ بہاگ گئی مگر ایک حضرت علیؑ لڑتے رہے اور آخر کا غسل و کفن و دفن حضرت رسول خدا کا بدست مبارک حضرت علیؑ کے انجام پایا اور جب تک اس کام سے فرصت نہیں ہوئی حضرت علیؑ نے مطلق توجہ و التفات بطرف خلافت کے نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۱۷۰۰ عن ابی سعید الخدردی ان رسول اللہ علیہ والہ وسلم جلس علی المنبر فقال ان عبدًا خیرہ اللہ بین ان یوتیہ من ذہرہ الدنیا ماشاء و بین ما عہدہ فاخار ما عہدہ فبکی ابو بکر قال فہیئناک

بابائنا وامهاتنا فبجنا انفقنا الناس، انظر الى هذا الشيخ يخبر رسول الله  
 صلى الله عليه وآله وسلم انه عن عبد خيرة الله تعالى بين ان يوتيه وامهاتنا  
 فكان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هو المخير وكان ابو بكر اعلم ما متفق عليه  
 ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہ تحقیق کہ رسول خدا اطمینان اور  
 منبر کے پانچ رات قبل موت اپنی پس کہا اُس رسول نے کہ تحقیق کہ ایک بندہ  
 ہو کہ مختار کیا اُسکو خدا نے درمیان اس بات کی کہ عطا کرے اُسکو نعمت دنیا  
 کی جو وہ چاہے اور درمیان اُسکی جو نزدیک اُس خدا کے ہو پس اختیار کیا  
 اُس بندہ نے اُس چیز کو جو نزدیک خدا کے ہے تب روئے ابو بکر اور کہا  
 فدا ہوں ہمارے باپ اور ماں آپ پر پس ہم لوگوں کو تعجب ہوا اس بات پر  
 اور لوگ بولے کہ نظر کرو بطرون اُس بڑے کے کہ رسول اللہ خبر دیتی ہیں  
 ایک بندہ کی کہ بسکو خدا تعالیٰ نے اختیار دیا تھا درمیان اس بات کی کہ وہ  
 اُسکو نعمت دنیا کی اور درمیان اُس چیز کے جو کہ نزدیک اُس خدا کے ہے  
 اور بڑا کم رہا ہی فدا ہوں ہلوگوں کے باپ اور ماں آپ پر پس غصے خود رسول  
 خدا وہ بندہ مختار اور تھے ابو بکر عالم تر ہلوگوں کے متفق علیہ اس حدیث کے  
 یہ بات ظاہر ہوتی ہو کہ حضرت ابو بکر خوب مزاج دان حضرت رسول خدا کی تھے  
 حدیث نمبر ۳۷۰۰ وعن عقیبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
 على قتلة ائمة بعد شان سنين كالمودع للاحياء والاموات ثم طلع المنبر فقال  
 الى بينا بديكم فطر وانا عليكم شهيد و ابن مودعكم المعوض الى انظر الى انا  
 معاً هذا و ابى قد اعطيت مغالغ خراين الارض انى لت اخشى عليكم ان لشكر ابعث  
 ولكن ائمة عليكم الدنيا ان تنافسوا في ما و لا بدفهم فقطوا فتهلكوا كاهلك من كانكم

ترجمہ اور روایت یہی عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اُس نے کہ نماز جنازہ کی  
 پر ہی رسول خدا نے اوپر مقتولان جنگ اُحد کے آٹھ برس کے بعد مثل  
 اُس شخص کے کہ خصت کرتا ہوں زندوں اور مردوں کو اور اسکے بعد چڑھے  
 حضرت رسول منبر پر اور فرمایا کہ میں تم لوگوں میں فرط ہوں یعنی آگے جانے والا  
 ہوں اور میں تم لوگوں کا گواہ ہوں اور تحقیق کہ وقت ملاقات تم لوگوں کا وہ  
 حوض کوثر ہے اور میں دیکھ رہا ہوں اُس حوض کوثر کو حالانکہ میں اسی جگہ پر  
 ہوں اور تحقیق کہ کنجیان خزانہ ہا می زمین کی مجکودی گئیں اور تحقیق کہ مجکوبین  
 خوت ہے تم لوگوں سے کہ شرک کرو گے تم لوگ بعد میرے ولاکن میں خوت  
 رکھتا ہوں تم لوگوں پر بابت دنیا کے کہ رغبت کرو گے تم لوگ اوس  
 دنیا کی طرف اور زیادہ کیا بعض اُن اویوں نے کہ قتال کرو گے تم لوگ  
 آپس میں پس ہلاک کرو گے تم لوگ جیسا کہ ہلاک ہوئے وہ لوگ کہ قبل تمہارے  
 تھے متفق علیہ ہی فی الواقع حضرت رسول خدا احوال طبایع سے اپنے صحابیان  
 خوب واقف تھے کہ جیسا کہ آپ فی ارشاد فرمایا کہ تم لوگ شرک کرو گے لیکن بہت  
 طرف دنیا کی کرو گے اور جنگ و جدال کرو گے اور ہلاک ہو گے سو ویسا ہی  
 ہوا کہ کسی صحابی نے شرک اختیار نہیں کیا مگر بجز انتقال فرمانے حضرت  
 رسول خدا کے چند صحابی لوگوں نے وصیت ختم غدیر کو نسبت حضرت علی کے  
 مثال ٹول کر کہ حضرت ابوبکر کو خلاف اُس وصیت کی خلیفہ بنا دیا اور معاویہ  
 تو کمر باندہ کر کہ حضرت علی سے خوب لڑا اور ہزار مسلمان ماری گئے اور  
 یزید بطمع خلافت کے روادار خونریزی حضرت امام حسین شہید کر بلا کا ہوا  
 اور بعد اسکی تازمانہ سلطنت عباسیوں کی برابر سادات کشی جاری رہی

در خلافت ثلاثہ تک ہم کو منظور رہو کہ خود ہمارے خاوند حضرت علیؑ فی طوعاً و کرہاً  
 منظور کیا اور ہم دیکھتی ہیں کہ زمانہ خلافت ثلاثہ کثرت میں اسلام کو بہت فی  
 حدیث تمہید و عن عائشہ قالت ان من نعم الله على ان رسول الله صلى الله  
 عليه وآله وسلم توفي بيدي وفي يومى وبين سحرى وخمرى وان الله جمع بيدي ولقيته عند  
 موته دخل على عبد الرحمن بن ابى بكر وبيده السواك وانا مسندة رسول الله صلى الله  
 عليه وآله وسلم فرأيتہ بنظر اليه وعرفت انه يجب السواك فقلت اخذها لك  
 فاشاد براسه ان نعم فتناولته فاشتد عليه وقلت لنيه فاشاد براسه  
 ان نعم فليئت فامرته وبيدي به ركوة فيها ماء فجعل يخل يديه في الماء فيمسح بها وجهه يقول  
 لا اله الا الله ان الموتى سكرات ثم نصيبه فنجعل يقول في الوفق الا على اخترت  
 الوفق الا على حتى قبض ومالت يده سرا والا الخمار سے ترجمہ اور روایت ہر  
 عائشہ سی کہ کہا اُسنی کہ احسانات خدا سی عجیبات ہر کہ حضرت رسول مری میری گہرین اور  
 میری باری کی دن میں اور در میان سینہ و گردن میری اور یہ بات کہ تحقیق کہ خدا فی جمع کیا  
 در میان آب دہن میرے اور آب دہن اُسکی بوقت موت اُس رسول  
 کی اور عبد الرحمن ابن ابوبکر یعنی برادر عائشہ کے آی میری پاس اور ہاتھ  
 میں اُنکے اک مسواک تھا اور ہم تکبیر دے ہوئے تھے رسول خدا کو  
 تب دیکھا ہم نے اُس رسول کو نظر کرتے ہوئے بطرف اُس مسواک کے  
 اور معلوم کیا ہم نے کہ وہ رسول چاہتے ہیں اُس مسواک کو پس پوچھا ہم نے  
 کیا لی لون میں اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت رسول  
 فی اپنی سہری کہ ان تب وہ مسواک ہم نے اُس عبد الرحمن سے لیکر کے  
 حضرت رسول کو دیا تب گراں گذرا حضرت رسول کو وہ مسواک تب



پہننے کہا کہ ہم ملائم کر دین اُس مسواک کو واسطے تیرے پسٹل شمارہ کیا حضرت  
 رسول نے اپنے سر سے کہ ہاں تب ملائم کر دیا پہننے اُس مسواک کو تب پہلا  
 آنحضرت فی اُس مسواک کو دانتوں پر اور سامنی آنحضرت کے ایک کوزہ  
 تھا کہ اُس میں پانی تھا تب آنحضرت دو نو ماتھے اپنے اُس پانی میں داخل  
 کرنے لگے اور منہ اپنا مسح کرتے تھے اور فرماتی تھی لا الہ الا اللہ ان الموت  
 سکوات یعنی نہیں کوئی معبود ہو مگر وہ خدا تحقیق کہ واسطے موت کی ہی  
 سکرات تب اُٹھایا آنحضرت فی اپنی ماتھے کو اور فرمانے لگے ہمکو رفیق اعلیٰ آمین  
 داخل کر کہ اختیار کیا ہم فی درجہ رفیق اعلیٰ کو یہاں تک کہ قبض روح ہوا  
 آپ کا اور ڈھلک گیا ماتھے اُس رسول کا روایت کی اُسکو بخاری نے فقط  
 حدیث نمبر ۴۰۰۰ وعنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 یقول ما من بنی مرسل الا خیرین الدنیا والاخرۃ وكان فی شکوۃ الذی قبض خذ لِحِیَّتِہِ  
 شدیدۃ فسمعتہ یقول مع الذین انعمت علیہم من النبیین الصدیقین والشہداء  
 والصالحین فقلت انه خبر متفق علیہ مترجمہ روایت ہو اُس عائشہ سی کہ کہا اُس  
 عائشہ فی کہ سنائیں فی رسولی کو کہتی ہوئی کہ میں کوئی نئی بیمار ہو اگر کہ اختیار دیا گیا اُسکو  
 درمیان دنیا اور آخرت کے اور تھے وہ نبیؐ اپنی بیماری میں کہ قبض روح  
 اُنکا ہوا اور ایک کہانسی اُنکو سخت آئی تب سنا ہم فی اُس رسول کو کہتے  
 ہوئے پہننے احسان کیا ساتھ اُن کو گوئی کہ جو احسان کیا تو نے ان کو گوئی  
 از قسم انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے پس چنانہ نے اس  
 بات کو کہ حضرت رسول مختار کیے گئے تھے درمیان دنیا اور آخرت کی متفق علیہ فقط  
 حدیث نمبر ۴۰۰۰ عنہا قال لما نقل النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمل ینشاہ

الکرب و قالت فادنا و اکرم بآباء فقال لها ليس على ابائك الكرب بعد اليوم فلما  
مات قائمہ، را ابتداء نبیہ، و یاد عاہ یا ابتداء منجۃ الفرح و س ما و اہ یا ابتداء الے  
جبرئیل و اہ غلامہ فن قالت فاطمة یا انزل طابت انفسکم ان تحثوا علی  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم التراب مرواۃ البخاری

ترجمہ اور روایت ہر انس سے کہ کہا اُس نے کہ جب بہاری ہوئی بہاری  
حضرت رسول خدا کی تو سبب سختی و رو کے آپ کو بیہوشی آنے لگی تب کہا  
فاطمہ نے کہا سختی باپ کی ہو تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ نہیں ہوا پر  
تیرے باپ کی کوئی سختی بعد آج کے دن کے پس جبکہ مر گئے حضرت رسول تب  
کہا فاطمہ نے اوبا پیر سے کہ قبول کیا خواہش رب کو کہ چوبان یا اوسنی اوبا پ  
سیرے وہ شخص کہ جنت فردوس کے اُسکی جگہ ہوا اوبا پیر سے کہ جبرئیل کو خبر  
موت کی اسکے ہم بھیجتے ہیں پس جب فن گئے گئے حضرت رسول تب فاطمہ نے  
کہا اسی انس آیا اچھا لگا تم لوگوں کے دلون کو کہ ڈالو تم لوگ خاک کو اوپر  
پیغمبر خدا کے روایت کی اُسکو بخاری نے ڈا اس حدیث سی جو تعلق باخود و باآباء  
اور بیٹی کا ظاہر ہوتا ہو سو کیا بیان اُسکا کیا جاوے اور کیا ہم کہہ سکتی ہیں کہ کس  
قسم کا تعلق اُن لوگوں کو ساتھ خداوند تعالیٰ اور آخرت کی تھا اور حضرت فاطمہ کا  
یہ فرمایا کہ کیا تم لوگوں کو خوش آیا کہ پیغمبر خدا پر خاک ڈالو بی وجہ نہیں تھا بلکہ صاف  
بات یہ ہو کہ حضرت فاطمہ کو آثار اور قرآن حالات صحابیان سے خوب معلوم تھا کہ  
یہ لوگ بعد انتقال حضرت رسول خدا گئے کیا رنگ لاوینگے اور حق یہ ہو کہ کسی بیٹی  
بیٹی نے ایسا سچ اپنے باپ کے مرنے کا نہیں کیا ہو گا کہ زمانہ انتقال پیغمبر خدا سی  
حضرت فاطمہ چہ عہد تک تا انتقال اپنے روتی رہیں اور کبھی ہم کہہ سکتے ہیں کیا

اور رنگ زمانہ کا جو بجز و انتقال حضرت پیغمبر خدا کے بدل گیا کہ کسی صحابی نے قریشی نے ماتم پر سی ہی اُس معصومہ کی نہیں کی سو شیخ حضرت فاطمہ کا حسب حال ہی صبت علی مصائب لو انھا صبت علی الایام صون لیا لیا یعنی گرین مجہر وہ مصیبتیں کہ اگر وہ مصیبتیں دنون پر گذرتی تو وہ سب رات ہو جائے اور اصل یہ ہو کہ جب یہ شعر ہمیں شرح ملا جامی مین پڑا تھا تو اس وقت مطلب اس شعر کا ہم نے بخوبی نہیں سمجھا تھا مگر جب کچھ حالات واقعی سے اطلاع ہوئی تو مطلب اس شعر کا بخوبی سمجھا گیا کہ واقعی بعد انتقال حضرت رسول خدا کے جیسا کہ انقلاب روزگار کا ہوا اور اہلبیت ناپرساں کئے گئے تو حقیقتاً یہ شعر حضرت فاطمہ کا بہت درست ہی اور یہ شعر مجھے حسب حال ہی شعر ہو نیکو تو ای مجرئی کیا کیا نہیں تھا جو ظلم ہوا شاہ پہ ایسا نہیں ہوتا حدیث نمبر ۷ عن انس قال لما قدم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المدينة لعبت الحبشة بجراهم فرجاً لقدومه را ابوداؤد وفي رواية الدارمي قال ما رأيت يوماً قط كان أحسن ولا أضوع من يوم دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وما رأيت يوماً أفجع ولا أظلم من يوم مات فيه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وفي رواية الترمذي قال انس لما كان الذي دخل فيه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المدينة اضاء منها كل شيء فلما كان الذي مات فيه اظلم منها كل شيء وما نقضنا ابداً عن التراب انا لفتح فنه حتى انكرنا فلو بنا ترجمہ روایت ہے انس کہ کہا اُنہی کہ جب ہی حضرت رسول اللہ مدینہ کو کھیل چلایا حبشیوں نے سات چٹریوں اپنی کی از روی خوشی کی بات آئی اس رسول خدا کے روایت کی اُسکو ابوداؤد نے اور روایت میں ہے

کہ کہا اُس انس نے کہ نہیں دیکھا ہم نے کسی دن اب تک جس میں ترہو اور نہ روشن ترہو اُس دن سے کہ جس دن داخل ہوئے ہملوگوں کی پاس سو لکھا اور نہیں دیکھا ہم نے کسی دن کو قبیح تر اور نہ تاریک تر اُس دن سے کہ جس میں مرے رسول خدا اور روایت ترمذی میں ہے کہ کہا انس نے کہ جب وہ روز تھا کہ داخل ہوئے رسول خدا مدینہ کو تو روشن تھی مدینہ کی ہر چیز پس جب کہ وہ دن آیا کہ جس دن مرے رسول خدا تو تاریک تھی مدینہ کے ہر چیز اور نہیں اُٹھایا ہملوگوں نے اپنے ماتھوں کو خاک سی در حالیکہ ہملوگ اُس کے دفن میں تھے یہاں تک کہ انکار کیا ہملوگوں نے دلون کو اپنے یعنی کہ ہملوگوں کو بوجہ غم کے اپنے دلون کی بھی خبر نہ تھی

**حدیث نمبر ۸** وعن عائشة قالت لما قبض رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اختلفوا في دفنه فقال ابو بكر سمعت من رسول الله صلى الله عليه واله وسلم شيئا قال ما قبض الله نبيا الا في الموضع الذي يحب ان يدفن فيه اذ فوه في موضع قبر عائشة ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہا اُس عائشہ نے کہ جب قبض روح ہوا حضرت رسول خدا کا تو لوگوں نے اختلاف کیا دفن میں اوس رسول کے پس کہا ابو بکر نے کہ سنی میں نے رسول خدا اسی ایک چیز کہ کہا اُس رسول خدا نے کہ نہیں قبض روح کیا اللہ نے کسی نبی کا مگر اُس جگہ میں کہ واجب ہو دفن اُس نبی کا پس دفن کرو تم لوگ اُس نبی کو بیچ موضع خوابگاہ اُس کے روایت کی اُسکو ترمذی نے فقط ظاہر یہ حدیث عائشہ کی بنظر کسی مصلحت کی صریح موضوع و ساختہ معلوم ہوئی ہے سوطی کہ تو ریت دفن ہونا کسی نبی کا مکان انتقال میں ظاہر نہیں ہوتا ہو بلکہ یہ

زمین علیحدہ کا خرید کرنا حضرت ابراہیم کا واسطی قبرہ کے ثابت ہوتا ہو اور  
 یہ دفن کرنا حضرت رسول خدا کا عین حجرہ عائشہ میں حضرت عائشہ کو بہت  
 کام آیا کہ حضرت عائشہ نے بغیر ملکیت اپنے حضرت امام حسن کو باوصف  
 وعدہ سابق کے قریب روضہ نبوی کے دفن ہونے نہیں دیا  
 حدیث نمبر ۹۱ عایشہ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ھو  
 صحیحؐ انہ لن یقبض بنی حنیئہ بری مقعدۃ من الجنة فخرییر قالت عایشہ فلما نزل  
 برسہ علی فخذہ غشی علیہ ثم افاق فاشخص بصرہ الی السقف ثم قال اللهم الرفیق  
 الاعلیٰ قلت اذن لا یخنادنا و قالت ومرت انہ الحدیث الذی کان یجحد شایئہ ھو  
 صحیحؐ فی قولہ انہ ولہ یقبض بنی قط حنیئہ بری مقعدۃ من الجنة فخرییر قالت  
 عایشہ فکان آخر کلمتہ تکلم بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متفق علیہ  
 ترجمہ روایت ہی عائشہ سے کہ رسول اللہ کہتے تھے در حالت صحت  
 کے کہ کسی نبی کا قبض روح نہیں ہوا بغیر اس بات کے کہ وہ کیا نیجای  
 اسکو نسبت گاہ اسکی جنت میں تب اختیار دیا جاتا ہو اس نبی کو کہا  
 عائشہ نے کہ جب اترے ملک الموت در حالیکہ سر اس رسول کا ہماری  
 ران پر تھا تب بیہوشی ہوئی اس رسول کو پہرا فاقہ ہوا اسکو تب متعین  
 کیا نور بصر کو اپنے طرف سقف خانہ کے یعنی ٹھنکی لگانی چہت کی طرف اور  
 اسکی بعد کہا رسول نے اللهم الرفیق الاعلیٰ یعنی اختیار کیا تھی رفیق اعلیٰ  
 یعنی جنت کو تب عائشہ کہتی ہیں کہ ہم نے یہ بات کہی کہ اب اسوقت میں  
 حضرت رسول نہیں اختیار کرتے ہیں ہم لوگوں کو اور عائشہ نے کہا کہ ہم نے  
 معلوم کیا اس حدیث کو کہ جو حضرت رسول در حالت صحت اپنے کہتے تھے

اپنی قول میں کہ نہیں قبض روح ہو کسی نبی کا اب تک بغیر اسکے کہ کہلائی جا  
نشست گاہ اُسکی جنت سی اور بعد اسکے اختیار دیا جای اُس نبی کو کہا  
عائشہ نے کہ قول اُس نبی کا اللہم الرفیق الاعلیٰ آخر کلمہ تھا جو بات کی  
حضرت رسول نے ساتھ اُس کلمہ کے پڑ

حدیث نمبر ۱۰۷۱ اور منہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
يقول في فوض الذی مات فیہ یا عائشہ ما ازال جد الم الطعام الذی اكلت بخیر  
وهذا ان وجدة نقطاع ابهر من ذلك السم ورواه البخاری  
ترجمہ اور روایت ہو اُس عائشہ سی کہا اس عائشہ نے کہ رسول اللہ  
فرماتے تھے اپنے مرض الموت میں کہ اسی عائشہ میں ہمیشہ پاتا ہوں درد کو  
اُس طعام زہر آلود کے جو کہ کہا تھا میں نے خیر میں اور یہ وہ وقت ہو  
کہ جو پایا میں نے کٹ جانی کو رگ دل اپنے کے اُس زہر سے روایت  
کی اُسکو بخاری نے پڑ

حدیث نمبر ۱۰۷۲ اور عن ابن عباس قال لما حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم وفي البيت رجال فيهم عمر بن الخطاب قال النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
صلوا لکم کتابا لن تضلوا بعده ابدًا فقال عمر قہ غلب علیہ الوجع وعنه  
القران حکم کتاب اللہ فاختلف اهل البيت واختصوا فمنهم من  
يقول قریبوا ینکب لکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومنهم من يقول  
ما مال عمر ظل اکثر واللغو والاختلاف قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم ما حال بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبين انکب  
کونہ نریہ ما حال بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبين انکب

اللهم فذلك الكتاب اختلافهم ولفظهم في رواية سليمان بن أبي مسلم الكاهل  
 قال ابن عباس يوم الخيبر قبي حتى بلد مع الحصة قلت يا ابن عباس ما يوم الخيبر  
 قال اشهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وجعه فقال ايتوني بكتبكم  
 كتابا لن تضلوا بعد ابدافنازعوا ولا ينفخ عند نبي تنازع فقالوا ما شاننا هجرا  
 يستقم هو اذ هبوا يردون عليه فقال دعوني ذموني فانه انا فيه خير مما  
 تدعونني ليه فامهم بذلك فقال اخرجوا المشركين من جزيرة العرب واجزوا لوفد  
 بنحو ما كنت احذرهم وسكت عن الثالث ايقالها فنسبتهما قال سفيان  
 هذا من قول سليمان متفق عليه ترجمه اور روايت ہے ابن عباس سی کہ  
 کہ کہا اسی کہ جب قت احتضار پہنچا حضرت رسولؐ کو اور گہرین مرد لوگ تھے کہ اس میں عمر ابن الخطاب  
 بھی تھے کہا اس میں غیر خدا کی اگر کسی آدم لوگ کہ کلمہ میں واسطے تم لوگوں کی نوشتہ کہ نگاہ ہو تم لوگوں سے کہی  
 پس کہا عمرؓ کی تحقیق کہ غالب ہوا او پر اس رسول خدا کے درو اور ہو تم لوگوں کی  
 پاس قرآن اور کفایت کرتے تھے تم لوگوں پر کتاب خدا کی پس مختلف ہو  
 وہ لوگ جو اس گہرین تھے اور جھگڑنے لگے پس بعضی انہیں سے کوئی لگے  
 کہ نزدیک لیجاؤ کاغذ و قلم تاکہ کچھ لکھیں رسول خدا واسطے تم لوگوں کے اور  
 بعض انہیں سے کہتے وہی بات جو عمرؓ نے کہی تھی پس جب بڑا یا شور و غل  
 اور اختلاف کو تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ اوٹھ جاؤ تم لوگ ہمارے  
 پاس سے کہا عبد اللہ راوی نے اس حدیث کے کہ ابن عباس کہا کرتے تھے  
 کہ تحقیق کہ مصیبت کل مصیبت وہ چیز ہو کہ جو حائل ہوئی درمیان رسول خدا  
 اور درمیان اس بات کی کہ لکھتے وہ رسول اللہ اس نوشتہ کو واسطے ان  
 لوگوں کے یہ سبب اختلاف اور شور و غل کرنے ان لوگوں کے اور روایت میں



سلیمان ابن ابی مسلم الاحول کے یہ ہو کہ کہا ابن عباس نے کہ روز جمعرات کا  
 اور کایسار و جمعرات کا اور بعد اسکی روئے ابن عباس یہاں تک کہ  
 نکلا یا آں۔ کہ آنسوؤں نے سنگریزوں یعنی کنکریوں کو تب کہا کہ اے  
 ابن عباس اور کیا روز جمعرات کا ہو تب کہا اُس ابن عباس نے کہ سخت ہوا  
 و در رسول خدا کا تب کہا اُس رسول خدا نے کہ لاؤ میرے پاس ایک شان  
 اینٹ یا بکریکا کہ لگو و نہیں ہوا سطی تم لوگوں کے ایک نوشتہ کو کہ نہ گمراہ ہو  
 تم لوگ بعد اُسکے اب تک پس جب گڑنے لگے وہ صحابی لوگ اور نہیں اُلٹے ہو  
 حیا یا نزدیک کسی نبی کے پس کہا اُن صحابیوں نے کہ کیا حال اوس  
 رسول کا ہو آیا چوڑ و یا عقل نے اُسکی بیٹھے کیا عقل اُس رسول کی جاتی رہی  
 پوچھ کر کے دریافت کرو اُس رسول سے پس گئے بعض صحابی دُور ہر انیکو  
 اُس بات کو رسول سے تب ذبایا رسول خدا نے کہ چوڑ و دو تم لوگ مجھ کو اور  
 با برہوش و غفل کر نے سے اسو سطی کہ جس حال میں کہ میں ہوں بہتر ہے  
 اُس چیز سے کہ جو کہ بلا تے ہو تم لوگ اُس بات کی طرف مجھ کا پس حکم فرمایا اوس  
 رسول نے اُن لوگوں کو تین بات کو اور کہا کہ نکال دو تم لوگ مشرکین کو  
 جزیرہ عرب سی اور سلوک نیک کرو اچھوین سے اوس طرح کہ سلوک نیک  
 کرتے تھے ہم سات اُن لوگوں کے اور چپ رہے حضرت رسول تیسری بات  
 سی یا کہ فرمایا اُس تیسری بات کو اور ہم بول گئے اور کہا سفیان نے کہ یہ قول  
 سلیمان کا ہو متفق علیہ فقط چونکہ یہ حدیث قرطاس کی ایک مشہور حدیث  
 ہو کہ جسکا خلاصہ یہ ہو کہ حضرت رسول نے اپنے مرض الموت میں کاغذ و قلم  
 واسطے لکھنے وصیت کے طلب کیا کہ جس بات کو حضرت عمر نے درمیان میں

اگر کے نہیں ہونے دیا اور شیعوہ لوگ اس حدیث پر بہت زور کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا حضرت علی کو از روی وصیت تحریری کے بھی وصی اپنا مقرر کیا جاتے تھے کہ حضرت عمر اس بات میں خلل انداز ہوئے اور سنی لوگ بھی جہانتک ہو سکتا ہے اسکا جواب بتاتے ہیں اسو اسطی مناسب معام ہوتا ہے کہ اس مقام میں جن باتیں بقدر فہم اپنے کے ہم بھی لکھ جائیں۔

**اول** یہ کہ ہر گاہ حضرت رسول خدا صرف دو ماہ قبل انتقال اپنے بمقابہ میں مسیحیوں کے حضرت علی کو مولیٰ کل مومنین اور مومنات کا بطور اپنی مولیٰ کل ہونے کے قرار دئے جسکے تھے نو حقیقت چند ان حاجت تحریر کر دینی اس وصیت کی نہیں تھی اور اسو اسطی ہم تعینات طرح سے نہیں کہہ سکتی ہیں کہ حضرت رسول خدا نے تحریر کر دیتے اور اس وصیت زبانی کے کاغذ اور قلم طلب کیا تھا یا نہیں مگر از روی قرینہ مزاحمت کرنے حضرت عمر کے کہ وہ وصیت ختم غیر سے اور اپنے اہل بار کبادی دینے سے بخوبی واقف و آگاہ تھے یہ بات بخوبی تمام سمجھی جاتی ہے کہ تحریر کیا جانا کوئی وصیت کا خلاف امید و خواہش حضرت عمر کے تھا اور اس قرینہ سی شکایت شیعوں کی بنیاد نہیں معلوم ہوتی ہے اور نہیں سمجھتی ہیں کہ اس مزاحمت کرنے پر حضرت عمر کے سنی لوگ کیوں نہیں بگڑتے ہیں اور اس مزاحمت کو حضرت عمر کی ایک گستاخی و نافرمانی کیوں نہیں سمجھتے ہیں یعنی اس قرینہ سی بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ بوجہ مزاحمت حضرت عمر کے جو ایک وصیت تحریری نہیں ہوئی سو اس میں کچھ نفع سنیوں کا ہے یعنی کہ وہ وصیت خلاف اس ترتیب خلافت ثلاثہ کے ہوئے۔

۱۰۰ کہ ایک قرینہ خاص موافق حال تعرض شیعوں کے یہ ہے کہ حضرت

ابن عباس اس نہیں لکھے جانے کو وصیت کے ایک مصیبت سمجھتی ہیں اور جبرائیل کے دن کو یاد کر کے روتے ہیں کہ جو ہمارا دل بھی اس بات پر روتا ہو اور حدیث مندرجہ فصل ۳۹ سے ظاہر کہ درمیان قریش اور ہاشمی کے ایسا تفرقہ تھا کہ قریش لوگ ہاشمیوں سے خوش خوش چہروں سے نہیں ملتے تھے اور حضرت ابن عباس نے بایام مرض رسول خدا کے حضرت علی کو صلاح دی کہ خلافت کو حضرت رسول خدا سے طلب کریں اور حضرت علی نے کہا کہ ہم خلافت نہیں طلب کریں گے اسو اسطیٰ کہ اگر حضرت رسول خلافت ہما کو دین تو تم اس بات کو جانتے ہو کہ لوگ ہما کو وہ خلافت نہیں ہونے دینگے پس جب یہ حال تھا تو عین قرینہ اس بات کا ہو کہ حضرت رسول خدا جو ایک وصیت لکھا چاہتے تھے سو وہ بات بالضرور خلافت امید و منصوبہ حضرت عمر کے تھی۔

سیدوہم یہ کہ حضرت عمر کے حال پر ہما کو افسوس آتا ہو کہ حضرت رسول کے ایام صحت تک عمر نے جو ایک ایسے مصاحب اور رفیق ہر وقت کے تھے سو بجز و بیماری حضرت رسول کے اسطرح ہر بالکل آنکھ بدل دے اور کہنا حضرت عمر کا کہ حضرت رسول خدا پر دروغ غالب ہو اور قرآن کفایت کرتا ہو صرف براہ بی مروقی اور دفع الوقتی کے معلوم ہوتا ہو اسو اسطیٰ کہ یہ بات روز جمعرات کی ہو اور رسول نے بعد اُس جمعرات کے جمعہ اور پہنچر اور اتوار تین دن زندہ رہ کر کے انتقال کیا اور آخر وقت میں الرفیق کہکے کے جان لی تو کسی وقت میں کوئی بابت بد جو اسی حضرت رسول کی پائی نہیں جاتی ہو اور ہر گاہ قرآن اور عترت دو ثوبات حدیث الثقلین کی ہو جو پیغمبر خدا نے کہا کہ ہم تم لوگوں میں دو چیز بہاری چھوڑے جاتے ہیں ایک قرآن اور دوسرے

عترت اور یہ دونوں آپس سے ہرگز جدا نہ ہونگے تو اگر حضرت عمر حبیبہ کتاب اللہ  
و عترۃ السہول دونوں کو ملا کر کے کہتے تو حضرت عمر بہت سچی معلوم ہوتی۔  
چہاں ہم یہ کہ حضرت رسول جو کچھ وصیت لکھنے کو چاہتے ہوں سو وہ ایک  
بات تھی مگر یہ بات ظاہر ہو کہ یہ مزاحمت حضرت عمر کی اور شور و غل صحابیوں کا  
بر خلاف مزاج حضرت رسول کے ہوا اور بی شبہ حضرت رسول کو بدلہ ہوا  
اس واسطی کہ یہ تقریر بخوبی تمام خبر ملال کی دیتی ہے کہ جو آپ نے فرمایا کہ مجھ  
تم لوگ میری پاس سے اور چھوڑ دو تم لوگ مجھ سے۔

یہ نتیجہ یہ کہ حضرت رسول سی کیا بات مخفی رہ سکتی ہو یعنی حدیث سی ظاہر ہوتا ہے  
کہ حضرت رسول نے بخوبی اس بات کو سمجھا کہ یہ صحابیان حاضرین لوگ نام اختیار  
خلافت کا اپنی ماتمہ میں لینگے اور یہ بات اس تقریر سے سمجھے جاتی ہے کہ مشرکین کو  
جزیرہ عرب سی نکال دیجیو اور ایلیچون کے ساتھ سلوک نیک کیجیو یعنی کہ اگر  
ایسا ارادہ خلافت لینا کا ہو تو بنظر استحکام حکومت اسلام کی یہ بات ضرور کیجیو۔  
ششم یہ کہ اصل منشاء اس قسم جرات اور گستاخی حضرت عمر کا یہ معلوم ہوتا ہے  
کہ حضرت رسول خدا کو کوئی سلطنت موروئی نہیں تھی اور فتوحات بدر و خیبر وغیرہ  
کی جو کچھ ہوتی گئی سو بہرہ دہا جبرین اور انصار کے تھی اور طریقہ لڑنے اور فتح  
حاصل ہونیکا دہا جبرین اور انصار کو بخوبی تمام مشق ہو چکا تھا اور خصوصاً سر آمد  
صحابیان از روی جد و جہد و بذل نہمت اپنی ان فتوحات کو سمجھتی ہونگے اور  
حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه کے درحقیقت ان سر آمد اصحابیوں کے  
نظر میں کچھ وزن نہیں رکھتی تھی یعنی وہ لوگ واسطی فتوحات آئندہ کرنے کے  
اپنے کو محتاج اس بات کا نہیں جانتے تھے کہ حضرت علی کو مولا اپنا بنا کر کی ایک

تحت میں کام کرین مگر اصل کار گزاری حضرت علی کی جو خصوصاً جنگ خیر و جنگ  
 آخر میں ہوئی سو اسکا بھول جانا تمام تردد و از انصاف تھا اور حضرت علی کے  
 مزاج اور فیضانہ طبیعت میں ظاہر ہو کہ اگر حضرت علی کو اپنا مولا سمجھ کر کے  
 خلیفہ بناتے تو بھی سرآمد صحابیوں کے اُس حالت میں ہی مالک کل مورات کی  
 رہتے اور فن تاریخ سے یہ امر بافراط تمام دیکھا جاتا ہے کہ اکثر سلطنتوں میں جب  
 وزیر اور امرا کو اقتدار ہو تو نہ اصل سلطنت کو زیر و زبر کر دیا چنانچہ یہ  
 بات بھی اُسی قسم کی ملی ہو جاتی ہے کہ زمانہ خلافتِ ثلاثہ اور حکومتِ معاویہ اور  
 نیزہ وغیرہ زمانہ خلافتِ عباسیہ نے اہلبیت اور اولادِ فاطمیہ کے ناپرسان  
 ہوئے اور آخر کا قتل عام سادات کا ایک امر معمولی ہو گیا مگر یہ بات بڑے  
 تعجب کی ہے کہ باوصف ایسے انقلاب روزگار کے کچھ احادیث مناقبِ اہلبیت کے  
 اب تک موجود ہیں اور وہی اثر حکومتِ خلفای ثلاثہ اور معاویہ وغیرہ کا ہے کہ چونکہ  
 سنیان خارجی مشرب تائید میں اُس انقلابات روزگار کے پائے جاتے ہیں اور  
 اب یہ اثر انتظامِ سلطنت انگریز لکھا ہے کہ شخص خصلِ نبی خیال کو آزادانہ لکھ سکتا ہے  
 ہفتم یہ کہ حضرت عمر ایک بڑی ہوشیار اور مزاج دار حضرت رسول خدا کے تھے  
 کہ جب حضرت رسول خدا نے حدیث من لنت مولاہ فعلی مولاہ کی فرمائی تو  
 حضرت عمر نے بقاضای مصلحت وقت اور مزاج داری اور خوشامد رسول کے  
 بے تکلف حضرت علی کو مبارکباد دی مگر صرف دو مہینے بعد اُسکے جب حضرت  
 رسول بیمار ہوئے تو اُس وقت سے رنگ بدل گیا اور وصیت تحریری کرنے میں  
 خلل انداز ہوئے اور جب حضرت رسول نے انتقال فرمایا تو فوراً حضرت ابو بکر کو  
 خلیفہ بنا کر کے حضرت علی کو بلا بھیجا اور وہم کیا کہ اس مجلس سے نہیں جانی پاؤں گی

جب تک کہ بیعت ابو بکر کی نہیں کرو گے اور حضرتؓ نے جواب دیا کہ اس  
 دھمکی سے ہم نہیں ڈرتے ہیں اور جب تک جان باقی ہو طلب حق اپنا کریں گے  
 تب حضرت ابو بکرؓ نے بغیر جنت لیبی کے بخصت کیا عرض کیا وہ مبارکبادی  
 اور گجایہ زبردستی پس اگر سینان خارجی مشرب باوصف ان سب اقوال  
 اور افہام کے خلفائے ثلاثہ کو حضرت علیؓ پر یہ بہانہ افضلیت نظر کرتے تو آپ  
 کے تفضیل و بن تو اس کمبختی کا کیا جواب ہو گا۔ ملاحظہ تمام حالات ان خلفاء  
 ثلاثہ کے ہماو یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ یہ خلفائے ثلاثہ بے بشعہ مسلمان اور اپنی  
 اپنے طور پر اچھے لوگ تھے اور ساتھ حضرت علیؓ اور تمام اہلبیت کے کچھ کچھ  
 برسر ادب بھی تھے اور اسی جگہ پر ہماو شیعوں سے اختلاف ہو کہ بعض اُن  
 لوگوں کے ان خلفائے ثلاثہ کو خارج از اسلام اور منافق سمجھتی ہیں۔

ہشتم یہ کہ شاہ عجد الحق صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتی ہیں کہ  
 یہ او عاصیون کا ہو کہ حضرت رسولؐ کچھ وصیت نسبت حضرت علیؓ کے لکھا چاہتے  
 تھے خالی از تناقض نہیں ہو اس واسطی کہ جب بقول شیعوں کے خمر غریبین حضرت  
 رسولؐ وصیت نسبت حضرت علیؓ کے کر چکے تھے تو کیا حاجت تحریر کرنے  
 اُس وصیت کے تھی سو اس تحریر پر شاہ صاحب کے ہماو بہت تعجب ہوتا ہو  
 کہ کیا شاہ صاحبؒ نے یہ سمجھا ہو کہ کوئی شخص بعد اُنکے معنی تناقض کو بھی  
 نہیں سمجھیکا اور شرائط قول مشہور در تناقض ہشت وحدت شرط دان۔ کو  
 بھی نہیں جانیکا سو یہ بات شاہ صاحبؒ سے قابل باز پرس آخرت کی ہو  
 یا نہیں کہ وصیت زبانی کو جو ایک شخص وصیت تحریر ہی کیا چاہے سو اس  
 بات کو تناقض قرار دیکر کے کیوان مغالطہ دیا واہ واہ شاہ صاحبؒ تو شیعہ کو

یعنی مستحکم کرنے کو ایک بات کے آپ تناقض فرماتے ہیں کیا خوب تناقض ہو  
اور پاس تقریر سے آپ کی ایک شخص جو باقی رہنے روپیہ کا زبانی اقرار کرتا ہو  
تو پھر علاوہ زبانی اقرار کے وہ شخص ایک وثیقہ تمسک تحریری اسکا لکھ سکتا  
ہے کہ یہ بات موافق آپ کے قاعدے کے داخل تناقض ہو۔

ترجمہ یہ ایسا صاحب موصوف لکھتی ہیں کہ حضرت رسول خدا وہ وصیت  
نسبت خلافت حضرت ابوبکر کے لکھا جاتے تھے سبحان اللہ کیا بات آپ کے  
کہ لکھ دینا وصیت بحق ابوبکر کا بر خلاف وصیت خم خدیر نسبت حضرت علی کے  
آپ کی نزدیکی تناقض نہ ہو مگر زبانی وصیت کو نسبت حضرت علی کی لکھ دینا داخل تناقض ہو۔  
گرچہ میں مکتب است و این ملا : کار طفلان تمام خواہد شد  
اور معلوم ہوتا ہے کہ شاید شاہ صاحب کو اس بات کا خیال نہ ہو گا کہ پوج و پھر  
تقریر و ن سے اور مغالطہ کے تحریر سے خود مذہب اس لکھنی والے کا  
پوج و پھر اور ذلیل ہو جاتا ہے اور ایک نتیجہ تحریرات پوج و پھر کا یہ ہوا  
کہ ایک شخص معزز سنی مشرب کے تھے کہ تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صلی  
وہلوی کا پیر بکر کے شیعہ ہو گئے۔

حدیث نمبر ۲۱۰۰ عن انس قال قال ابوبکر لعمر بعد وفاة النبی صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم انطلق بنا الی ام ایمن و تزورہا کما کان رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم یشیر و مرہا فلما انتہینا الیہا بکت فقال لہما ما ینبکیک  
اما تعلمین ان ما عند اللہ خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
فقالتا فی کلا بکی ان ما عند اللہ لعلی خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
ولکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء فغفل ینبکیان معہا رواہ مسلم



اور روایت ہے انس سے کہ کہا اُس نے کہ کہا ابو بکر نے عمر کو کہ بعد وفات حضرت رسول کے کہ ہم لوگ چلین ام ایمن زوجہ زید ابن حارث اور والدہ اسامہ ابن زید کے پاس اور زیارت کریں اُسکی جیسا کہ زیارت اُسکی کرتے تھے حضرت رسول پس جب پہونچے ہم لوگ تو رونے لگی وہ ام ایمن تب پوچھا اُن دو نو ابو بکر و عمر نے اس ام ایمن سے کہ کیوں روتے ہو تم کیا تم نہیں جانتے ہو کہ جو چیز خدا کے پاس ہے اجر ثواب سی سو وہ چیز بہتر ہے واسطے حضرت رسول کے پس کہا اس ام ایمن نے کہ ہم اس بات پر نہیں دتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے ہیں اس بات کو کہ جو چیز خدا کی پاس ہے سو بہتر ہے واسطے رسول کے اور لاکن ہم روتے ہیں اس بات پر کہ وحی منقطع ہو گئے آسمان سے پس اس بات سی برا لگتے کیا اس ام ایمن نے اُن دونوں کو اور رونی کے پس رونے لگے وہ دونوں ساتھ ام ایمن کے روایت کی اُسکو مسلم نے حدیث نمبر ۳۷۰۷ عن ابی سعید الخداری قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ونحن فی المسجد عاصبا داسہ بخرقۃ حتی اھوی نحا المنبر فاستوی علیہ وامعنا و قال والذی نفسی بیدہ انی لا نظل فی الحوض من مقامی هذا ثم ان عبد اعرضت علیہ لالدنیا و غلبتھا فاختار الاخرة فلم یفطن لہا احد غیر ابی بکر فذرفت عینا فیکبک ثم قال بل نقصد ابائنا و اھماتنا و اتقنا و اموالنا یا رسول اللہ قال ثم مبط فقام علیہ حتی الساعة ثم و اھماتنا و اتقنا و اموالنا یا رسول اللہ

ترجمہ اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ اُس نے کہ باہر نکلیے حضرت رسول ہم لوگوں کے پاس اپنے مرض الموت میں سر میں ایک کپڑا باندھ ہی ہوئے اور ہم لوگ مسجد میں تھے یہاں تک کہ خواہش کی پس غیر خدا کی بطرف

منبر کے اور چڑھے اور اس منبر پر اور ہم لوگ بھی ہوئے اُس سول کے  
 تب کہا آنحضرت نے کہ قسم ہو اُس شخص کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ میں ہو  
 بان کہ تحقیق کہ میں ہر آئینہ دیکھ لیتا ہوں حوض کوثر کو اسی مقام سے اپنے  
 تب بعد اُسکے فرمایا آنحضرت نے کہ ایک بندہ پر پیش کی گئی دنیا اور زینت  
 اُسکی پس اختیار کیا اُس بندہ نے آخرت کو اور نہیں دریافت کیا اُس  
 کا کہ کو کسی شخص نے سوائے ابو بکر کے پس دو نو آنکھوں سے اُسکے اُستو  
 نکلا اور روئے ابو بکر اور کہا کہ بلکہ ہم لوگ خدا کرتے ہیں آپ پر اپنے  
 باپوں کو اور اپنی ماؤں اور اپنی جانوں کو اور اپنے مالوں کو ای سول  
 اور راوی کہتا ہے کہ تب اترے رسول خدا اُس منبر پر سے پس پھر نہیں  
 کھڑے ہوئے اُس منبر پر تا روز قیامت کے روایت کی اُسکو دارمی نے  
 حدیث نمبر ۴۷۷۷ عن ابن عباس قال لما نزلت اذ جاء نصر الله والفتح دعا  
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاطمة قال لعيت في نفسي فبكت قال لا تبكي  
 فانك اول اهل الحق بي فضحك فراه بعض ائمة ارجح النسخة صلى الله عليه وآله وسلم  
 فقلن يا فاطمة دينا وبكيت ثم ضحك قالت انه اخبرني انه نعت اليه نفسه  
 فبكت فقال لا تبكي فانك اول اهل الحق بي فضحك قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
 والرسول اذا جاء نصر الله والفتح وجاء اهل اليمن ايت الناس بخلون في دين الله افلا  
 وهم اذ افئدة ولايمان يمان والحكمة يمانية رواه الدارمي  
 ترجمہ اور روایت ہے ابن عباس سے کہا اُس ابن عباس نے کہ جب  
 اوتری آیت اذ جاء نصر الله والفتح کی تو بلا ہیجا پیغمبر خدا نے فاطمہ کو  
 اور کہا خیر موت دی گئی ہمکو پس روئیں فاطمہ فرمایا اُس پیغمبر خدا کی موت روئو

اس واسطے کہ تو اول اہلبیت میری ہو کہ جو ملیکی ساتھ میرے ہیں ہنسین وہ  
 فاطمہ پس دیکھا اُس فاطمہ کو بعض ازواج نبی نے تب پوچھا اُس فاطمہ سے  
 کہ ہم لوگوں نے دیکھا تجھ کو کہ تو روی اور بعد اُسکے تو ہنسی تب جواب دیا  
 فاطمہ نے کہ پیغمبر خدا نے خبر دی تجھ کو کہ خبر موت کی دیگئی اُس رسول کو  
 تو اس بات میں روی اور پیغمبر خدا نے کہا کہ تجھ کو کہ تو مت رو اس واسطے کہ تو  
 اول اہلبیت میری ہو جو کہ مجھ سے جائیگے تو اس بات پر میں ہنسی اور فرمایا  
 رسول خدا نے کہ جب اُتری آیت اذا جاء نصر اللہ والفتح کی تو اے  
 اہل بین کہ ابو موسیٰ اشعری وغیرہ اُن اہل بین سے ہیں و دایت للناس  
 یدخلون فی دین اللہ افواجا پڑ کر کے فرمایا کہ وے اہل بین نرم دلون کے  
 ہیں اور ایمان اہل بین میں ہو اور حکمت اہل بین میں ہو روایت کی اُسکو  
 دارمی نے فقط۔ سبحان اللہ اس حدیث سی کس قدر تعلق باخود و ما حضرت رسول  
 اور انکی بیٹی فاطمہ کا ظاہر ہوتا ہو کہ رنج باپ کے مرنے کا حضرت فاطمہ کو اپنے  
 مرنے کی خبر سنکر کے مبدل بخوشی ہو گیا اور اگر یہ قصہ درمیان پیغمبر خدا  
 اور حضرت عائشہ کے ہوتا تو جو تعلق کہ حضرت عائشہ کو حضرت ابو بکر اپنے  
 باپ کے خلیفہ بنانے کا تھا سو یہ بات بخوبی سمجھ میں آسکتی ہو کہ حضرت عائشہ  
 اس بات پر روتیں کہ حضرت ابو بکر کے خلیفہ بنانے کا کیا بند و بست ہوا اور  
 جب پیغمبر خدا کہتے کہ سو اسی ابو بکر تمہاری باپ کے اور دوسرا کو ان شخص طلب  
 و دعویٰ خلافت کا کر سکیگا تو حضرت عائشہ خوش ہوتیں مگر پوری خوشی کی  
 یہ بات ہوتی کہ کچھ بند و بست کافی خلیفہ بنانے عبد الرحمن ابن ابو بکر اور  
 حضرت عائشہ کا بھی ہوتا چنانچہ حدیث آئندہ میں اس بات کا بھی بند و بست

کرنا حضرت عائشہ کا ظاہر ہوتا ہو مگر کیا کہتے کہ وہ تقدیر نہیں تھی ورنہ حضرت عائشہ کی طہارت سے کچھ تقصیر نہیں ہوئی ؟

حدیث نمبر ۷۷۷ اور عن عائشہ انھا قالت واداساہ فقال رسول اللہ ﷺ علیہ وآلہ وسلم ذالک لو کان وانا سحی فاستغفر لک وادعولک فقالت تعالیٰ وانکلیا۔ واللہ انی لا ظنک تحب سحی فلم کان ذالک لطلبت اخر یوماک مع سابعض اخر اجک فقال النبی ﷺ علیہ وآلہ وسلم بل انا واداساہ لقلہ ہمت واردت ان ادسل الی ابی بکر وابنہ واعہد ان یقول لقائلک انت المقنون ثم قلت یا ابی اللہ ویدفع المومنوز او یدفع اللہ ویا ابی المومنوز ویا ابی البخار

**ترجمہ** اور روایت ہے عائشہ سی کہ کہا اُسنی واداساہ یعنی اوہ در دسریز اتب فرمایا رسول خدا نے کہ اگر ایسا ہو یعنی اگر تم مرو در سالیکہ میں زندہ ہوں تو طلب مغفرت کروں میں واسطے تیرے اور دعا کروں میں واسطے تیرے تب کہا عائشہ نے اوہ مرزا میرا قسم بخدا کہ میرا ظن و قیاس یہ ہو کہ تو میرا مرزا چاہتا ہو اور اگر ایسا ہو تو اُسی روز شام تک تو کسی بی بی کے ساتھ ہم صحبت ہوتا تب کہا پیغمبر خدا نے بل انا واداساہ یعنی بلکہ اوہ میرا دروسر اور ہر آئینہ میرا قصد یہ ہوا کہ میں بلا شیون ابو بکر اور ہٹیا کو اُسکے یعنی عبدالرحمن ابو بکر کو اور وصیت کروں میں اُسکو یعنی ولیعہد خلافت کا کروں اُسکو بخوف اس بات کے کہ کہنی واسلے لوگ کچھ بات بناویں یا کہ ارزو کہہ ین ارزو کرنیو اسلے لوگ تب ہم نے اپنے دل میں کہا کہ خدا اس بات سے انکار کرتا ہے اور دفع کرینگے مسلمان لوگ اس بات کو یا یہ کہ دفع کرینگا خدا اس بات کو اور

انکار کرینگے مسلمان لوگ اس بات سی روایت کی اسکو بخاری نے فقط یہ حدیث حضرت عائشہ کی صراحتاً و یقیناً ساختہ و موضوع ہو چن دو جبکہ اول یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی و صحیح ہو تو سوائے اسکے کچھ چارہ نہیں بے کہ یہ بات فرض کیجائے کہ دو مہینے قبل انتقال اپنے بچہ پیغمبر خدا نے حضرت علیؑ کو حسب وصیت غدیر خم کے وصی و رجائین اپنا قرار دیا تھا سو پیغمبر خدا نے اُس رات دو وصیت کو مسترد کر کے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنانا چاہا بوجہ کسی قصور حضرت علیؑ کے یا بوجہ تلون طبعی حضرت رسولؐ یا بوجہ تخیط بیماری اُنکے اور ان تین باتوں میں سے کسی بات کا ادعا از طرف سنیوں کے نہیں ہو اور حیف اور کمال حیف ہو اوپر حال شاہ عبدالحق صاحب کے کہ وصیت زبانی خم غدیر کو تحریری کر دینا اُنکے نزدیک تناقض ہو اور خلافت ابوبکر کو برخلاف وصیت خم غدیر کے کچھ تناقض نہیں سمجھتی ہیں۔

دوم یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی ہوتی تو حضرت ابوبکر یہ بات بوقت خلیفہ بنای جانے کے کیونکر کہتی کہ ہکو خلافت سے کیا علاقہ ہو کہ خلافت حق علیؑ و عمر و ابو عبیدہ کا ہے۔

سوم یہ کہ اگر حضرت رسولؐ خدا نے الواقع حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے تو حضرت عمرؓ وصیت تحریری تعمیل پانہیں کسوا سطلی خلال انداز ہوتے کہ یہ بات تو خود اُنکے مطلب کی تھی اسوا سطلے کہ وہی حضرت عمرؓ تو باعث اول خلیفہ ہونے حضرت ابوبکر کے ہیں۔

چہارم یہ کہ اگر حضرت رسولؐ خدا فی الواقع حضرت ابوبکر کو بلا کر کے

خلیفہ بنایا چاہتے تھے تو انکا بلانا کیا دشوار تھا اور اس بات کو خدا اور مسلمانوں پر چھوڑ دینا کیا معنی رکھتا ہو اور اگر ایسا ہی تھا تو کاغذ و قلم طلب کر سیکے کیا معنی ہیں۔

پہنچ یہ کہ سلسلہ تقریر اس حدیث کا اس قدر بے ربط ہو کہ حضرت عائشہ اپنے دور دوسر کی شکایت کرین اور حضرت رسول خدا فرماوین کہ اگر ایسا ہو تو ہم تمہاری واسطے دعا و مغفرت کرین اور اُسپر حضرت عائشہ کہیں کہ اگر ہم مرین تو اُسی روز شام تک کسی بی بی کے پاس رات کاٹو گی تو اس رو کو دین کیا موقع و مقام اس بات کا ہو کہ حضرت رسول خدا فرماوین کہ ہکو در دوسر ہو اور سہنی ابو بکر اور اُسکے بیٹا کو واسطے دلیعہ کرنے کے بلانے کو چاہا مگر اس بات سے بوجہ خیال خدا اور مسلمانوں کی باز رہی۔

ششم یہ کہ بنسبت حضرت عائشہ کے البتہ بخوبی تمام قرار اس بات کا ہو کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی حضرت رسول خدا کی تھیں مگر یہ بات بھی ظاہر ہے کہ خود حضرت عائشہ کو ریشک و حسد ہونے سے ساتھ حضرت خدیجہ کے اقرار ہو کہ جبکہ داماد حضرت علی ہیں یہاں تک کہ حضرت بی بی عائشہ نے حضرت رسول کو کہا کہ تم خدیجہ کو کیا اس قدر یاد کرتے ہو کہ جیسے دنیا میں کوئی دوسری عورت نہ ہو اور اُسکے جواب میں رسول خدا نے فرمایا کہ ان وہ ایسی ہی تھی اور اُس سے ہکو ولد ہو یعنی کہ تھکو کوئی اولاد نہیں ہو پس کہا کیا قرینہ اس بات کا ہو کہ ایسی بی بی خدیجہ صاحبہ لد کی اکلوتی داماد کو چھوڑ کر کے حضرت رسول ایک بی بی عائشہ لا ولد کے باپ کو خلیفہ اپنا بناتے اور اس حدیث سی تو صرف تیاری خلیفہ بنانے حضرت

ابوبکر کے نہیں ہو بلکہ ایک بنیاد خلیفہ بنائی عبد الرحمن پیر ابو بکر کے بعد  
 ابوبکر کے بھی ہو غرض اس حدیث کی جوڑے اور وضعی ہونے میں کچھ  
 شک نہیں ہے اور سنیوں کی طر فسی جو حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا  
 گیا ہو سو دوسری عام معاملات میں بے شبہ مستحقی اس لقب کے ہیں اور  
 ہر معاملہ میں یہ لقب صدیقہ کا دینا سنیان کا موافق اس قاعدی کی ہے  
 کہ کوئی دشمن علی کا ایسا نہیں ہو کہ جسکی حمایت سنیان نہیں کرتے ہوں یعنی  
 اگر حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا گیا تو اسطرح معاویہ بھی تو خال کمون  
 بنائے گئے اور اصل یہ ہے کہ حضرت رسول خدا نے جو فرمایا کہ اگر تم ہماری سامنی  
 مرو تو ہم دعای مغفرت تمہاری واسطے کریں سو اس امر میں اسقدر لکھنا  
 کافی ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو کچھ خرابی اہلبیت کے نہیں ہوتی مگر وہ کیونکر روبروی  
 رسول خدا کے مرتین کہ انکو مقام جواب میں ساتھ فرقہ باغیوں کے پہونچتا تھا  
 کہ جہان گشتی انکو دیکھ کر کے ہونکین اور برخلاف حکم آیت حجاب عورات کے  
 بی پردہ ہو کر کے جنگ جمل میں لڑنے کو حاضر میدان جنگ کے ہوں اور آخر کو  
 معاویہ کی طر ف سے کہ جسکے آئین اقتد میں تھیں یہ تقدیر تھی کہ ایک کو ان میں کہ  
 جو چونا آئین ڈال دیا گیا تھا اگر کر کے مرین اور یہ بدلا اس بات کا بخوبی ہو گیا کہ  
 جو حضرت امام حسن کی لاش کو قریب روضہ نبوی کے دفن ہونے نہیں دیا پس اگر  
 ایسے ہی احوال پر ہر بات میں صدیقہ قرار پادین تو یہ بات صرف بوجہ تعصب  
 سنیان کے ہے اور بلاغت جو نام ایک کلام مقتضای مقام کا ہو سو اس لقب  
 صدیقہ میں کمال بلاغت یہ ہے کہ اکثر روایات حضرت عائشہ نسبت بہتر  
 ابوبکر کے جو حد لغو و مبالغہ تک ہیں سو لقب صدیقہ کا اس بند و بست سے



ویا گیا ہو کہ جب وہ صدیقہ قرار دی گئیں تو اب روایتیں انکی تمام و کمال واجب التسلیم ہیں۔

ہفتم یہ کہ اس حدیث میں صرف اہتمام خلیفہ بنانے ابو بکر اور عبدالرحمن انکی صاحبزادہ کا نہیں ہو بلکہ یہ بات بھی لحاظ کرنے کی ہو کہ خلیفہ بنائیں ابو بکر کے عبارت یہ ہو کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ ہم نے ابو بکر اور اسکے بیٹے کو بلا بھیجا ہیں خوف کہ ایسا نہ ہو کہ کہنی والے اور تمنا کنروالی کہیں کہ حق ہمارا ہو سو یہ اشارہ صاف بطرف حضرت علی کے ہو کہ سوای انکے اور کون شخص طلب حق خلافت کی کر سکتا تھا اور قابل غور کے ہو کہ کس تحقیق کی عبارت سی یہ اشارہ کیا گیا ہو۔ حوالہ بخدا

حدیث نمبر ۱۱ او عنہا قالت مرجع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم من جنازۃ من البقیع فوجدنی وانا اجہ صلاۃ وانا اقول واداساہ قال بل انا یا عائشہ واداساہ قال وما ضرتک لو مت قبلہ فغسلتک کفنتک وصلیت علیک ففنتک قلت لکافی لک واللہ لو فعلت لک لرجعت الی بیتی فمرست فیہ ببعض نسائک فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثوبہ افی وجعہ الذی مات

مراد الداحی ترجمہ اور روایت یہ عائشہ سی کہا اُس عائشہ فی کہ رسول اللہ ایک روز پہرے ایک جنازہ کے دفن سے جنت البقیع کے پس پایا ہکو کہ در دسرتھا ہکو اور ہم کہہ رہے تھے اوہ دوسرے تب کہا حضرت رسول نے بلکہ ہکو در دسرتھا ہی عائشہ اور فرمایا کہ تجھ کو کچھ ضرر نہیں ہو اگر تو میرے قبل میرے کہ ہم غسل کرتے تجھ کو اور کفنا تے تجھ کو اور نماز پڑھتے تجھ پر اور دفن کرتے تجھ کو تب کہا ہم نے گویا ہم سٹی ہوئے ہیں ساتھ تیری

یعنی کہ گویا ہم بہاری میں تجھے قسم بخدا کہ اگر تو کرتا ایسا تو تو پہر آٹا میری گھر کی طرف  
 اور مجھ سے بہت دُور تا تو اُس گھر میں ساتھ کسی بی بی اپنی کے تب مسکرای پیغمبر خدا  
 اور شروع ہوا وہ در د کہ جہین آپنے انتقال فرمایا روایت کی اُسکو دارمی نے فقط  
 یہ حدیث قصہ و در دسہین قریب قریب حدیث مذکورہ بالا کی ہو مگر اس حدیث میں نہ  
 سبب قصہ طلحی: ہو کہ وغیرہ کا نہیں ہو کہ اس قرنیہ سی ہی فضول و لغو ہونا قصہ بی بویہ  
 وغیرہ منہ جب حدیث بالا کا ظاہر ہوتا ہو کہ جو تہا متر بے محل و بے ربط ہو۔

حدیث نمبر ۱۷۰ عن جعفر بن محمد عن ابیہ ان رجلاً من قریش دخل علی  
 ابیہ علی بن الحسین فقال اے اے اہل ذلک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 قال اے اے اہل ذلک عن ابی الفاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اے اہل ذلک  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتاہ جبرئیل فقال یا محمد ان اللہ ارسلنی الیک  
 تکریماً لک وتشریفاً لک خاصة لک یسألک عما ہو واعلم یرید منک یقول کیف  
 تجدک قال اجہ فی یا جبرئیل مغموماً واجہ فی مکرو با ثم جاءہ الیوم الثالث  
 فقال لہ ذلک فرد علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کارد اول یوم  
 ثم جاءہ الیوم الثالث فقال لہ کما قال اول یوم وورد علیہ کما رآہ علیہ جاء  
 معہ ملک یقال لہ اسمعیل علی ماءة الف ملک فاستاذن علیہ فسالہ  
 عنہ ثم قال جبرئیل ہذا ملک الموت یستاذن علیک ما استاذن علیک  
 قبلك ولا یستاذن علی آدمی بعدک فقال ایذن لہ فاذن لہ فسلم علیہ ثم  
 قال یا محمد ان اللہ ارسلنی الیک فان امرتہ ان اقبض روحک قبضت  
 وان امرتہ ان اترکہ ترکتہ فقال و تفعل یا ملک الموت قال نعم بذلک امرت  
 امرت ان اطیعک ثم قال فقط فی فی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی جبرئیل علیہ

علیہ السلام فقال جبرئیل یا محمد ان الله قد اشتاق الى القائك فقال النبي  
 صلى الله عليه وآله وسلم ملك الموت امض لما امرت فقبض روحه فلما توفي  
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جاءت التغرية سمعوا صوتا من ناحية  
 البيت السلام عليكم اهل البيت ورحمة الله وبركاته ان في الله  
 عزاء من كل مصيبة وخلفاء من كل هالك ودركا من كل فائت فبالحق  
 فشقوا اياه فارجعوا واما النصاب من حرم الثواب فقال علي  
 اندرون من هذا هو الخضر واه اليه في دلائل النبي ﷺ  
 ترجمہ اور روایت یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے  
 حضرت امام محمد باقر سے اُنکی باپ علی یعنی حضرت امام زین العابدین سے کہ  
 تحقیق کہ آیا ایک مرد قریش سے علی یعنی ابن الحسین حضرت زین العابدین کی  
 پاس اور کہا کہ کیا میں حدیث نہ کروں تجسی بابت رسول اللہ کے تب کھا  
 امام زین العابدین علیہ السلام نے کہ مان بات کرو ابو القاسم یعنی حضرت  
 پیغمبر خدا کی تب کہا اس مرد نے کہ جب بیمار ہوئے حضرت رسول تو آئے  
 اُنکے پاس جبرئیل اور کہا کہ اسی محمد تحقیق کہ اللہ نے بھیجا ہو مجھ کو تیری پاس  
 بنظر تکریم تیرے اور تشریف تیرے خاص کہ کے تیری واسطے پوچھتا ہو وہ  
 خدا تجھے وہ بات کہ جسکو خود وہ زیادہ تر جانتا ہو تجھے کہ وہ خدا پوچھتا ہو  
 تجھے کہ کیسا تو پاتا اپنی کو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ پاتا ہوں میں اپنی کو  
 مغموم اور پاتا ہوں میں اپنے کو مکروب یعنی حالت کرب میں تب ہی جبرئیل  
 اُنکی پاس دوسرے روز اور کہا اس بات کو اور حضرت رسول نے وہی  
 جواب دیا جو کہ اُنی روز کہا تھا تب ہی حضرت جبرئیل تیسری روز اور کہی

وہی بات جو کہ اول روز کہا تھا اور حضرت رسول نے وہی جواب دیا جو کہ  
 اول روز کہا تھا اور آیا ساتھ اسکی ایک فرشتہ اسمعیل نام کا کہ جو موکل ہو  
 سوہنہ از فرشتہ پر اور ہر ایک فرشتہ موکل ہو اور سوہنہ از فرشتہ کی تب جازت چاہی اس اسمعیل  
 فرشتہ فی اندر نیکی اور سوال کیا حضرت رسول فی جبرئیل سی اور کہا جبرئیل فی کہ یہ ملک الموت ہو  
 جو اجازت چاہتا ہو آپ سی اور کسی دوسری آدمی سی قبل تیری اجازت  
 نہیں مانگی گئی تھی اور نہ بعد تیرے کسی دوسری آدمی سے اجازت طلب کی  
 تب کہا حضرت رسول نے حضرت جبرئیل کو کہ اجازت دو اس فرشتہ ملک الموت کو  
 تب حضرت جبرئیل نے اجازت دی اس فرشتہ کو تب اس فرشتہ نے سلام کیا  
 حضرت رسول پر اور کہا کہ اے محمد تحقیق کہ اللہ نے بھیجا ہو مجھ کو تیرے پاس پس ل کہ  
 حکم دی تو کہ روح تیری قبض کروں تو روح تیری مین قبض کروں اور اگر حکم کری  
 تو مین چھوڑ دوں اسکو تو مین چھوڑ دوں اسکو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ تم  
 وہ کام کرو گے اے ملک الموت تب اس فرشتہ نے کہا مان مجھ کو بھی حکم ہو کہ تیری  
 اطاعت کروں تب نظر کی حضرت رسول نے بطرف جبرئیل علیہ السلام کے  
 اور کہا جبرئیل نے کہ اے محمد تحقیق کہ اللہ مشتاق ہو تیری ملاقات کو پس فرمایا حضرت  
 رسول نے ملک الموت کو کہ جاری کر تو اس حکم کو کہ چھو حکم ہو پس قبض روح  
 کیا اس فرشتہ نے اور جب مر گئی حضرت رسول تو آئی تدریت یعنی ماتم پڑی  
 اور صحابہ لوگوں نے سنی ایک آواز کو ایک جانب سی گھر کے کہ سلام تم لوگوں پہ  
 اسی اہلبیت اور رحمت خدا کی اور برکات اسکی تحقیق کہ اللہ مین ہو صبر مصیبت  
 پر اور خلف یعنی بدلا ہو مرثیہ والی کا اور عووض ہو ہر فوت شدہ کا پس مضبوط  
 پکڑو خدا کو اور اس سے امید رکھو اور درحقیقت مصیبت نہ وہ وہ شخص بھی

کہ جو ثواب صبر سے محروم ہو تب کہا حضرت علیؑ نے کہ آیا بوجہی ہو تم لوگ کہ یہ  
 کی شخص ہو اور یہ نصیر ہو روایت کی اُسکو پیشی نے کتاب و لائل النبوة میں۔  
 حدیث نمبر ۸۸ عن عائشة قالت مات رسول الله صلى الله عليه وآله  
 وسلم دینار و اولاد رہا و لا نساء و لا بعیار و لا اوصی بشی عرواہ مسلم  
 ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سی کہا اُسنی کہ نہیں چھوڑا حضرت رسولؐ نے  
 کوئی دینار ملا کا اور نہ کوئی درہم چاندی کا اور نہ کوئی بکری اور نہ کوئی اونٹ  
 اور نہین وصیت کی نسبت کسی چیز کے روایت کی اُسکو مسلم نے فقط۔  
 شاہ صاحب نے جو اس حدیث کی شرح میں ذکر باغ فدک وغیرہ کا کیا ہے  
 سو تحقیق اس باغ فدک کی کسی فصل آئندہ میں بعد تحقیق حال خلافت کی کیا  
 حدیث نمبر ۹۰ وعن عمر بن الخطاب اخي جویریة قال مات رسول الله  
 صلى الله عليه وآله وسلم عند موته دینار و اولاد دھما و لا عبدا  
 و لا امة و لا شیاً الا بغلة السیاء و لا سلاحه و ارضاً  
 جعلها صدقة عرواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہے عمر بن الخطابؓ  
 برا درجویریہ زوجہ رسول خدا سی کہا اُسنی کہ نہیں چھوڑا رسول خداؐ نے وقت  
 اپنی موت کے کوئی نہ دینار اور نہ کوئی درہم اور نہ کوئی غلام اور نہ کوئی لونڈی اور  
 نہیں کوئی چیز سوا ای اشتہر سفید اپنی موسوم بہ و لدل کے اور سوا ای ایک قطعہ  
 زمین کے کہ جسکو وقف و صدقہ کیا تھا روایت کی اُسکو بخاری نے۔

حدیث نمبر ۹۱ وعن ابی ہریرۃ ان رسول الله صلى الله عليه وآله  
 وسلم قال لا تقسمو دثقی دیناراً ما ترک بعد نفقة نسائی و مؤنة عاملے  
 فهو صدقة متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے ابو ہریرہؓ

کہا اُسنی کہ تحقیق کہ رسول خدا فی کہا کہ وارثان میرے باخود ما تقسیم نہیں کر سکی ایک دنیا تک اس واسطی کہ جو کچھ ہم چوڑ دین بعد نفقہ زوجات اپنی اور خرچ اجرت خاں اپنی سو وہ باقی ایک صدقہ ہو متفق علیہ۔

حدیث نمبر ۴۴۰۰ و عن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نودث ما ترکناہ صدقة متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہو ابو بکر ہی کہا اُسنی کہ کہا حضرت رسول نے کہ ہماری مال میں ورثت نہیں ہو اس واسطی کہ جو چیز ہم نے چوڑی وہ صدقہ ہو۔

حدیث نمبر ۴۴۰۱ و عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اللہ اذا اراد دحمة امة من عبادہ قبض نیبہا قلہا فعملہا فطرطہا و سلفا بین یدہا واذا اراد ہلاکۃ امة عذبہا نیبہا حیۃ فاهلکہا و هو یظرفاقو عینہ ہلکۃ ہا حین کذبہ و عصوا امرہ و ماہ مسلم ترجمہ اور روایت ہو ابو موسیٰ اشعری سی حضرت نبی سی کہ کہا حضرت رسول نے کہ تحقیق کہ اللہ جب ارادہ کرتا ہو رحمت کر نیکی کو کسی امت کی اپنی بندہ و نبین سی تو قبض روح کرتا ہو نبی کا اُس امت کی قبل اُس امت کی اور بناتا ہو اس نبی کو پیش رو اور سلف و اسطی اُس امت کی اور جب ارادہ کرتا ہو وہ امت ہلاکت کو کسی امت کی تو عذاب کرتا ہو اس امت پر در حالیکہ نبی اُسکا زندہ رہی پس ہلاک کرتا ہو اس امت کو اور وہی دیکھ رہا ہو اس بات کو اور ٹھنڈک دیتا ہو اُسکی آنکھوں کو بوجہ ہلاکت اس امت کی و حالیکہ اس امت نے جھوٹا لایا اُس نبی کو اور سرکشی کی اُسکی روایت کی اسکو مسلم حدیث نمبر ۴۴۰۲ و عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لیا تیں یعنی احدہ کمر بوسہ

وکلای برائی فزون برائی احبابیہ من اہلہ و مالہ معہم و الا مسلم  
ترجمہ اور روایت ہر ابو ہریرہ سی کہا اُسنی کہ حضرت رسول فی کہ قسم اُس  
شخص کی کہ جسکے ماتھے میں جان محمد کی ہو کہ ہر آئینہ آئینا لگا اوپر کوئی تم لوگوں کی ایک دن  
کہ نہیں دیکھیں گاوہ مجھ کو اور بعد اُسکی یہ ہوگا کہ ہر آئینہ دیکھنا سیرا اسکو محبوب تر ہوگا  
اپنی اہل و عیال اور اپنی مال سی ساتھ اُن اہل و عیال کے روایت کی اسکو مسلم  
اس عرصہ میں ایک خط تقریظ جناب لوی سید احمد حسین صاحب شیعہ مذہب و مصنف  
کتاب الاجاب مجمع البحرین کا پہونچا کہ نقل کیا جانا اُس خط کا اس جگہ پر ضرور ہوا۔  
**نقل خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کورئہ**  
بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والمنة کہ کتاب بہ تحقیق بمشرب بنی تالیف لطیف  
عمدۃ الفضلاء وزبدۃ الکملار جناب لوی سید وحید الدین خاٹن صاحبہادر کی بنظر دقیق  
وکیلی سبحان اللہ باین ایجاز و سلاست کتابی حاوی مہات غلطی کی فرید و حید عصر ہر  
نیز دہل حق فرح و نر مرئض متعصب اراج ہو حق یہ ہو کہ اگر آبجیات تصور کریں  
تو سزاوار ہو مردمان بخیران و کم مایہ کے لئے کمال لجا ہر ہر شعر  
کہ نہ بدیند بروز شپہ چشم چشمہ آفتاب را حید گناہ  
حقیقت نہ اقیہ مرضیہ سنیہ کی ثابت کنیوالی اور مذاق صوفیہ صافیہ اہل عرفان  
کیو آملی چاشنی قند مکر یہ یہ قدیم طریقہ اسلامیہ کی تبلانیوالی ہو مثل ثعلبی و حاکم  
وسیوطی و شہرستانی و ابن العربی و خطیب خوارزمی و ابی نعیم اصبہانی و تہق و قطنی  
و ابن جوزی و نسکی و ذہبی و احمد حنبلی و بلادی و شیخ شہاب وردی و محب طبری  
و یافعی و سہ نفری و تحسکری و طبرانی و ذہبی و سہمانی و احمد مالکی و غیر ہم کے قدم بقدم  
ہر محی سلسلہ اسلاف ہو مگر صد افسوس کہ حق گو و اہل انصاف ہدف سہام تہم کے ہو



حتیٰ کہ امام نسائی نے شریعت ہماوت نوش کیا بغض و عناد و شایان محک امتحان  
بنی اسرائیل و مومنین انبیاء استمراراً ہر مین شیعہ کو ہنات مین کوئی مد اخلت ہنن  
مگر نیر ارشاد کرتا ہوں کہ اگر چند بار بختیق اسطر حلی جا بجا موجود ہوتی صراط مستقیم کو  
ایک کر دیتی اسل طرف مین جب قدر پہ درجہ کا نصب خروج و غضب باطمینان ہر  
ویسا ہی اس کتاب مبارک اسافل حسیض تک پہونچایا مجد و اہدایت تازہ  
عوام کا لانعام گمشدگان مسلمین ظاہر کیو استحکام بخشا وہ کون مسلمان لا یعقل و یغیہ  
ہوگا کہ مواعظ حسنہ شریع الہیہ پر زبان ثقیل و ملامت کم کو لی جہالت کی ترقی اور  
علم دین کی تنزلی ہر عام و خاص مسلمین مثل یہود و نصاریٰ کے تابع نفس مارہ و ہوا  
دنیا ی دنی کر قیارت ہر جس سے اپنی قوم کی اصلاح نہیں ہو سکتی انکو فخر و شکر کرنا تہا و نفا  
دوست و دشمن ایلاف انکو سرمایہ اتحاد ایمانیہ سی کیا سر و کار عزوجل سائر اہل قبلہ پر رحم کرے  
اور برکت سی اس کتاب مبارک اسلام حقیقی کو روز بروز منور کری و الحمد للہ بحمد علیہ السلام آبادی

### مخرل عربی از مولف این کتاب مع ترجمہ

<p>ان نزل البلاء فاصبر وھا اور اگر اوترین بلائیں پس صبر کرو اسپر علی یدہ فاستسکوھا علی ماتمہ اس خدا کا ہر پس مضبوط پکڑو اس کو الی یوم القیامۃ فا ذکرھا روز قیامت تک پس یاد کرو اس رحمت کو عداوتہ لافۃ فاحذرھا عداوت اسکی ہر آئینہ ایک آفت ہے</p>	<p>اذا مطر العطا یا فاشکر وھا جب کہ بارش کری عطا یا الہی پس شکر کرو وھا وان کنتم لا بدی اللہ مشتاقا اور اگر ہو تم واسطی دستہای خدا کی مشتاق علی رحمۃ اللہ علینا علی رحمت خدا کی ہوا و پر ہم لوگوں کے عدا والمہ فی النار لا ویب دشمن مرقو کا خمن ہے بیشک</p>
--	---

بنا بر حاجت ان یکتوبها  
بغیر حاجت اس بات کی کہ میں ہی لوگ اسکو  
نہاں اوجب ان یفہموها  
پس تمہارا وجہ یہ کہ میں ہی لوگ اس حدیث کو  
وسوء حال یہ فلیغفرها  
اور بد حالت کی اسکی چاہی سنا کر اس حالت کو

و لو كان الوجهية بعد خمسين  
اور اگر یہ سو و سببت بعد خم غدير کے  
ولكن الرسول شاء تخديرا  
اور اگر رسول نے چاہا تاخیر کرنا  
... عبد العاصي لا زاد  
اسی بندہ عاصی کا ہر آئینہ آزاد ہو

### غزل دیگر عربی از مولف این کتاب

بہ سخن اقتد بنا فاستدینا  
ساتھ اس کی جلو گونے اقتد کی تو ہر ایت پاملو گونے  
کفضل الشمس طلعت علينا  
مثل فضيلت آفتاب کے جبکہ طالع ہو وہ آفتاب گونے  
و حق مارينا اذ رسينا

علی شافنا اذ عصينا  
علی شفا کر نیوالی جلو گونے میں چھپ کر نیکی جلو گ  
له فضل علی کل الصبا به  
اُس علی کو فضیلت ہر کل صبا بہ پر  
واعطی به سهولنا

اور حق ہوا قول رینا اذ رینا کا یعنی نہیں لکھا  
جبکہ تیر لکھا ہمیں اور ہوا اشارہ ہر طرف آیت  
مارسیت اذ ریسیت ولكن الله رمی کے  
بسهمی من لسان قد کفینا  
ساتھ تیر اپنی زبان کی تحقیق کہ کفایت کیا ہمیں  
فما جتنا به انا قضینا  
پس تیرے اسکی ہمیں اپنی حاجت کو انجام دے  
لهذا الحکمت حق الدین

اور خطا کیا رہے اُس علی کی تیر سیر ازبان کو میری  
قاعداء علی کا نفاخذ ولا  
پس رہنماں علی کی مخدول ہو گئے  
علی شانہ حلال شکل  
علی شانہ اسکی حلال شکل ہے۔  
وامنا علی باب حکمت  
اور ایمان لائی ہم دروازہ حکمت کا ہو

اسو اسطی حکمت از روی حق



**فصل ۸۳** حال خلافت کا افسل میں اور چند فصلہای آئندہ میں بیان کیا جاتا ہے سو بطور تقریر الزامی کی یہ بات کہجی سکتی ہو کہ حسب اصول سنینوں کی خلافت یزید کی بہت اعلیٰ درجہ کی ہو کہ اس خلافت میں تینوں شرائط خلافت کی یعنی اختلاف اجماع و غلبہ جمعیت اختلاف باہن اعتبار کہ حضرت عبا و یہ اسکی باپ نے جو کہ خلافت کو از روی مصالح حضرت امام حسن علیہ السلام کی پاپا تہا یزید اپنی بیٹیا کو خلیفہ اپنا بنایا اور اجماع و غلبہ تو بلا خطہ بعیت جمعیت شامیان وغیرہم کی خود ظاہر ہو کہ پس نیاں جو حدیث خلافت دوازده گانہ منہ فیصلہ رسالہ ہذا کو جو حضرت ابوبکر سی شرف کر کے اور معاویہ و یزید کو بھی خلیفہ قرار دیکر کی ولید بن عبد الملک تک پہنچاتی ہیں سو یہ امر بقاضای خود انکی اصول کی ہو اور یہی جہہ کہ شاہ صفائی بھی اس حدیث خلافت دوازده گانہ کی شرح میں ایک سلسلہ بھی خلفای دوازده گانہ کا لکھا ہو کہ اس تاویل سی یزید بھی ایک خلیفہ شاہ صفائی موصوف کا ہوتا ہو اور اگر یہ تاویل درست ہو تو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی بھی بالای طاق ہو جاتی ہو کہ یہ لڑائی کہ بلا کی بطور بغاوت مقابلہ میں ایک خلیفہ بروقت کی لازم آتی ہو اور مضمون شعر کا بہت اوجھال سنینوں کی

ہو جاتا ہے شعر

مشرعین یہ صدا ہو سدا شور وین کو ایسا نہ ہو کہ مکرمین شہادت حسین کی غرض خلافت ابوبکر کی اس تقریر الزامی سی بمقابلہ خلافت یزید کی بہت کم درجہ کی ثابت ہوتی ہو اسو اطلی کہ تنصیص اس خلافت کی از روی اختلاف حضرت رسول کے کچھ ثابت نہیں ہو اور خود شاہ صفائی اس بات کو قبول کرتی ہیں باقی را اجماع و غلبہ سو صرف ایک امر غلبہ کا ہی ہذا ہو کہ حضرت ابوبکر کو بحایت حضرت عمر کے البتہ غلبہ ہو اگلا اجماع تو بوضع صحیح کی کچھ ثابت نہیں ہو اور ہمینی چا کہ حال خلافت ابوبکر کو کتب حدیث صحیح بخاری وغیرہ سی تحریر کرین مگر کچھ حال خلافت حضرت ابوبکر کا ان کتابوں سی پایا نہیں گیا اور ناچار بطرف کتب تاریخ کی رجوع کرنا پڑا سو چاہا

ان فصل میں ہم کچھ حال کتاب وختہ الصفا سی لکھا چاہتی ہیں کہ مولف اس کتاب کا نام محمد  
 ابن خاوند شاہ ایک بہت بڑا عالم اور سنی مشرب کا ہے جو حسنی نواح تاریخ عربی و فارسی  
 امام محمد ابن اسحاق اول مورخ احادیثی و ہیتی و مسمی و غیرہ سی بہ کتابیں ہی کی لکھی اور بہت  
 راست راست طور پر سب لکھتا ہے اور سنی لوگ اگر اس شخص کو الزام شیعہ ہونیکا دے تو یہ بات  
 موافق امت مسلمہ کی قاعدہ کی ہے کہ شخص فرار کچھ بھی بطرف حضرت علی کے بولا تو جھٹ سی وہ  
 شخص شیعہ قرار پاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ سنیان تمام مشائخ و اہل تصوف اور و خلیفہ  
 ناراض ہیں اور کوئی کتاب تاریخ جلیب و غیرہ کی ایسی نہیں ہے کہ جس سنیان راضی ہو  
 اور ہم نہیں چاہتی ہیں کہ کوئی بات انکی ہیلان تاریخ کی تحریر کی جانی حالانکہ تاریخ ایک فن شریف  
 ایسا ہے کہ جس سے مال نیک بد سے مونا تحقیق کیا جاسکتا ہے اور صاحب وختہ الصفا  
 لکھتی ہیں کہ ابوسفیان فی حضرت علی کو بوقت خلیفہ بنایا حضرت ابو بکر کے کہا کہ اگر کو تو  
 ہم دادی عرب کو سواران و پیادہ سی بہر دین اور اسکی جواب میں حضرت علی نے کہا کہ تم ایام  
 جاہلیت میں فتنہ انگیزی کرتے تھی اور اب بھی تم وہی بات فتنہ انگیزی کرتے ہو سو ہم ابو بکر کو  
 شائستہ اس خلافت کا جانتی ہیں پس اس تحریری صفا ظاہر کہ صفا روضہ الصفا پر گز  
 شیعہ نہیں تھے اسو سطلی کہ اگر شیعہ ہوتی تو یہ قول حضرت علی کا کہ ہم حضرت ابو بکر کو شائستہ  
 اس مر خلافت کا جانتی ہیں اسو سطلی اپنی کتاب وختہ الصفا میں نقل کرتے۔ اور صاحب  
 روضہ الصفا سنی ہوں یا شیعہ مگر اصل بات تو یہ ہے کہ اسل مر کو خیال کرنا چاہی کہ تحریر  
 تاریخ انکی از روی حدیث و سیر کے درست ہیں یا نہیں بہر حال جلد دوم روضہ الصفا میں  
 خلاصہ حال خلافت حضرت ابو بکر و سبت حضرت علی کا مع را می این جانب کی حسب قبل مرقوم  
 روضہ الصفا۔ بعد اتمقال حضرت رسول خدا کے ان اہل انصار و  
 رہ میں جمع ہو کر کے چاہتی تھی کہ سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بنا دے۔

ابوبکر و عمر یہ بات سن کر کے بطرف سقیفہ نبی ساعدہ کی گئی اور ابو عبیدہ جراح بھی اُن کی  
 پیچھے گئے اور ایک مجلس میں ابو العثیم بن الیہمان نے چند بیت پڑھ کر کے کہا کہ یہ نظر  
 اصلاح و استحکام دین اسلام کی ضرور ہے کہ نئی مرتضیٰ یا ابوبکر صدیق خلیفہ ہوں و  
 خزیمہ ابن ثابت نے اہل مدینہ کو ترغیب دی کہ خلافت کتنی عظیم و انصاریں سی ہو اور  
 سب اہل مدینہ اوپر خلافت سعد بن عبادہ کی راضی ہوئے اور اسید ابن خضر  
 کی رائی ہوئی کہ کوئی شخص مہاجرین میں سے خلیفہ ہو اور عویم ابن ساعدہ نے  
 تائید اس رائی کی کی اور ابوبکر کی سوال و جواب میں ایک شخص نے انصاریں سے  
 کہا کہ مٹا امید و منکر امید اور ابوبکر نے کہا کہ مارت در میان ہلوگ اہل قریش کے  
 اور وزارت در میان انصار کی رہی اور معن ابن عدی نے کہا کہ تم قریش لوگ  
 معزز و محترم تر ہو اور حضرت عمر نے حدیث لامۃ من قریش و کون هذا  
 الامر الا فیہ صح کو پڑھا یعنی امامت سوائے قریش کی دوسری کو نہیں ہو سکتی  
 اور بشیر ابن سعد نے کہا کہ سہمی یہ حدیث پیغمبر خدا سنی ہو ابوبکر نے کہا کہ مصلحت یہ ہو کہ  
 عمر ابن الخطاب یا ابو عبیدہ پر بیعت خلافت کی کجای مگر وہ لوگ اوپر خلافت ابوبکر کے  
 راضی ہوئی اور اول بشیر ابن سعد نے بیعت کی اور بعضوں نے روایت کی کہ حضرت  
 عمر نے اول بیعت کی اور بعض لوگ کہتی ہیں کہ اول بیعت عباد ابن بشیر کے ہوئی  
 اور جباب ابن المنذر نے بشیر ابن سعد کو کہا کہ تو فی حدیثی حق سعد ابن عبادہ کا ضام  
 کیا اور آخر جباب دست بقبضہ شمشیر ہوا اور اُس نے کہا کہ اولاد انصار کی اوپر دروازہ  
 مہاجرین کیو سطلی پانی کے گہری ہوگی اور انکو پانی نہیں ملیگا مگر آخر کار حضرت ابوبکر نے  
 سب جباب چپکار بگیا غرض خلافت حضرت ابوبکر پر قرار پائی اور اُس روز خواص نے  
 بیعت کی اور روز دوم اُسکی حضرت ابوبکر نے منبر پر خطبہ پڑھا اور بیعت عام ہوئے

رانی اینجانب صاحب فوضہ الصفا فی نامہ یہ قصہ اس طرح تفصیلوار بتائید خلافت  
 ابوبکر کے لکھا ہے کہ ہرگز کوئی عالم شیعہ نہیں لکھتا اور ان سب حالات سے ظاہر کہ احادیث  
 و دعویٰ حضرت عائشہ کی جو کچھ واسطی استحکام و استقرار خلافت حضرت ابوبکر کے مفید ہوئی  
 ہوں مگر دراصل خلافت ابوبکر کی بہ بنیاد مصلحت وقت اور مزاج ملائم اور دانشمند  
 و پیرانہ سالی حضرت ابوبکر کے قائم ہوئی ورنہ اجازت امامت نماز ابوبکر اور دیگر احادیث  
 موضوع کو اصل انعقاد خلافت میں کچھ دخل نہیں ہو اور اسی طرح حدیث بنہ من کنت  
 مولاً و فعلی مولاً کی اور دیگر بسیاری احادیث و آیات قرآنی نسبت اسید علیہ السلام وقت  
 انعقاد خلافت ابوبکر کے خارج از بحث تھی بلکہ دعویٰ انصار کا یہ تھا کہ اہل مدینہ فی حجاز  
 و مائید و پناہ دہی حضرت رسول کی کی ہو و یہ خلافت ابوبکر کی جس طرح کہ قائم ہوئی سو آئین  
 کچھ لحاظ انصاف ذاتی کسی شخص کا نہیں تھا بلکہ ہر شخص کو اپنی اپنی مصلحت و نظر تھی اور  
 یہ فکر صرف علمائے اہلسنت کی ہو کہ ترتیب اتفاقی خلافت کو دلیل ترتیب فضیلت ذاتی  
 ہر شخص کو قرار دیتی ہیں اور ہر مقام میں ہر کو اہل تشیع سے یہ اختلاف ہو کہ وہی لوگ حضرت ابوبکر کو  
 ایک شخص غاصب حق خلافت کا قرار دیتی ہیں سو ہر کو یہ بات معلوم ہوئی ہو کہ کوئی تدبیر  
 ظاہری خلافت امینی کی از طرف حضرت ابوبکر کے نہیں ہوئی بلکہ بات اس قدر ہو کہ لوگوں نے  
 اپنا گون بیگون سچے بوجھ کر کے انکو خلیفہ بنادیا اور حضرت ابوبکر نے جو خلافت کو قبول  
 کر لیا سو اس سے دفع شر ہی ہوا کہ انصار دوسرے فکر میں تھے اور جو حال کہ مہاجرین  
 اور انصار کا اسوقت تھا سو اس سے یہ بات ظاہر ہوا کہ وہی لوگ ہرگز حضرت علی ایک  
 اہم شخص اور ابن عم رسول اور زوج قبول کو خلیفہ قبول نہیں کر سکتے تھے کہ اگر ایسا  
 کرتے تو سرداری اسی خاندان رسول میں ہوتی اور نہی بات کیا ہوئی عرض کچھ شک نہیں ہے  
 کہ حضرت رسول نے جو بند و بست کی واسطی جانشینی حضرت علی اور بقای عزت اپنے ہاتھ



کی کیا تھا سو وہ بد و بدست لکھل محو و معدوم کر دیا گیا مگر اصل عزت جو خدا فی از روی  
 اوصاف ذاتی کے حضرت علی کو دی تھی سو وہ عزت کہاں جاسکتی ہے کہ اس عزت کی  
 یہ قابضین خلافت ظاہری یعنی بادشاہت کی کیا حقیقت ہو اور اقم حروف کو خلا  
 حضرت ابو بکر سی خیمہ ملال نہیں ہو اس واسطی کہ یہ خلافت تجویز فضائل ذاتی کی نہیں تھی جو  
 بلکہ صرف مصلحت وقت مد نظر تھی اور کیا شک ہے کہ حضرت امام شافعی و مولانا جلال الدین  
 رومی وغیرہ کو اعتقاد نسبت حضرت امیر علیہ السلام کی یہاں تک تھا کہ حضرت علی خود خدا  
 یا نبی و نبی یا شریک نبی کی تھی اور ہم سمجھتی ہیں کہ یہ کوئی گمان بیوجہ نہیں تھا اور اصل حال  
 یہ ہے کہ حضرت علی کو کچھ صلاحیت ریاست ظاہری و نیاداران کی نہیں تھی اور رای  
 مسترگین مویخ و ہریہ کی بہت درست معلوم ہوتی ہے کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہو  
 تو دین اسلام عرب کا تھوڑی روز میں عرب ہی میں ختم ہو جاتا اور ہمارا حال یہ ہے کہ  
 ساتھ حضرت مسیح و حضرت علی نمونہ مسیح کی ہمارے بہت اعتقاد ہو مگر ان دونوں مردان خدا  
 راہی ماستر و نیاسی برکنار تھی اور حال یہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جبکہ مجلسین شوریہ  
 خلافت کی قائم ہوئیں اور بنی بہت چٹان و چین کی خلافت حضرت ابو بکر پر دو روز  
 میں قائم ہوئی مگر لاش رسول خدا کی گہر میں پڑی تھی اور آخر وہی حضرت علی جو اپنی جگہ تھی کام آئے  
 کہ کفن و دفن تک کچھ التفات بطرف اس بات کی نہیں کیا کہ زید و بکر کیا کیا بند و بدست پنا  
 کر رہی ہیں اور یہ وفاداری و حیا و مروت حضرت علی کی تھامس و ہم و ہم و ہم سی باہر ہو اور ہم  
 یہ کہیں گے کہ جب آپ ایسی ہیں تب آپ ایسی ہیں۔ روضۃ الصفا۔ بروز دوم خلافت  
 ابو بکر کی مجلسین حضرت علی حاضر کئے گئے اور حضرت علی نے سبب طلبتہ کا استفسار  
 کیا تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ بیعت ابو بکر کی مثل سائر صحابہ کی کرو حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ تم  
 لوگوں نے تو اس قربت رسول خدا کا پیش کر کی انصار کو تسکین دے تو اب خدا اسی ڈر و کورابت میں

تربت رسول سی کو شخص ہو اور جب انصار سی انصاف پایا تو وہی انصاف ہو کر دو عمر نے  
 کہا کہ جب تک تم بیعت نہیں کرو گی تب تک تم کو ہم نہیں چھوڑیں گی تب حضرت علی فی کہا کہ  
 ہم اس بات سی کثرتے ہیں اور جب تک جان باقی ہو طلب حق سی اپنی ہم باز نہیں ہینگے  
 راسی اینجانب حضرت علی کا طور مزاج یہ تھا کہ سقیفہ نبی ساعدہ وغیرہ کی طروت  
 واسطی ہتفسار حال خلافت کی بھی نہیں گئی بلکہ جب خلافت ابوبکر کی قائم ہو چکی تو واسطی  
 بیعت کر نیکی طلبتے ہی اور حضرت علی فی جو دلیل قرابت قریبہ بنوکی پیش کی تو اسکا جواب کچھ  
 نہیں دیا گیا اور نہ جواب سنات کا ابتکات سکتا ہو اور یہ جواب کس قدر وخشیانہ ہو کہ بغیر  
 بیعت کر نیکی لہر نہیں جانی پاو گی سبحان اللہ کیا آپ کا اتباع ہو کہ مشورہ نہ دار و صرف برد  
 اور بجای ماتم پر سی کے یہ دیکھی اور کس قدر یہ دیکھی ہو یہ تھی حضرت علی زو ریا زو میں سو  
 اور ہزار پر غالب اور غالب علی کل غالب تھے اور تائید اہل بدہ کا یہ حال تھا کہ حضرت علی کی نماز  
 عصر کو واسطی رجعت آفتاب کی ہوئی تو اگر فی الحقیقت انو واہش مخالفت کی ہوئی تو تمام  
 مخالفین ایک بارگی زیر و زیر ہو جاتی مگر بات یہ ہو کہ طلب حق ایسا بطور ادا ہی حق شرعی کے  
 کر دیا ہے چکی مٹیہ رہی اور خیال کر لیا کہ ابوبکر سی انجام اسور خلافت ظاہر کیا بخوبی ہو گا  
 اور اسی بنیاد پر ابوسفیان کو جواب دیا کہ قتلہ انگیزی مست کرو اور ہم ابوبکر کو شائستہ اس  
 کام کا جانتی ہیں اور فی الواقع ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابوبکر نے بخوبی تمام انجام خلافت ظاہری  
 اور اجرای دین اسلام کا کیا اور باغ فدک کا جو قصہ حضرت ابوبکر کے وقت میں ہوا سو اس  
 جگہ پر اسقدر لکھنا کافی ہو کہ بات رہ جائیگی بیان وقت نکل جائیگا۔ روضۃ الصفا  
 ابو عبیدہ جراح فی حضرت علی کو کہا کہ ای ابو الحسن فضیلت اور سبقت اسلام تیری سب  
 گو کون پر روشن ہو اور تو البتہ ستمی اس خلافت کا ہو بلکہ اس سی ہی زیادہ تر کا ہو مگر ہر گاہ  
 اصحاب رسول فی خلافت ابوبکر پر اتفاق کیا تو اب مخالفت مست کرو حضرت علی فی جواب دیا

کہ تم امین استہ و اور اپنی حالت پتھور کیا نہ ملنا صدق کی نسبت کروند اوند تعالیٰ فی جہرت  
 کہ خاندان نبوت کو وی سوا ایسا کام نہ کرو کہ یہ عزت و وسعتی خاندان نبوتی اور قرآن ہمارے  
 گہرو نہیں نزل ہو اور ہر جاگ معدن علم دین اور سنت امی رسول کی بین اور اوضاع شریعت  
 و مصالح ملت کو ہلوگ و سرو و نسی بہتر جانتی ہیں اور اپنی خواہش طبیعت پر کام مست کرو کہ  
 اس میں نگو نقصان ہوگا را می را قہم یہ نہایت ابو عبیدہ کی صرف بطور تسکین نہی و در نظر  
 استحکام خلافت ابو بکر کے معلوم ہوتی ہو کہ اگر یہ بات صدق دل سی ہوتی تو بوقت مشورہ  
 بیعت خلافت ابو بکر کے کچھ انتظار مشورہ حضرت علی کا ہی کیا جاتا۔ روضۃ الصفا۔  
 بشیر ابن سعد نے کہا کہ قسم بخدا اگر اگر تمہاری بات قبل عقد بیعت ابو بکر کے سنی جاتی تو مجھے  
 احتمال تھا کہ وہ صحابی ہی مخالفت تمہی نہیں کرتے مگر جب تم گہر میں بیٹھ رہے تو سب لوگوں کو تصور  
 ہوا کہ تاویل طرف حکومت و ریاست کے نہیں ہو تو نظر تو ہم احتمال دین اسلام کی بیعت ابو بکر  
 کی ہوئی اور حضرت علی نے جواب دیا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ ہم لاش حضرت رسول کو گہر  
 چھوڑ کر کے اور انکی کفن و دفن کو ایک مختصر سجدہ کر کے بطرف طلب ریاست و حکومت کی دور  
 اور حضرت ابو بکر نے کہا کہ اگر یہ معلوم ہوتا کہ تم منظور کرو گی تو ہم یہ خلافت قبول نہیں کرتے اور اگر  
 تم فی الحال بیعت نہیں کرتے ہو تو تم پر کچھ تکلیف بیعت کی نہیں ہو را می را قہم ان نسبت پر  
 ابو عبیدہ و بشیر ابن سعد و ابو بکر سے ظاہر ہو کہ خلافت میں استحقاق حضرت علی کی کچھ گفتگو کسی  
 شخص سے بن نہیں پڑی اور اجماع تو صاف باقرار ان لوگوں کی بطرف حضرت علی ہوا اور اجماع  
 بیعت حضرت ابو بکر کا تو صرف بطور الما خوچی کے معلوم ہوتا ہو۔ روضۃ الصفا۔ بعضون  
 نے کہا ہو کہ حضرت علی نے بعد چالیس روز کی بیعت ابو بکر کی کی اور بعضون کی ای ہو کہ بعد انتقال  
 فاطمہ علیہا السلام کی بیعت کے اور بعضون کی نزدیک یہ ہو کہ بی بیچہ مینے کے بیعت کی را می را قہم  
 و حقیقت بعد انتقال حضرت فاطمہ کے بیعت حضرت ابو بکر کے حضرت علی نے تعمیل کے جو کہ

انتقال اس سیدہ کا باجمہ عینی کے ہوا تھا اس پر گاہِ حشر فاطمہ کو بوجہ قضیب  
 باغِ فدک کی حضرت ابوبکر سے تکرار لالہ ہوا کہ اس پر ازاد حیات تھی چنانچہ حضرت ابوبکر  
 نہیں کی اور وصیت کی کہ ہماری جنازی پر ابوبکر بن امین تو سدا نہ بات یہی کہ حضرت علی  
 فی تاجیات حضرت فاطمہ کے بہت ابوبکر کی نہیں کی اور دیکھنا چاہی کہ کتنی لوگ  
 اس حدیث کی کیا تاویل کرتے ہیں جو پیغمبر خداؐ فرمایا یا ابوالقاسم اے صدیق  
 اعظم ہا غرضنی یعنی فاطمہ یا گوشت میری بھی خوب پختی کہ شہد بولا فاطمہ کو  
 سو اُس نے غضب دلایا مجھ کو مگر سب سے بڑا کو جو کبھی تھیں تھیں نشان  
 علی کی بھی سو خاص بوجہ اس کینجی کے شاہد و ماہر ہے مور و ہر حدیث کما فی حدیث  
 علی کو تھہر دیا کہ غور بہت ابوبکر سے شادی کیا یا احتیج تھے اور جب پیغمبرؐ اسی مشورہ  
 چاہا اور حضرت رسولؐ نے یہ حدیث فرمائی کہ حدیث علیؑ نے کہا کہ وہ امر باخدا تھا بیکار  
 آپ کی ہوسودہ امر کو منظور نہیں ہی بہر حال یہ امر نہ ہو مگر شہد تھی صاحبانِ سند  
 اس ملال حضرت فاطمہ نسبت حضرت ابوبکرؓ کے کہ ان کا وہ بیٹا ہوا تھا وہاں ابوسفیان  
 حضرت علیؑ کو کہا کہ آیا تو راضی ہے کہ ایک شہر (ایک بھوکا حکم) پاری گئے اور تمام  
 قسم بخدا کہ اس وادی کو سواران اور پیادہ سے بھر دیں حضرت علیؑ نے کہا کہ تم ایام  
 جاہلیت میں فتنہ انگیزی کرتے تھے سو اب بھی فتنہ انگیزی کیا چاہتی ہو۔ راسی بر اقم  
 ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت علیؑ کو کچھ ریخت ملکوت کی نہیں تھی کہ دراصل وہ دوسری کام  
 آدمی تھے۔ روضۃ الصفا جب حضرت ابوبکرؓ کو قتل انت ابوسفیان کی معلوم ہوئی  
 تو اسکی بیٹا یزید کو وعدہ دینی حکومت شام کا کہ ابوسفیان فی ہن کا ہر ترک  
 مخالفت کیا۔ راسی بر اقم جس اجماع پر کہ سنیوں کو ان کی سوز کا حال یہ بھی کہ وعدہ  
 حکومت کی ابوسفیان کو بلایا۔ روضۃ الصفا کہ یہ ابنِ جبریل ہے اور روزِ روضۃ

علی کے اگر کے جھنڈا اگاڑ دیا اور کہا کہ ہم کسی دوسری کے ساتھ سوائی اس صابجی نہ کی جیت  
 نہیں کر سکتی ہیں اور آئندہ یہ وہ جنگ جمل و صفین میں ساتھ حضرت علی کے تھی راجی اقم  
 بریدہ بھی ایک اجاہل صحابی تھی جب بیت ابو بکر کی اختلاف کیا پھر حال پر گاہ خود حضرت  
 علی نے بعینہ حضرت ابو بکر کی کہ لی تو اب حکم اس میں کچھ چون و چرا کرنا منظور نہیں ہے اور  
 مورخان ائمہ نیز یہی کہتے ہیں کہ حضرت علی نے جو جہ و لشکر تنگ تنگ مال فاطمہ اور نہیں ہونے  
 اخوان و انصار کی جیت ابو بکر کی کہ لی سو یہ بات ہمارے نزدیک بہی درست ہے مگر چونکہ  
 ہمارے قلب حضرت علی کے ہر قول و فعل میں منظور ہے تو ہمارے ہی حضرت ابو بکر کی خلافت میں  
 گو کسی جہ سے ہو چہ عذر کرنا نہیں ہو چتا ہے کہ تقیہ کنسبت حضرت علی کی ہم ایہ نہیں کہتے ہیں

### بخار عری از مولف این کتاب

اخو النعمة له ماء حميد  
 آخر اسایش کا اسکو آب گرم  
 يا على انت على خلق عظيم  
 ای علی تو ہی خلق عظیم پر  
 دال من الی حدیث من کرم  
 دال من الی حدیث ہی ایک کرم

طالب الدنيا في كرب اليم  
 طالب دنیا کا ہر ثمنہ کرب و ناکیں  
 اني منة ربك ترحم يا علي  
 توحید میں گنہگار ہوں تم کو تو یا علی  
 ما مراد می غیر حب المرتضی  
 نوین کوئی مراد میری سوا جی علی

یہ اشارہ ہی طرف ایک حدیث حضرت رسول کریم کی جو برو زخم غدیر کی فرمایا من کنت  
 مولا فاعلم مولا لا اله الا الله وال من والا لا وعاد من عاد الا  
 یعنی جسکے ہم مولا ہیں سو علی اسکا مولا ہی ای بار خدا یاد و ست رکھ تو اسکو جو دوت  
 رکھی اسکو اور عداوت رکھ تو اس سے جو عداوت رکھی اس علی سے

حریہ حب الرسول في الحديث  
 کف ہر عداہ فی حال سقیم  
 لڑائی اس علی کی لڑائی ہو رسول کی حدیث میں کہ سر قحی شخص جو عداوت کری اس علی سے حال یہ مہم میں ہے

اشارہ ہی بطرف حدیث انام رب المزید و ہدیہ بملفوظ سالیحہ کے بعد ہندوستان  
فرمایا کہ حکم لڑائی ہی اس سے جو اثر سے طبیعت میں اور اس سے پہلے بنا دیا ہو اس سے کہہ دیتا

لا انا اذینا - فیہ رسیم

نہیں خوف کرتا ہمیں نہ کیا ہمیں نہ ایک تھوڑا بڑا

حبہ حب الرسول یا احلیہ

حبہ علیؑ حب رسول کا ہی ای رحیم

حبہ یدایک جنات انعمہ

حب اس علی کا عطا کرے گا کہ جنات ہم

یشفع دینی و صد اصطیہ

شفاعت کرے گا میری صحت مصطفیٰ

لیس فی قتلیہ سو حکم حب علیؑ

نہیں ہو میری موت میں سو اسی حب علیؑ کے

انت را اذاد فی حب شمس

تو ہی آزاد ہو حب علیؑ میں ہے

اور اس عرصہ میں ایک خط تقریر جناب سید محمد علی صاحب کانپور سے آیا جو تمامہ  
انکی لیاقت اور انصاف پسندی سے خبر دیتا ہے یہ وہ خط اس پر خطبہ حب علیؑ نقل ہوتا ہے  
یا ایہا النسیہ اذ اذرت بابہ بلغ تحقیقی و سلامی جنابہ

جناب طباطبائی جامع ربہ بر منقول و معقول واقف نکات فروع و اصول حق الہی و انوار اسلام  
و مدقق الدقائق الحکمیہ محلی آثار المسندۃ البتہ و فی ہذا امانۃ للعارف الحقینتی نور علیہ  
و حق شناس و بالحکم الرائی القیاس ذی المجد الاشیل و الحجاہ الجلیل صدق فحوائی کا نبی ہو

یہی اسر ائیل حضرت مولانا مولوی السید محمد وحید الدین خاں صاحب اور لائل للعلم وجودہ

عطا علی تجاوز اللحد عن غیبہ الخفی بد کلی عرض تحیت تسلیم باشیوہ تبجیل و تعظیم الوفاء و آرزو

خدمت سراپا منفعت و صنوف شوق و غرام و ولایت گزار وہ خاصہ را برض مدعا آشنا

میسازد کتاب الاجواب ہدایت انتساب کامل انصاف حد تحقیق بشرکتی کہ لذ غایت

عطوفت و محبت یابین بندہ ظلم جہول اہل او اعطا شدہ و رود آن باعث ہزار گونه

خطوط و سرور و مفارقات نامحسور آمدہ و دل و جان و روح روان تا بہ جراح

وارکان از سواد و بیاض آن نور ایمان و سکینه و اطمینان یافته در شکریه این هدیه جمیله  
و طایفه جزئی که ام حرف بزبان آرم و چسان لوازم سپاس بگذارم غیر از اینکه تیرانه دعا  
سربان شوم و خود را وقت این وظیفه کنم آدام الله فیضکم و ابقاکم -

این نسخه شکر و روحانی که حقیقه نسخه شفا و نجات برای دفع اسقام و اعلال نفسانیه  
ارباب خلالات و جهالات است همه را دیدم و نوش و نوش از مشروبات صافیة عذبه  
آن چشیدم و مذاق جان را بآن تازه کردم و سرمایه فیض جاودانی خود شمردم و بقدر حوصله  
ناقص خود اذعان کلی بهم رسانیدم که هر آنچه در تحقیق و تدقیق مسئله فضیلت حضرت ائمه  
عظام از خصائص و ذاتیات و مناقب و صفات حضرت طایبات علیهم التسلیمات از رو  
آیات و احادیث و واقعات و تحریر فرموده و بر آن حکم و رای صواب پیرای خود افزوده اند  
حق اینکه این فیصله تاملی است که بحال عدل و نصفت و بی شائبه روی و رعایت نموده  
و رنگ شبهات اهل هوا را روی مرآت عقائد بیضاز دوده اند همه صحیح و استوار و پیش  
اولی الا بصائر ثابت و برقرار است خوشا مقبل که دیده حسن قبول بران کشاید و بداند  
که از ان رو بقفا که ای فذلک الحجاب کادب فیک لا یشک فی الامعان و سفیه  
و پس چشمی باید تا ببیند و ولی شاید تا حق گزیند ورنه حساد و معاذین و باغین و طاغین را  
حسابی نیست و بایشان خطابی نه که ز کام الوجیل دارند و بدست شیطان گرفتار اند هرگاه  
در حق پیغمبر رسول کرم صلی الله علیه و آله و سلم انک لا تصدی من احببت  
و ارد شده ما ائمتیان پیروکی از تصدی این کار بر می آیم بقول شخصی بیت  
آنکس که بقران و خبر و نرهی نیست جوابش که جوابش ندی

اگر چه در بعض مقامات ضرورت ایجاز و اختصار رفته است مگر ایازی که غیر محل و جامع  
جمیع ضروریات این مباحث است و بقول العاقل تکفیه الاشارة بر این وی البصائر



کافی وہ انی است اگر در خاندان کس است حرفی پس است الدما وصف و شیمہ ازادی کثرت  
 و حکمت محمود افتاده و بہرہ و لسان مال آن بصدق عدالت کشیدہ است اندرین ماقول و قول  
 بوجہ حسن و اجمال و مرتبہ اتمہ کمال لذات مذهب الاناق انجناب جلوہ شہود و نمودگر گشتہ  
 و صدای حسنت و آفرین برین طرز و شہودہ گرین از ملاء اعلیٰ مستحین برخواستہ فجر اکم اللہ  
 خیر الجزاء و در عالم بطول العزوا بقا و ترقب از فیض حقیقی الہی کہ متعطشان کنوس  
 مشتہیان و اند سعادت خیل خیل از فیض آن مشروب و مرزوق شدہ و مذاق روحانی  
 خود را بجلالت و عذوبت آن نہ سس کند اللہ ہا این باقی ایام افاضات کطویل عدد و کثیر  
 زیادہ بجز منی شرف سویم ملت چہ نہ بدہ اثم عطا علی از پور میرا - اگست و شعبان  
 ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ ہجری ۱۰ نکیشہ را اعرصہ من جناب مرزا کمال الدین صاحب مستخلص  
 بسجرا ایرانی نے جو ایک قصیدہ سوزی اور دو غزل فارسی اوپر طرح غزل عربی و غزلیا  
 فارسی موافک کتاب ہا اسندہ رجہ ابتدائی صفحہ لغایت کی بھی سے برآینا  
 ہماری پاسن ہی کہ سطح اول تینہ ان تر لون کا حسب ذیل ہے مطلع اول

انما المطر العطا یا فاشکر و ہا	وان تزل البلیا یا فاصبر و ہا
می خم غدیر و حبا م امروز	بکف وارم نیم با کام امروز
علی مولاے من تقدیر کروند	رج عشق او مرا خمیر کردند

سودہ قصیدہ سوزنی اور دو غزل فارسی حسب ذیل ہی اور سکی ملاحظہ سی معلوم ہوگا  
 کہ در میان فارسی ہلوگ ہندوستانی اور صاحبان ایرانی کے کس قدر فرق ہے

### قصیدہ عربی

قد احل فوق الکواکب لاحا	وان زاد ضوئ منکم و ضاحا
قمر و رجہ علو کا اوپر ستاروں کی ظاہر ہو	اور بڑھ گئی روشنی تمہاری و ظاہر ہوا

تلف الیسا شدنی موا بہ نہ  
ملتی ہی خوشی برہم نہیں اسلی  
واذا تکلم فی مجالس قومہ  
اور جب بات کہتی تھیں مجلسوں میں  
ہذا الذی جاز المحاسن کلہا  
یہ وہ شخص جو محیط ہو انویس کو تمام ادب ہو  
ان الملوك تراخوا بدمیہم  
تحقیق کہ وہ شاہوں سے خواہی کی ساتھ  
تعریف کرنے والے اور تکی  
افت الذی خصصت من ذب الی  
تو وہ شخص کہ جو خصوص کیا یا تو رب علی  
وتوا سعاد تو رعاد کرامہ  
اور خصوص کیا تو واضح و پریر کا  
اور نہر کی تر  
انت الذی صنف حجة التحقیق  
تو وہ شخص کہ جو تصنیف کرنی حد تحقیق  
بفیکم اللہ فی محبة حید  
باقی رکھی تاکہ و تتبع محبت حیدر کی  
و ادرك كما لا یضام سببکم  
اور یا تو ایک حال کو کہ خوف دیا جانے ہی  
نیک تمہارا بظرف و برافہ  
مشت کہ تو مجھ ساتھ ایک اور ہر ایک

یسا و اخطا بالینا و ضاحا  
آیسا ہوتا ہی زروی و ضاحا  
فکانہ مسک و عسبر فاحا  
پس گویا کہ وہ بات میں کیا اثر نہیں ہی زروی  
یعنی وحید الدین بالایضاحا  
یعنی وحید الدین بسبب واضح کرنیکی  
لکنہ اذا د قاق صبا  
لاکن وہ محدود زادی کہ فایق ہو واضح  
بسعاده ابدیہ و فلاحا  
ساتھ سعادت ابدی اور فلاح کی  
و فضاحہ وہ سکینہ و دسلاحا  
اور فصاحت و تسکین و صلاح کو  
فی غایۃ التحقیق و الا یضاحا  
غایت تحقیق اور ایضاح میں  
بالسعد طول الدھر و الا فلحا  
ساتھ سعادت مند کی بقدر طول زمانہ اور  
متشکر من حضرت فتاحا  
جن المین کہ شکر گزار ہو حضرت فتاح  
یعنی خدا یا حضرت علی  
من حظ سعادتک تنعشا و ارجا  
گوشت چشم مبارک سے اپنی جو خوشی تابی و

<p>و السلام و در سال است بخیر گذشت          از بدست و از دست و از دست          شود از دست و از دست و از دست</p>	<p>و السلام و در سال است بخیر گذشت          از بدست و از دست و از دست          شود از دست و از دست و از دست</p>
<p>می خوردن نسیم اقدام امروز          علی آن کاسرا صنام امروز          امام خلق خاص و عام امروز          بانی شرح استحکام امروز          نبود این قیمت اسلام امروز          بیاد باده کلف نام امروز          بود و دیده همچون تمام امروز          ندارد پیش آرا ام امروز          چه خورسندم بیک شنام امروز          رها کردیم تنگ و نام امروز          نه من خورسندم از پیغام امروز          شود اندر جهان گشتام امروز          خلاصی جوید از هر دام امروز          کد با وصل تو جوید کام امروز          کنی با دیده اگر ام امروز</p>	<p>می خوردن نسیم اقدام امروز          علی آن کاسرا صنام امروز          امام خلق خاص و عام امروز          بانی شرح استحکام امروز          نبود این قیمت اسلام امروز          بیاد باده کلف نام امروز          بود و دیده همچون تمام امروز          ندارد پیش آرا ام امروز          چه خورسندم بیک شنام امروز          رها کردیم تنگ و نام امروز          نه من خورسندم از پیغام امروز          شود اندر جهان گشتام امروز          خلاصی جوید از هر دام امروز          کد با وصل تو جوید کام امروز          کنی با دیده اگر ام امروز</p>

غزل دیگر از جناب محمد وح البیه

مرا باز لعل تو زنجیر کردند

ترا تا مهر سالم گبر کردند

سہرا پا محو دیدارم تو گوئی گہ مٹتے تم از بیشست جاودانی ز دم دست تو سل در ولایت رقیبان را نہ زبیدہ صبح و قدح عجب بد فطرت و ناپاک بودند علی را کلب در گاہ است سنج	مہ از عشق تو تنجیب کر دند ہشت من ترا تقدیر کر دند کہ نیکان را ہمین تدبیر کر دند نہر مارا ہمہ ترز ویر کر دند کہ اندر حب او نقص میر کر دند مہ این رتبہ بس تنجیر کر دند
--	---

اور فی الحال ایک نئی صاحب نے او پر غزل علی مرتضیٰ داری ازین بہتر چہ میخواہی مندرجہ  
فصل ۴، صفحہ کے یہ اعتراض کیا کہ اشعار مابعد میں اس غزل کے ردیف  
ری کی قبل عبارت ازین بہتر چہ میخواہی کے چاہئے سمہ بنظر رفع عذر اس کے بہ شعر  
مابعد مطلع کا حسب فرمایش او نکلے درست کہہ دیا گیا

علی مرتضیٰ داری ازین بہتر چہ خواہی محب مرتضیٰ ہستی جام فیض و سستی دست بر مرتضیٰ مثل شد از غیمہ و غفل علی باشد ترا ہر برساند او بہ پیغمبر علی افضل و ہم اوی یقین ان از ہمہ علی حجب بختن و ائم تو با شش ثابت و قائم تو ازادی چہ آسان گوی تو ان اثر	وصی مصطفیٰ داری ازین بہتر چہ خواہی بری ہستی ز پیواری ازین بہتر چہ خواہی گدشتی از ہمہ خواری ازین بہتر چہ خواہی نماید او تر یاری ازین بہتر چہ خواہی عروس بالیقین ناری ازین بہتر چہ خواہی ہمین پیش نظر داری ازین بہتر چہ خواہی علی باشد بدلداری ازین بہتر چہ خواہی
--	---

اور چونکہ یہ فصل خلافت حضرت ابوبکر کی ہی اور سنیوں کو او پر آیت سورہ والفتح محمد  
رسول اللہ والذین معہ اشدا علی الکفار و اشد علی البینہ و قہر دگاہا سجدت بآیتہ فبذلک  
من اللہ و من اللہ و انما سیماہو فی وجہہ من انزل السجود بڑا تمکیم ہی کہ اس آیت سی ترتیب خلا

اربعہ کی اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ لفظ معہ سی حضرت ابوبکر اور لفظ اشد اسی حضرت عمر اور لفظ رُحمار سی حضرت عثمان مراد ہیں سہوطلی بیان اس آیت کا اس جگہ پر دوبارہ ضرور ہوا کہ یہ گمان اوں لوگوں کا صرف براہ مغالطہ کی ہی کہ بیان اس آیت کا فصل ۸۰ میں اس کتاب کی کیا گیا ہے اور اصل معنی آیت کی یہ ہیں کہ محمد رسول خدا کی ہیں اور جو لوگ کہ ساتھ انکی ہیں سو کیفیت انکی یہ ہے کہ وہ لوگ سخت ترین کافروں پر اور رحیم ہیں اُپسین اور اپنی رکوع اور سجود میں لگی ہوئی ہیں اور یہی اس فصل ۸۰ میں اس بات کو بیان کیا ہے کہ کسی تفسیر سی شاں نزول اس آیت کی خاص بحق کسی صحابہ کے نہیں ہے بلکہ یہ ایک تصویر اور بیان حال اس وقت کے مسلمانوں کا ہے اور سوا ہی اسکے اگر لفظ معہ سی حضرت ابوبکر اور لفظ اشد اور رُحمار سی حضرت عمر اور حضرت عثمان مراد لئی جائیں تو یہ سب الفاظ معہ وغیرہ کے لفظ الذین کی صلیہ ہوگی تو پھر الذین متدا موصول کی خبر کو ان چیز ہوگی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان تو ایک شخص احد تھی سوا انکی سہوطلی استعمال صیغہ جمع اشد اور رُحمار کا کیا معنی رکھتا ہے اور اس جگہ پر ایک بات بہت ضروری قابل ذکر کی یہ ہے کہ یہ جگہ پر سنی لوگ محروا لمزاج دیکھی جاتی ہیں اور جہان ذکر خلافت کا کوئی چھتری تھاپٹ کو مستعد ہو جاتی ہیں سو یہی اصل مرید بہت غور کیا کہ اصل وجہ اس قسم حرارت کی کیا ہے تو ہم کو بعد غور کامل کے یہ وجہ معلوم ہوئی کہ سنی لوگ دلیل مناظرہ میں بہت ضعیف مغلوب ہیں سہوطلی مکابرہ اور مجادلہ کے سوا ہی انکو کیا چارہ ہے اور ظاہر ہے کہ حبثات فریق ثانی کی نہیں سنیگی تو امید تمیز حق و باطل کی ایسی لوگوں سی بہت کم ہے اور اس کتاب میں بہت باتیں مخالف شیعہ کی لکھی گئی ہیں مگر کسی شیعہ کو لڑتے ہوئے ہمسہ نہیں دیکھا

### فصل ۸۲

اس فصل میں کچھ حال خلافت حضرت عمر کا روضۃ الصفا سی معہ رای را تم کی مرقوم



علی کو بیان کیا اور فرمایا کہ ہم لوگ تو قسم کار گزار و فکی ہیں اور سرور اور پادشاہ اور اسیر تو ہی  
 اور ہم لوگ نجوم سچر ملت کی ہیں اور تو بدر کمال ہی اور حضرت عمر نے کہا کہ ہم کو کچھ حاجت خلافت  
 کی نہیں ہی کہ خلافت کو تو سزاوار ہی راہی راقم حضرت ابو بکر نے جو حضرت عمر کو استخلاف کیا یہ امر  
 بلا حیلہ ہی و سختی مزاج کے ہو گا کہ اس شخص سے انجام خلافت کا خوب ہو گا اور ویسا ہی ہوا  
 کہ حضرت عمر کے وقت میں تمام فارس شام و مصرنا اسکندریہ کی فتح ہو گیا کہ جسکی پیشین گوئی  
 کتب عبد بنی بنی ہی اور ساتھ ملاحظہ لیاقت کے ہماری نزدیک دراصل شکر گزار  
 ہوئے اور حضرت عمر نے جو کچھ پیش کشا بہ دربارہ خلافت ابو بکر کے کے تھی سو یہ خلافت  
 حقیقہ ایک عرصہ میں اس حد تک بھی آئی اور حضرت عمر کا یہ کہنا کہ خلافت میں کچھ مطلب  
 نہیں ہی اس سزاوار خلافت کا تو ہی صرف بطور ایک امت مسلمہ کی کے ہی اس واسطی کہ ایک  
 شخص سے خبر الی کر یہ کہ سزاوار خلافت کا تو ہی کچھ معنی نہیں رکھتا ہی بلکہ اگر یہ بعد از  
 سچی و راستہ ہو تو یہ تمام معنی کا یہ تھا کہ ہم کو خلافت نہیں منظور ہی سو کوئی دوسرے شخص  
 خلیفہ کیا جائے اور حضرت ابو بکر نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سزاوار اپنا اور ایک جتنا  
 ورمیان ستار و فکی نہ یا اسوئی البایسی اعتقاد ہو گا اور یہ قول براہ راست بازی کی ہو گا  
 مگر مہتاب قرار دیکر کے دوسری ستاری کو اختیار کرنا کیا معنی رکھتا ہی اور البتہ یہ استخلاف  
 حضرت عمر کا بلا حیلہ قومی اور استعداد طبعی حضرت عمر کی ہو گا کہ حضرت ابو بکر اگر حضرت علی کو  
 خلیفہ بناتا تو سب قریشی لوگ اپنی اپنی راہ لیتی اور حضرت علی کو تنہا چھوڑ دیتی اور حضرت  
 اخیر فی واقعہ اور حضرت علی نے جو خلافت حضرت عمر کے کہ مان لیا سو اصل وجہ اسکی  
 یہ معلوم ہوتی ہی کہ حقیقت حضرت علی کو کچھ رغبت خلافت ظاہری کی نہیں تھی اور نہ  
 اس کام کی آدمی تھی روضۃ الصفا جب بیماری حضرت ابو بکر کی سخت تر ہوئی تو حضرت  
 عائشہ کو کہا کہ جب ہم مر جائیں تو ہماری نعش کو برہنہ نہوی کی پاس لیجانا اور رکھنا



کہ اجازت نہ تو تہذیب روضہ کی دفن کرین پس اگر دروازہ اس روضہ مبارک کا خود بخود  
 کھل جائی تو ہماری لاش کو اندر اس روضہ کے دفن کجیو چنانچہ دبسا ہی ہوا کہ دروازہ  
 اس روضہ کا خود بخود کھل گیا اور لاش حضرت ابو بکر کی ہم پہلوی حضرت رسول کی دفن ہو  
 رہی تھی اگر اس روایت پر صاحب روضۃ الصفا ایک شخص شیعی قرار دے جائیں تو اس  
 بات کا کچھ جواب نہیں ہے۔ روضۃ الصفا۔ مناقب حضرت ابو بکر کے زمانہ از حد بیان ہیں مگر  
 چند کلمات جو حضرت علی نے بشان ابو بکر بعد انتقال اور قبل دفن انکی فرمایا سب اس جگہ پر  
 مختصر نقل کئی جاتی ہیں تا طول مدت صحت کلام و ازہمہ بلغ بود و ساحت او امنع و را  
 و ازہمہ انور و طائفہ او ازہمہ اکثر و خاطر او از دقائق امور اعرف و عمل او تنظیم مصالح  
 جمہور اشرف باری کہ دیگران گران انکاشتند بر داشت و کاری کہ یارانش در ان اہمال  
 کردند او ضائع نہ گذشت جلیس صادق و انیس موافق موجب راحت ہا بود در حالت شدت  
 صحبت رسول خدا اختیار کردہ ہرچہ داشت در خدمت آن سرور انبار نمود اور صاحب  
 روضۃ الصفا نے ان کلمات حضرت علی کو بہت طول سی لکھا ہی مگر اقم فی صرف اسبقہ پر کتفا  
 کیا راہی را قم تمام ارشادات حضرت علی نسبت حضرت ابو بکر کے بجا و درست ہیں اور جو کچھ منقول  
 ہو ان تمام ارشادات کو روضۃ الصفا چھاپا ہے لکن صفحہ ۴۳۴ میں دیکھ لے اور حضرت عمر کے  
 وقت میں دمشق و شام وغیرہ تا فارس و مصر فتح ہوئی اور اسلام کو بڑی قوت ہوئی اور  
 خلافت انکو دس برس رہی و قصہ عقد کثوم کا حضرت عمر کے وقت کا ہی کہ تحقیق اسکا اندہ  
 کیجا و یکی فصل ۵۵ خلافت حضرت عثمان از روضۃ الصفا۔ روضۃ الصفا حضرت  
 عمر نے اپنی آخر وقت میں کہا کہ ہم استخلاف کر سکتی ہیں کہ ہمیں بہتر شخص ابو بکر نے استخلاف کیا اور  
 ہم نہیں استخلاف کر سکتی ہیں کہ حضرت رسول نے استخلاف نہیں کیا۔ راہی را قم اس تقریر سے  
 ظاہر کہ خلافت حضرت ابو بکر کی از روی استخلاف حضرت رسول نہیں تھی اور انفسوس کی بات

کہ حدیث میں کنت مولا فعل مولا کی تائید و مدد و کم کر دی گئی اور ذکر اس حدیث کا وقت کسی خلافت کی درمیان میں نہیں آیا اور ظاہر ہے کہ اس حدیث کی رو سے اختلاف حضرت علی کا بہ نسبت حضرت علی کے تو صراحتاً تھا مگر بات یہ ہے کہ حضرت علی کے سوا کوئی دوسرا شخص تلاش کرنا ضرور تھا اور انکی فضائل جو کچھ بیون مگر خیال و ن فضائل کا نہیں کیا جاسکتا تھا <sup>انصاف</sup> حضرت عمر نے چہ آدمی کا نام واسطی خلافت کے لیکر کے مشہورہ پر حوالہ کیا اور وہ چہ آدمی یہ ہیں اول علی دوم عثمان سوم سعد بن ابی قحطام طلحہ پنجم زبیر ششم عبد الرحمن بن عوف اور حضرت عمر نے کہا کہ لوگ بعد تین روز انتقال انکی چھ شخصوں میں سے کسی ایک شخص کو خلیفہ مقرر کریں اور حضرت عمر نے بذکر اوں چھ شخصوں کی اوصاف جداگانہ ہر شخص کا بیان کیا اور بہ نسبت حضرت علی کے یہ کہا کہ میں پیغمبر خدا کو سنا کہ تہی ہوئی کہ ہم کسی موقف یعنی محل میں نہوگی کہ جہاں ہاتھ میرا تھمیں علی ابن ابیطالب کی نہوگا اور اسی طرح سیان شرف ایک ایک شخص کا کیا اور بہ نسبت عبد الرحمن ابن عوف کے کہا پیغمبر خدا حجرہ عائشہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت فاطمہؑ ساتھ حسن و حسین کے پہنچیں اور یہ دونوں صاحبزادی ہو کسی و رہی تھیں ورا کے رونی پر حضرت فاطمہؑ بھی وقتی تھیں حضرت رسول فی فرمایا کہ بار خدا یا حظ و اڑاؤ کو نصیب کر کہ جو ہماری اولاد کو کہنا تادی اور اس عرصہ میں عبد الرحمن ابن عوف کہنا تائی ہوئی پہنچی اور حضرت رسول فی اپنی لڑکی بالونکی ساتھ کہلایا اور دعا جنت برکت نبوی کی عبد الرحمن ابن عوف کو دی اور لوگوں نے سبب پوچھا کہ ان چھ شخصوں میں سے تخصیص کسی ایک شخص کی تو خلیفہ کس واسطی نہیں مقرر کرتا یہی حضرت عمر نے ایک شخص کا کچھ نقصان بھی بیان کیا مگر صاحب روضۃ الصفا بلحاظ بی ادبکی ان نقصانوں کو ذکر نہیں کیا راہی راقم حضرت عمر کا نام لینا چہ آدمیوں کا اور ان میں سے اول نام لینا حضرت علی کا صرف بطور ایک امر ادا ہی حق کے معلوم ہوتا ہے اس واسطی کہ انکو یہ بات نہ معلوم ہوگی کہ قریش لوگ حضرت علی ہاشمی اور ابن عم رسول کو ہرگز قبول نہیں

کرنگی اور خلافت قریش میں اور صاحب تختہ الصفا فی ان نقصانوں کو چھپانے کی جو خیال ہی اس  
 کی نقل کسی سوراخ میں اور نقصان کو کسی کتاب میں دیکھا ہی اور ان میں سے حضرت علی اور حضرت عثمان کا  
 نقصان ہو گیا وہی کہ حضرت عمر نے نسبت حضرت علی کے کہا کہ انا عیسیٰ بنی مریم یعنی علی جوہی  
 سو ایک جوان آدمی ہی اور نسبت حضرت عثمان کی کہا کہ انا عثمان فصیعہ الرای  
 یعنی عثمان جوہی سو ضعیف الرای ہی سو ان دونوں نقصانوں میں ہر ایک کو چھپانے میں ہی مگر اس قدر  
 حضرت علی اس وقت میں بے رحمانی سے کی ہوئی تھی اور پانچ سو برس کا سنہ وہ اس میں دور  
 اس قدر لیاقت علمی اور فہم اور اوصاف ذاتی اور حیرت رسول کی کسی طرح مانع حق خلافت کا  
 نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ بعد انتقال حضرت عمر کے جو مشورہ نسبت ان چھ شخصوں کی جو چھپوا سو  
 کسی نے یہ غدر کم سنی کا پیش نہیں کیا اور بارہ تیرہ برس قبل اس کی جب کہ حضرت علی کا سن پچیس  
 برس کا تھا تو حضرت رسول ان حضرت علی کو وصی اپنا مقرر کر چکی تھی اور کہا یہ نسبت حضرت رسول  
 کی حضرت عمر زیادہ تر عاقل اور عالم صالح خلق اللہ کی خیال کسی جاسکتی ہیں جو جس کے شک نہیں کہ  
 یہ غدر کم سنی کا لگانا صرف ایک مال ٹول کی بات ہی مگر بڑی خیریت کی بات یہ ہی کہ حضرت عمر نے  
 سوای کم سنی کے اور کوئی دوسرا عیب نہیں لگا دیا اور نسبت حضرت عثمان کی جو اقرار  
 ضعیف الرای ہونے کا تھا سو بڑی افسوس کی بات ہی کہ شخص ضعیف الرای کو اور ایک شخص  
 عالم اور عاقل اور خدا ترس کے ترجیح دیکھتی حالانکہ خلافت میں عقل کے بڑی ضرورت تھی اور  
 اہل تاریخ سچی مخفی نہیں کہ بوجہ نقصان ضعیف الرای ہونے حضرت عثمان کی مروان ایک ایسا  
 شخص بد ذات آدمی کہ سقدر سرفراز ہوا اور اس کی وجہ سی بوقت خلافت حضرت عثمان کے  
 کیا کیا فتنے ہو ایدہا تک کہ خود حضرت عثمان کی جان گئی اور مشورہ کیسا اور مشورہ سے  
 کیا علاقہ کہ یہ خلافت حضرت عثمان پر تو صرف باخود ہا کی سرگوشیوں سے قائم ہوئی چنانچہ اس مقام میں  
 یہ جو شعر حضرت علی کے بطرف حضرت عثمان کے خطاب کر کے کہا ہی بہت حسب حال ہی



اپنی ہم جلال و بگی اور عثمان نے وفور رغبت سی سب بات کو قبول کر لیا اور دوسری دن کو مسجد  
 میں عبدالرحمن آئی اور حضرت ہکا ماتھ پکڑ کے رات کی بات کو اعادہ کیا اور حضرت علیؓ کی استی شرط بقدر  
 وسع کو بیان کیا اور کہا کہ ہکوا سید تھی کہ ایسا ہی کو نیگی مگر ہماری علم کو سوانح امور میں دخل نہیں ہے  
 یعنی ہم نہیں جانتی ہیں کہ کل کیا ہوگا اور حضرت عثمان خلیفہ بنی گامی اور حضرت علیؓ کی کہا فصیح جلیل  
 وادلہ المستعان علی ما تصعون را می اقم۔ ہر گاہ عبد الرحمن ابن عوف داماد حضرت عثمان کے  
 اور رسول ابن ابی وقاصؓ سے بہای عبد الرحمن ابن عوف کے تھی اور حضرت عمرؓ نے یہ شرط لگا  
 کہ جس جانب میں تین شخص نہ گئے عبد الرحمن ابن عوف ہوں سو وہی جانب اختیار کیجائی پس صبا  
 ثابت ہو کہ حضرت عمرؓ نے اپنی جانتی و حقیقت حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا تھا اور اوّل نام لیا  
 حضرت علیؓ کا صرف براہ مصلحت ملک داری کے تھا کہ جو مصالح سلطنت میں کچھ زور و ریا  
 یعنی مصلحت وقت کا بھی لحاظ کرنا پڑتا ہی اور قابل لحاظ کے ہی کہ عبد الرحمن ابن عوف نے  
 کس عذر نامعقول پر حضرت علیؓ کو خلافت سی محروم کیا یعنی قصور حضرت علیؓ کا یہ تھا کہ متابعت  
 قرآن اور سنت رسول اور فعل ابوبکرؓ اور عمرؓ میں شرط بقدر وسعت کے کیوں لگائی تھی حالانکہ عقلاً  
 و انصافاً اس شرط کا لگانا کہ ہماری علم کو سوانح امور میں دخل نہیں ہو نہایت درجہ درست تھا  
 اور اسی شرط لگانی سی ظاہر کہ اگر حضرت علیؓ کو خلافت ہوتی تو انکا استقدار کہنا کہ ہکوا سید تھی  
 کہ ہم مطابق قرآن وغیرہ کے کام کو نیگی تو ایسی یا اختیار کہنی والی سے پورا یقین ہو سکتا ہی کہ وہ  
 بزرگ تمام تر موافق قرآن وغیرہ کے کام کرتے بخلان حضرت عثمان کے جو کوئی شرط وسعت وغیرہ  
 کی نہیں لگائی سو اسکا انجام یہ ہو کہ مردان جو زندہ در گاہ حضرت رسولؐ و ابوبکرؓ اور عمرؓ کا تھا بوقت  
 سلاطنت عثمان کے سرفراز کیا گیا اور تحفہ اثنا عشر یہ شاہ عبد العزیز صاحب میں جو جواب سل لازم  
 سے رسلہ رحم کا پیش کیا ہی سو یہ جواب کس قدر ضعیف و بیہودہ ہی اور حضرت علیؓ کی جو بوقت  
 محروم خلافت ہونے کے اس آیت کو پڑھا فصیح جلیل وادلہ المستعان علی ما تصعون

سواس قول صبر کا مزہ ہماری دلی پوچھا جیسا ہستی اور پھر ایک کالی اختیار اس شعر کو آپ یاد دلانا ہر شعر

والصبر فی المناہبات صعب | لکن فوات الثواب اصعب

اور صبر صعب تو نہیں ایک سخت چیز ہی مگر فوت ہونا ثواب صبر کا صبر سی ہی زیادہ سخت تر ہو  
سنو فی الواقع جیسا کہ آپ فی ان تینوں تہذیبوں میں صبر کیا سو کسی وقت میں آپ نے ثواب صبر کو  
اپنی ہاتھ سی جانی نہیں دیا اور حضرت عمرؓ نے جو ابو طلحہ انصارؓ کو کہہ چیا سنی آدمی تعینا تہذیب  
تخصیصا خلاف کرنا والی کو قتل کرنا سہم مقتضای علیؓ کا یہ تھا کہ اب حضرت علیؓ صبر نہیں کرتے  
تو انکی بار دی جائیں کیا دیر بیچ ہوا سبحان اللہ کیا خوف خدا کا آپ کو ہی کہ خود آپ مرے  
جاتی ہن مگر اسپر ہی تدبیر کرتے سے خون ناحق بجا اپنی مرنے کے غافل نہیں ہیں وہ غفلت  
و درشت خوئی آپکی بھی کمال رچہ کی ہی کہ اول سی آخر تک خوب بنایا اور شاہ عبدالحق صاحب جو پنی  
شرح مشکوٰۃ المصابیح میں لکھتی ہیں کہ درمیان حضرت علیؓ اور خلفائے ثلاثہ کے پچھیل دریاغ یعنی  
تکدرو ملا نہیں تھا سوا زروی تمام واقعات کی جو اس کتاب میں لکھا گیا ہی یہ بات بخوبی ثابت  
ہوتی ہی کہ خلفائے ثلاثہ بطرف سی انواع بند و بست شکستہ خاطر حضرت علیؓ کا ہوتا رہا مگر یہ کسی  
کہ حضرت علیؓ کو طاقت غم کہا نہیں کی اس قدر تھی کہ ہر خلیفہ کو بعد مرنی اسکی دعای خیر کی اور یہ بات کیونکر  
نہ ہو کہ حضرت علیؓ اس امت محمدی میں ایک نمونہ حضرت مسیح کے تھی۔ روضۃ الصفا۔ عبدالحق  
ابن عوف فی لوگوں سی پوچھا کہ سزاوار منصب خلافت کا کون شخص ہی عمار یا سرنے کہا کہ اگر چاہتی ہو  
کہ درمیان اسلام کے پچھ اختلاف نہ پڑی تو ساتھ علیؓ کے بیعت کرو کہ جو سہر در یعنی سہر دار لوگوں کا  
اور حضرت مقدادؓ نے قصد یقین کلام حضرت عمار کی کی مگر عبد اللہ ابن سعدؓ برادر رضاعی حضرت  
عثمانؓ نے کہا کہ اگر چاہتی ہو کہ درمیان قریش کے مخالفت نہ پڑی تو بیعت عثمان کی کرو اور  
عبد اللہ ابن ربیعہ نے تائید عبد اللہ ابن سعد کی کی اور عمار فی اس بات کو رد کیا اور درمیان  
بنی ہاشم اور بنی امیہ کے گفتگو پیدا ہوئی اور عمار فی کہا کہ اسی معشر مسلمین خدائی ہم لوگوں کو ساتھ

دین نبی اپنی کے مخصوص کیا سو کسوطی عثمان خلاص کا دوسری خاندان کے طرف پھرتے ہو  
 اور اس بات کو خاندان نبوت سے نکال لیتی ہو تب ایک شخص نبی مخروم میں سے کہا کہ تجھ کو  
 تعین خلیفہ سے کیا علاقہ تب سعد ابن ابی وقاص نے جب الرحمن ابن عوف کو کہا کہ قبل اسکی  
 کہ کوئی فتنہ پیدا ہو اس امر سے فراغت حاصل کرو۔ راوی رقم۔ ہر گاہ یہ حال سوقت کے  
 مسلمانوں کا تھا اور بنی ہاشم سے اس قدر گریزان تھی تو اسید انصاف کی کیا کی جاسکتی ہے۔  
روختہ الصفا حضرت عثمان کی اوائل خلافت میں یہ قصد پیدا ہوا کہ عبداللہ ابن عمر نے  
 ہرمیزان ایک مسلمان کو شبہ شراکت ابوہلولو قاتل عمر ابنی باپ کے مار ڈالا اور حضرت  
 عثمان نے گوگنسی راہی پوچھی تب حضرت علی نے فتویٰ قصاص کا دیا اور چند لوگوں نے یہ کہ  
 دی کہ لوگ گینگئی کہ ایک روز عمر خلیفہ مار گئی اور دوسری عبداللہ بنی انکا مارا گیا اور یہ قتل  
 ہرمیزان کا ایک روز ما قبل خلافت عثمان کا ہی غرض دیت کی تجویز پڑی اور حضرت عثمان نے  
 دیت اسکی اپنی پاس سے دیکر کے عبداللہ ابن عمر کو مارا کیا اور عبداللہ نے بخوف قصاص کے  
 معاویہ کی پاس جا کر کے پناہ لی و آخر اظرف معاویہ کے جنگ صفین میں حاضر ہوا ان جنگوں کو  
 ایک ایسا زخم اسکو لگا کہ عبداللہ ابن عمر اسی زخم سے مری۔ راوی رقم یہ اپنا اپنا نصیب کہ  
 صفین میں عمار ابن یاسر ب طرف حضرت علی کے اور عبداللہ ابن عمر ب طرف معاویہ کی ہو کر کے  
 مار گئی پس پر روایت و حدیث عبداللہ ابن عمر ایک ایسی شخص کے کیا اعتماد ہو سکتا ہے  
 کہ جبکہ حضرت علی سے اسطرح کا خوف و خلاش ہو اور دشمن حضرت علی کی طر ف سے صفین کی لڑائی میں  
 حاضر ہو اور ان سب حالتوں میں حدیث عبداللہ ابن عمر کی کہ ہم لوگ : زمانہ حیات پیغمبر خدا  
 افضل ترین مردم ابوہلولو اور بعد اسکی عمر کو اور بعد اسکی عثمان کو جانتی تھی اور بعد اسکی  
 باقی اصحاب کو چور و دہی تھی یعنی کہ حضرت علی ایک عوام صحابی سے تھے کچھ بعید نہیں ہر  
 اور ظاہر ہے کہ فتویٰ قصاص کا جو حضرت علی نے دیا تھا شرعاً بہت حق اور



واجب تھا اور موافق قرآن کے اور تجویز ویت کے جو بخوف شہرت قتل پہم خلیفہ  
 اور ابن خلیفہ کی ہوئی سو کیا بنیاد شرعی اسکی قائم ہو سکتی ہی اور قابل لحاظ  
 کے تھے کہ یہ عذر وقوع قتل ہر میزان قبل انعقاد خلافت عثمان کا کیا عبد اللہ ابن عمر  
 کو تعمیل قصاص مندرجہ قرآن سے مستثنیٰ و خارج کر سکتا ہی غرض اول بسم اللہ  
 غلط ہوا یعنی اول روز خلافت میں حضرت عثمان نے برخلاف وعدہ و اقرار اپنی  
 خلاف قرآن کے تعمیل کیا سبحان اللہ کیا اقرار تھا اور کیا تعمیل ہی اور عبد اللہ  
 ابن عمر ایک ایسی شخص خونی اور غضب ناک آدمی کی راہی جو بطور حدیث کے  
 صحیح بخاری وغیرہ میں مذکور ہی نہ اصل وجہ اسکی یہ ہی کہ کتابین حدیث کی بطور  
 ایک دوکان پنساری کے ہیں کہ جو اُس دوکان میں نہ ہر اور تریاق اور قابض  
 اور سہل سب طرح کی چیزیں ہوتی ہیں کہ جسکو جس چیز کی رغبت ہو خرید کرے  
 سو اُسی طرح پر کتب حدیث میں روایتیں معقول و نامعقول راویان ثقہ و غیر ثقہ  
 کی مندرج ہیں تا انیکہ حدیثیں بروایت مروان اور عمر ابن عاص و معاویہ کی بھی کتب  
 احادیث میں موجود ہیں غرض بحمد نام حدیث کے روایتیں کل حدیث کی قابل  
 منظور کرنے کے نہیں ہیں بلکہ کمال درجہ احتیاط اور تمیز اس بات کی ضرور ہی کہ  
 اصل حال کیا ہی اور راوی اسکا کون شخص ہے اور یہ کہ اصل منشا اُس روایت  
 کرنے کا کیا ہی ہو اگر بات معقول ہو اور راوی اُس کا ثقہ ہو تو وہ روایت منظور کی جا سکتی  
 ہی اور جیسا کہ حضرت عثمان تجویز حضرت عمر کے ایک شخص ضعیف الراہی تھی سو بوجہ  
 نقصان عقل انکی خلاصہ کارگزاری انکی خلافت کا یہ ہی کہ اچھی لوگوں نے انسی نیا  
 پائی اور بد ذاتوں کو انکے وقت میں بہت فروغ پیدا اور بنست انکی ایک ہ مثل  
 انگریزی کی یاد آتی ہے کہ تم کہو کہ تمہاری دوست کون لوگ ہیں تو ہم کہیں کہ تم کیسے

شخص ہو تو تفصیل ان سب باتوں کی بھی لکھی جاتی ہو۔ روضۃ الصفا حضرت عثمان  
 فی منیرہ ابن شعبہ کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے سعد ابن ابی وقاص کو حاکم  
 اس علاقہ کا کیا اور بعد ایک سال کے ولید ابن عتبہ اپنی بڑا رادری کو بمغزولی  
 سعد ابن ابی وقاص کے حاکم کوفہ کا بنایا اور آخر کار ولید شرب خوار میں مشغول  
 ہو کر اور عین حالت سستی میں داخل مسجد ہو کر بجای دو رکعت فرض نماز صبح کے  
 چار رکعت پڑھی۔ رائی اقم۔ یہ ایک مثال ہے استدالی حضرت عثمان کی ہے کہ منیرہ  
 ابن شعبہ کو بی وجہ حکومت کوفہ سے معزول کیا اور سعد ابن ابی وقاص ایک صحابی  
 عشرہ مبشرہ کو جو مقرر کیا سو ایک ہی سال میں انکو بھی معزول کر کے ولید ابن عتبہ  
 اپنی مائی طرف کے سوتیلی بھائی کو حاکم کوفہ کا بنایا کہ شرب خوار نکلا۔ روضۃ الصفا۔  
 حضرت عثمان نے عبداللہ ابن سعد ابی سرح کو حکومت مصر کی دی کہ جو مرتد تھا  
 اور عمر بن عاص ملول ہو کر مدینہ میں آیا اور ساتھ سعد ابن ابی وقاص کے کہ وہ بھی  
 عمال معزول میں سی تھے سازش کر کے سخنان ناملاہم بحق عثمان کے کہنے لگا اور نوبت  
 یہاں تک پہنچی کہ خواہر مادری عثمان کو کہہ جو اسکی نکاح میں تھی طلاق دیا۔ رائی راقم۔  
 یہ سرفرازی عبداللہ ابن ابی سرح کی بھی ایک مثال بی اعتدالی حضرت عثمان کی ہے۔  
 روضۃ الصفا۔ ابو موسیٰ اشعری حاکم بصرہ کو معزول کر کے حضرت عثمان نے عبداللہ  
 ابن عامر اپنے خالہ زاد بھائی کو حکومت بصرہ پر سرفراز کیا۔ رائی راقم۔ تمام ترقیات  
 حضرت عثمان کے وقت میں گویا منحصر خاندان بنی امیہ میں تھی کہ جس خاندان بنی امیہ سے  
 حضرت رسول کو نفرت تھی۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان نے مقام سنای عرفات میں  
 نماز فرض چار رکعتی کو تمام و کمال ادا کیا یعنی حکم قصر نماز سفر کی تعمیل نہیں کی کہ اس پر  
 صحابیوں نے گفتگو کی اور عبدالرحمن ابن عوف نے کہا کہ تمہی خلافت قرآن اور سنت

رسول اور سیرت بخین کے یہ بات کی اور خلافت اقرار اپنے یہ کام کیا۔ رای راقم۔  
یہ عبد الرحمن بن عوف وہ شخص ہیں کہ جن نے تجویز خلافت میں حضرت علی پر حضرت  
عثمان کو ترجیح دی تھی۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان مدنیہ میں ایک کنواں کہو دو اتنی  
تہہ کہ سہین انگشتی پیغمبر خدا کی کہ جو انکی انگلی میں تھی گر پڑی اور باوصف تلاش بسیار کے  
وہ انکو ٹھہری پھر نہیں ملی۔ رای راقم۔ امرنا گمانی پر کچھ الزام نہیں دیا جاسکتا ہے۔ روضۃ الصفا  
ایام خلافت میں حضرت عثمان کے درمیان سعد ابن ابی العاص حاکم کوفہ اور مالک اشتر کے  
استقرار بحث و نزاع واقع ہوئی کہ مالک اشتر کو اسی مجلس میں لوگوں نے اس قدر لات  
و گھوسہ سی مارا کہ مالک اشتر بہوش ہو گئی اور یہ بات اشتراف اور اعیان کوفہ کو  
گران گذری۔ رای راقم۔ مالک اشتر بھی مثل ابوذر غفاری و عمار ابن یاسر وغیرہ کے  
شیعیان علی یعنی فرقہ مجاہدان علی سے تھے تو انکا مار کھانا خود موافق قیاس کے ہے  
اسو سوطی کہ کوی محب علی کا سنا ہی مار پیٹ اور خارج البلد وغیرہ سنا ہی حضرت عثمان کے  
خلافت میں کہ مٹھو ظور ہا ہوگا۔ روضۃ الصفا۔ بسبب مار پیٹ مالک اشتر کے ثابت ابن  
قیس نخعی وغیرہ اشتراف کوفہ کے سعد سے ناراض ہو کے مجلسوں میں سعد کو ساتھ حقارت  
کے یاد کرتے تھے اور غیبت عثمان میں زبان کہوتے تھے اور آخر ان لوگوں کو حضرت  
عثمان نے بطریق اطلاع وہی سعد کے بطرف ملک شام کے نکلوا دیا اور معاویہ کی شکایت پر  
حضرت عثمان نے حکم دیا کہ یہ اہل کوفہ شہر حصص کو عبد الرحمن ابن ولید حاکم شہر حصص کے یاس  
بھیجے جائیں تاکہ حاکم حصص کی خوی و درشت سی اپنی رگ گردن کو ان اشتراف کوفہ کی نرم کر  
رای راقم۔ حضرت عثمان کو خود عقل کم تھی اسو سوطی معاویہ وغیرہ قوم بنی امیہ کے احکام موافق  
خواہش اپنے کے حضرت عثمان سے حاصل کرتے تھے اور احکام بے ٹھوڑے بے ٹھکانے  
کے جو حضرت عثمان کے وقت میں صادر ہوتے گئے کہ حسین کچھ لحاظ قرآن اور سنت

رسول اور سیرتِ شچین کا نہیں ہوتا تھا سو بمقابلہ ان احکام کے یہ جلا وطن کرنا  
 اشرافِ کوفہ کا اور شہرِ شہر گھومانا اون لوگوں کا کوی بڑی بات نہیں ہے۔  
 روضۃ الصفا۔ ابوذر غفاری جو کہ صحابہ کبار میں سی تھی بعد انتقال حضرت  
 عمرؓ کے ملکِ شام میں رہ گئی اور جب معاویہ کو کہا کہ اعمال و افعال تیرے موافق  
 سنتِ رسول اور مطابق ساوک شیخین کے نہیں ہیں تب معاویہ نے حضرت عثمانؓ کو  
 لکھا کہ اگر تجھ کو حاجت و لایستام کی ہے تو ابوذر کو دوسرے ملک میں بھیج دو تب  
 حضرت عثمانؓ نے ابوذر غفاری کو مدینہ میں بلوایا آخر حضرت عثمانؓ نے ناراض ہو کر  
 ابوذر غفاری کو مدینہ سے نکلی انیکا حکم دیا اور ابوذر غفاری زبدہ میں جا کر رہی اور  
 وقت جانے ابوذر کے حضرت عثمانؓ کا حکم یہ تھا کہ کوئی شخص مشائعتِ ابوذر کی نہ کرے  
 مگر حضرت امیرِ علیہ السلام اور عمار بن یاسر تھوڑی دور تک دیکھو مشایعت کی ساتھ  
 ابوذر غفاری کے گئے۔ رای راقم صاحب روضۃ الصفا۔ ایک شخص صاحبِ ہند  
 ہیں کہ پورا حال بے اعتدالی حضرت عثمانؓ کا نہیں لکھا مگر اصل حال تاریخِ انجیس سے ایسا  
 معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے برطبق شکایت معاویہ کے یہ حکم دیا کہ ابوذر غفاری  
 ملکِ شام سے ایک شتر بہ ہنہ اور مجنون پر بطرفِ مدینہ کے روانہ کئے جائیں واقعی یہ  
 ایک عجیب سنہرای طبع ایجاد تھی کہ اگر وہ شتر بہ ہنہ اور مجنون ابوذر غفاری کو گرا دیتا  
 تو یمن ابوذر غفاری کا کام تمام تھا۔ روضۃ الصفا۔ جب ابوذر غفاری کو حکم اخراج کا  
 بطرفِ زبدہ کے ہوا تب ابوذر غفاری نے کہا کہ ہمنی پیغمبرِ خدا سے سنایا کہ ابوذر تنہا  
 زندگی کرے گا اور تنہا مرے گا اور جو الزام کہ ابوذر پر دیا گیا تھا سو اس سے ابوذر نے  
 انکار کیا اور حضرت علیؓ نے کہا کہ ہمنی پیغمبرِ خدا سے سنایا کہ ابوذر ایک صادق ترین مرد  
 ہے مگر کچھ شنوائی ان سب باتوں کی نہیں ہوئی اور آخر وقت نکلی ابوذر غفاری کے حضرت

ملے اور عمار ابن یاسر جو برخلاف حکم حضرت عثمان کے تھوڑی دیر تک بطور مشالعت  
 کے ساتھ گئے تھے مروان نے اس خلاف ورزی حکم خلیفہ پر حضرت علی سے بحث  
 کی اور حضرت علی نے درمیان دو گوشل سکے اونٹ کے کوڑا مارا اور جب مروان نے  
 اس بات کی شکایت حضرت عثمان سے کی تو حضرت علی نے کہا کہ میرا اونٹ حاضر ہو  
 کہ منظر خوشی خاطر خلایق کے اگر چاہے تو ہماری اونٹ کو بھی کوڑا لگا دی۔ راہی اقم  
 اس حال سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت علی کے کسی قول و فعل میں تقیہ کو کچھ  
 دخل نہیں تھا اسو سطلی کہ جب مروان وزیر عظم خلیفہ وقت نے حضرت علی سے  
 نسبت مشالعت کرنے ابوذر غفاری کے تعرض کیا تو اگر حضرت علی کے مزاج میں  
 کچھ تقیہ یا خوف خلاف ورزی حکم امتناعی خلافت کا ہوتا تو اس طرح بے تکلف مروان  
 اونٹ کو کوڑا کیونکر لگا دیتے اور اگر مروان اس حرکت سے ساتھ حضرت علی کے  
 بنسراج پیش آتا تو مروان کے جوتا کہانے میں پچھے کیا تکلف تھا کہ اسکا خون تک  
 حلال تھا بہر حال مروان جو لعنت کردہ رسول خدا کا تھا سو حضرت عثمان کی وقت میں  
 وزیر عظم بنا مگر حضرت علی کی نظر میں اُس مردود کا کیا وزن تھا اور حضرت علی کی  
 نشان ایسی ارفع و اعلیٰ تھی کہ حکم امتناعی حضرت عثمان کو اپنی خاطر میں کیا لا سکتی تھے  
 اور خلاصہ یہ ہی کہ اگر تمام بے اعتدالیان حضرت عثمان کی نگہی جائیں تو بہت طویل ہو  
 سو منظر اختصار کے اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ حکم ابن عاص اور مروان انتخاص لعنتے  
 بوقت حضرت عثمان کے بہت سرفراز ہوئے کہ حکم ابن عباس کو ایک بار لاکھ درم  
 دیا اور حارث پسہ حکم کیو سطلی دسواں حصہ زر ثمن کا ہر دو کا اندار سی مدینہ میں مقرر  
 کرایا اور مروان کو وزیر بنا کر کے پانچ شہر ملک افریقہ میں دیا اور بحاس آدمی مباحو  
 انصار نے جو عمار ابن یاسر کو نامہ دیکر کے حضرت عثمان کے پاس بھیجا تھا کہ اگر حضرت عثمان

اپنی حرکتوں سے باز نہ آوین تو خلافت سی معزول کر دی جائیگی سو انجام اوسکا  
یہ ہوا کہ عمار بن یاسر پر اسقدر مار پڑی کہ انگو عارضہ فقی کا ہو گیا اور عبد اللہ  
ابن مسعود اور عبد الرحمن ابن حوٹ بھی مدینہ سے نکلوا دی گئے غرض تمام صحابی  
ناراض ہو گئے اور حضرت عائشہ نے کہا کہ اقتلوا النعشل یعنی مار ڈالو اس  
پیرو توتہ احمق کو اور انجام یہ ہوا کہ بارہ ہونے جو کم کر کے حضرت عثمان کو مار ڈالا  
اور تین روز تک لعش بے کفن و دفن کے پڑی رہی اور وہ نعش قابل دفن ہونے  
اندراحت البقیع مقبرہ مسلمانان کے زمین بنو نیز ہو کر قریب مقبرہ یہودیونکی دفن  
ہوئی اور وہ قبر بموجب حکم معاویہ کے احاطہ جنت البقیع کا بڑھا کر کے اندر اس  
احاطہ کے در لای گئے اور اب ہم سنی صاحبون سے یہ بات پوچھتی ہیں کہ ایسا شخص  
جو حضرت علی پر افضل قرار دیا جامی سو کیا بنیاد اس بات کی ہو سکتی ہے اور بہ نسبت  
معاویہ کے جو حکم گفت اللسان کا ہی سو ہم ملاحظہ تمام حالات خلفای ثلاثہ کے یہ بات  
سمجھتی ہیں کہ وہ مسئلہ گفت اللسان کا بہ نسبت خلفای ثلاثہ کے جاری ہونا چاہی کہ حضرت  
علی نے بہ نسبت ان خلفای ثلاثہ کے کچھ زبان بدستعمال نہیں کیا بلکہ یہ بات معلوم ہوتی ہی  
کہ حضرت ابوبکر سے حضرت علی بے شک راضی تھے اور ساتھ حضرت عمر کی کیفیت  
تھی کہ بوجہ سختی مزاج حضرت عمر کے حضرت علی کو اُنسے کچھ کراہت تھی مگر بنظر دیگر حالات  
کے اُنسے راضی بھی تھی اور ساتھ حضرت عثمان کے یہ حال تھا کہ جو جو صلاح دفع فساد  
کی حضرت علی دیتے تھے اور حضرت عثمان اوپر تعمیل اس صلاح کے قسم ہی یاد کرتے تھے  
سو فوراً جب حضرت علی اپنے گھر کو آتے تو مروان چنان و چنین کہہ کر کے حضرت عثمان کی  
ایسی کو بہ لو ادیتا تھا کہ تعجب نہ ہو کہ یہی کہ خود مروان کو بھی معزول یا مقتول ہونا  
حضرت عثمان کا منظور ہو کہ اُنسے کچھ فکر دفع فساد بلوائیان کی نہیں کی بلکہ حضرت

عثمان کو برابر اسی اصرار پر اپنی قائم رکھا کہ جو منشا فساد کا تھا اور یحییٰ محمد ابن ابی بکر کے نامہ مصر میں بجای اقبلوہ کے اقلوہ لکھ دیا یعنی بجائے اسکے کہ حاکم قبول کرو اسکو یہ بات لکھ دی کہ قتل کرو اسکو اور بہ نسبت حضرت عثمان کے خلاصہ اعتقاد کا ہمارا یہ ہے کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی تھے اور لقب عثمان غنی کا بہ نسبت انکی بہت دست ہو کہ فی الواقع بہت ایک سخی آدمی تھی اور صفت کامل الحیا ہونے کی بھی موافق حال انکی ہو اور حضرت علی اور تمام اہلبیت سی کچھ منحرف نہیں تھے مگر بوجہ نقصان عقل اسقدر ابلہ فریبی میں معاویہ وغیرہ بنی امیہ کے پھنسے ہوئے تھے کہ حسرت عائشہ اور دیگر تمام صحابیان معزز تا عبد الرحمن ابن عوف و سعد ابن ابی وقاص کے روگردان ہو گئے اور تمام زمانہ خلافت حضرت عثمان کا ایک مانہ خلافت بنی امیہ کا سمجھنا چاہتے کہ انہیں بنی امیہ میں سے حضرت عثمان بھی تھے اور بہ نسبت حضرت عثمان کے جو کامل الحیا و الایمان کہا جاتا ہے سو فقرہ عثمان ابن عفان کامل الحیا و الایمان میں ایک جو رتی الفاظ کی کان کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہے مگر بلا حوصلہ غیر پانپدی قسم اور سزا ہی طبع زاد اور خلاف شرع کے استعمال کو لفظ کامل الایمان کے عقل قبول نہیں کر سکتی ہے اور بہ نسبت قرآن موجود کے جو کہ محیفہ عثمانی بھی کہلاتا ہے ہماری رائے یہ ہے کہ ترتیب و جمع کریمین اس قرآن کے حضرت عثمان نے کوئی تحریف و تصرف نہیں کیا اور رای ملا سید مرتضیٰ شیعہ علیہ الرحمۃ کی بھی یہی ہے کہ اس قرآن موجود میں کچھ تحریف و تصرف نہیں ہوا ہے مگر اسکی ترتیب سور تو انکی کچھ موافق اصل ترتیب نزول قرآن کے نہیں ہے اسو سطی کہ یہ بات بد اھتہ ظاہر ہے کہ سور تہائی کی قبل ہجرت کے البتہ مقدم تر تھے سور تہائے مدنی سے کہ جو بعد ہجرت کی نزول ان سور تو نکلا ہوا مگر اس قرآن موجود میں دیکھا جاتا ہے کہ اکثر سور تہائی



مدنی اور اہل قرآن میں اور بعد نسبی اور تہائے ملی واقع ہیں غرض ترتیب اس قرآن  
 موجودگی اس قدر غیر منتظم ہے کہ سلسلہ ترتیب نزول سور تہائے قرآنی کا کمالنا  
 بہت دشوار ہو گیا ہے اور کتنی دینا کہ قرآن حضرت علی کا موافق ترتیب زمان  
 نزول کے تھا سو اگر وہی تہاں بحال رہتا تو ترتیب زمان نزول ہر سورت کی  
 آسانی سے سمجھی جاتی اور ایک قرآن عبداللہ ابن مسعود کا تھا کہ جو حکم حضرت  
 عثمان کے جلا دیا گیا بہر کیف اب جو قرآن جس ترتیب سے کہ موجود ہے سو اس میں  
 کچھ عذر نہیں ہو سکتا ہے کہ چارہ کار اس کا کچھ باقی نہیں ہے اور ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں  
 کہ حضرت عثمان نے ترتیب نزول سور و آیات کا کیوں نہیں لحاظ کیا اور ممکن ہے  
 کہ قرآن جو کجور کے تھے وغیرہ پر لکھا ہوا تھا سو جس طرح کہ برآمد ہوتا گیا سو  
 اسی طرح یہ قرآن جمع کیا گیا ہو اور بہ نسبت قرآن موجود کے جو اقباب سبع شانی کا  
 از طرف علمای اہلسنت کے دیا گیا ہے باین ادعا کہ یہ قرآن اسی ترتیب موجود ہے  
 عرش و کرسی پر تھا کہ فلک اول تک پہنچا کر حضرت رسول تک پہنچا اور قرآن  
 موجود میں ترتیب دیا گیا سو اس بات کی کوئی بنیاد صحیح نہیں پائی جاتی ہے اور ظاہر  
 اس الٹ پلٹ اور خلط ملط کے ساتھ قرآن شریف کا رہنا عرش پر ایک خلاف قیاس  
 بات ہی اور اگر اہل ایمان ایام خلافت حضرت عثمان اور بادشاہت معاویہ کے از روئے  
 فن تاریخ کے مقابلہ کیا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمان خلافت عثمان میں حضرت  
 بنی اسیر کا شور و زور رہا جیسا کہ لکھنوی سلطنت میں ایک زمانہ میں دور و دورہ  
 کہو و نہ کا تھا اور اس وجہ سے حضرت عائشہ اور تمام صحابیان کبار اور اشراف  
 لوگوں کو حضرت عثمان سے ملال دہندہ ہو چکا یہ خلاف معاویہ کے کہ وہ تمام تر دشمن  
 علی اور تمام اہلبیت کا تھا مگر چونکہ معاویہ ایک شخص نہایت ہوشیار اور بیدار مغز تھا

سوسکی بادشاہت کا طور بہ تھا کہ جس قدر صحابی وغیرہ اسکی پاس پہنچی سوان سب لوگوں کو بخوشی خاطر قبول کر کے اپنی طرف ملا لیا اور اسکا بڑا اہتمام یہ تھا کہ جہاں تک ہو سکی حدیں کسر نشان علی کی جھوٹی بنائیاں اور استیصال خاندان نبوت کا کر دیا جائے اور اس امر میں معاویہ بہت کچھ سرسبز بھی ہوا کہ اسوقت تک اثر اسکا باقی ہے کہ بہت لوگ جا بجا حضرت علی کے رتبہ گمانین کم رتبہ حاضر ہیں اور یہ بات صرف احمد نسائی محدث کی ہوئی کہ بعثت کہنی مناقب اور فضائل حضرت علی کے اوگوں نے انکو خضیہ کوٹ کوٹ کر کے مار ڈالا مگر احمد نسائی مرتے مرتے تک کچھ فضائل معاویہ کی حدیث روایت نہیں کی اور بیان احادیث فضائل علی پر ثابت قدم رہی اور صل غرض معاویہ کی استیصال خاندان نبوت سی یہ بھی کہ کسی طرح توجہ لوگوں کی بطرف خاندان نبوت کے نہیں ہونے پاوے اور حکومت اسکی نسل میں قائم رہی اور یہ بات کمال مرتبہ دلیل ہوشیار می اور تالیف قلوب کی ہو کہ اسکی افہام اور تفہیم اور ورغلائی پر لوگ بی تکلف حضرت علی پر برسربر لعنت کرنے لگے اور آخر اسی کے پوتے نے اس رسم ملعون کو موقوف کیا اور نسبت سر فرازی مردان وغیرہ شخص اص لعنتی اور مردود و شذگان رسول اور شیخین کے جواز طرف سنیان بجدید صلہ رحم کے معذرت کیجاتی ہے سو یہ عذر محض کا ہے اسواسطی کہ عہد ہای حکومت پر سر فراز کرنا کہ جن سی حقوق بندگان خدا کے متعلق ہوں صرف بلحاظ استحقاق جو ہر ذاتی لیاقت و دیانت کے عہدہ حکومت کا دینا چاہی بہت ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد

فدای یک تن بیگانہ کا شنا باشد

اور حضرت عثمان وغیرہ صحابیان جو جنگ احد میں بہاگ گئے اور وہ قصور حسب تصریح قرآن شریف کے معاف ہوا تو یہ بات کیا فخر کی ہے کہ جس پر سنیان بہت

زور کرتے ہیں اور اس معافی قصور کو فضائل میں گنتے ہیں اور کیا وجہ لکھتے ہیں  
 قدمی حضرت علی کو جو بروز جنگ اُحد کے ہوئی اور لافنی اُلا علیہ السلام  
 الادوالفقار انکی تثنائیں کہا گیا سو اُس حال کے یاد کر نہیں سنی لوگ بہت سہر  
 اور ٹھنڈے دیکھے جاتے ہیں۔

## فصل ۸۶

اس فصل میں حال خلافت ظاہری چہارم درجہ حضرت مولا مشکاکت علیہ  
 علیہ السلام کا لکھا جاتا ہے کہ جو حقیقہ و معنی خلیفہ بلا فصل اور جانشین برحق اور  
 وصی مطلق حضرت رسول کے تھے اور پہلو کیا رتبہ اس بات کا ہے کہ کچھ بھی بیان  
 فضائل ذاتی حضرت علی کا ہم سے ہو سکی مگر اس جگہ پر چند اشعار بزرگان متقدمین  
 کے نقل کئے جاتے ہیں کہ جو طریقہ اہل سنت میں مستند اور قابل تقلید ہیں اور  
 اُن سے کسی سنی زمانہ حال کو بھی انکار نہیں ہے اور بلا حظه اسکی معلوم ہو گا کہ اُن  
 پیشوایان دین کا ساتھ حضرت علی کی کیا حال تھا

کشف  
 مولا نا جلال الدین ومی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب تضحوی فی سبیل

ناصورت پیوند جهان بود علی بود	بالتش زین بود و زمان بود علی بود
ہم آدم و ہم شیت ہم اور پس ہم ایوب	ہم یوسف و ہم یونس ہم ہود علی بود
ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن	ہم عابد و ہم معبد و معبود علی بود
ہارون و ولایت کہ پس ز موسیٰ عمران	و اند کہ علی بود علی بود علی بود
عیسیٰ بود آمد و فی الحال سخن گفت	این نطق و فصاحت کہ بد بود علی بود
موسیٰ و عصا و ید بضا و نبوت	در مصر بہ فرعون کہ بنمود علی بود
جبریل کہ آمد ز بر خالق نیچون	در پیش محمد شد و مقصود علی بود

آن شاہ سرفراز کہ اندر شب معراج آن لکھ لکھی بنو تاکہ بد آنے چند آنکہ نظر کردم و دیدم حقیقت آن قلعه کشای کہ در قلعه خیمبر آن مرد سرفراز کہ اندر رہ اسلام	با احمد مختار کے بود علی بود آن یار کہ او نفس نبی بود علی بود از ہر دو جہان مقصد و مقصود علی بود بر کند بیک حملہ و یکشود علی بود تا کار شد راست نیا سود علی بود
--	---

### شعر دیگر از مولانا روم

تو بتاریکی علی را دیدی	زین سبب غیرے بر و بگزیدی
------------------------	--------------------------

اور ہر چند چند اشعار اس قصیدہ کے اس درجہ غلو تک ہیں کہ ہم اسکو سمجھ نہیں سکتے  
اور غرض اُسکے نقل کرنے سے صرف اظہار اس بات کا ہو کہ مولانا روم  
اعتقاد بہ نسبت حضرت علی کے اس درجہ تک تھا۔

اشعار حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب تضحوی قوم لصدور

اوان المر تفضی الی صلی اللہ علیہ وسلم	لکان المخلوق طرّاً ساجداً لہ
کاش اگر تفضی ظاہر کرتی محل و مقام کہ اسی	تو ہو جاتی خلق عموماً سجدہ کرنی والی اسکو
کف فی فضل مولانا علی	وقوع الشک فیہ انہ اللہ
کہایت کہ تا بہ فضیلت میں ہماری مولانا علی کے	واقع ہونا شک کا اس میں کہ وہ اللہ ہے
ومات الشافعی ولیس یدے	علی ربہ اور ربہ اللہ
اور مر گئی شافعی در حالیکہ نہیں سمجھ سکی وہ	کہ علی رب اسکا ہو یا کہ رب اسکا اللہ ہو

اشعار دیگر از حضرت امام شافعی

بِإِحْسَانٍ حَسَنًا

علی جو بین سو بہت انکی پیری  
وصی مصطفیٰ کے ہیں بار روی حق کے

وَبِالنَّاسِ دَائِرَةً

ادام آئے ہیں اور جن کے ہیں  
ادائیگیہ کہ نیوالی روزخ اور بہشت کی ہیں

اشعار شاہ قاسم انوار سنہ قبول از کتاب مذکور

نور ولایت توئی شاہ سلام علیک  
معین عرفان توئی مخزن اخزان توئی  
حضرت حق راود و مالک ملک شہود  
لحم لخمی جنتی گفت ترا ای ولی  
باہمہ انبیاء آمدہ دخت  
بہشت پناہ امم از ہمہ انجسترم

شمع ہدایت توئی شاہ سلام علیک  
کاشف قرآن توئی شاہ سلام علیک  
قاصح گروہ و ہود شاہ سلام علیک  
سرور مردان علی شاہ سلام علیک  
ظاہر اباصطفیٰ شاہ سلام علیک  
تہ عالم علم شاہ سلام علیک

اشعار حضرت شیخ فرید الدین سنہ قبول از کتاب مذکور

گر ہزار سال باشی در طلب  
در بہر روزے گذاری صد نماز  
یا تو اندر علم دین اعظم شوی  
یا جو خیل مقتدا سے دین شوی  
مہر سدر گر نباشد در ولت  
ہر کہ در عشق علی بود در ست

در ہزاران جام گیری تا بہ لب  
در بیداری صوم یا عمرے دراز  
در علوم از شافعی اعلم شوی  
در علوم مالک رہ بین شوی  
کہ تو ان گفتن سلیم و مقبلت  
راضی و انم مرا و از نخست

شعبہ دیگر از فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ

از مشرق تا مغرب گرامام است  
آلی و آل او مارا تمام است

# شاه نور الدین نعمت الله ولی منقول از کتاب مذکور

دوم بدم دم از ولای مرتضی باید زد و	دست دل برد اسن ال عجا باید زد و
نقش حب خاندان بر لوح دل باید نگاشت	مهره حیدری بر دل چو ما باید زد و
دوم مزین با هر که او بیگانه باشد با علی	و نفس خواهی زد و با آشنا باید زد و
و بر روی دوستان مرتضی باید نهاد	مدعی را تیغ غیرت بر قفا باید زد و
الانتهی الاصلی السیعت الاذوا افتقار	این سخن را از سر صدق و صفا باید زد و
و در دو عالم چاره حصه نمی باید گزید	پنج نوبت بر در دولت سر باید زد و
پیشوای بایست حجت نژاد او رسول	پس قدم مردانه در راه خدا باید زد و
گر بگای آبد از عشق شهب کربلا	عاشقانه آن بلار امر حیا باید زد و
هر رختی کان ندارد میوه حبت علی	اصل و فرعش را قلم سرتاپا باید زد و
دوستان خاندان را دوست باید داشتن	بعد از آن دم از وفای مرتضی باید زد و
سرخ رسته حوائی سکه نام غلیه سست	بر رخ دنیا و دین چون بادشایا باید زد و
بے وای آن ولی لاف ولایت میرنی	لاف می باید که دانی از کجا باید زد و
بر در شهر ولایت خانه باید گرفت	خیمه در در السلام او لیا باید زد و
از زبان نعمت الله منقبت باید شنید	برکت تعلیم سید یوسف باید زد و

## اشعار حکیم سنائی صاحب حدیقه الافراح

مستحوت بود آنچه کرد و علی	تو چرا سال و ماه در جد علی
تو زبان محضول کن کوتاه	بود بوبکر یا علی هم راه
تغفلت از حضرت یحیی و عیسی	در لحاف خلافت خفتن چیست
هر که با مرتضی علی نه نکوست	هر که گو باش من نه ابرم دوست

گر بہت این عقیدہ و مطلب  
انتخاب اشعار خواجہ حافظ شیرازی

نوشته بر در فرودوس کاتبان قضا  
امام حنی و انسی علیؑ بود کہ علیؑ  
علی ز بعد محمد زہرچہ بہت بہت  
کہ نیست دین ہدی را بقول پاک رسول  
ز بعد او حسن است حسین حجت او  
بہنمان منشین حافظا تو لا کن  
نبی رسول و ولی محمد چہ در کردار  
از کل خلق فزون است از صغار و کبار  
اگر تو مومن پاکی کن برین اقرار  
امام غیر علیؑ بعد احمد مختار  
مجوے جہل برین کار مومن دندار  
نجات خویش طلب کن بجان ہمت چار

ایضا از خواجہ حافظ شیرازی  
آنرا کہ دوستی علی نیست کافر است  
امروز زندہ ام بولائے تو یا علی  
گوزاہد زمانہ و گوشہ راہ باش  
افراد بروح پاک ماما گواہ باش

شعر منقول از مناقب مرتضوی ملا کشفی  
من علی را دوست دارم خلق گوید راضی  
پس خدا و مصطفیٰ جبرئیل شد راضی

مقدمہ خلافت کا ایک عجیب طرح کا بھول بھولیاں ہو کہ جس سی با سائے نکلنا  
ہو مشکل ہو کہ سنی لوگ بنظر اثبات حقیقت خلافت ثلاثہ کے اس آفت میں مبتلا  
ہو گئی کہ خلفای ثلاثہ کو حضرت علیؑ پر تفضیل دین اور حدیثوں کو جو بروایت مخالفان  
اہلبیت کے ہوں اور تعلیم و صحبت معاویہ کو اسمین اثر پذیر بطور سند کے  
پیش لا دین اور شیعہ لوگوں کا حال یہ ہوا کہ بلا حظہ حدیث من کنت لاء  
فعلی مولاہ اور دیگر فضائل ذاتی حضرت علیؑ علیہ السلام کی ضرورت اس بات کی ہوئی  
کہ اصل خلافت ثلاثہ سے الگ کر دین اور اسی ضرورت کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلفائے



تلمثہ کو غاصب ٹھہرا دین اور منافق قرار دین اور چونکہ حضرت علیؑ نے ان تینوں  
 خلافتوں کو منظور کر لیا اور قریب بچیس برس کے اُن خلفائی تلمثہ کے پیچھے ناز پڑھا کئے  
 نوشیعہ لہ گو نکو سوای سکی کچہ چارہ کار باقی نہیں با کہ حضرت علیؑ کے اس تسلیم خلافت  
 اور اقتدار بالصلوٰۃ کو محمول اور پرتقیہ کے کریں اور دون طرف بڑے بڑے عالم ہین  
 کہ اگر بطرف سنیوں کی امام غزالی اور فخر الدین رازی وغیرہ ہین تو بطرف شیعہ کے  
 شیخ بہاؤ الدین علیؑ اور محقق نصیر الدین طوسیؑ اور سید مرتضیٰ اور سید رضی وغیرہ  
 علیہم الرحمۃ ہین اور ہم ایک کم استعداد آدمی کو کیا رتبہ اس بات کا ہی کہ اس خشر  
 و جہنم میں چن سیں اور ہکودہ مثل ہندی کی بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ دو  
 ملائین مرغی حرام اور غالباً یہ ایک نقل غوام کی بھی بہت مناسب مقام ہی کہ کسی  
 بوڑھیا کا ایک روپیہ راستہ میں گر پڑا اور وہ بوڑھیا روپیہ کے تلاش میں یہ بات  
 کہتے جاتی تھی کہ یا خدا یہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھ نہ لگا ہوا، اتفاقاً اس روپیہ کو  
 کسی مولوی صاحب نے اٹھایا تھا سو مولوی صاحب نے گہرا کر کے اُس بوڑھیا سی  
 پوچھا کہ اس بات کے کہنے کی کیا وجہ ہی کہ یا خدا وہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھ نہ لگا ہوا  
 بوڑھیا نے کہا کہ جب روپیہ ہاتھ میں اوئے تب ہم وجہ اس دعا کرنے کی کہیں گے  
 مولوی صاحب جواز بس مشتاق دریافت اُسکی وجہ کے تھے سو فوراً وہ روپیہ اُس  
 بوڑھیا کے ہاتھ میں دیدیا تب بوڑھیا فی وجہ اُس دعا کی یہ کہی کہ ہم نے خیال کیا کہ  
 اگر کسی جاہل نے وہ روپیہ اٹھایا ہو گا تو صرف یہ بات ہو گی کہ وہ جاہل وہ روپیہ  
 ہکودیا نہیں اور اگر کسی مولوی نے پایا تو اُس روپیہ کا اٹھ لینا حلال ہی قرار دیا  
 اور اُسکی جواب میں مولوی صاحب نے کہا کہ بوڑھیا تو سچ کہتی ہی کہ ایک کم سود لیل و پیر  
 حلت اس روپیہ کے ہم قائم کر چکے تھے اور غرض اس نقل سے یہ ہی کہ ہمارا

حال مثل اس بوڑھیا کے ہی کہ روپیہ ہماری ہاتھ میں آگیا اور ہم بات کو سمجھ گئی  
 اور اب ہم کسی سنی یا شیعہ کے مولوے سے نہیں ڈرتے ہیں اور نہ ہی اس  
 بات کو بھجوبی سمجھ لیا کہ یہ حقیقت مستحق اس خلافت کے حضرت علیؓ تھی اور صحاب  
 ثلاثہ کو ضرور لازم تھا کہ حضرت علیؓ کو بجای بیٹی کے قبول کر کے انکے تحت میں کام  
 کرتے گریات تو یہی کہ الامتہ من قریش (یعنی امام لوگ قریش سے منوگی ہر  
 کہ مکہ کے انصار کو ساکت کر دیا اور کچھ خیال اس بات کا نہیں کیا کہ حضرت علیؓ  
 بھی قریش میں سے تھے بلکہ خصوصاً بوجہ ہاشمی اور برادر عموی ہونے حضرت  
 رسول کے ایک ممتاز تر قریشی تھے اور اگر حضرت علیؓ اس خلافت درجہ چہارم  
 کو منظور نہیں کرتے تو بے تکلف خلفائے ثلاثہ کو ہم بادشاہان ظالم اور اہل جفا میں  
 سمجھتے اور لقب خلافت کو ایک لقب حقیر جانتے مگر چونکہ حدیث میں (المخلافۃ  
 من بعدی ثلاثون سنۃ) واقع ہے یعنی کہ خلافت بعد ہماری تیس برس  
 ہوگی اور اندر اس تیس برس کے حضرت علیؓ نے اس خلافت کو درجہ چہارم  
 میں منظور کر لیا تو اسی وجہ سے عظمت لقب خلافت کی بہت کچھ ہماری دلیل  
 ہی یعنی کہ اس خلافت ہونے سے حضرت علیؓ کو کچھ شرف نہیں ہوا اس واسطی  
 کہ حضرت مسیحؑ اور حضرت علیؓ نمونہ مسیح کی واسطی تعلق حکومت ظاہری کا کیا شرف ہی  
 بلکہ خلافت کو شرف اور فخر ہے کہ یہ خلافت ایک ایسی چیز ہے کہ حضرت علیؓ نے  
 منظور کیا اور جیسا کہ حضرت علیؓ کو بلقب خلیفہ کے یاد کر نہیں ہم کچھ فخر نہیں سمجھتے ہیں  
 سو اسی طرح حضرت علیؓ کو بھی داخل صحابہ سمجھنی میں ہم تمام تر راضی نہیں ہیں کہ  
 حضرت علیؓ اپنی پجری بہائی اور داماد حضرت رسول کے تھے اور حدیث میں ہے  
 کہ جب حضرت رسولؐ نے درمیان دو دو صحابہ کے مواخات یعنی ہوائی چار ا

لگا دیا تو حضرت علی روتے ہوئے حضرت پیغمبر کے پاس آئی اور کہا کہ ہیکو آپ نے کسی صحابی کا بہائی نہیں بنایا تب حضرت رسول نے کہا انت اخي في الدنيا والدين یعنی تو میرا بہائی ہی دنیا اور دین میں غرض لقب صحابی کا بھی واسطی حضرت علی کے کچھ بات فخر کی نہیں ہے اس واسطی کہ حضرت علی واسطی حضرت نبی کے ویسی ہی ہیں جیسا کہ حضرت ہارون واسطی حضرت موسیٰ کے مددگار اور شریک نبوت حضرت موسیٰ کے تھے اور بہ نسبت صحابہ کے شرط یہی کہ داخل اصحاب وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے صحبت رسول پائی ہو اور حالت ایمان میں مرے ہوں اور ایمان کی حالت یہ ہی کہ بدلیل حدیث لَا يُحِبُّهُ إِلَّا تَوْسِعُ کی یعنی کہ علی کو دوست نہیں رکھیں گے مگر توسع پس صحابی لوگ محتاج خوشی اور رضا مندی اور محبت علی اور مہبت کے تھے اور حضرت علی کا ایمان کچھ محتاج محبت صحابی کا نہیں تھا اور اسید واسطی ہم حضرت علی کو دراصل صحابی سے خارج اور داخل نبوت سمجھتی ہیں اور صحابی کے اصل معنی اسیتقہ ہیں کہ جو ساتھ ایمان کے حضرت رسول کی صحبت میں تھے یعنی حالی مولیٰ حضرت رسول کے تھے اور حضرت علی تو بڑا درغموئی و شوہر فاطمہ بنت رسول و جیزہ و رسول خدا کے تھے تو ہم حضرت علی کو یکی از اصحاب کیونکر سمجھ سکتی ہیں اور یہ دو شعر میر حسن دہلوی کی بہ نسبت تعریف صحابہ کے بہت درست ہیں کہ اُس سے یہ بات معلوم ہو گئے کہ صحابہ کسکو کہتے ہیں

### شعر

سلام آئینہ جو اسکے اصحاب ہیں	وہ اصحاب کیسے کہ اجاب ہیں
خدا اُن سے راضی رسول اُنسی خوش	علی اُن سے راضی بتول اُنسی خوش
اور علی بنا القیاس لقب قریشی کا بھی واسطی حضرت علی کے کچھ فخر نہیں ہی کہ حضرت	

علی البتہ قریشی تو ہیں مگر اُسی قریشی میں ہاشمی پوتا عبدالمطلب کے بھی ہیں کہ اس  
 وجہ سے درجہ لقب قریشی کا بہ نسبت حضرت علیؑ کے حسب محاورہ سرشتہ  
 افیون کے بالا در بالا ہو گیا اور قریش میں سے جو حضرت ابو بکر قبیلہ بنی تمیم میں سے  
 ہیں سو چونکہ حضرت ابو بکر ایک مرد بزرگ صفات اور نیک ذات آدمی تھے  
 کہ عین اپنی خلافت میں حضرت علیؑ سے اقرار کیا کہ ہم لوگ بطور کارگزاران کے  
 ہیں اور تو سرور اور امیر و بادشاہ ہی اور کہا کہ تلوگ مثل ستارہ ہای آسمان  
 مکت کے ہیں اور تو بدر کامل ہے اور حضرت ابو بکر کا ایک قول یہ بھی ہی النظر  
 الی وجہ علیؑ لمحبتہ عبادۃ یعنی کہ نظر کرنا طرف چہرہ علیؑ کے از روی محبت کے  
 ایک عبادت ہی سو اس وجہ سے راقم حروف کو ساتھ قبیلہ بنی تمیم کے اُسی مقابلہ کا  
 انس ہے کہ جیسا قریش میں قبیلہ بنی امیہ وغیرہ تین قبیلہ سے حضرت رسول کو  
 نفرت تھی سو بوجہ مذکورہ بالا کے قریش میں بعد قبیلہ بنی ہاشم کے ہم قبیلہ بنی تمیم کو  
 بھی مانتے ہیں اور اصل حال شرف و منزلت صحابہ اور حضرت علیؑ علیہ السلام کا  
 یہ ہی کہ اگر قرآن پر لحاظ کیا جائے تو قرآن شریف تمام مرتبائید حضرت علیؑ کے ہے  
 جیسا کہ حدیث میں واقع ہے القرآن مع علیؑ و علی مع القرآن یعنی قرآن ساتھ  
 علیؑ کے ہی اور علیؑ ساتھ قرآن کے اور اگر حدیثیں سب طرحی وضعی اور غیر وضعی بہ  
 روایت حضرت عائشہ اور عبد اللہ ابن عمر وغیرہ کی منظور کریں جائیں تو کیا شک ہے  
 کہ فضیلت حضرت ابو بکر وغیرہ کی اور حضرت علیؑ کے ثابت ہی اور اسی وجہ سے  
 لقب سنیوں کا جو اہلسنت والجماعت ہی بہت حسب حال ہے کہ مدار اس مذہب کا  
 سنت یعنی حدیثوں پر اور جماعت یعنی جماعت عام قریشیوں پر ہے مگر جب یہ تمام  
 حدیثیں بغور دیکھی جائیں اور رویان کی حالتوں پر ریجائی اور ساتھ اتحاد

عطای علم بر وزیر خیر اور من کنت مولاً فعلی مولاً وانت منی بمنزلہ ہر و  
من موسیٰ ولحمک لحمی ودمک دمی وانت منی وانا منک  
اور حدیث اہلبیت متعلق آیت تطہیر و حدیث آیت مباہلہ وغیرہ احادیث کے  
مقابلہ کیا جاسی تو عداوت عداوت یہ بات عیان اور نمایان ہے کہ احادیث فضیلت  
صحابہ کی بالضرور ساختہ اور موضوع اور جعل ہیں اور سننیوں کو مجبور ہی اس بات  
میں ہے کہ کچھ جعل و فریب قرآن میں کر کے افضلیت صحابہ کی دکھلا نہیں سکتی ہیں  
اور شک نہیں ہے کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر نے عہدہ خلافت کو بہت اہستگی  
سے انجام دیا اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ فی الواقع شایستہ عہدہ خلافت کے  
تھے اور بلاخطہ تاریخ و اقدی کے معلوم ہوتا ہے کہ فتوحات شام و مصر وغیرہ  
میں تمام تر تائید ایزدی بطرف خالد و ابو عبیدہ جراح کے تھی اور یہ بات  
حضرت عمر کی خلافت میں واقع ہوئی اور حضرت علی نے جب اون دونوں  
خلافتوں کو قبول کر لیا تو اس جہت سے یہ دونوں خلافتیں صحیح بھی ہو گئیں مگر  
ان خلفائے ثلاثہ کو حضرت علی سے کچھ نسبت نہیں ہے کہ حضرت علی ان تینوں  
خلیفوں کے ویسی ہی مولا ہیں کہ جیسی حضرت نبیؐ انکے مولا ہیں اور ان تینوں  
خلیفوں کی مقدم تر خلیفہ ہونے سے حضرت علی کے علوم مرتبت میں کچھ نقصان  
نہیں ہے کہ خلافت یعنی حکومت ظاہری کو یہ بات شرف کی واسطی حضرت علیؑ کی  
نہیں ہے۔ روضۃ الصفا۔ جب واقعہ عثمان سے تین روز گزر گئی تو مصریوں نے  
حضرت امیر علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ خلیفہ ہوں حضرت علیؑ نے فرمایا کہ  
بغیر رضامندی صحابہ بدر کے منظوری اس خلافت کی نہیں ہو سکتی ہی تب  
مصریوں نے اپنے ساتھ صحابیوں کو ہم داستان اپنا کر کے پھر اس بات کو

غرض کی تب حضرت امیر نے فرمایا کہ بعد مرنے عمر کے ہکو کچھ اہش خلافت کی  
تھی مگر اب ہکو کچھ اہش نہیں ہے جس شخص کو چاہو خلیفہ بناؤ اور ہم اُسکی  
تا بعداری کرینگے اور ہماری نزدیک وزارت بہتر ہے امارت سے تب صحابی  
لوگوں نے ہر امر ار کیا اور حضرت امیر نے کہا کہ بغیر حاضری طلحہ و زبیر کے یہ  
بات نہیں ہو سکتی ہے اور آخر طلحہ اور زبیر آئے اور حضرت علی نے کہا کہ تم دونوں  
شخصوں میں سے جس کو آرزو خلافت کی ہو سو اُسکی تا بعداری ہم کرینگے مگر اون لوگوں  
نے منظور نہیں کیا غرض اوّل طلحہ نے اور بعد اُسکی زبیر وغیرہ صحابیوں نے  
بیعت کی اور حضرت علی نے بطرف طلحہ کے نظر کر کے کہا کہ طلحہ واسطی نقص  
یمان اور توڑنے میثاق کے سزاوارتر ہے اور کچھ لوگوں نے مخالفت کی اور نعمان  
ابن بشیر نصاری کٹی ہوئی اوکلی کو نالہ زوجہ عثمان کے اور پیراہن خون آلودہ عثمان  
کو معاویہ کے پاس ملک تمام میں لیگیا اور کچھ بنی امیہ ساتھ ہوئے اور آخر کار  
طلحہ اور زبیر ساتھ حضرت عائشہ کے ملکر کے حضرت علی سے جنگ جل میں لڑے  
اور شکست کھائی اور اُسکی بعد جنگ صفین معاویہ کی ہوئے۔ راہی راقم۔  
اسوقت میں بھی جو حضرت علی خلیفہ بنائی گئے سو کسی نے حدیث میں کنت مولا  
فعلی مولاہ کو یاد نہیں کیا اور حضرت علی کو جو ایسے وقت پر اختلال میں لوگوں نے  
خلیفہ بنالیا سو اس بات میں کسی کا کچھ احسان نہیں ہے کہ ہزار ان کسان بلوایا  
مصر وغیرہ کے موجود تھے اور وہ ایسا وقت شور و شر کا تھا کہ اگر اسوقت میں  
معاویہ خلیفہ بنایا جاتا تو با احتمال غالب وہ بھی اس خلافت کو اسوقت میں اور جل  
مدینہ میں قبول نہیں کرتا اور یہ صرف حضرت علی کی جرأت اور ہمت تھی کہ اس  
خلافت کو منظور کر لیا اور بنی امیہ وغیرہ ویشیوں کو جو حضرت علی سے گریزان تھے

و حقیقت یہ خلافت حضرت علی کے منظور نہیں تھی اور انجام اس خلافت کا یہ ہوا کہ اس زمانہ خلافت قبول کرنے سے جو شکستہ ہجری میں قبول کیا تھا تا آخر وقت جناب امیر کے جو شکستہ ہجری میں شہادت آپ کی ہوئی تمام عمر آپ کی مکدر کٹی اور شاہ عبدالحق صاحب جو شرح میں حدیث میں کنت مولاً فعلی مولاً کے یہ بات لکھتی ہیں کہ اگر اس حدیث سے خلافت مراد ہو تو خلافت بلا فصل کیا ضرور ہے اور حضرت علی نے آخر کو تو خلافت پائی سو یہ بات محض ملمع اور بطور ابلہ فریبی کے ہے اس واسطی کہ حضرت علی کو کسی نے اس حدیث کو یاد کر کے خلیفہ نہیں بنایا ہو بلکہ یہ مقتضاً اس وقت کے شعور و شرکات تھا کہ جو حضرت علی خلیفہ بنای گئے اور جہاں ہو سکا سو حضرت علی خوب تنگ اور حیران کئے گئے

عجب بد فطرت و ناپاک بودند	کہ در حجت علی تقصیر کردند
---------------------------	---------------------------

اور جس طرح کہ جنگ جمل عائشہ اور طلحہ اور زبیر کا اور جنگ صفین معاویہ کا واقع ہوا سو یہ سب حالات تاریخی ایسے ہیں کہ انکا ذکر کرنا صرف ملال انگیز ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقت تا وقت شہادت حسین کر بلا کے ایسا پر فتنہ اور پر شہوب تھا کہ گویا سب لوگ مخالفت اور استیصال خاندان نبوت میں مصروف و مشغول تھے اور یہ حوصلہ صرف علمای اہلسنت کا ہی کہ دونوں جنگ جمل اور جنگ صفین کیواسطی مسئلہ خطائی الاجتہاد کا اپنی طبیعت سے ایجاد کریں اور اس میں کیا خطا اجتہاد ہی کہ خود حضرت عائشہ اُقتلوا النّعتل کہہ کر کے لوگوں کو برا لگتے تھے کہ میں اور حضرت عثمان کو کافر کہیں اور پر حجب قتل عثمان کا ہوا تو بوقت پھر نے بطرف مدینہ کے حال قتل حضرت عثمان کا دریافت کر کے پوچھا کہ خلیفہ کون شخص ہوا اور بجز دسنی امام حضرت علی کے کہا کہ اب ہلکو مدینہ جہاں اقامت نہیں ہی اور



اسی جگہ سے مکہ کو چھو کر کے سامان لڑائی کا شروع کیا پس سخن بے پردہ یہ ہی کہ  
حضرت عائشہ کو حضرت علی سے کمال درجہ عداوت تھی آئندہ سنیوں کو اختیار ہو  
کہ ایسی بی بی کو کچھ حدیث کا دیکر کے انکی حدیثیں دربارہ افضلیت اصحاب  
ثلاثہ کے منظر کر دیں اور طلحہ اور زبیر کا حال یہ ہی کہ اوائل خلافت میں حضرت  
علی کے حکومت بصرہ و فوفہ کی حضرت علی سے طلب کی تھی اور حضرت علی نے کہا  
کہ تمہاری پاس رہنی سے حکومت ہی اور جب تم جدا ہو جاؤ گی تو ہم منشورہ کس سے  
کریں گے اور اس بات سی یہ دونوں صاحب ملول ہو کر کے حضرت عائشہ سے  
جاملی اور منشورہ اور بندوبست کر کے اور تہمت بے بنیاد خون عثمان کی قائم  
کر کے سر اٹھایا مگر بہر حال انجام ان دونوں صاحبوں کا بخیر ہوا کہ آخر کو محفلت  
مسی باز اگر کے بیعت از سر نو کی اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ زمانہ تا خلافت یزید کے  
منافقوں سے معمور تھا اور وہ حدیث پیغمبر خدا کی ہمو برابر یاد آتی ہے کہ جو حضرت  
رسول نے اپنے مرض الموت میں فرمایا تھا انی لا اخاف علیکم ان تشرکوا من بعدی  
ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا الی الدنیا فقتلوا و تہلکوا  
یعنی نہیں خوف ہی نہ کہ تم لوگوں سی کہ شرک کرو گے تم لوگ بعد میری مگر مجھی خوف اس  
بات کا ہی کہ رغبت کرو گے تم لوگ بطرف دنیا کی پس جنگ و قتال کرو گے آپس میں  
اور ہلاک ہو گے تم لوگ سو بھلا خطہ حالات جنگ حمل اور جنگ صفین کی تمام تصدیق  
اس حدیث پیشین گوئی کی ہوتی ہی اور یہ شعر خواجہ حافظ شیراز کا بہت مناسب تھا

شعر

مناجعت بمنافق چہ میکنے بگذر [ ] زیادہ گفتن ناشس ہزار استغفار  
اور جن صاحبوں کو فن تاریخ میں مناسبت ہی سو انکو یہ بات بخوبی معلوم ہوگی

کہ مورد اس لفظ منافق کے ابتدا سی کون کون لوگ ہیں اور استعمال لفظ منافق کا بہ نسبت دشمنان علی کے بہت درست ہی از روی حدیث لایحہ الامومین کا بیغضہ الامنافق کے یعنی کہ نہیں دوست رکھیں گے اس علی کو مگر مومنین اور نہیں بغض رکھیں گے اس علی سے مگر منافق اور شک نہیں ہے کہ سنیاں تفضیل اشخین کے بھی اگر خوب تنگ کر کے پکڑے جائیں تو جواب یہی ہو گا کہ مان ہکو بھی محبت علی کی ہے مگر محبت کیواسطی آثارات اور نشانات ہوتے ہیں ایک یہ کہ ہر شخص اپنے دوست کی دشمن سے علیحدگی چاہتا ہی نہ یہ کہ دوست کے دشمنوں کی حمایت کرے اور ایک خاص نشانی یہ ہے کہ دوست کے ذکر میں خوش ہو نہ یہ کہ دوست کے ذکر میں رنگ چہرہ کا اور ڈجائی۔

### شعر مولانا روم

این زمین را آسمانی دیگر است      مرد این رہ را نشانی دیگر است

اور اس عرصہ میں ایک خط جناب مرزا محمود صاحب کیس بجا گلپور محلہ محمد آباد کاٹرے جوش و تپاک کا پہنچا کہ میں ایک قصیدہ دعائیہ بھی بحتی مولف کتاب ہذا کے لکھا ہی کہ بنظر یادگار و امید قبولیت درگاہ باری تعالیٰ کہ اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہی

### قصیدہ

مرجا گویم ترا این طرفہ کاری کردہ از علی وفا طمہ تا مہدی آخر زمان از خضیف دہر دون اوجبت بگوون از حدیث آیت این تالیف تو چون شد دل خوش بختی در سبقتی خوش بسر دی روزگار	با خدا و مصطفیٰ خوش ساز کاری کردہ حق بحق دادی و باطل را تو خواری کردہ با علی در باغ جنت تو قراری کردہ در رہ حق و یقین مشعل گزارے کردہ در زمین و آسمان خوش یاد کاری کردہ
---	---

اندرین چون مدح آن دلدار سوار کرده فاوختی فی جنتی کاین عده کاری کرده میکنند از دل دغا منت گذاری کرده مونسست معصومیان رحمت جوگر کرده	از پی تحریر این دستت بهوسد جبریل در جزای این غل می آید از غلیبت ندآ با حسن خسته که داری گوتنه خاطر یار بادت آسمان حافظ خدایت جاودا
---	---

اور فی الحال ایک دوسرا خط سید اقبال حسین صنا ابن سید امداد علی ابن سید حسن علی ابن سید حسین متوطن موضع حسن گنج کجی پر گنه بهیا خلع شاه آباد کا مقام چو کی گمان خلع سارن سے پونچا کر دہ ہی بلا خط محبت و تپال انکی نقل کیا جاتا ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نپستعین و نصلی علی محمد و آلہ الطاہرین و اصحابہ الاکرامین۔ بیت  
ای شان حیدری ز جبین تو آشکار نام تو در نبرد کند کار ذو الفکر

جناب ہدایت مآب ناصر طریقیہ امیہ اطہار۔ حامی ملت سید ابراہار۔ محب و اتق حیدر  
کرار۔ عابد شب زندہ دار۔ مولانا سیدنا البری عن الشین۔ السید محمد وحید الدین حسین  
خان صاحب بہادری تحصیل زاد مدظلہ العالی اضعفت العباد و محتاج بشفاعت سبطین  
کترین سید اقبال حسین ابن مرحوم سید امداد علی ابن مغفور سید حسن علی بن السیدین  
حشر ہم اند مع الحسین تسلیم بالوف تعظیم بصد تمنای قد مبوس کہ فخر خود مید انم  
اگر سیر آید طوطیا حی شیم خود سازم۔ میر ساند۔ گر قبول افتد ز ہی عہ و شرف x  
الحمد مد کہ درین زمانہ پر آشوب همچون ذات قدسی صفات رایکی از معتمدات می پذیرد  
چرا کہ اگر درین دار ناپائیدار مثل جناب فیض الکساب حق گو و انصاف پسند چند کس میبود  
بخدا سو گند کہ تاریکی جهان و جانیان سر گزینی ماند۔ کہ اہمیت  
بزار شکر خداوند قادر و قیوم اگر بخو ذات و جید است ناصر معصوم

چون بسال گذشته شهره عام کتاب و حدیث آخرت نیک در تصنیفی جناب الا  
 شیندم - بهر اجابت و جویا فتم - بغور تمام دیدم - و موزونی طبیعت حق طوبیت  
 بندگان عالی راصد آفرین ها خواندم به یقین دانستم که بی شبه آخرت نیک است لایحه  
 آخرت نیک شد جناب وحید زانکه کردی تمان شایه شوید

اسسال روزی نشسته از شفیع رفیق جناب میر ابو الحسن صاحب حریم الله  
 عن الشر و لفتن یک از رسیل ثنا عشری مستفسر حال خیریت مال عدالت خصال بود  
 که مرده تازه تالیف کتاب ثانی (ح تحقیق بمشرب بنی س شذیه) پس مشتاق شدم  
 چنانچه بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب مستطاب معالی القاب مولانا مقتدا - معظّم  
 فی الدارین السید احمد حسین صاحب قبله دام تطله از جناب عالی طلبیدم - من چه  
 گویم که آنجناب بجزو تحریر این حقیر بر هکذر و فور شفقت بزرگانه و توجهات کریمانه  
 اولاً تا صفحه ۲۶ و ثانیاً تا صفحه ۵۱۴ غنایت فرمودند بخیر السیر ربین  
 منت شدم - بلا غلطه تمام معاینه کردم - سبحان الله چه خوب داد انصاف داد  
 و عدل نوشیروانی را کار فرموده اند - بالتحقیق این کتاب حد خاتمه تحقیق - بلکه خنبد  
 فیصله بی نظیر ناطق شده که استر دوش شدن نمی تواند عند الله با جور و عند الناس شکر

### لر ا ق م ت

زانکه کردی تو وصف اسد الله چون نباشد که این همه باعث  
 جوش ولای حضرت مولای مشکاکت اسد الله غالب علی کل غالب است شک  
 نیست که آنجناب در صالح المؤمنین اند و حشر حضور با ائمه علیهم السلام خواهد شد  
 چنانکه بتائید تحریرین بشارت خواب است که تغییرش از بیت ذیل هوید است لر ا ق م ت  
 نبی و ملک علیه دور ارضی شده اند

شهره آفاق کتاب مستطاب جناب فیض مآب با کفایت عالم عماد اورین اطراف  
 خصوصاً چنین شده که جوق جوق مسلمانان حق پسند و انصاف بین براسے  
 معاینه اش می آیند و بکمال جوش و لهامی بنیدر بخدا و عامی . بپند که غفور الرحیم  
 جناب عدالت مآب و حیدر العصر فریدال هر از او . او ظلمه حق پسند و  
 مزاج را درین سنجی سرای از شر حاسدان و کوته اندلیه یان محفوظ و آنچه که  
 باید از آن مخلوط و محبت امه معصومین تحکم و قایم دارد و در آن عالم بالا هم جای  
 صدر اعلیٰ نصیب فرماید آمین آمین گفتم ایها الناس محبت علی جزو ایمان است  
 پیغمبران را هم فخر پس کسیکه محبت علی ندارد و حیدری نیست بنده خدا نیست  
 چنانکه قول شاعر

بے مرتضیٰ رسولونکی پیغمبری نہیں      و دہندہ خدا نہیں جو حیدری نہیں

و لکیر

ای دل حبسی و سیلہ مشکلاکشانہیں      تا حشر اسکی درد کی ہرگز دو نہیں

الحق ما شئت اللہ درین حد تحقیق آنچه کہ حق انصاف بود باشد لال معقول براہین قاطع  
 احقاق حق فرمودہ اند مرا یقین کامل است کہ ازین کتاب متبرکہ کہ بسیاری کسان  
 کہ در کوچہ ضلالت افتادہ اند براہ راست خواہند آمد۔ لکیر

حقا کہ حق پسندی و حق البیان شدی      ای خضر ہنہائی رہ گمران شدے

لاریب بصلہ این داد حق پسندی و ولای مولای مشکلاک جناب اسد اللہ غالب  
 علی کل غالب بر ہمہ غالب و بہر دو جهان سرخرو خواہد داشت آمین رب العالمین لکیر

و حیدر خضر فرید و ہر شدی آزاد      کہ روح مرتضوی را تو کردہ کبشاد

بابی بضاحت و ذرہ ہمیت را در اچار کہ بلخ آنجناب لب کشایم و چہ جاے

کہ خود تمامی عالم مزاج آنجناب انصاف پسندست چونکہ میں ہم کی از ہی خواہ بندگان  
والا ہستم و بہر حال شکر گذاری مرا لازم بلکہ واجب بنا بر مختصر سطر چند عرض  
شدم۔ برای بقیہ اجزائیں مشتاق ام۔ مرا یقین است کہ ہر گاہ کل طبع خواہد  
ضرور خود حضور محبت خواهند فرمود۔ اگر حقیر را یکی از خادم درم نامندیدہ خود  
تصوریدہ صرف از امر جہ خیریت مزاج سامی بذریعہ سرفرازانہ عالی مطلع و ممتاز  
فرمانید بعید از شفقت بزرگانہ نخواہد شد بل فخر و مباهات خود خواہم نپداشت  
ختم می کنم این عرضہ مختصر را باین دعای آخر کہ جل شانہ با ائمہ ہدیٰ محشور گرداناد بالنون و القاد

### لر ائمہ

ندای غیبی اقبال را این رسید کہ خلد برین شد مقام و جید  
رباعی تاریخ وصول کتاب لا جواب گرچہ قابل ملاحظہ جناب نیست الا این سرمایہ  
کم مایگان است اگر مقبول گردوز ہے فخر خود دانم

### رباعی

تکملو تو نبی نے بخش	کیا وصف کردن تیرے رقم
تکملو تو علی نے دیا	کیا حب ہدیٰ باغ ارم

### رباعی دیگر

تم تو عادل ہو	تم تو کامل ہو
حق کے طالب ہو	مرحبا غالب ہو

تغزل منقبت از سید امداد امام متخلص یا اثر پیر اکبر وحید الدین آزاد مولف کتاب  
ہذا کہ جسکے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ خدا کے فضل سے ہم دونوں باپ بڑا ایک ہی  
اعتقاد کے ہیں اور اندر لو اسے محبت حیدری سکے زندگی کرتے ہیں

# خوب منقبت

سرور کون و مکان شاه سلام علیک	تقاسم ناز و جان شاه سلام علیک
مالک ملک کرم ناسب شاه امم	باو نشه انس و جان شاه سلام علیک
ضیغم دین خدا چیدر خیر کت	داغ نه سرکشان شاه سلام علیک
شافع روز جزاها دی هر دو سرا	چاره بیچارگان شاه سلام علیک
حیدر صفدر لقب سرور عالی نسب	فخر شهبان جهان شاه سلام علیک
دافع داغ الم داروی هر درد و غم	مرهم خسته دلان شاه سلام علیک
سفتی دین خدا حاکم ملک رستا	حق ز کلامت عیان شاه سلام علیک
زینت بزم نبی فخر نبی و دله	شمع شبستان جان شاه سلام علیک
مقصد و مقصود ما شاید و مشهود ما	نام تو در زبان شاه سلام علیک
لحم لجمی نمنی گفت تر ایا علی	هستی مرا جان جان شاه سلام علیک
صاحب منبر تونی مالک قنبر تونی	سرور هر دو جهان شاه سلام علیک
مظهر ذات خدا جلوه ده انبیا	فخر شه مرسلان شاه سلام علیک
خالق کون و مکان کردنایت بیان	چون نشوم مدح خوان شاه سلام علیک
بخش عشق خدا این اثر مرده را	زندگی جاودان شاه سلام علیک

انتخاب اشعار از مثنوی سید امداد امام اثر مذکور

چون نه نام در غم عشق علی	افتخار هر بنی و هر دله
الفت حیدر همین اسلام ما	نام پاک شاه زیب کام ما
در دها در دل شیدا ای من	زین سبب این گریه شبهای من
عاشقی پید است از زار رے دل	نیست بیماری چو بیمار رے دل



نور بخش دیدہ مرد خدا  
 ہنچو انجمنی میر و سوئے سقتر  
 دوستان را نام مولے جانفرست  
 شپہرہ بنید نہ روئے آفتاب  
 رتبہ دان او جناب کبریاست  
 سجده گاہ اولیا ایوان او  
 کاندراں رکن ست بغض بوترا ب  
 رتبہ شاہ نجف شناخت  
 تو بسوئے معنی صم شدی  
 یاندانی معنی شرم و حیا  
 مدح حیدر میکند مستر گبین  
 آن گبین بہ از چین اسلامیان  
 بر چین فہم و ذکا باید گریست  
 پیش بے عنوانی شان پیستوہ  
 نور اور روشن ز نور آفتاب  
 خالق کونین مدحت خوان او  
 افتخار اولیا و انبیا  
 گوہر عرفان زیب تاج او  
 خنیم حق شہسوار لافتن  
 مصدر جود و سخا و صبر و حلم

عین ایمان ست عشق مرتضیٰ  
 دشمن مولیٰ است کور و بے بصر  
 دشمنان را نام مولیٰ جان گذارست  
 نگر و حاسد بسوئے بوترا ب  
 رتبہ حیدر برون از فہم ماست  
 از اہانت کم نگر و دشان او  
 کفر بہترا ز چنین دین خراب  
 توبہ توہین علیٰ پرداختی  
 رتبہ حیدر چہ دانی اسے غبی  
 باعد و مرتضیٰ دارے ولا  
 تو بفضل مرتضیٰ داری سخن  
 آن گبین بہ از ہزار ان شامیان  
 این تفاوت شیوہ اسلام نیست  
 ابن طحتم شرم دارد زین گروہ  
 آدم اکنون بہ مدح بوترا ب  
 ہل اتی وارد شدہ در شان او  
 زور بازوئے جناب مصطفیٰ  
 دوش پاک مصطفیٰ معراج او  
 شیر نر حیدر لقب خیر کشا  
 عالم علم بنے و باب علم

سرور دین شافع روز جزا ذات پاکش منظر رب جلیل بعد پیغمبر ہمہ را سرور است داخل آل عبا و نخب تن ہم وھی و ہم انیس مصطفیٰ از تو دار دیا علی کعبہ شرف بت شکن ہستی بت پندار را رجعت خورشید از اعجاز تو تو همان نور سے کہ بودی در ازل تو سر پاستر ربانی علی دشمن تو در دو عالم خوار شد حاسدان گویند مار را رافضی	جانشین حضرت خیر المور سے دین حق را آمدہ روشن دلیل از ہمہ بعد پیغمبر برتر است سرور خیل امت علیہ بواسطہ حسن زوج پاک حضرت خیر النساء یا علی تو دتر سے و کعبہ صدق جان و تن دادہ براہ ارتضا از ہمہ بنیم جدا انداز تو ایمن از مکر شیاطین و غسل تو سر اسر جان را جانے علی چون ز مدحت بر سر انکار شد تا ز ما باشد جواب شافی
--	--

### فصل ۸۴

اس فصل میں بعض کلمات قدسیہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے جلد سیوم روضۃ الصفا سی منقول ہوتے ہیں کہ جس سے فضائل ذاتی آپ کے نمایان ہیں اور آپ کے ارشادات کا حال یہ ہی کہ صرف قال نہیں بلکہ خود حال آپ کا ہے یعنی کہ قول و فعل آپ کی ہمعنان ہیں۔

مَنْ سَلَكَ الدُّنْيَا أَوْ لَهَا عَيْنًا وَ أَخَذَ مَا نَفَا فِي حِلَالِهَا حَسَابًا وَ فِي حَرَامِهَا عَذَابًا مِنْ صَحَّ فِيهَا آمِينَ وَ مِنْ مَرَضَ فِيهَا تَدَامَدَ مِنْ اسْتَفْزَعَهَا فِيهَا فَنَ وَ مِنْ سَاعَا فَنَتَهُ وَ مِنْ نَظَرَ فِيهَا الْهَمَّتَهُ

ترجمہ دنیا جو ہی سوا اول اسکا بچ و تر دو ہے اور آخر اسکا فنا ہے  
 حلال کا اُسکے حساب ہوگا اور حرام پر اُسکی عذاب جو شخص کہ صحیح رہتا ہے  
 اس میں سو فکد ہو جاتا ہے یعنی حالت صحت و تندرستی میں کچھ فکر و اندیشہ اپنی  
 تندرستی کا نہیں کرتا ہی از رجب بیمار پڑتا ہے تو غمگین ہو جاتا ہے یعنی صحت  
 سے گویا نا اید ہو جاتا ہی غرض کہ دونوں حالت صحت و مرض میں خیال آئندہ  
 نہیں کرتا ہے اور جو شخص کہ محتاج ہو جاتا ہی سو فتنہ میں پڑتا ہی یعنی کچھ تمیز  
 حلال و حرام کی باقی نہیں رہتے ہے اور جو شخص کہ پیچھے دوڑتا ہی اُس دنیا کے  
 سر و سیا اسی فوت ہوتی ہے اور جو شخص نظر انفعات کرے اُس پر وہ دنیا اُسکو  
 غافل کر دیتی ہے **مسلم** فرض الله تعالى الايمانَ تطهيرا من الشرك والصلاة  
 والزكاة عن الكبر والركوة تشبيها للرزق والصيام استلذا لا خلاص الخلق والحق تقوية  
 للدين والجهاد عن اللاسلاف والا ممر بالمعروف ومصلحة للعوام والنهي عن المنكر وغا  
 للسنة اءواله الصالحين قال الله اءونرك شربا لخم تحصنا للعقل وترك الزنا  
 تحصنا للنسب وترك اذلوا طاعة تكشيرا للشمل وبقا سة  
 ترجمہ فرض کیا اللہ تعالیٰ نے ایمان کو بنظر پاک کرنے کے شرک سے اور نماز کو  
 بنظر منزہ کرنے کے کبر سے یعنی نماز سے تعلیم عاجزی کی ہی اور فرض کیا اللہ نے  
 زکوٰۃ کو بنظر زیادہ کرنے رزق کے یعنی بذریعہ زکوٰۃ کے محتاجوں کو نبی روئے  
 پہنچ جانی ہے اور فرض کیا اللہ نے روزہ کو واسطے امتحان خلوص عمل کے  
 یعنی روزہ رکھنی سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بندہ حکم خدا کو مانتا ہی کہ بسبب تابعداری  
 بھوک پیاس کو سہتا ہی اور فرض کیا حج کو بنظر قوت دینی دین کے کہ جس سے  
 مسلمان لوگ ہر سال ایک بار مکہ میں جمع ہوں اور انکی آپس کی ملاقات اور

ادوی ارکان سے دین کو قوت ہو اور فرض کیا جہاد کو واسطے عزت دینی اسلام کے  
 اور فرض کیا امر بالمعروف کو یعنی سکھلائی کو شرعی باتوں کے بنظر مصلحت عوام کے  
 کہ عوام لوگ گو خود احکام شرعی پر اطلاع نہیں ہیں اور فرض کیا نہی عن المنکر کو یعنی  
 منع کرنے کو بُرے کاموں سے واسطے لانے بیوقوفوں کے بطرف ہدایت کے یعنی  
 برا کام کرنا کہ جس کا انجام عذاب ہو ایک کام بیوقوفہ فی کا ہے کہ اپنے فعل سے وہ  
 خود آپ بتلای عذاب ہوتا ہے اور فرض کیا قصاص کو یعنی خون کرنے کو بدلے  
 میں خون کے بنظر حفاظت خونوں کے یعنی بخوف ماریجائے تبدیل ایک خون کے  
 لوگ خون کرنے سے پرہیز کرینگے اور فرض کیا چھوڑ دینے کو شراب خوار کی واسطی  
 حفاظت عقل کے کسو واسطی کہ خمر کی تعریف یہ ہے کہ الخمر یا تخیّر بالمثل یعنی خمر وہ  
 چیز ہے کہ جس سے خمیر یعنی جوش آتا ہے عقل میں اور فرض کیا ترک زنا کو بنظر حفاظت  
 نسب کے یعنی اگر زنا جائز ہو تو نسب ضایع ہو یعنی زنا سی جو پیدا ہو سو کیا معلوم  
 ہو سکتا ہے کہ اس کا باپ کون تھا کہ حساب نسب کا باپ کی طرف سے ہے اور فرض کیا  
 ترک لواطت کو بنظر زیادہ ہونے نسل اور باقی رہنے اسکے یعنی لواطت میں جو  
 مادہ کہ مرد سے نکلتا ہے سو اس سے کوئی اولاد نہیں پیدا ہو سکتی حالانکہ شہوت  
 جو دی گئی ہے سو اس سے مقصود یہ ہے کہ نوع انسانی بڑھے اور قائم رہے  
 ثم الناس من خوف الدلّ في الدلّ ترجمہ آدمی لوگ  
 بوجہ خوف ذلت کے ذلت میں پڑتے ہیں مثلاً بدن پر کپڑا نہیں ہے تو واسطی رفع  
 کرنے اس ذلت کی ذلت سوال کرنے کو قبول کرتے ہیں حالانکہ کپڑا بہم پہنچانا  
 اپنی ہاتھ کی کوشش سے چاہی ہی بہت

ہر کہ نان از عمل خویش خود دست حاتم طائی نے برد

**نمب** بطوبی لمن ذکرا المعاد وعمل للحساب قنہ بالكفاؤ فیہ عز اللہ تعالیٰ  
 ترجمہ مبارک ہے وہ آدمی جو یاد رکھے سوا اپنے بجای عمو کو اپنے او عمل کرنے کو  
 نیک کاموں کے اور قناعت کرے روزے معین پر اور راضی رہے خدا سے  
**نمب** راعنی الغناء العقل اکبر الفقر الحُمق و اوحش الیہ حشمت العجب  
 و اکبر المحسب حسن الخلق ترجمہ سب سے بڑھ کر کے دو لمندی عقل ہے  
 یعنی عقل بڑی دولت ہے اور سب سے بڑھ کر کے فقر حماقت ہے یعنی احمق آدمی  
 ہر کام میں اپنے محتاج ہے اور سب سے زیادہ تر جشمت عجب یعنی خود پسندی ہے  
 یعنی خود پسند آدمی سب سے نکلی راہی سے وحشت کرتا ہے اور بزرگترین حسب یعنی بزرگترین  
 صفت ذاتی حسن خلق ہے۔

**نمب** الغنی فی العربیة وطن والفقر فی الوطن غربة  
 ترجمہ غنی آدمی مسافرت میں وطن میں ہے اور فقیر آدمی اپنے وطن میں  
 مسافرت میں ہے۔ بیت

منعم کموہ و دشت بیابان غریب نیست	ہر جا کہ رفت خیمہ زد و خوابگاه سخت
وان را کہ بر مراد جهان نیست دسترس	در زاد بوم خویش غریب است ناشناخت

**نمب** رفوت الحاجة أهون من طلبها الی غیر اهلها  
 ترجمہ رفوت یعنی حاصل نہونا حاجت کا آسان تر ہے طلب کرنے سے  
 اس حاجت کے ایک شخص نا اہل سے۔

**نمب** لا مال انفع من العقل ولا وحدة اوحش من العجب ولا عقل  
 كالقدیر ولا كرم كالنقوی ولا قرین كخلق الخلق ولا میراث كالادب  
 ولا قائد كالنوفیق ولا تجارة كالعمل الصالح ولا ربح كالنواب ولا وسع

کا اُتوون عند الشبهة ولا زهد كالزهد في الحرام ولا علم كالعلم  
 ولا عبادة كاداء الامراض ولا ايمان كالحياء والصبر ولا حسب  
 كالنوامع ولا شرف كالاعزاز ولا نعم كالعلم ولا مظاهر اوفى من مشاورة  
 ترجمہ کوئی مال نافع نہ عقل سے نہیں ہے یعنی عقل بڑی دولت ہے اور کوئی  
 تنہائی وحشی تر عجب یعنی خود پسندی سے نہیں ہے کہ جس سبب سے عجب والا آدمی  
 ہمیشہ حالت تنہائی میں اور لوگوں سے الگ تہلک رہتا ہے اور نہیں کوئی عقل کو  
 مثل تدبیر یعنی دور اندیشی کے اور نہیں کوئی کرم یعنی بزرگی اور کرامت ہے مثل  
 تقویٰ کے اور نہیں کوئی ساتھی ہے مثل حسن خلق کے کہ خوش اخلاق آدمی کا  
 سب لوگ ساتھ دیتے ہیں اور نہیں کوئی میراث یعنی مرقہ مثل ادب شایستگی کی

ادب تا جیست از لطف الہی

اور نہیں کوئی راہبر ہے مثل توفیق کے یعنی توفیق اپنی مراد تک پہنچا دیتی ہے اور  
 اور نہیں کوئی تجارت ہے مثل عمل نیک کے یعنی عمل نیک میں کچھ خسارہ نہیں ہے  
 اور نہیں کوئی نفع ہے مثل ثواب کے اور نہیں کوئی پرہیزگاری ہے مثل توقف  
 کر جانے کے وقت شبہ کے یعنی کسی چیز کے حلت میں جو شبہ واقع ہو تو اسکی  
 قبول کرنی سی بھی باز رہی یعنی مال شبہ کا بھی قبول نہ کرے اور نہیں کوئی زہد  
 مثل زہد حرام کے یعنی حرام سے بالقصد اپنی کو بچاوی اور نہیں کوئی علم ہے مثل  
 تفکر یعنی سوچ و بچار کہ سوچ و بچار سے علم قوی ہوتا ہے اور نہیں کوئی عبادت  
 ہے مثل ادائی فرائض کے اور نہیں کوئی ایمان ہے مثل حیا اور صبر کے اور نہیں  
 کوئی حسب یعنی صفت ذاتی ہے مثل تواضع کے اور نہیں کوئی شرافت ہے مثل  
 علم کے یعنی آدمی کو علم سے بڑا شرف ہے اور نہیں کوئی عزم یعنی استقلال طہم ہے

مثل جام کے اور نہیں کوئی مرد و پشت نہاد ہو مضبوط اثر مشہور ہے۔

**نمبر ۱۱** اضافۃ الفرصۃ غصۃ ترجمہ بڑا، نیا فرصت کا رنج اٹھانا ہوسے

وقت ہر کار نکھدار کہ نافع نہ بود | نوشت دار و کہ پس از مرگ بسہراب بند

**نمبر ۱۲** اَعْطِ اربعاً لِمَ یُحْرِمُ اربعاً اَعْطِ الدَّعَا لِمَ یُحْرِمُ اَلْاَجَابَتُوْنَ

اَعْطِ التَّوَابِہ لِمَ یُحْرِمُ الْقَبُولَ وَمَنْ اَعْطِ الْاِسْتِغْفَارَ لِمَ یُحْرِمُ

الْمَغْفِرَۃَ وَمَنْ اَعْطِ الشُّکْرَ لِمَ یُحْرِمُ الزَّیَادَۃَ ترجمہ جس شخص کو

عطا ہو میں چار چیزیں نہیں محروم رہیگا وہ شخص یا پھر جسے جو شخص کہ عطا ہو

اُسکو توفیق دعا مانگنے کی نہیں محروم ہوگا وہ شخص قبولیت سی اُس دعا کی اور جو

شخص کہ عطا ہو اُسکو توفیق توبہ کرنے کی نہیں محروم ہوگا وہ شخص مقبول ہوتی

اُس توبہ کے اور جس شخص کو توفیق دیکھی استغفار یعنی مغفرت مانگنے کی سو نہیں

محروم ہوگا مغفرت سی اور جس شخص کو توفیق دیکھی شکر کرنیکی سو وہ نہیں محروم ہوگا

زیادتی سے کہ شکر موجب مزید نعمت کا ہے۔

**نمبر ۱۳** مَنْ یُعْطِ بِالْیَدِ الْقَصِیْرَةِ یُعْطِ بِالْیَدِ الطَّوِیْلَةِ

ترجمہ جو شخص کہ بخشش کرے اپنے چھوٹے ہاتھ سے سو اُسکو دیا جائیگا بڑے

ہاتھ سے یعنی جو شخص کہ تھوڑی مقدار پر بخیرات کرے سو اُسکو بہت کچھ دیا جائیگا

وہ در دنیا و ہفتاد در آخرت۔

**نمبر ۱۴** اَصْدِقُ قَوْمَکَ ثَلَاثَ وَاَعْدَاؤَکَ ثَلَاثَ مَا اَصْدَقَ قَوْمَکَ فَصَدِّقْ

وَصَدِّقْ صَدِّیقُکَ وَعَدُوُّکَ وَاَمَّا اَعْدَاؤُکَ فَعَدُوُّکَ

وَعَدُوُّکَ وَصَدِّیقُکَ وَعَدُوُّکَ ترجمہ دوستان تمہاری تین ہیں

اور دشمنان تمہاری تین ہیں لیکن تفصیل دوستوں کی یہ ہے کہ دوست تمہارا



دوست تمہاری دوست کا اور دشمن تمہاری دشمن کا سو یہ سب لوگ داخل  
دوستان کے ہیں اور تفصیل تمہاری دشمنوں کی یہ ہر کہ دشمن تمہارا اور دشمن  
تمہاری دوست کا اور دوست تمہاری دشمن کا کہ یہ سب لوگ داخل دشمنان ہیں فقط  
خدا کرے کہ بذریعہ عداوت معاویہ کے جو دشمن حضرت علیؑ کا تھا ہم بھی داخل دوستان  
علیؑ کے سمجھے جائیں کہ یہ اخیر درجہ دوست کا بھی ہماری نجات کیواسطی بہت  
کافی ہو اور سنیان معاویہ شاہی اپنی خبر لیں کہ بذریعہ دوستی معاویہ دشمن علیؑ کی  
کہیں داخل دشمنان کے نہ ہو جائیں۔

مسئلہ مودۃ الاہل و القرباء بین الاہل و القرباء احوج الی المودۃ الی القرباء  
ترجمہ محبت باپ دادوں کی ایک قرابت ہے فرزند و نسل یعنی باپ دادوں کو  
اگر تم محبت سے یاد کرو گے تو تمہاری فرزند لوگ بھی یہ محبت یاد کر نیکی بہت  
تو بچائی پدر چہ کر دے خیر کہ ہمارے چشم از پسرداری  
اور قرابت محتاج تر ہے طرف محبت کے نسبت اس بات کے کہ محبت محتاج قریب  
کی ہو یعنی قرابت محتاج محبت کی ہے مگر محبت محتاج قرابت کی نہیں ہے۔

مسئلہ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سے سوال کیا لو سدا علی رجل  
باب و نزل فیہ من این کان یا تیہ من ذقہ یعنی اگر بند کیا جائی دروازہ اوپر  
ایک آدمی کے اور چھوڑ دیا جائی وہ اُسی مکان میں پس کہا نسی آویگی روزی پہلی  
حضرت علیؑ نے جواب دیا من حیث یا تیہ آجل یعنی اسی طرح سی روزی آویگی  
کہ جس طرح موت اس کی آویگی۔

نہ ہمارا احسن تواضع الاغنیاء للفقراء طلبا لما عند الله واجسن منه تکبر  
الغنیاء علی الاغنیاء انک لا تعلم الله ترجمہ کیا خوب ہے تو تواضع کرنا امیر و نکار

غریبوں سے تہلاش اُس چیز کے کہ جو خدا کے پاس ہو اور اُس سے بھی خوب تر ہو  
 غور کرنا فقیروں کا امیر و نئے بنظر توکل کرنے اور پر خدا کے اور صاحبِ فضلہ الصفا  
 لکھتے ہیں کہ بیانِ حکمتوں اور خطبی اور نصیحتوں کے حضرت علی بعد پیغمبر خدا کے  
 انصافِ القصی ہیں اور کلمات آپ کے حدود و شمار سے افزون ہیں مگر چونکہ یہ کتاب  
 روضۃ الصفا کی فن تاریخ میں ہو اس واسطی اسبقدر پر اکتفا کیا گیا اور حال یہ ہو  
 کہ ملا محمد ابن خاوند شاہ مصنف کتاب روضۃ الصفا کا ایک بڑا عالم شخص ہو  
 اور ہم تمام تر ساتھ اسکی ہم اعتقاد ہیں کہ صاحب روضۃ الصفا کو اصحابِ ملت اور  
 حضرت عایشہ اور طلحہ اور زبیر کے کچھ کاوش نہیں ہو مگر اس شخص کو تمام تر گرویدگی  
 ساتھ حضرت علی اور تمام اہلسنت اور دوازده امام کے ہو اور معاویہ سی اس  
 شخص کو کمالِ ثناء ہے ہر غرض کچھ شک نہیں کہ مصنف روضۃ الصفا کا ایک  
 شخص فضیلتِ مذہب کا اور نہایت حیات و پاک مشرب کا ہو اور دیگر اقوال  
 حضرت امیر علیہ السلام کے جو ہماری نظر سے گزری ہیں سو ہم ہی اس میں سے  
 اس جگہ پر وہ قول بنظر سعادت اپنی نقل کرتے ہیں اور اگر محبت مساعد ہو  
 تو انشاء اللہ تعالیٰ ایک شرح دیوان عربی حضرت امیر علیہ السلام کی بھی کیجا ئیگے  
 ثم بالذین والذین المشرق والمغرب فاذا قرئت من احدہما بعدت من کل نحو  
 ثم حجبہ دین اور دنیا مثل پورب وچیم کے ہو کہ اگر کسی ایک سی اُن دونوں میں  
 تو نزدیک ہوگا تو دور ہوگا دو سرے سے

ثم بالذین والذین المشرق والمغرب فاذا قرئت من احدہما بعدت من کل نحو  
 ثم حجبہ دین اور دنیا مثل سایہ کے ہو کہ اگر تو دوڑے اُسکی طرف تو وہ بہاگی گا  
 تجھ سے اور اگر تو بہاگے اُس سے تو وہ دوڑے گا تیری طرف۔

ابنیان معاویہ شاہی تفصیل الشیخین کے حکو دیکھلا دین کہ انکی پاس کچھ کلمات  
 خلفائی تلمذہ کے ہم پلہ کلمات حضرت مولانا علی بن یاقین اور شاہ ولی اللہ صاحب  
 دہلوی اپنی کتاب ازالہ الخفایں لکھنی ہیں کہ حضرت عمر متصوف بھی تھی اور  
 ایک رسالہ بھی تصوف میں اُن سے ہو سچاں اللہ کیا تصوف حضرت عمر کا بیوگا  
 کہ جو حضرت عیسیٰ کی گھر کے جلانے کو ہاتھ میں آگ لیکر گئے تھے اور نوشتہ واکذا  
 باغ فدک کا جو حضرت ابو بکر نے لکھ دیا تھا سو اسکو حضرت فاطمہ سے واپس  
 لیکر کے چاک کر دیا اور بہر حال حضرت عمر جو کچھ صوفی مشرب باعتبار شاہ  
 ولی اللہ صاحب کے ہوں سو ہوں مگر چودہ خانوادہ فقرا میں سے کوئی  
 سلسلہ حضرت عمر تک نہیں پہنچتا ہے اور حضرت عمر کا صوفی قرار دینا ویسا ہی  
 ہے کہ جیسے ایک شخص کہی کہ اسنی ایک گوری رنگ کا جیشی دیکھا ہے اور اسپر فرید  
 یہ ہے کہ بعض سنیان معاویہ شاہی نے فی الحال یہاں تک ترقی کی ہے کہ تصوف  
 میں حضرت علی کو حضرت عمر سے تعلیم تھی حالانکہ یہی مقامات متعدد میں دکھلایا ہے  
 کہ حضرت علی کو حضرت عمر سے کچھ کراہت تھی مگر شک نہیں ہے کہ ان خلفائی تلمذہ  
 میں سے حضرت ابو بکر کو ایک میل طبعی بطرف فقر کے تھا اور چارہ خانوادہ  
 میں سے ایک سلسلہ نقشبندیہ کا حضرت ابو بکر تک پہنچتا ہے اور اشعار مفصلہ ذیل  
 سے حضرت ابو بکر کی خوبی اور بزرگی پائی جاتی ہے۔

### اشعار

مفسلاً بالصّدق یاق عند بابی جلیل  
 جس حالت میں کہ مفسلاً اور آگاہی ساتھ صدق کی تیری در  
 پیرا سے جلیل

خذ بطفک یا الہی من لہ زاد قلیل  
 ای تو ساتھ لطف ای بار خدا اس شخص کو کہ  
 جسکو ہی تو شہ راہ تھوڑا

ذنب ذنب عظیم و غفر الذنب العظیم  
 اگنا گناہ ایک گناہ ہر سچا کرتا اس کی گناہ کو  
 سہ عصیان و نسیان سہو بعد سہو  
 اور اس شخص سے عصیان ہو و نسیان ہو و سہو بعد سہو  
 مال یا دی ذنوبی مثل مل لا تعد  
 پہنچائی میرے گناہان میرے مثل مال کی جو تھما نہیں پہنچیں  
 قل لنا ابردی یاد ت فی حق کما  
 کہ تو اگ کو کہ ٹھنڈی ہو جا اے حقین میرے جیسا کہ  
 عافی من کل داء و اقض عینی حاجتہ  
 عافیت تو مجھ کو ہر بیماری سی و رہبر لا تو حاجت میری  
 انت شاف انت کاف فی مہمات کامود  
 تو شفا دینی والا ہو تو کافی ہی مہمات امور میں  
 دیت ہب لی کثر فضل انت ہا کیم  
 اے رب میرا بخش تو مجھ کو خزانہ فضل کو کہ تو  
 کیف حالی یا الہی لیس خیر العمل  
 کیسا حال میرا اے خدا میری کہ نہیں ہو مجھ کو نیکی عمل کی  
 ہب لنا ملکا کبیرا اجنا ما حاف  
 بخش تو مجھ کو ایک بڑا ملک اور نجات دی تو مجھ کو جس  
 چیز سے کہ میں ڈرتا ہوں  
 ایں موسیٰ بن عیسیٰ بن یحییٰ بن نوح  
 کہان بن موسیٰ کہان بن عیسیٰ کہان بن یحییٰ بن نوح

ایک شخص نے کہا کہ میں نے

انہ شخص غریب مذنب عبد ذلیل  
 تحقیق کہ وہ ایک شخص سا اور گناہ گار اور ایک ذلیل  
 منک احسان و فضل بعد اعطاء جبریل  
 اور تیری طرف احسان ہو اور فضل ہو بعد بخشش عہد  
 فاعف عنی کل ذنب صغیر الصغیر الجمیل  
 پس عاف کر تو میرے ہر گناہ اور شاد تو خوش بن کر کہ  
 قلت قلما ناد کوئی انت فی حق تحلیل  
 کہا تو نے کہ کہا نہیں کہ اسی گناہ جو بڑا ہے حقین تحلیل کے  
 انت قلما سقیمت انت شفی للعلیل  
 تحقیق کہ مجھ کو ہی ایک قلب بیمار اور تو شفا دیتا ہو بیمار کو  
 انت بذات حسبی انت لی نعم الوکیل  
 تو رب میرا تو کافی مجھ کو ہی اور میری اُمی بہتر وکیل ہو  
 فاعطنی ما فی صغیری دلی خیر الذلیل  
 پس عطا کر تو مجھ کو وہ چیز جو میری دلیں ہو اور ہدایت  
 کر تو مجھ کو بہتر شے ہدایت سے  
 سوہ اعمالی کثیر زاد طاعی قلیل  
 اوبدنی اعمال کی میری بہت ہو اور تو شفا عباد تو نہ میرا کا تھوڑا ہو  
 دینا اذ انت قاص المنادی جبرئیل  
 اے رب ہمارا جس وقت کہ تو قاضی ہو اور زندا کرے الایسر الی  
 انت یا صديق عا ص تب المولى الخلیل  
 تو اے صدیق گناہگار ہو پس تو بکہ تو طرف مولى جلیل کے

اور اشعار مذکورہ بالا حضرت ابو بکر کے بہت خوب ہیں مگر اس جگہ  
ہر چند اشعار حضرت علی علیہ السلام کے بھی نقل ہوتے ہیں کہ  
جس سے فرق مراتب تعلق با حندا اور حالات دونوں  
بزرگوں کا ظاہر ہو

### اشعار

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اَنْتَ مَوْلَاہ	فادحہ عبید اللہ ملجاء
ہاں حاضر ہوں ہاں حاضر ہوں تو مولا	پس رحم کر تو ایک چھوٹے بندہ پر
اُسکا ہے یعنی تو مولا میرا ہے	کہ جو تیرے تک جی پناہ اُسکی ہے

اور بہ نسبت حدیث من کنت مولاه کے بعض سنی صاحبائے ہمسے کہا کہ مولا کے معنی  
غلام کے ہیں اور یہی جواب دیا کہ مولا کے معنی جو کچھ فرض کیجی مگر ہم نسبت ہونا حضرت  
علی کا ساتھ پیغمبر خدا کے قائم رہیگا یعنی اگر مولا کے معنی غلام کے ہوں تو معنی حدیث کا  
یہ ہوگا کہ جسکے غلام پیغمبر صاحب ہوں سو علی بھی غلام اُسکی ہیں غرض کہ اسی طرح کی کوشش  
معنی بنائیں صرف ایک تشانی کم بختی کی ہے اور اُن صاحب سی پوچھا جاسکتا ہے کہ  
اس شعر میں جو خدا کو مولا کہا ہے سو اس مولا کے کیا معنی ہیں اور اصل یہ ہے کہ مولا  
کے معنی دونوں جگہ میں یعنی اُس حدیث میں اور اس شعر میں خاوند اور مالک کی ہیں  
مگر وہ سنی صاحب یہ عذر کر سکتی ہیں کہ کیا ایک لفظ کے چند معنی نہیں ہوتے ہیں  
اور جواب اُسکا یہ ہے کہ اگر ایک لفظ کی کئی معنی ہوں تو قرنیہ مقام کو دخل ہے سو اُس  
حدیث میں کیا قرنیہ مقام اس بات کا ہو سکتا ہے کہ پیغمبر صاحب یہ بات کہیں کہ جسکی  
ہم غلام ہوں تو اُسکا علی بھی غلام ہے اور یہ معنی تو محض لغو و فضول معلوم ہوتی ہیں  
سو اسطی کہ پیغمبر خدا کسی شخص کے غلام نہیں تھے کہ جو علی ہی اُنکے غلام ہوتے

<p>طوبیٰ میں کت انت مسوق لہ          مبارک ہو وہ شخص کہ جسکا تو مولا ہے          یشکوٰی دی الحلال بلوہ          حو کہ تم بہت کمتری طرفہ الجلال اپنی مصیبت کو          اکثر میں حہ لموا لہ          زیادہ نہ جب اسکی واسطے مولا اپنی کے          احابہ اللہ شہ لبہ          قول کہتا ہے اوسکو خدا          اریلیتا ہے اُسکو          وکل ما قلت قد سمعنا          اور غلام جو کہ تو نے کہا تحقیق کہ سنائیں فی اُسکو</p>	<p>یا ذا المعالی علیک معتمدی          اے صاحب مہاج عالمہ کامیرا اعما و تحیر ہو          طوبیٰ میں کان با۔ مّا اس وقت          مبارک ہو واسطے اس شخص کی کہ وہ مادم و بید          ماسلا علا ولا سقم          اور نہ ہوئی اُسکو کوئی علت اور نہ کوئی بیماری          اذا خلا فی الظلام متجلا          جب اکیلا ہو وہ ابھیریں گے۔ واریسی عالم          کرتا ہوا۔ مرنہ سب کچھ حوہ کر کے          سالت عدی وانت فی کفہ          سوال کیا تو میری بندہ فی اور تو میرے نگاہ میں ہے</p>
<p>یہ شعر از طرف خدا کے بطور جواب شعر مذکور ہ بالا کے ہے</p>	<p>یہ شعر از طرف خدا کے بطور جواب شعر مذکور ہ بالا کے ہے</p>
<p>فذنبتک الان قد غفراہ          پس گناہ کو تیری اب میں نے تحقیق کہ معاف کیا</p>	<p>صوتک تشکت ملائکۃ          آواز کو تیری مشتاق ہیں وشتہ میری</p>
<p>یہ بھی ایک شعر بطور جواب کے خدا کی طرف سے ہے</p>	
<p>طوباہ طوباہ شہ طوباہ          خوب ہو وہ چیز خوب ہو وہ چیز خوب ہو وہ چیز</p>	<p>فی جنۃ الخلد ما تمناہ          بہشت خلد میں وہ چیز جسکی تمنا کرتا ہو تو</p>
<p>یہ شعر بھی خدا کی طرف سے بطور جواب کے ہے</p>	
<p>ولا تخف انی انا اللہ          اور مت خوف کر تو کہ تحقیق کہ میں خدا ہوں</p>	<p>سلنی بلا حشمة ولا یرب          سوال کر تو مجھ سے بے دباؤ و بیدہشت کی</p>

پہر سب اشعار خدا کی طرف سے بطور جواب کے ہیں سچان اعداد اس سوال و جواب سے  
کیا تعلق راز و نیاز کا درمیان خداوند تعالیٰ اور حضرت علی کے پیدا ہوتا ہے

اشعار دیگر از حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام

فرض علی الناس ان يتوبوا

فرض وہ واجب ہی اوپر آدمی کے توبہ کرنا

والله في صرفه عجب

اور زمانہ اپنی گردش میں عجیب ہی

والصبر في الثابتات صعب

اور صبر کرنا مصیبتوں میں

سخت ہے

وكل ما يرنجی قریب

اور تمام وہ چیز جو امید کیجائی قریب ہی

لكن ترك الذنوب اوج

لیکن ترک کرنا گناہوں کا واجب تر ہے

وغفلة الناس فيه اعجب

مگر غفلت آدمیوں کی اس زمانہ میں عجیب تر ہے

لكن قوت الثواب اصعب

لیکن قوت ثواب کا سختی ہے یعنی صبر میں ایک

مصیبت کے ثواب سے بڑا اس کے ثواب کے مصیبت بہتر

والموت من كل ذاك اقرب

مگر موت کل اس چیز سے قریب تر ہے

ان شعرون سے بھی کس قدر رفعت شان اور بلندی خیالات حضرت علی کے ظاہر ہوتی ہیں

اور بالفعل ایک سنی صاحب فی ہمسے کہا کہ حدیث انا مدنیۃ العلم و علیٰ باہما و انا

دار الحکمتہ و علیٰ باہما کی ایک ضعیف حدیث ہے سو اس کا جواب یہ ہی کہ فضیلت

علی حضرت علی کی کچھ محتاج اس حدیث کی نہیں ہے کہ ایک دیر یہ اور سنکر اسلام ہی

بملاحظہ کلمات و اشعار حضرت علی کے بی شبہ قایل انکی فضیلت علمی کا ہو گا بلکہ

یہ کہیگا کہ ایسی رتبہ علمی کا آدمی برادر عمومی اور داماد اور وصی ہونا پیغمبر صاحب کا خود

پیغمبر صاحب کیواسطی فخر ہے اور یہ قول مولانا روم کا بہت حسب حال ہی مصرع

افتخار ہر نبی و ہر ولی تا آئندہ حضرت عمر ہی اگر حق فی مشرب ہوں تو انہیں کے



سلسلہ کی فقیر لوگ جانتی ہو گئی مگر یہ کو صرف اس بقدر اطلاع ہو کہ بلا اخطہ کیفیت فتوحاً  
شام و مصر وغیرہ کے حضرت عمر ایک شخص مویہ بن اشد اور واسطی اجراے  
دین اسلام ظاہری کے موزون و مناسب تھی اور عقل انکی ملک گیری اور ملک داری  
بہت درست تھی اور اکثر کام بمشورہ حضرت علی کے کرتے تھے اور وضع خوراک  
و پوشاک کی بہت سادہ طور پر تھی اور عبادت صوم و صلوة کی طرف بھی بہت سیرگرم  
تھی اور انکو حرارت ایمانی بہت تھی مگر جلالت ایمانی کیواسطی خدا تعالیٰ فی خاص کے  
حضرت مسیح اور حضرت علی نمونہ مسیح کو خلق کیا بہت

ہر کسی را بہر کاری ساختند میل آن اندر دشتش انداختند

## فصل ۸۸

اس فصل میں انتخاب ضروری ہو کتاب تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر سی کہ جو  
مصنف اسکا حسین ابن محمد ابن حسن دیار بکری ہو کہ اسنی یہ کتاب تفسیر کبیر اور  
کشاف اور صحیح بخاری وغیرہ سے انتخاب کر کے مرتب کی ہو اور ایک سخت سنی ہو  
نمبر تاریخ الخمیس جلد دوم سنہ ہجری صفحہ ۵۸ —

وفي هذه السنة طلعت الشمس بعد ما غربت لعلی رضي الله عنه على ما ورد  
الطحاوی فی مشکلاۃ الحدیث عن اسماء بنت عمیس من طریقین ان النبی  
صلی الله علیه وسلم کان یوحی الیه وراسه فی حجر علی رضي الله عنه  
ولیرید لالعصر حتی غربت الشمس فقال لہ رسول الله صلی الله علیه وسلم  
اصلیت یا علی قال لا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم اہک ان فی طاعتک  
وطاعت رسولک فارود علی الشمس قالت اسماء فل تہا غربت ثم ذاتیما طلعت  
بعد ما غربت ووقعت علی الجبل وکلا رض وذلک فی الصحباء فی جہد وھذا حدیث

ثابت الروایۃ عن ثقاة وحکی الطحاوی ان احمد بن صالح کان یقول لا یبلغ  
 لس سبیلہ العلم التخلّف عن حفظ حدیث اسماء لانہ  
 من علامات الثبوت کذا فی المنتقى قال الجوزی فی الموضوعات  
 حدیث مرہ الشمس فی قصۃ علی موضوع بلا شک  
 ترجمہ اور اس سنہ ہجری میں طلوع ہوا آفتاب بعد غروب ہونی کی واسطے  
 علی رضی اللہ عنہ کے موافق روایت طحاوی کے کتاب مشکلات الحدیث میں بتروا  
 اسماء بنت عقیس کے دونوں طریقہ سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی پر وحی آتی تھی  
 اور سرانگاہ میں حضرت علی کے تھا اور زمین نماز پڑھتی تھی حضرت علی نے عصر کی تا  
 غروب آفتاب کے پس بوجھا اُس سے حضرت رسول نے آیا نماز پڑھتی تھی ای علی  
 کہا اُس علی نے کہ نہیں پس کہا حضرت رسول نے کہ ای میری خدا تھا وہ علی  
 طاعت میں تیری اور رسول تیرے کی پس پھیر دی تو اوپر اُسکی آفتاب کو کہا اُس  
 اسماء نے کہ دیکھا ہنسنے اُس آفتاب کو غروب ہوتے ہوئے پھر دیکھا ہنسنے اُس آفتاب کو  
 طلوع ہوتی ہو بعد غروب ہونے کے اور گرا وہ آفتاب اوپر پہاڑ اور زمین کے  
 یعنی روشنی اُسکی آئی پہاڑ اور زمین پر اور یہ بات مقام صہبا علاقہ خیبر کی ہے  
 اور یہ حدیث ثابت الروایت ہر ثقہ لوگوں سے اور نقل کی طحاوی نے کہ احمد  
 ابن صالح کہا کرتے تھے کہ نہیں سنا وارہو اُس شخص کو کہ جبکہ علم ہر خلاف درزی  
 کرنی حفظ حدیث سی اسماء کے بنظر اس بات کے کہ وہ علامات نبوت سی ہو اور یہ  
 روایت کتاب منبغی میں ہے اور کہا ابن جوزی نے کتاب موضوعات میں کہ حدیث  
 رجعت آفتاب کی قصہ علی میں ایک حدیث موضوع ہے بلا شک۔ فائدہ۔  
 اگرچہ ابن جوزی نے جو اعتقاد اُسکا بطور ابن خلکان اور معتزلی وغیرہ کے ہے

اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے مگر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بھی  
اس حدیث کو مقصد دوم میں اپنی کتاب ازالۃ الخفا کی بہت طول سے اس  
حدیث کو منظور کیا ہے کہ جو یہ شاہ صاحب بھی ایک سخت سنیونہیں سے ہیں اور  
رجعت آفتاب کی کیا مشکل ہے کہ حضرت یوشع کی دعا پر بھی ٹھہر جانا آفتاب کا تو ریت  
میں مندرج ہے اور یہ بات شرف علی کی کیا کم ہے کہ حضرت رسول نے اپنا سر  
حضرت علی کی گود میں رکھ کر کے آرام کیا۔

تاریخ الخفیس جلد دوم سنہ ۸۶ھ  
وفی رباح النضرۃ روی عن علیؑ انه قال حین اتینا الکعبۃ قال لے  
رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم اجلس فجلست الی جنب الکعبۃ  
فصعد علی منکبہ فذهبت لافھض بہ فراء یضعفانی تحتہ قال  
اجلس فجلست فنزل عنی وجلس لے رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم  
وقال لی اصعد علی منکبہ فصعدت علی منکبہ فنھض لے  
واسہ یخیل لے انی لو شیت لملت افق السماء حتی صعدت  
البیت وفی شواہد النبوة سأل رسول اللہ ﷺ علیہ  
وسلم علیا حین صعد منکبہ کیف تراک قال علیؑ ارأیت  
کان الحجب تدارقعت وتخیل لے انی لو شیت لملت افق  
السماء فقال رسول اللہ طوبی لک تفعل للحق وطوبی  
لی احمل للحق او کما قال انتم قال فصعدت البیت  
وکان علیہ تمثال صمد ونخاس وهو اکبر اصنام  
وتخی رسول اللہ ﷺ قال لی انی صنمہم الا کبر وکان موند

على البيت باو تا حد يد الى الارض فقال رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم ايه ايه عاججه جاء الحق  
 وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا فجعلك انزا وله  
 وقال اعاججه عن يمينه وعن شماله بين يديه ومن  
 خلفه حتى اذا استمكنت منه قال لى رسول الله اقتذفت  
 فقدفت به فتكسر كما يتكسر القوارير ثم نزلت ونزل الحما  
 فما صعدت حتى الساعة ويروى انه كان من قوارير برزاة  
 الطيراني وقال اخبرجه احمد ورواه الزرندى والصالح  
 ثم ان عليا اراد ان ينزل فالتقى نفسه من صوب الميزاب  
 تاد يا وشقة على النبي صلى الله عليه وسلم ولما  
 وقع على الارض تبسم فقال النبي صلى الله عليه وسلم  
 عن تبسمه قال لا فى القيت نفسى من هذا المكان الرنيح  
 وما اصابني الم قال كيف يصيبك ألم وقد رفعك محمد  
 وانزلك جبرئيل ويقال ان واحدا من الشعراء اشار  
 الى هذه القصة فى هذه الابيات فقال

ذكره بخمد نار امو صدة  
 ضل ذواللب الى ان عبدة  
 ليلت المعراج لما صعدة  
 فاحش القلب ان قد برده  
 فى محل وضع الله بيده

قيل له قتل فى على مدحت  
 قلت لا اقدم فى مدح امرئ  
 والنبي المصطفى قال لنا  
 وضع الله بظهورى بيده  
 وعنه واضع اقدامه

ترجمہ ریاض النضرہ میں روایت ہے علی سے کہ کہا اُسنی کہ جب پہونچی ہم لوگ  
 کعبہ کو تب کہا مجاور رسول خدا کی کہ ٹوٹے جا پس ٹچہ گیا میں طرف پہلو کعبہ کے تب  
 چڑھے وہ نبی اور میرے کاندھے کے اٹھانے لگائیں اُنکو پس دیکھا اُس نبی نے  
 ایک ضعف مجھ میں اپنی نیچے تب کہا اُس نبی نے مجھ کو ٹچہ جا پس ٹچہ گیا میں اور اوپر  
 وہ نبی تجھ سے اور مجھے وہ رسول میرے واسطی اور کہا مجھ کو کہ چڑھ جا تو اوپر میرے  
 کاندھے کے پس چڑھ گیا میں اور دونوں کاندھوں اُسکی اور اٹھایا مجھ کو اُس رسول  
 اور ہم کو یہ خیال ہوتا تھا کہ اگر ہم چاہتی تو پہونچ جاتے ہم آفت آسمان کو پس کھا  
 رسول خدا کی کہ مبارک ہو تجھ کو کہ عمل کرتا ہو تو براہ حق کے اور مبارک ہو مجھ کو کہ  
 اٹھاتا ہو ہمیں براہ حق کے یا جیسا کہ کہا اُسنی منتهی ہوا وہ قول کہا اُس علی نے کہ چڑھی  
 ہم اُس خانہ کعبہ کو کہ اُسپر ایک تصویر تھی پتیل یا تانبی کی اور وہ بزرگترین اُنکے  
 بتوں کا تھا اور ٹھکی رسول خدا اور کہا مجھ کو کہ پھینک تو اُنکی بُت کلان تر کو اور تجھا  
 وہ بُت بیخ مارا ہوا اُس خانہ کعبہ پر ساتھ مچھین لوہی کے زمین تک پس کہا رسول خدا  
 ہاں اور ہاں اور علاج کر تو اُسکا پہونچا حق اور نیست ہوا باطل اسو اسطی کہ باطل  
 مٹا دیا گیا پس ہٹانی لگی ہم اُس بُت کو یا کہ کہا دفع کرنے لگے ہم اُسکو دہنے اور  
 بائیں اور سامنی اور سجھی سے اُس رسول کے یہاں تک کہ ہم ٹہر گئے اُس بُت کی اس  
 تب کہا مجھ کو رسول خدا کی کہ پھینک دی تو اُس بُت کو پس پھینک دیا ہم نے اُس بُت کو  
 تب ٹوٹ گیا وہ بُت جیسے ٹوٹتا ہو شیشہ سب تب اترے ہم اور زیادہ کیا حاکم  
 اسقدر عبارت کو کہ پہر نہیں چڑھی ہم اُس کعبہ کو قیامت تک اور ایک روایت یہ  
 کہ وہ بُت تھا شیشیوں کا روایت کی اسکو طبرانی نے اور کہا اُسنی کہ نکالا ہوا اُس  
 حدیث کو احمد نے اور روایت کی اُسکو زندی اور صالحانی نے تب اُسکی بعد علی نے

ارادہ کیا اور ترے کاپس گرادیا اپنی کو میزاب یعنی کعبہ کی چیت کی مہری سی بنظر  
ادب اور شفقت کرنے اور پیغمبر خدا کے اور جب گری وہ علی زمین پر تو تبسم کیا  
علیؑ پس پوچھا اُس علیؑ سے رسول خدا نے وجہ تبسم کو تب کہا علیؑ نے کہ تبسم کی  
وجہ یہ تھی کہ ہم نے اپنے کو گرادیا ایسی مکان بلند سی اور نہ پہنچی مجھ کو کچھ چوٹ تب کہا رسول  
خدا نے کہ کیونکہ پہنچی تجھ کو چوٹ کہ تجھ کو اٹھایا تھا محمدؐ نے اور اتار اٹھ کر جبریلؑ نے  
اور ایک شاعر نے اُس قصہ کو بیت ہای مفصلہ ذیل میں اس طرح قلمبند کیا ہے  
ترجہ شعر اول مجھ کو کہا گیا کہ کہ تو علیؑ کے حق میں ایک مدح کہ جسکا ذکر سر د کرتا ہے  
آتش طبق بر طبق کو دور رخ کے۔

ترجہ شعر دوم جواب دیا ہم نے کہ نہیں قدم ڈالیں گے ہم مدح میں ایک آدمی کے  
کہ جسمیں ایک شخص صاحب عقل یہاں تک پہنکا ہے کہ تحقیق کہ بندگی کی اُسکو۔  
ترجہ شعر سوم اور نبی مصطفیٰؐ نے کہا مجھ کو کہ شب معراج کو جب چڑھی وہ نبیؐ  
ترجہ شعر چہارم کہ خدا نے میری پیٹھی پر اپنا ہاتھ پس تیز کیا دل نے  
کہ خدا نے ٹھنڈا کیا تھا اُس دل کو۔

ترجہ شعر پنجم اور علیؑ رضی اللہ عنہ والی میں اپنی قدموں کو ایسی محل میں کہ جہاں خدا نے کہا تھا اپنا ہاتھ  
تمسک کیا ریخ الخلیس عربی جلد دوم صفحہ ۱۶۹۔

وخلف من بیعتہ علی وبنو ہاشم والزبیر بن العوام وخالہ بن سعید بن  
العاص وسعد بن عبادۃ الا نصادی ثمان الجمیع با یسوا  
بعد موت فاطمۃ بنت رسول اللہ الا سعد بن عبادۃ فانہ  
لم یباع احدًا لہ ان مات وبعثہم بعد ستة اشہد  
من موت فاطمۃ علی القول الصحیح وقیل غیر ذلک

ترجمہ اور خلافت ورزوی کی بیعت سی ابو بکر کی علی و بنی ہاشم اور زبیر بن عوام اور خالد بن سعید بن العاص اور سعد بن عبادہ انصاری نے اور بعد اُنسلی اون سب لوگوں نے بیعت کی بعد انتقال حضرت فاطمہ دختر رسول اللہ کے مگر سعد ابن عبادہ کہ اُسنی ہرگز بیعت نہیں کی کسی شخص کی تا مرنے اپنے کے اور بیعت اون سب لوگوں کی بعد چھ مہینے کے ہر انتقال حضرت فاطمہ سے اور قول صحیح کے اور بعض قول خلافت اُسکے ہیں۔

منہج تاریخ النخس عربی جلد دوم صفحہ ۲۴۱۔

فلما كتب ختم الصحيفة واخرجها الى الناس وامرهم ان يبايعوا لمن في الصحيفة حتى مزلت بعل فقال بايعت لمن فيها وان كان عمر ترجمہ پس جب لکھا اُس ابو بکر نے صحیفہ استخلاف عمر کو تب مھر کی اسپر اور بھیجوا اُس صحیفہ کو آدمیوں کے پاس اور حکم دیا اُس ابو بکر نے کہ بیعت کریں وی لو اُس شخص کی کہ جو اُس صحیفہ میں مذکور ہر بیان تک کہ پہنچا وہ صحیفہ علی کے پاس تب کہا اُس علی نے کہ بیعت کی یہی اُس آدمی پر جو اس صحیفہ میں مذکور ہر اگرچہ ہو وہ آدمی عمر۔ فائدہ۔ اس عبارت سے کہ اگرچہ وہ شخص عمر ہو یہ بات صاف مترشح ہوتی ہے کہ حضرت علی کو حضرت عمر سے کچھ کراہت تھی کہ بنی ہاشم اور علی وغیرہ نے بیعت ابو بکر کی نہیں کی تا حیات جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے

## فصل ۸۹

اس فصل میں انتخاب ضروری تاریخ ابو الفدا بادشاہ ملک حماة علاقہ شام ہی کیا جاتا ہے کہ جو یہ شخص بھی ایک سخت سستی ہو۔

منہج تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ترجمہ اردو ۳۴۷ یہ بیعت حضرت ابو بکر کی



عشرہ اوسط ماہ ربیع الاول النہ ہجری مکی مگر نبی ہاشم اور زبیر اور عتبہ  
 ابن ابی لمب اور خالد ابن سعید ابن عاص اور مقداد ابن عمر اور سلمان فارسی  
 اور ابوذر اور عمار ابن یاسر اور براہ ابن عازب اور ابی ابن کعب یہ سب  
 لوگ حضرت علی کے ہمراہ ہو گئے اور اسی بات میں عتبہ ابن ابی لمب فی چند  
 شعراں مضمون کے کہے ہیں کہ میں نہ جانتا تھا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم سے  
 جاتا رہیگا اور اسی طرح سی ابوسفیان پدر معاویہ نے بیعت ابو بکر کی نہیں کی  
 پھر ابو بکر صدیق نے عمر بن الخطاب کو حضرت علی کے پاس باین ارادہ بھیجا کہ جو لوگ  
 اُنکے ہمراہ اہل بیت ہیں سب اُنکے حضرت علی رض کو حضرت فاطمہ کے گھر سے نکال دو  
 اور یہ کہہ دیا تھا کہ اگر اُنکو نکلیں سے کچھ انکار ہو تو بی شک تم اُن سے لڑنا حضرت عمر  
 تھوڑی سی آگ بھی ہاتھ میں لیکر یہ ارادہ گھر کے پھونکنے کے گئے اسی اثنا میں  
 حضرت فاطمہ راہ میں اُن سے ملیں اُمون نے پوچھا کہ کہاں کو جاتا ہو ای ابن الخطاب  
 کیا ہمارا گھر ہو چکی آیا ہو حضرت عمر نے کہا کہ البتہ تمہارا گھر پھونک ڈالوں گا نہیں تو تم  
 بھی ابو بکر صدیق سے بیعت کر دو میں تمام است داخل ہوئی تم بھی داخل ہو جاؤ  
 راہی راقم۔ اگر یہ روایت درست ہو تو حضرت علی کا گھر سے فاطمہ اُنکی بی بی کے  
 نکال دینی کا حکم کرنا اور حضرت عمر کا ہاتھ میں آگ لیکر کے جانا واسطے جلانی گھر  
 فاطمہ کے یہ کیسا کام ہو واہ واہ سنی صاحبان یہ آپ ہی لوگوں کا حوصلہ ہے کہ ایسے  
 اعمال و افعال کے آدمیوں کو حضرت علی پر تفصیل دین ہمارا حال سبقت تو نا گفتہ ہو  
 مگر کیا کریں کہ ہماری خاوند مولا علی نے کچھ زبان بد اُن لوگوں پر استعمال نہیں کیا اور  
 ابو الفدا کا حال یہ ہے کہ وہ ایک سنی ملک شام کا ہے کہ اُسکی نزدیک حضرت علی کو کچھ  
 بڑی عزت نہیں ہے اس واسطے بے تکلف اس روایت کو جو قاضی جمال الدین ابن

و اصل سہی ہوا اپنی کتاب تاریخ میں لکھ دیا۔

نمبر ۲ تاریخ ابوالفدا جلد اول ترجمہ اردو صفحہ ۹۹۔

پھر حضرت عثمان نے جب اپنی اقارب اور رشتہ داروں کو ملکوں پر مسلط کیا تو  
عبدالرحمن بن عوف سہی لوگوں نے کہا کہ یہ سب تیرے کرتوت ہیں اُسنی کہا  
کہ میں اس سے یہ خیال نہ کرتا تھا لیکن اب میں اس سے کبھی کلام نہ کرونگا چنانچہ  
عبدالرحمن حضرت عثمان کی جدائی ہی میں مر گیا ایک دفعہ بیمار پرسی کے لئے حضرت  
عثمان گئے تھے وہ دیوار کی طرف چلا گیا اور اُس سے کلام نہ کیا تاکہ قسم نہ ٹوٹ جا  
نمبر ۳ تاریخ ابوالفدا ترجمہ اردو صفحہ ۶۲۹۔

اور عمرو ابن العاص بن وائل معاویہ کی طرف سے حکم مقرر ہوا یہ دون حکم حضرت  
علی کے سامنے حاضر ہوئے اور اقرار نامہ اس معاملہ کے تصفیہ کا ہو گیا عباد

اُس اقرار نامہ کی یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ اقرار نامہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی

عجارت کہنے پائی تھے کہ عمرؓ نے کہا کہ یہ امیر تمہارے ہیں ہمارے امیر نہیں ہیں۔

اخلف نے کہا کہ لفظ امیر المومنین کا مخو نہ و اشعث بن قیس نے کہا کہ مخو کیا جاو

چنانچہ حضرت علی نے مان لیا اور کہا کہ بہای امیر المومنین کا لفظ نہ لکھو یہ کہہ کر حضرت

علیؓ نے کہا اللہ اکبر آج کی روز مشابہ ہوا میں درمیان سنت رسول کی کیونکہ

قسم ہی حد الکی میں بھی جنگ حد بیتہ کے روز رسول کی طرف سہی اقرار نامہ لکھنے

بیٹھا تھا میں نے محمد رسول اللہ لکھا تھا کفار نے کہا آپ رسول اللہ نہیں ہیں آپ

اپنا نام لکھئی اور اپنی باب کا نام لکھ دیجی اُس وقت پیغمبر خدائی مجھ کو ارشاد کیا تھا

کہ مجھ کو دو میں نے غرض کیا کہ یا حضرت مجھ کو اتنی طاقت نہیں کہ میں مجھ کو دون اپنی

ارسا دیکھا کہ نیکو دکھلا دیں نے دکھلایا آپ نے اسکو اپنی ہاتھ سے مٹا دیا اور  
 مجھ سے فرمایا کہ تجھ کو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آویگا تو بھی یہی مانی گا عمر کی کہنا کہ بحال تھے  
 آپ کو کفارسی تشبیہ دیتی ہیں اور حالانکہ ہم مسلمان ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 فرمایا کہ ایسا فرمان بردار کے بچے اب تک توفاء خون کا سردار اور مسلمانوں کا  
 دشمن نہیں ہوا عمر نے کہا کہ قسم ہی خدا کی اب سی مین اپنی مجلس میں کہہ نہ آؤں گا  
 حضرت علی رض نے فرمایا کہ میں خدا سی چاہتا ہوں تیری صورت پر کدہ رت سے  
 اپنی مجلس میں پاک رکھوں تجھ سی ایسے کو نہ بیٹھنے دوں۔ راسی اقم۔ یہ معاملہ جنگ  
 صفین کا ہے جو کہ معاویہ سی پیش تھا اور اہل شام قریب مغلوب ہونے کے تھے تب  
 معاویہ نے بشورہ عمر ابن عاص کے حکم یعنی ثالث مقرر کر لیا اور حضرت امیر کبریٰ  
 ابو موسیٰ اشعری اور معاویہ مردود کی طرف سے عمر ابن عاص ثالث مقرر ہوئی اور  
 عمر ابن عاص نے جو کچھ فریب کیا سو فن تاریخ سے متعلق ہے مگر اس جگہ نقل کرنے سے  
 اس قصہ کے غرض یہ ہے کہ حضرت امیر نے پیروی میں سنت رسول اللہ کی لفظ  
 امیر المؤمنین کو اقرار نامہ ثالثی سے محکوم دیا جیسا کہ حضرت رسول نے لفظ رسول  
 اللہ کو اپنی معاہدہ میں محکوم کر کے حضرت علی کو کہا تھا کہ یہ معاملہ نیکو ہی پیش آویگا اور  
 دیکھا جاتا ہے کہ حضرت علی سے کوئی سنت رسول کی موت نہیں ہوئی کہ حضرت علی نے  
 جنگ صفین میں مباہلہ پر ہی سنت رسول خدا کے مستعد ہوئے تھے  
 مگر اب شام اس مباہلہ سے پس پا ہو گئے۔

## فصل ۹

اس فصل میں بحث سخت پاک کی ہے کہ یہ کیا اصطلاح ہے اور کیا بنیاد اس بات کی ہے  
 واضح ہو کہ اوصاف قریشی اور صحابی اور خلیفہ ہونے میں خلفائی ثلاثہ شریک حضرت

امیر علیہ السلام کے تھے مگر حضرت علی جو علاوہ ازین قریشی اور صحابی اور خلیفہ ہونے کے داخل نختن پاک اور اہلبیت اور عترت اور لقب آل عبا اور لقب ۱۰ وازدہ امام کے ہیں یہ سب باتیں خصوصیات مزید حضرت علی کی ہیں کہ جس سے اصحاب ثلثہ وغیرہم کسی شخص کو کچھ علاقہ نہیں ہو اور ہم نہیں سمجھ سکتی ہیں کہ بنیاد صحیح تفسیل الشیخین کی اوپر حضرت علی کے کیا ہو سکتی ہو جانتا چاہیے کہ نختن پاک اصطلاح ہی خاص پانچ آدمی سے کہ حضرت پیغمبر خدا اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام صرف یہی پانچ آدمی نختن پاک ہیں اور بنیاد اسکی دو آیت ہو ایک آیت تطہیر اور دوسری آیت مباہلہ آیت تطہیر سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲ انما یرید اللہ لہ نہاہ عنکم الیٰ احراہل البیت ویطہرکم تطہیراً ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب ہمدانی اندیہی چاہتا ہو کہ دور کری تم سے گندہی باتیں اس گہر والو سے اور ستھر کرے ایک ستھرائی سے اور اس آیت کی حاشیہ میں شاہ عبدالقادر صاحب فی خوب زاد سنیت کا دیا ہو کہ اس آیت کو اوپر حضرت عائشہ وغیرہ ازواج کے اڈھالایو اور مطلق ذکر حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کا نہیں کیا گا اس کتاب میں اندر فصل ۱۱ کے بخوبی تصریح اس بات کی ہوئی ہو کہ بروایت حضرت عائشہ کے اس لفظ اہلبیت سے حضرت امام حسن اور امام حسین اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی مراد ہیں کہ جنکو حضرت پیغمبر خدا فی اپنی کسل میں لیلیا اور کہا کہ اللہم ہوکذا اہل بیت یعنی اے میری خدا یہی لوگ میری اہلبیت ہیں اور فصل ۱۲ میں اس کتاب کے اندر حدیث سعد بن ابی وقاص متعلق آیت مباہلہ کے بھی تحقیق معنی اہلبیت کی بخوبی کی گئی ہو اور بنیاد اسی آیت تطہیر اور قصہ کبل یعنی کلیم سیادت کے حضرت

امام حسین علیہ السلام خاسر آل عبا یعنی پانچویں شخص ان کملی والو کی کہالہ تے ہین  
 آیت دوم سورہ آل عمران آیت ۶۷ حسب ذیل ہر نفس حاٹک فیہ من بعد  
 ما جاءك من العلم فقل دعوا لواندع انشاءنا وابناءکم ونساءنا وبناتکم  
 وانفسنا وانفسکم فذنبھل فجعل لعنة الله علی الکاذبین ترجمہ  
 اور جو شخص کہ حجت کرمی ساتھ تیرے بابت اس صبح کے بعد اس دانست کے جو  
 دیکھی ہر جگہ سو کہ تو ان لوگوں سی او تم لوگ کہ ہم لوگ بلا دین اپنی بیٹوں کو اور تم  
 لوگ اپنی بیٹوں کو اور ہم لوگ اپنی عورتوں کو اور تم لوگ اپنی عورتوں کو اور ہم لوگ  
 خود اپنی جانوں کو اور تم لوگ خود اپنی جانوں کو تب ہم لوگ لعنت مانگین اور کھین  
 لعنت خدا کی ان لوگوں پر جو جھوٹھ بولتی ہین اور اس فصل ۵۱ میں سعد ابن ابی وقاص  
 سی حدیث ہے کہ حضرت پیغمبر خدا فی علی اور فاطمہ اور امام حسن و حسین کو ساتھ اپنی لیکر کے  
 مباہلہ کر نیکو مقابلہ میں عیسیٰ لوگ کے گئے اور کہا اللہم ہولاء اہل بیتہ  
 یعنی اسی میری خدا بھی لوگ میری اہلبیت ہین غرض ان لوگوں کی اہلبیت ہونین  
 کچھ شک نہیں ہے اور یہی چار آدمی اور پیغمبر خدا ملا کر کے نچتن پاک کہلاتی ہین اور اس  
 مقام میں ایک غدر سنیوں کی طرف سے پیش ہو سکتا ہے کہ دیکھو رتبہ محبوبیت حضرت  
 عائشہ ام ابوبکر اور عبدالرحمن ابن ابی بکر انکی باپ بھائی کا کہ مقام مباہلہ میں اسطی  
 حاجت لعنت خدا کی ان لوگوں کو پیغمبر خدا ساتھ اپنی نہیں لے گئے اور فاطمہ دختر اور  
 حسن و حسین پر اس خطہ کو ٹال دیا سو اسکی جواب میں یہی کہا جائیگا کہ یہ عذر مست  
 وست ہوتا کہ جب پیغمبر خدا اپنی جان بچا کر کے علی اور فاطمہ اور حسین پر یہ بلا ٹال دے  
 بلکہ اس جگہ پر یہ شعر حق حضرت علی درست ہے

وگر افضلیت پس ماندہ است

خدا نفس پیغمبرش خواندہ است

اور اس عرصہ میں ایک کتاب عزنی باسم غایت المرام تصنیف سید ہاشم بخاری  
کی ہماری پاس پہنچی کہ جو بوقت شاہ سلمان صفوی کے مرتب ہوتی تھی اور اب  
تک ۱۲ ہجری میں بعد شاہ ناصر الدین قاجار بادشاہ ایران کے طہران میں چھپنے  
لگی ہے کہ جو باثبات امامت دوازده امام اور فضایل اہلبیت کے ہے اور یہ کتاب  
اسقدر ذخیم ہے کہ ۸۴۲ صفحہ میں چھپی ہے اور ہر صفحہ مشتمل ہے ۳۲ سطروں کی  
اور اسقدر لفظوں کو ملا ملا کر چھپا ہے کہ اگر یہ کتاب ہندوستان میں چھپائی جائے  
تو گنجائش ایک ایک سطر کی دو دو یا ڈیڑھ ڈیڑھ سطر و نہیں ہوگی اور حجم اس  
کتاب کا غالباً دو ہزار صفحہ کچھ کم و بیش ہوگا اور ایک اہتمام خاص مصنف کا ہے  
کہ ہر بحث میں دو دو فصل ہر ایک فصل بروایت احادیث اور تفاسیر اہلسنت و سنی فصل پر دو  
احادیث اور تفاسیر اہل تشیع کو نقل کی ہے اور اپنی طرف سے دخل و تصرف نہ کی ہے بلکہ ہر دو راوی  
اہلسنت کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور موطا ابن مالک اور  
احمد نسائی وغیرہ سے نقل کیا ہے غرض کہ یہ کتاب ایک خزانہ احادیث و تفاسیر  
اہلسنت و اہل تشیع کا ہے کہ حسین ہزاروں حدیثیں طرفین کی موجود ہیں غرض کہ  
راہم حروف کو تا مگر کافی و وافی ہے اور ہم جا بجا احادیث اہلسنت کو اس کتاب  
غایت المرام سی اس کتاب میں ذکر کرینگے مگر ایک ایک حدیث پر جو اسناد اسکا  
چار چار پانچ پانچ سطروں میں ہے سو صرف بذکر نشان صفحہ اس کتاب غایت المرام  
کے اس کتاب میں ذکر کیا جائیگا اور سید ہاشم مصنف غایت المرام کا بذکر احادیث  
و تفاسیر طریقہ عام یعنی اہلسنت اور طریقہ خاص یعنی اہل تشیع کے ایک فقرہ یہ  
ہمیں لکھا ہے واللہ جل جلالہ الشاہد علی ذلک و کفی باللہ شہیداً  
یعنی خدا تعالیٰ گواہ ہے اور اس نقل احادیث وغیرہ کے اور اللہ شاہد کافی ہے

مگر چونکہ سنوونکی عادت ہو کہ شیعوں پر الزام جھوٹو اور فریب کا دیتی ہیں سو اس واسطی  
 ہماری عرض بخیرت سنی صاحبان تفصیل الشیخین معاویہ شاہی کے یہ ہو کہ اس کتاب  
 غایت المرام ہی جس قدر احادیث و تفاسیر کو ہم نقل کرین سو جس حدیث و تفسیر شک  
 سو اس کتاب غایت المرام کو دیکھ کر کے اصل کتاب مروی عنہ سی مقابلہ کر تین  
 مگر جو وہاں کچھ شک نہیں ہو اور یہ کتاب غایت المرام جو بعد شاہ سلیمان صفوی کے  
 لکھی گئی سو اس خاندان صفوی کا یہ حال ہو کہ اول بادشاہ اس خاندان کا اسمعیل صفوی  
 تو چاہتا تھا کہ عیسویین بادشاہ فارس کا ہوا اور یہ خاندان بادشاہان صفوی کا قبل  
 زمانہ بادشاہ کے ختم ہو گیا تھا پس تخمیناً یہ کتاب غایت المرام تصنیف کی ہوئی ہو  
 تین سو برس کی معلوم ہوتی ہے۔

تمسار حدیث البسنت اور غایت المرام صفحہ ۷۷ باب اول مقصد اول کہ  
 سلسلہ روایت اسکا ابو ہریرہ تک پہنچتا ہو قال لما خلق الله تعالى ابا البشر  
 ونفخ فيه من روحه التفت آدم ميمنة العرش فاذا نور خمسة اشباح سجداً  
 وركعاً قال آدم يا رب هل خلقت احداً من طين قبل قال لا يا آدم قال فمن هو  
 الخمسة الذي اراه في هبتي وصورته قال هو اء خمسة من ولاء لولا هم  
 ما خلقتك هو اء خمسة شفقت لهم خمسة اسماء من اسماء لولا هم  
 ما خلقت الجنة ولا النار ولا العرش ولا الكرسي ولا السماء ولا الارض  
 ولا الملكة ولا الانس ولا الجن فانا المموم وهذا محمد وانا العالی وهذا  
 علي وانا فاطمہ وهذه فاطمة وانا الحسن وانا الحسين وانا الحسن  
 وانا الحسين وهذا الحسين اليت بعدني انہ کا تینوی  
 احد بشقال حبة من خردل من بغض احد هم



الا ادخلتہ ناری ولا ابالی یا ادم هو لا صفوقی بہما انجیہم  
 وبہما اہلکھم فاذا کان لک الی حاجۃ فیہو لا توسل  
 فقال النبی خن سفینۃ الجنۃ من تعلق بہا نجی ومن حاد  
 عنہا ہلک فمن کان الی اللہ حاجۃ فلیسئل منّا اهل البیت  
 ثم حجب کہا اُس ابوہریرہ نے کہ فرمایا اُس رسول خدا نے کہ جب پیدا کیا خدا ایتعالیٰ  
 ابو البشر آدم کو اور پھونکا اُسنی اپنی روح کو تب التفات کیا آدم نے داہنی جانب  
 کو عرش کے پس ناگاہ وہاں نور تھا پانچ شخصوں کا حالت سجدہ اور رکوع میں تب  
 کہا آدم نے ایسیری رب آیا پیدا کیا تو فی کسی شخص کو مٹی سے قبل میری تب جواب دیا  
 خدائی کہ نہیں ای آدم تب پوچھا اُس آدم نے کہ کون ہیں یہ پانچ آدمی کہ جنکو دیکھتا ہوں  
 میں اپنی صورت بشکل میں جواب دیا خدائی کہ یہ لوگ پانچ شخص ہیں تیری اولاد میں سے  
 اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا میں تجکو اور یہ لوگ وہ پانچ ہیں کہ نکالا میں نے واسطے  
 انکی پانچ ناموں کو اپنی ناموں میں سے کہ اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا میں  
 جنت کو اور نہ دوزخ کو اور نہ عرش اور نہ کرسی اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ فرشتوں کو  
 اور نہ آدمی کو اور نہ جن کو سو میرا نام محمود ہے اور یہ محمد ہے اور میرا نام عالی ہے اور یہ  
 علی ہے اور میرا نام فاطمہ ہے اور یہ فاطمہ ہے اور میرا نام احسان ہے اور یہ حسین ہے  
 اور میرا نام محسن ہے اور یہ حسین ہے اور قسم ہے مجکو اپنی عزت کی نہیں کوئی شخص لوگ  
 میری پاس ساتھ ایک مشقال ہے کہے رائی سے بغض رکھی ہو کسی ایک ان پانچ کا  
 مگر یہ ہے کہ داخل کرینگے ہم اسکو دوزخ میں اپنی اور نہیں پروا کرتا ہوں میں ای آدم یہ لوگ  
 برگزیدہ میری ہیں اور انکی ذریعہ سی نجات دو لگائیں ان آدمیوں کو اور انکی وجہ سے  
 ہلاک کرو لگا ان آدمیوں کو پس جبکہ تجکو کچھ حاجت ہو میری طہارت پس دینا کہ تو

ساتھ ان لوگوں کی پس فرمایا پیغمبر خدائی کہ ہم لوگ کشتی نجات کی ہیں کہ جو شخص متعلق ہوگا اس کشتی سے نجات پاویگا اور جو شخص کہ کنارہ رہیگا اس کشتی سے ہلاک ہوگا جس میں شخص کو خدا کی طرف کچھ حاجت ہو پس چاہیے کہ سوال کرے وہ شخص بوسیلہ ہم لوگ اہل بیت کے

**تمسب** اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا سلسلہ روایت ابن عباس تک ہو۔

قال سمعت رسول الله يقول لعلي خلقت انا وانت من نور الله تعالى ترجمہ کہا اس عباس نے کہ سنائیں نے رسول خدا کو کہتی ہوئی علی کو کہ پیدا کیا گیا ہیں اور تو نور سے خدا کے۔

**تمسب** حدیث اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا سلسلہ روایت حضرت عثمان تک پہنچتا ہو قال قال عمر بن الخطاب ان الله تعالى خلقنا منك من نور وجه علي ابن ابی طالب ترجمہ کہا اس حضرت عثمان نے کہ کہا حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا وشتون کو نور سے چہرہ علی ابن ابی طالب کے۔

**تمسب** حدیث اہلسنت اور غایت المرام صفحہ ۸ کہ جو حضرت عمر ابن الخطاب مروی ہو۔

قال سمعت ابا بکر بن ابی قحافة يقول سمعت رسول الله يقول ان الله تعالى خلق من نور وجه علي ابن ابی طالب ملائكة يسبحون ويقدسون ويكبرون ذاك لمحبيه وعجبي ولده ترجمہ کہا اس حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ سنائیں نے رسول خدا کو کہتی ہوئی کہ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا نور سے چہرہ علی ابن ابی طالب کے وشتون کو

کہ جو تسبیح و تقدیس خدا کی کرتے ہیں اور کہتی ہیں اُس عمل کو واسطی مجبان اُس  
 علی کے اور مجبان اولاد اُس علی کے۔

**مضمون** حدیث السنن اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جو  
 سلسلہ روایت اُسکا سلمان فارسی تک پہنچتا ہے یہی قال سمعت رسول اللہ يقول  
 خلقت انا وعلی بن ابی طالب من نور عن عین العرش تسبیح اللہ و تقدسہ  
 من قبل ان یخلق اللہ عز وجل آدم باربعة عشر الف سنة فلما  
 خلق اللہ آدم نقلنا الی صلاب الرجال و ارحام النساء الطاهرات ثم نقلنا الی  
 صلب عبد المطلب و قسمنا نصفین الطاهرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب  
 و قسمنا نصفین فجعل النصف فی صلب ابی عبد اللہ و جعل النصف فی صلب  
 علی بن ابی طالب فخلقت من ذلک النصف وخلق علی  
 من النصف الآخر و اشتق اللہ تعالیٰ من اسمائہ اسمًا  
 فاللہ عز وجل المحمود و انا محمد و اللہ الاعلیٰ و اخی  
 علی و اللہ فاطمہ و ابنتی فاطمة و انه حسن و ابناہی الحسن  
 و الحسین و کان اسمہ فی الرسالة و النبوة و کان اسمہ فی  
 الخلافة و الشجاعة فانار رسول اللہ و علی سیف اللہ  
 ترجمہ کیا اُس سلمان فارسی نے کہ سنائیں نے رسول خدا کو کہتے ہوئے کہ پیدا  
 کئی گئے ہم اور علی بن ابی طالب ایک نور چشمہ عرش سے کہ تسبیح پڑھتے تھے  
 ہم لوگ خدا کو اور تقدیس کرتے تھے ہر لوگ اُسکی قبل اسکی کہ پیدا کری اللہ آدم کو  
 چھ سو ہزار برس پہلے پس جب کہ پیدا کیا اللہ نے آدم کو تب منتقل کیا اُس اقدہ فی  
 ہم لوگوں کو طرف پشت ہامی مردان اور رحم ہامی عورات طاہرات کے اور اُسکی



بسم عقائد فضیلت مآب ز گلمای تحقیق گلدستہ بست بہ تشجید تحقیق تیغ کشید نگارید مجنون سمنش منجل	وجودش بعالم ہدایت نصاب بخارالمحبان اعدا بخت جراحت بجائہای اعدا رسید زہی زوالفتار علی ولے
--	---

اور اس عرصہ میں جناب سید محمد حسن صاحب تخلص ندرت نے بھی براہ  
خیانت چند قطعہ تالیف بقید شہ<sup>۱۱</sup> ہجری کے بہا گلپور سے ہماری پاس بھیجا کہ وہ  
قطعات بھی بنظر شکر گزاری کے اس جگہ پر نقل ہوتے ہیں۔

### قطعہ اول تالیف فارسی

وجید عصر دلا مولوی وجید الدین کہ نہست حاوی معقول و جامع منقول ز لبس کہ منصف دل سوز حامی نیست حدیث و آیت تفسیر و قول فیصل او چونام نامی آن نسخہ حد تحقیق است	جناب شیخ الاداب بافتح الالقاء مقرر فضل و کمالش ہمہ چہ شیخ و شاہ نمودہ است چو تالیف الاجاب کتاب ہمہ بموقع و بر جابر اولی الالباب ممنز حق و باطل کتاب باد خطاب
---	--

### قصیدہ دوم اردو

جناب منبع اخلاق و مجمع حسنات مری شفیق وہ ہیں مولوی حید الدین ہم نام انکی عنایت ہم میری شاملی اواسی شکر عنایت تو ہوں نہیں سکتا کتاب آیکی میری نظری سب گزری یہی کتاب ہر فی الواقعی حد تحقیق	وجید وہر وجید زمان خجستہ صفات خدا ہمیشہ کہی انکی ذات بابرکات کتاب بھیجی ہو منجلہ اپنی تصنیفات مگر ہے عرض مری انسی بعد تسلیات میں بہرہ مند ہوا دیکھ انکی سندرجا کہ جملہ قول صحابہ حدیث اور آیات
--	---

مفسرون فی فریقین کی جو کی تفسیر وہ سب بغور نظر آپنی کئی تالیف مقتضای عدالت بہ بین علم و کمال خدای عاقل و منصف سی ہر پہی سید ہوئی جو فکر کہوں اس کتاب کی تاریخ کہ اُس وحید فی تنبیہ گر ہوئے لئے	سورخون فی سیر میں لکھی ہیں جو حالات ہوئی ہیں جنسی عیان اہل بیت کی درجہ کیا ہر انکی حقیقت کا آپ فی اثبات برائین آپ کے جملہ مطالب و حاجات تو آگے ہاتھ غیبی نے یہ سنائی بات لکھی کتاب بلاریب یہ سبیل نجات
---	---

### قطعہ سیوم فارسی

حد تحقیق چون بحر سید چون بستم سال خاتمہ اش	از بیان شدہ موشش خاموش ختم گردید وادہ گفت سروش
---	---

اور اس عرصہ میں ایک قصیدہ تقریظیہ جناب آغا مرزا احمد صاحب قبلہ  
اصفہانی حال مقیم بجا گلپور کا ہو چکا کہ جو براہ عنایت بزرگانہ کے بہت کچھ  
قدر افزائی اس کتاب حد تحقیق کی فرمائی ہو کہ وہ بھی اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہو  
کہ اُس سے بھی ایک امید ہدایت گراہوں کی ہوتی ہو۔

### قصیدہ

حد تحقیق جو گرفت علم صدق بدوش شاد بودند رقبیان کہ بکام باشد پردہ برداشت ز رخ یار و بگفتا عقل حیف باشد کہ گنی پیروی وہم و خیال فتنہ کردند و بگفتند کہ این ست جماع جہد کردند و نودند بسی وضع حدیث	لشکر خیم بر آورد ز بہمت خروش حد تحقیق نہ اگر دزد حق گوش بگوش رہ تحقیق ہمین بہت تو جانانہ بگوش حد تحقیق بہ بین وز دگر چشم بیوش ظن چنین بہت و قیاس ست خورد رفت زہوش ظلم کردند و نہ محکم ملک شد مدہوش
--	---

<p>نام اسلام ولی غاشیہ کفر بدوش          ہر کہ حق گفت بخشم آمدہ گفتند خوش          دیگران را صلہ دادند کہ این جرعیہ نش          ظلم ہارفت کہ کونین بر آورد خروش          سر نہادند بز انو ہمگی خیل پر دوش          حیف بر دعویٰ بن سلسلہ دین فروز          بہر توہین علی روز و شب ہستند بخوش          چونکہ آزاد شد ہ او شب سر دوش          غرق وحدت شود و کسوت حادی پوش</p>	<p>بر خلاف نبی و رحمت اولاد چنین          عیب خود پر دہ نمودند بتاویل حدیث          دین خود کردہ سبیل بہوای دنیا          سوختند مصحف کشتند نبی را اولاد          خون بیارید فلک درستم آل نبی          جد و جہد ست کہ ہستیم نبی را است          ختم کردند بخود شیوہ گسناخی را          احمد از معتقدان ست بگفتار و جہد          یارب این گوہر بیکتای تخلص آزاد</p>
--	--

### فصل ۹۱

بیان میں اسباب و سامان مصائب الہدیت علیہم السلام کے اور اناتومی یعنی  
 تشریح میں مذہب تفضیل ایشیخین معایہ شاہی کے

### شعر

ہامی جاتی رہی وہ زیبا نے خاک میں مل گئی وہ رخسار کے

فصل بالاسی جو فضائل الہدیت کے عیان و نمایان ہیں سواب کچھ اسباب مصائب  
 آنکے لکھ جاتے ہیں کہ حضرت علی ابن عم و ابن خالہ حضرت رسول کے اور زوج  
 حضرت بتول کے تھے اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے جو در خواست شادی کی حضرت  
 فاطمہ سی کی اور حضرت علی نے بہ سبب شرم و حجاب کے خود درخواست نہیں  
 کی مگر مرضی حضرت رسول کی معلوم کر کے حضرت علی نے ہی درخواست کی اور شادی  
 حضرت فاطمہ سی انجام پائی کہ حدیث اسکی فصل ۲۸ میں مندرج ہے سو تمام مصائب



جو اہلبیت کو پیش آنے والے تھے سو یہ امر بھی از و واج حضرت علی کا ساتھ  
 حضرت فاطمہ کے ایک تخم اُس تمام مصائب کا قیاس ہو سکتا ہے اس واسطے کہ جب  
 ایک شخص اسطرحی دوسروں پر تہجج دیا یا ہی تو عین مقام اور قرینہ محسوس نہ ہو کیا  
 اُس شخص کے ہر چنانچہ فصل، ۱۰ میں اس کتاب کا تحقیق کے ایک حدیث عبد اللہ  
 ابن عمر کی روایت کی گئی ہے کہ عبد اللہ ابن عمر یعنی صاحبزادہ عمر نے بہ نسبت حضرت  
 علی کے کہا کہ علی نو تین باتیں ایسی تھیں کہ اگر اُس میں سے ایک بات بھی ہلکوتی  
 تو ہم تمام دنیا و مافیہا سی بہتر سمجھتی ایک یہ کہ حضرت رسول نے اپنی بیٹی فاطمہ کو  
 ساتھ حضرت علی کے بیاہ دیا دوم یہ کہ حضرت رسول نے سب لوگوں کا دروازہ  
 بند کیا سو اسی حضرت علی کے سپرد یہ کہ حضرت رسول نے بروز جنگ خیبر کے  
 علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علی کو دیا غرض یہ ہے کہ شادی حضرت علی کی بھی ایک  
 منشا حسد کا ہے اور اس حدیث سی کس قدر روزالت حوصلہ عبد اللہ ابن عمر کی  
 نمایاں ہے کہ جن باتوں میں کہ حضرت عمر خود باپ اُنکی بمقابلہ حضرت علی کے شکست  
 کہا چکی تھے سو حوصلہ کرنا اُن باتوں کا اُنکے صاحبزادہ کے جی سے نہیں گیا ہے اور  
 حال عطای علم بروز خیبر کا یہ ہے کہ حدیث اسکی فصل ۱۰ میں اس کتاب کی اسطرح  
 مندرج ہے کہ حضرت رسول نے بروز خیبر کے فرمایا کہ ہم کل کے روز یہ علم ایک ایسی  
 شخص کو دینگے کہ اللہ اسکی ہاتھ پر فتح دیگا جو کہ خدا اور رسول خدا کو دوست کہتا ہے  
 اور خدا اور رسول خدا اسکو دوست رکھتی ہیں پس جب رات گزری تو صبح کو  
 سویرے سب لوگ حضرت رسول کے پاس پہنچی کہ ہر ایک انکا اسید و اعطا  
 علم کا تھا تب پوچھا حضرت رسول نے کہ کہاں ہے علی ابن ابیطالب لوگوں نے  
 کہا کہ اسکی آنکھیں درد کرتی ہیں تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بلا بھیج اسکو پس

حاضر کئے گئے حضرت علی تب تھوک لگا دیا اُس پیغمبر خدا فی آنکھوں میں غلے کے اور اچھی ہو گئے علی جیسے کہ نہ تھا آنکو کوئی درد پس عطا کیا رسول نے اُس غلے کو وہ علم فقط ہر شخص سمجھ سکتا ہو کہ اسطرح ہر سب یار لوگوں کا رات بہر اسید و اعطای علم کا رہنا اور صبح کے وقت حضرت علی کو بلوا کر کے اور انکی آنکھوں میں تھوک لگا کر کے اُنکو علم عطا کرنا صبح صبح ایک سبب محسود عام ہونے کا حضرت علی کے ہوا اور حدیث میں کہنت مولاہ فعلی مولاہ کی فصل ۱۱ میں مذکور ہے کہ جس رو سے حجۃ الوداع میں دو ماہ قبل انتقال حضرت کے حضرت علی صراحتہ مولا کل مومن و مومنات کے بنائے گئے اور حدیث مندرجہ فصل ۱۲ میں حضرت رسول نے حضرت علی کو ساتھ اپنے مثال ہارون کے ساتھ موسیٰ کے دی اور حدیث فصل ۱۳ میں ہے کہ حضرت رسول نے درمیان صحابیوں کے مواخات یعنی بھائی چارہ لگا دیا مگر حضرت علی کو اپنا بھائی دینا اور دین میں قائم رکھا اور حدیث فصل ۱۴ اسی احب خلق اللہ ہونا حضرت علی کا خدا کے نزدیک ثابت ہے اور حدیث آیت مباہلہ مندرجہ فصل ۱۵ اور حدیث آیت تطہیر مندرجہ فصل ۱۶ اسی خصوصیت مزید حضرت علی اور تمام اہلبیت کی پائی جاتی ہے اور حدیث فصل ۱۷ ظاہر کہ آنحضرت فی حضرت ابوبکر کو امیر حجاج کر کے بطرف مکہ کے روانہ کیا تھا مگر حضرت نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور ہماری ذمہ کا حق کوئی شخص ادا کر لگا مگر خود میں یا علی اور حدیث فصل ۲۱ میں انا مدینۃ العلم و علی بابہا مندرج ہے اور حدیث فصل ۲۲ میں ہے کہ حضرت رسول نے بروز جنگ طائف کی حضرت علی سے مشورہ کیا اور اس پر لوگ بولے کہ رسول نے مشورہ ساتھ باہن عم اپنی کے دیر تک کیا اور حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمیں نہیں مشورہ کیا مگر یہ

کہ خدا اسی مشورہ کرتا تھا کہ اس حدیث سی معاملہ راز و نیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور  
حضرت علی کے اوچین چپ کرنا یا ر لوگوں کا خوب سمجھا جاتا ہے اور حدیث فصل  
۲۳ میں ہے کہ حضرت علی کا حالت جب میں بھی مسجد نبوی ہو کر کے جانا بطور  
خود حضرت نبی کے جائز تھا اور حدیث فصل ۲۴ سے ظاہر کہ سب لوگوں کا  
دروازہ بطرف مسجد نبوی کے بند کیا گیا سوای دروازہ علی کے اور بہ نسبت  
حضرت ابوبکر کے آخر مرض الموت میں اجازت روزن رکھنے کی ہوئی اور بہ  
نسبت درخواست حضرت عمر کے حکم ہوا کہ انکی دیوار میں کوئی روزن بقدر  
ایک ناکہ سوئی کے بھی نچوڑا جائے اور حدیث فصل ۲۴ میں ہے کہ حضرت عباس  
شکوہ کرتے ہوئے حضرت رسول کے پاس گئے کہ کیا حال ہے درمیان ہم ہاشمی لوگ  
اور اہل قریش کے کہ جب وہ قریش لوگ آپس میں ملتی ہیں تو خوش خوش چہرہ نشین  
ملتی ہیں اور جب ہم لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں تو دوسری چہرہ و نسی ملاقات  
کرتے ہیں کہ جب پیغمبر خدا کو غصہ ہوا اور حدیث فصل ۲۲ سے ظاہر کہ حضرت  
عائشہ کو باقرار خود اپنے ساتھ حضرت خدیجہ کے رشک تھا اور جنگ اُحد سے  
سب صحابیوں کا بھاگ جانا اور حضرت علی کا لڑ اُیمین قائم رہنا ایک قرینہ  
قوی خار کہانے کا ہے الغرض یہاں تک بیل اجمال یہ بات بخوبی تمام دیکھ لائی گئی کہ  
حضرت علی اور تمام اہلبیت اور ہاشمیوں سی اہل قریش تماشہ الگ تہلگ تھے  
اور خود حضرت پیغمبر خدا کو بھی اس بات سی اطلاع تھی اس واسطی کہ یہ حدیث  
فصل ۸ میں ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اگر تم لوگ علی کو ہماری بعد امیر بناؤ گے  
اور نہیں دیکھتی ہیں ہم کہ تم لوگ یہ کام کرو گے تو پاؤ گے اس علی کو ہادی اور  
مدی کہ جو لیجائیگا تمکو صراط مستقیم پر اور حضرت علی نے دوش مبارک

حضرت نبی پر چڑھ کر کے اور خانہ کعبہ پر جا کر کے بتوں کو توڑا تھا بہر حال عزت و آبرو حضرت علی اور تمام اہلبیت کی تاحیات حضرت رسول کے بخوبی تمام قائم رہا مگر مرض الموت حضرت رسول خدا سے رنگ یاروں کا بدل گیا اور پھلے چوٹ پہ چلی کہ حضرت رسول نے جب مرض الموت میں کاغذ و قلم و اسطی تعمیل وصیت تحریری کے طلب کیا تو حضرت عمرؓ نے حسد کو کتاب اللہ کہہ کر کے ٹال دیا اور یہ ٹال دینا انکا بہت موقع پر ہوا کہ وہ حدیث وصیت زبانی ختم غدیر سے خوب واقف تھے اور حضرت علیؓ کو مبارکباد مولا ہونے کی دیکھی تھی اور بعد انتقال حضرت رسول کے جب تک حضرت علیؓ و ابن عباس کفن و دفن میں مشغول رہے تو حضرت ابوبکرؓ باہتمام خاص حضرت عمرؓ کے خلیفہ بنا دی گئے اور دلیل یہ قائم ہوئی کہ الایمۃ من فذلش اور یہ تقریر بمقابلہ انصار کے خوب غالب آئی مگر بمقابلہ حضرت علیؓ یہ ایک تقریر محض پوج و لیچر تھی اسوا سطلی کہ حضرت علیؓ بوجہ ہاشمی ہونے کے ایک ممتاز ترقی پزیر تھے اور حضرت ابوبکرؓ کا حضرت علیؓ کو کہنا کہ ہم لوگ بطور کار گزاران کے ہیں اور تو سردار اور امیر اور بادشاہ ہو سو یہ بات صرف براہ دفع الوقتی کے معلوم ہوتی ہے اسوا سطلی کہ یہ بات اگر سچے دل سے کہتی تو قریب اپنی مرنے کے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانا کیا مشکل تھا اور حضرت عمرؓ نے جو نام چھ شخصوں کا بشمول حضرت علیؓ کے لیا تھا اسوا اصل بند نسبت آسکا یہ تھا کہ اگر حضرت علیؓ کچھ خلاف عبد الرحمن ابن عوف سے کرتے تو حضرت علیؓ موافق حکم حضرت عمرؓ کے بنے تکلف مار دھی جائے اور بعد قتل حضرت عثمان کے جو حضرت علیؓ خلیفہ قرار پایا تو یہ بات بتقاضای شور و فساد و اسوقت کے تھے مگر انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ نے مکہ سے پھرتے ہوئے بطرف مدینہ کے جب یہ بات

۱۰۰ میں سنی کہ عثمان قتل ہوئی اور علی خلیفہ ہوئے تو عظام علی کا سنکر کے کہا کہ اب  
 مرتبہ میں پہلو ہائی تناسست نہیں ہو اور وہیں سے مکہ کو پھر گئیں اور حضرت ام سلمہ کو  
 نکلا کہ تم بھی ہماری ساتھ ہو کر گئے علی سے تمہا لفت کرو مگر حضرت ام سلمہ نے  
 جواب دیا کہ تم اس بات کو جانتے ہو کہ کس قدر مرتبہ حضرت علی کو خیمہ کے پاس تھا تو  
 یہ تھا لفت ہم کہہ کر نیکی اور آخر حضرت عائشہ بجا بیت طلحہ اور زبیر کے میں ان جنگ  
 جمل میں بی پردہ اگر کے خود لڑیں اور حضرت عائشہ نے جو معاویہ کو برا لکھتے کیا  
 سو اسکا انجام یہ ہوا کہ اسی فساد معاویہ سی تمام باقی عمر حضرت علی کی مکہ رکھی اور  
 ایک حدیث یہ بتائی گئی کہ نہیں کوئی نبی مرا مگر یہ کہ اپنی خاص موقع انتقال میں  
 دفن کیا گیا حالانکہ کسی نبی سابق کا دفن موقع انتقال میں نہیں ہوا بلکہ توریت  
 زمین علیہ ہنرید کہ نہ حضرت ابراہیم کا واسطی مقبرہ کے ثابت ہو اور انجام اس  
 حدیث نہ سچی کا یہ ہوا کہ حضرت رسول اسی حجرہ عائشہ میں دفن کئے گئے اور اس  
 زلیعہ سی : اب یہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر ہی مدفون ہوئے اور حضرت امام حسن نے  
 جو وصیت کی تھی کہ انکی لاش قریب روضہ مبارک تک پھونچا جائی اور اگر ممکن ہو  
 تو وہیں پر دفن کجای سو انجام یہ ہوا کہ جب لاش حضرت امام حسن کی قریب روضہ  
 مبارک کے رکھی گئی تو اس لاش پر خوب بارش تیر و نکی ہوئی اور حضرت عائشہ نے  
 بعد ملکیت اپنی بسا زش مروان کے اس لاش کو اس جگہ میں دفن ہونی نہیں یا  
 سو یہ کیا بی رحمی ہو ساتھ آل نبی کے اور تاریخ الخمیس عربی میں ہے کہ جب خبر فوت  
 امام حسن علیہ السلام کی معاویہ کے پاس پہونچی تو اسنی اتنا اکبر اتنا کہہ لیا یعنی تکبیر  
 خوشی کی ٹہری تب فاختہ زوجہ معاویہ نے تعجب کر کے کہا کہ ابشہر بھوت  
 ابن الفاطمہ مینی آیا خوشی کرتا ہو تو مرنے پر بس فاطمہ کے اور معاویہ نے

جواب دیا ماکبرت شعلہ و لکھن استراح قبلہ یعنی ہمیں یہ تکبیر خوشی کی از رو سی  
 ایشامات کے نہیں کہی لیکن دلو میرے اس خبر سے راحت پہونچی غرض حضرت  
 عائشہ نے جو بنیا و مصائب اہلبیت کی ڈالی تھی سو اسکو معاویہ اور یزید  
 خوب پورا کیا اور شک نہیں کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی پیغمبر خدا کی  
 تہین مگر ساتھ حضرت علی کے انکو ایک خاص طرح کی خصومت تھی اور ایک  
 بڑی آفت روزگار تہین جیسا کہ حضرت ابو بکر انکی باپ ایک نیک اور بزرگ  
 صفات آدمی تھی سو اسی کا پورا عکس یہ تھا کہ حضرت عمر بڑی تیز اور سرگرم تھے  
 مگر انکی بیٹی حضرت حفصہ بمقابلہ حضرت عائشہ کے ایک نیک بی بی تہین اور  
 اسی طرح سی کوی بات عداوت کی نسبت اہلبیت کے از طرف ام حبیبہ زوجہ  
 رسول کے جو کہ معاویہ کی بہن تہین نہیں دیکھی جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے  
 کہ جیسے جھوٹی جھوٹی حدیثوں کا بنانا ایک خاص کام حضرت عائشہ کا تھا اور علما  
 اہلسنت پر حیف ہے کہ تیز اور فرق کرنے سے احادیث اصلی اور وضعی کے  
 تمام تر برکنار ہیں اور آل علما پر غضب علی غضب یعنی غضب پر غضب یہ ہے کہ کثرت  
 خلافت کی جو اتفاقا بلا تجویز فضیلت ذاتی کے ہوتی گئی سو اہلسنت کو یہ اہتمام  
 ہوا کہ واسطی ترتیب اتفاقی خلافت کے ترتیب افضلیت شیخین کے بھی ثابت کرین  
 اور بنظر اس ضرورت کی ضرور ہو گیا کہ احادیث وضعی افضلیت اصحاب ثلاثہ کو  
 بھی قبول کر لیں اور جب قدر احادیث کہ افضلیت میں حضرت علی علیہ السلام کے  
 واقع ہیں سو انکی معنی بنانی میں کوشش کی جائے اور اسی وجہ سے وصیت خم غدیر  
 میں من کنت مولا فاعلی مولا کی معنی مولا کا ناصر اور دوست قائم کیا گیا اور  
 حدیثی ان تاداء فیکم الثقلین میں معنی بدل کر کے معنی عترت کے سنت معنی

حدیث بنی گئی اور یہی حال دوسری حدیثوں کا ہو غرض علمای اہلسنت کا  
تمام بند چھیند اس قسم کا ہو کہ جیسی حضرت علی کو بطور ایک بادشاہ بازی تسبیح کے  
یڑج میں کر رکھا ہو کہ کسی طرف راہ پناہ کی حضرت علی کو باقی نہیں ہو مگر شطرنج والی  
اس قاعدی سے واقف ہیں کہ جب ایک طرف کا بادشاہ نچ ہو جاتا ہو تو دوسری  
طرف کا مہرہ اٹھالیا جاتا ہو سو ہر گاہ احادیث فضائل حضرت علی میں حنی بنای گئے  
اور تمام دشمنان علی کی بتاویل خطای اجتداوی کے حمایت کی گئی تو ہلکا اپنی بادشاہ  
واسطی ایک مہرہ اٹھالیتی کا اختیار ہو گا سو ہم معاویہ کو اٹھالینگی اور اسکو چھوڑنے  
کہ اسکی ذات سے خرابی اہلبیت کی بہت ہوئی ہو کہ اسی لعنت بر سر منبر حضرت علی پر  
جاری کر دای چنانچہ تاریخ ابوالفدا جلد اول ترجمہ اردو صفحہ ۴۷۷ اور ۴۷۸  
حسب بل کے مذکور ہو۔ ایک دفعہ کا ذکر ہو کہ اخف مذکور در میان خلافت  
معاویہ کے اشراف لوگوں میں بطور ملاقات دربار معاویہ میں حاضر ہوا اسی شاہدین  
ایک شخص اہل شام کا بھی اس محل میں آیا اور اسی خطبہ پڑھ کر کے خطبہ میں علی ابن  
ابطالب پر لعنت کی سب لوگوں نے اپنی ستر سچی جھکا لئی کوئی نہ بولا مگر اخف نے  
معاویہ کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا کہ یا امیر المؤمنین یہ شخص تمام انبیاء کو لعنت کر رہا  
اگر اکی مرضی پاوی تو بیشک یہ سب نبیوں پر لعنت کرے خدا اسی ڈر و اور تقوی  
اختیار کر حضرت علی کا پیچھا اتبو چھوڑ دو کیونکہ انہوں نے اس جہان سے رحلت کی  
اب وہ اپنی قبر میں ہونگے وہاں تو چین لینی دو اب تمکو انکی لعنت کرنے سے کیا  
حاصل ہو اور قسم ہی خدا کی کہ وہ شخص مبارک النفس اور مصیبت زدہ تھا۔  
معاویہ نے کہا کہ ای اخف کیوں آنکھوں پر ٹھیکری رکھتا ہو میں قسم دیتا ہوں تجھکو  
خدا کی کہ تو بھی منبر پر چڑھ کر اگر بیماری خوشی چاہتا ہو تو علی ابن ابیطالب پر لعنت



بخوشی یا بجبر احف نئی کہا کہ آپ مجھ کو معاف رکھیں آپ کی خیر ہو اسوقت  
 معاویہ بہت گڑگڑایا اور منت و سماجت سے پیش آیا تب احف نے کہا کہ اے  
 معاویہ میں انصاف کے کلمی کہتا ہوں معاویہ نے کہا فرما۔ احف نے یہ کہا کہ  
 خدا کو لائق ہو اور درود ہو جو اوپر رسول اُسکی کے اسی لوگوں کو مجھ کو معاویہ نے  
 یہ کہا ہو کہ لعنت کر علی پر سنو علی ابن ابیطالب اور معاویہ دونوں جگہ ٹری اور آئین  
 لڑے اور ہر ایک شخص نے اُن دونوں میں سے یہ دعویٰ کیا کہ خلافت حق میرا ہے  
 جب میں دعا کروں تم سب آئین کہنا۔ اب میں کہتا ہوں۔ اے خداوند لعنت  
 کر تو اور تیری فرشتی اور لعنت کرین تیرے نبی اور تمام تیری پیدائش اور شخص پر  
 جو ان دونوں میں سے باغی ہوا اور لعنت کر تو گروہ باغی کو اور اے خدا بہت لعنت کر  
 آسیر۔ آئین کہو اسی سامعین۔ یہ کہہ کر معاویہ سی کہا کہ میں تو یہ کلمی کہا کرتا ہوں کہ چہ  
 مارا ہی کیون نہی اُن اب مجھ سے اور کچھ بھرنہ کہلانا فقط واہ واہ علمای اہلسنت کے  
 یہ آپ ہی لوگوں کا حوصلہ ہو کہ اس لعنت کرنے کو بھی داخل خطای اجتماع دی کے  
 سمجھیں اور آپ پر کیا مصیبت پڑی ہو کہ فعل کافرانہ سی بھی معاویہ کے چشم پوشی  
 کرین ہماری نزدیک تو معاویہ بڑی بد ذات تھی اور اگر خود حرام زادہ نہ ہوں  
 تو بوجہ بہائی قبول کر لینے زیادہ اب اسے حرام زادہ کے معاویہ ایک بڑی بھائے  
 حرام زادہ کے ضرور تھے اور معاویہ کے کافر سمجھنے میں ہوا کیا تکلف ہو سکتا ہو  
 کہ جو دل سقراطی بھی کی از دو از وہ حواریان حضرت مسیح کا تھا کہ جو خود حضرت مسیح کو  
 پکڑوا دیا اور عزرا زیل ہی ایک مقربان بارگاہ الہی میں سے تھا کہ جسکو طوق لعنت ملا  
 پس معاویہ بھی بی تکلف اُن ہی لوگوں میں سمجھا جاسکتا ہو اور مصائب اہلبیت کے  
 کہانتک بیان کریں کہ ہماری امام حسین کا سر کئی دن کی بہوک و پیاس پر بوجہ

مواخذہ نیرید پیر معاویہ کے کاٹا گیا اور لاش بی سر انکی گھوڑوں کی سمون سے  
 روندی گئی اور سر انکا بطور نشان فتح کے نیزہ پر چڑھا کر کے نیرید کے پاس روانہ  
 کیا گیا اور تمام سادات واقعہ کربلا کے بچہ شیر خوار تک سوای ایک امام چہارم  
 زمین الوابہ ہیں۔ گئے انا لله وانا الیہ راجعون۔ اور بعد اسکی سلطنت  
 وراثتہ اور عباسیہ تک تو سادات بنی فاطمہ عموماً واجب القتل اور کشتنی اور گردن زدنی  
 سمجھے گئے غرض تمام مصائب اہلبیت کا حال یہ ہوا کہ اسپر فرشتوں نے بھی گریہ کیا  
 مگر علمای ہدایت کو کیا پروای مصائب اہلبیت کی ہو کہ اگر چاہیں تو یہ نسبت نیرید  
 کے بھی سلسلہ خطای اجتہادی کا جاری کریں کہ ہر گاہ معاویہ صحابی تھے تو نیرید بھی بطور  
 ایک تابعہ کی اور بلیل حدیث خیر القرون قرآن فی الذین یلوہوہم کے ایک شخص  
 واجب التعظیم اور مستحق کف السان کا قرار پاسکتا ہے

### غزل مولف

پیر ہی ہو تو اُس سے کام نہیں  
 اسکی خولی میں کچھ کلام نہیں  
 وہ تو موجود ہے تمام نہیں  
 غیر دوزخ انہیں مقام نہیں  
 پیش عالم کچھ الکا دام نہیں  
 آرزوی شراب و جام نہیں  
 اس سے بہتر کوئی پیام نہیں  
 اور کچھ مقصد و مرام نہیں  
 تو کسی اور کا عیش و آرام نہیں

جس کیو غم امام نہیں  
 بھیجو تم آل پرورد و سلام  
 اہلبیت نبی پہ جو گذرا  
 دشمنوں کا مقام ہے دوزخ  
 وہ حدیثیں جو جعل و باطل ہیں  
 یاد خم غدیر میں محکمو  
 کربلا کو مجھے بلا لو تم  
 خاک درہو تے ہم کہیں یارب  
 ہولاتیرے حسین ہیں آزاد

اور حال یہ ہے کہ دلاور ان عرب کچھ سپاہیان قلم بند و مشاہیرہ دار حضرت رسول کے نہیں تھے اور لوٹ مار پر انکی اوقات تھی اور اسی امید پر مال غنیمت کے جوق جوق وحوش عرب ملتی جاتے تھے اور طریقہ جنگ و صلح سے خوب آفہ ہو گئے تھے اور حضرت رسول نے کوئی سلطنت یا ملک نہیں چھوڑا تھا اور ہر شخص کو اپنی نفع نقصان اور گون بے گون کا خیال تھا یہاں تک کہ بعد استقبال حضرت رسول کے انصار لوگوں نے سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنا لیا اور جب خلافت حضرت ابوبکر پر قائم ہوئی تو جناب انصاری نے حضرت ابوبکر کے پاسل کر کے غل اور شور مچایا کہ اب انصار لوگ دروازہ پر قریش کے پانی مانگنی کو کھڑی ہونگے اور پانی انکو نہیں ملیگا تب حضرت ابوبکر نے جناب کو تسلی اور دلاسا دیکر کے خاموش کیا اور جب ابوسفیان نے خلافت ابوبکر سے انکار کیا تو اسکی بیٹے کو وعدہ دینے حکومت شام کا کر کے ابوسفیان بھی راضی کیا گیا اور اس اجماع میں بیعت ابوبکر کی کچھ بحث فضیلت ذاتی کسی شخص کے پیش نہیں ہوئی پس حضرت ابوبکر جو قریشی نہیں ممتاز تر اور ملائم مزاج کے تھے سب قریشیوں نے انکو اپنے کام کا جانکر کے خلیفہ قبول کر لیا تو یہ طور ایک ریاست جمہوری رمی پبلک ملک فرانسلور امریکہ کا ہے اور اسیطرحی ایک ریاست بلقب الکسریعنی شخص انتخابی کے علاقہ جات مفصلی میں ملک جرمنی کے اب تک جاری ہے اور اسی وجہ سے ہم خلفای ثلاثہ کو عاصب حقیقت حضرت کانہیں سمجھتی ہیں مگر یہ بات ہم ضرور کھینگی کہ اگر لوگ حضرت علی کو خلیفہ بلا فصل بنا لیتی تو یہ بات نہایت درجہ مناسب تر ہوتی کہ خود ابو عبدہ ابن جراح اور بشیر ابن سعد وغیرہ بیعت کنندگان ابوبکر کو اقرار تقدم استحقاق خلافت حضرت علی کا تھا اور ہمکو مقدمہ وصیت اور خلافت میں پندرہ بیٹن برس تک

نہایت خلجان تھا کہ اسکا تصفیہ ہمیں اشعار مفصلہ ذیل میں کیا ہے اور  
 یہ تصفیہ اشعار میسر حسن و ہلوی و سعدی علیہ الرحمۃ کی لکھا ہے

اسی کے نام کا سامان ہے  
 اگرچہ یہ تصفیہ خلافت سے کیا  
 نہیں بلکہ کو مانہ خلافت میں  
 اور آخر یہ سچا کہ دونوں میں خوب  
 وصیت کا حاصل امامت کو مان  
 خلافت ہی اسلام ظاہر ہوا  
 حکومت خلافت کی تھی تیس سال  
 حرارت ہی ایمان کی اک طرف  
 معاویہ بذات سے فرق رہ  
 نہیں ہوا اسکا کوئی جز علی  
 ہوئی جو نبوت نبی پر تمام  
 جہان فیض سے انکی ہے کامیاب  
 علی دین و دنیا کا سردار ہے  
 دیار امامت کے گلشن کا گل  
 علی راز دار حسن و حسن  
 علی بندہ خاص درگاہ حق  
 علی ولی ابن عس رسول  
 کہ یوں جو چاہی کوئی بیر ہے

مری عقل اس جا پہ حیران ہے  
 وگرچہ خلافت وصیت ہے کیا  
 خلافت کو مانو وصیت نہیں  
 ہر اک ایک مصرف کا ہو بے عیوب  
 امامت سے انجام خیر اپنا جان  
 امامت سے ایمان ظاہر ہوا  
 حکومت امامت کی ہے بنیروال  
 خلاوت ہی ایمان کی اک طرف  
 علی کی نجبت میں تو غنم رہ  
 کہ بھائی کا بھائی و صے کا وصی  
 ہوئی نعمت اسکے وصی پر تمام  
 تہی آفتاب و علی ماہتاب  
 کہ مختار کے گھر کا تخت رہی  
 بہار ولایت کا باغ سنبل  
 خبر دار سر خفی و بطل  
 علی سالک رہ رو راہ حق  
 لقب شاہ مردان زوج بتول  
 یہ نسبت علی کو نہیں غیر سے

خدا نفس پیغمبرؐ ش خواندہ است  
یہاں بات کی اب سمائے نہیں  
نبیؐ و علیؑ ہر دو نسبت بہم  
علیؑ کا عدد دو زخمی دوزخ  
نبیؐ اور علیؑ فاطمہؑ اور حسن  
ہم ٹی اپنے دو بگ کی خوبی تمام  
علیؑ سے لگاتا بہرے دیں  
انہوں سے ہی قائم امامت کا گھر  
صغیرہ کبیرہ سے یہ پاک ہیں  
ہوایان سے ظاہر کمال رسول  
خدا یا بحق سنے فاطمہؑ  
اگر دعو تم روکنے در قبول

دگر افضلیت کس ماندہ است  
نبیؐ اور علیؑ میں جدا سے نہیں  
دوتاویکے چون زبان قلم  
علیؑ کا محبت جلتے جلتے  
حسینؑ ابن حیدرؑ یہ ہیں بختن  
انہوں پر ورود اور انہیں پر سلام  
یہ ہیں ایک نور خدا ی برین  
کہ بارہ ستون ہیں یہ اثنا عشر  
حساب عمل سے یہ بیباک ہیں  
کہ بہتر ہوئی سب سے آل رسول  
کہ بر قول ایمان کنے خاتمہ  
من و دست و دامن آل رسول

### فصل ۹۲

اس فصل میں بیان امامت کا ہی سوہم اول اس بات کو لکھتی ہیں کہ قرآن شریف  
میں استعمال لفظ امام کا کس طرح واقع ہوا ہے اور وہ حسب ذیل ہے۔  
**تمسب** سورہ بقرہ ۲- آیت ۱۸۱ واذ ابتلہ ابراہیم بدہ بکلمات فاقمھن  
قال انی جاعلک للناس امسا ترجمہ اور جب آزمایا ابراہیم کو اسکی  
رب نے کئی باتوں میں پھر اُسنی وہ پوری کیں فرمایا میں تجھ کو کرونگا سب کو نیک بنانا  
**تمسب** سورہ ہود ۱۱- آیت ۲۰ افس کان علی سنانہ من دہ ویتلوہ شاہدا  
منہ ویتلوہ کتاب موسیٰ اماما وبرا حمتہ ترجمہ ہلا ایک شخص جو ہی

نظر آتے راہ پر اپنے رب کے اور پہنچتی ہی اُسکو گواہی اُس سے اور پچھلے اُس سے  
کتاب موسیٰ کی راہ ڈالتے اور مہربانی -

**ترجمہ** سورۃ الحجہ ۱- آیت ۹، تا تقناتہم و انھما لسا مام مبین  
ترجمہ اور یہ دونوں شہر راہ پر نظر آتی ہیں حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب  
مکہ سے ستام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ پر نظر آتی تھی۔

**ترجمہ** سورۃ الاسری ۱- آیت ۲، یوم ندعو کل اناس بامامہم  
ترجمہ جس دن ہم بلا نیکی بیہ فرقہ کو ساتھ اُنکی سردار کے نمبر سورۃ القدر  
۲- آیت ۴، ولذین یقولون رناہ لسا من امرنا اجنا و نر دیا تفاقۃ اعین واجعلنا  
للمتقین اما ما ترجمہ اور وہ جو کہتی ہیں ای رب دی ہکو ہماری عورتوں کی طر  
سے اور اولاد کی طر سے آنکھ کی ٹھنڈک اور ہکو واسطے پر سیزگاروں کے  
امام حاشیہ شاہ عبد القادر رحمہ اللہ یعنی وہ بیان سے سونین۔

**ترجمہ** سورۃ یسین ۲۶- آیت انا نحن نخی الموتی ونکتب ما قدموا و انما رھم  
وکل شیء احصینا فی امام مبین ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی ہم ہیں  
جو جلاتے ہیں مردی اور لکھتی ہیں جو آگے بھیج چکی اور اُنکے پیچھے نشان رہی  
اور ہر چیز گن لی ہو مہنے ایک کھلی اصل میں حاشیہ شاہ صاحب موصوف جو  
بھیج چکے اپنے اعمال اور پیچھے رہے نشان اولاد اور عمارت اور رسم نیک یا بد  
ترجمہ سورۃ الاحقاف ۴۶- آیت اومن قبل کتاب موسیٰ ما موحیۃ

ترجمہ اور اُس سے پچھلے کتاب موسیٰ کی ہر راہ ڈالتی اور مہر۔ راہی راقم۔  
آیات مذکورہ بالا سے معنی امام کے پیشوا کے ہیں اور نمبر یعنی سورہ بقرہ آیت  
۱۱۸ سے ظاہر کہ حضرت ابراہیم کو لقب امام کا دیا گیا اور نمبر سورۃ الاسر سے

آیت ۳۷ سے ظاہر کہ لوگ اپنی اپنی امام کے ساتھ یکجہری جائینگے غرض یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر فرقہ کو ایک ایک امام یعنی پیشوا ہوتا ہے اور امام اور خلیفہ میں فرق باعتبار حیثیت کے ہے کہ استعمال خلیفہ یعنی نائب کا قرآن میں بحق آدم علیہ السلام کے بمقابلہ خدا کی ہے یعنی آدم زمین پر خدا کے نائب قرار پایا اور استعمال امام یعنی پیشوا کا بمقابلہ آدمیوں کے ہے کہ وہ امام آدمیوں کا پیشوا ہے پس حقیقی مفہوم خلیفہ اور امام کا قریب قریب ہے مگر کچھ فرق بھی ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ خلافت میں کچھ حکومت ظاہری بھی چاہیے اور امامت میں حکومت ظاہری شرط نہیں ہے بلکہ حکومت امام کی دل و جان اور اپنے اعمال و افعال سے متعلق ہے کہ جس سے نجات ہو اور حدیث میں واقع ہے انی تادک فیکہ الثقلین کتاب اللہ و صلوٰۃ و لن یتفرقا ابدا حتی یرد علی الخوض یعنی فرمایا رسول خدا انی چھوڑ جاتی ہوں ہم درمیان تم لوگوں کی دو بھاری چیزیں ایک قرآن دوسری عسرت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونوں آپس میں فرق نہیں ہونگے کہو یہاں تک کہ وار و ہونہ دونوں اوپر حوض کوثر کے پس قرآن اگر بجای لفظ کے فرض کیا جاسی تو اولاد رسول بجای معنی اُسکے ہیں

### لمولفہ

چو قرآن و علی باہم مثال لفظ و معنی اند

اور اس مقام میں شعر شاہ نعمت اللہ ولی کا ہے یہ ہے

### شعر

پیشوائی بایست جستن ز اولاد رسول

عرض مسلمان پر واجب ہے کہ اولاد رسول کو اپنا امام جاسے اور دنیا و عقب



دوازده امام کی ہماری نزدیک و ہری حدیث خلافت دوازده گانہ کی ہر کہ جسمین وعدہ ہر کہ وہ بارہ خلیفہ قیامت تک ہونگے اور بیان اسکا فصل ۱۰۰ میں ہے کتاب حدیث تحقیق کہ ہوا ہر او شاہ عبدالحق صاحب جو ان خلفای دوازده گانہ میں شہر مملکت ظاہری کی لگا کر کے ولید ابن عبد الملک تک حساب کیا ہر سو اس روسی، عاویہ اور یزید بھی شاہ صاحب موصوف کے امام ہیں اسواسطی کہ شاہ صاحب لکھتی ہیں کہ حاج ہونا ان خلفا کا عدل و احسان سے اور انکا اہل حق و فساد ہونا کچھ مانع نہیں ہوا اور ایک امر عجیب یہ ہر کہ سنیان بھی دوازده امام کو اسی ترتیب سے قبول کرتے ہیں چنانچہ تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر اور روضۃ الصفا وغیرہ کتب تواریخ میں بیان حال ان دوازده امام کا موجود ہر اور خواجہ حافظ شیرازی بھی ان دوازده امام کو منظور کر کے کہتے ہیں

### شعر

بدشمنان نشین حافظا تو لا کن | نجات خویش طلب کن بجان ہشت چہا

اور اب اس مقام میں ایک حدیث اہلسنت کی باب دہم مقصد اول سی کتاب غایت المرام متذکرہ فصل بالا کتاب ہذا کے نقل کیجاتی ہر کہ جس سے اصل منشا اصطلاح دوازده امام کا معلوم ہوتا ہر حدیث کتاب ابن الموید الموفق ابن احمد سے بروایت سلمان محمدی کے قال دخلت علی النبی و اذا الحسن علی فخذہ و هو یقبل عینیہ و یلثم فاه و هو یقول انت سید بن سید و اخو سید

الوالسادات امام ابن الامام اخو الامام و الامم انت حجتہ من حجتہ اخو حجتہ ابو حجتہ تسعة من صلیک تاسعہ قائم ہر ترجمہ کہ امام سلمان محمدی فی کہ داخل ہوئی ہم حضرت کے پاس و رنہ گاہ حسین تھرا و پر زبانو اس نبی کے اور وہ نبی چوم رہی تھے و دونوں آنکھوں کو اس

حسین کے اور بوسہ دیتے تھے اسکے منہ کو اور وہ بنی کہہ رہے تھے کہ تو سید یعنی سردار ہو اور بیٹا سید کا اور بھائی سید کا اور باپ سید لوگوں کا اور تو امام ہے بیٹا امام کا بھائی امام کا باپ اماموں کا اور تو حجت ہو بیٹا حجت کا بھائی حجت کا باپ حجتوں کا جو نو نکلینگے تیری پشت سے اور نو ان شخص اُن لوگوں کا قائم رہی والا ہو گا اُن لوگوں کا۔

ف - یہ خطاب حضرت بنی کا بطرف امام حسین کے ہو کہ جو امام سیّوم تھے سب سے پہلے کہ حضرت علی امام اول اور حضرت امام حسن امام دوم اور امام حسین امام سیّوم ہیں اور اس سیرے امام کو ارشاد ہوا کہ تیری پشت سے نو امام نکلیں گے پس تین اور نو ملا کر کے کل بارہ امام ہوئے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ فقرہ ایک کبت ہندی کا کہ جو بھاٹ لوگ جا بجا سناتے پھرتے ہیں گویا ترجمہ اسی حدیث کا ہے اور وہ فقرہ بشان امام حسین کے حسب ذیل ہے۔ امام ہیں آپ امام کے باپ امام کے پوت امام کے بھیا رسول کے آل بتول کے لال میری ناؤ تو ہی ہو کھویا اور یہ جو ارشاد حضرت رسول کا ہے کہ نو ان امام ان باقی نو اماموں کا قائم رہیں گے سوا اس مضمون دوازہ ہم حضرت امام ممدی آخر الزمان کا بیٹا ہونا امام حسن عسکری امام یازدہم کا اور زندہ اور قائم رہنا اُنکا جیسا کہ شیعہ لوگ ادعا کرتے ہیں قابل تسلیم کر لینے کے معلوم ہوتا ہے اور اسکی بحث آئندہ کیجا سکے۔

### فصل ۳۳

ذکر امام اول از جملہ دوازہ امام۔

فصل بالامین دیکھ لایا گیا کہ اصل بارہ ستون دین و اسلام کے دوازہ امام ہیں۔ تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چہا پہ مصر صفحہ ۲۸۶

علاء و اولادہ اولہم علی ابن ابی طالب وقت سابق ذکر کردہ  
ترجمہ اور وہ دوازدہ امام علی بن اور اولاد انکی اول ان دوازدہ امام کے  
علی ابن ابیطالب ہیں اور تحقیق کہ سابق میں ذکر اسکا ہوا۔

نایخ جد و ایہ تصنیف مولوی خادم علی صاحب سند یلوی

پیدائش کی تئیس سال قبل ہجرت کے اور مدت خلافت آپ کی چار برس  
چھ مہینہ اور شہادت آپ کی سن چالیس ہجری میں ہوئی آپ چچا زاد بھائی پیر  
صاحب کے ہیں اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کے زوج ہیں اور پیغمبر صاحب  
کے اور خلفائے ثلاثہ کے وقت میں بڑی بڑی شجاعتیں کیں اپنی خلافت میں نوبت  
بہاد و کفار کی سبب داپس یعنی بنی امیہ کے نہ پہنچی اور نہ ہجری میں نیت بخش  
خلافت کے ہوئے تھے آخر شہادت ہاتھ عبدالرحمن ابن ملجم شوہر قسامہ کے داخل  
میں ہوئے اور آپ اول مسلم صدیق سے اور خلیفہ تہی ہاشم سے ہیں اور عمر آپ کی ۶۴  
سال کی تھی اور آپ فی ایک شعر عربی اپنی اول مسلمان ہونے کا کہا ہے جس کا ترجمہ

زبان اردو میں یہ ہے

مسلمان میں ہوا ہوں سب سے پہلی	دران حالیکہ نابالغ تھا بڑا
-------------------------------	----------------------------

اور نام والدہ حضرت علی کا فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہو پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے  
بھی ہاشمی ہیں اور اپنی داد کی طرف سے بھی اور طلحہ بن عبد اللہ نے اولاً جناب میر المومنین  
سے بیعت کی اور ۳۰ ہجری میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ فی اپنی طرف سے عامل و حاکم  
مقرر کر کے اطراف بلاد کو روانہ فرمائی اور عامل عثمانیہ کو معزول فرمایا اور شہر حجاز الاخر  
میں جنگ جمل کی ساتھ حضرت علی کے واقع ہوئی بمقام خیبر یہ اور فریقین میں ہزار  
مرد مقتول ہوئے۔ اور ۳۰ ہجری میں جنگ صفین واقع ہوئی عرصہ ۱۰ ارہ تک

اور شام کی طرف ۴۰۰۰ ہزار آدمی مار گئے اور اہل عراق کی طرف سے ۲۵۰۰۰ ہزار شہید ہوئے اور حلیہ شریف آپ کا یہ ہرگز نہ گندم گون میانہ قد و رخ چشم کبیر البطن دراز ریش سینہ مبارک پرہت بال تھی اور پیشانی پر کم خوب صورت کثیر التبتسم رایت ابن السعدی ظاہر ہے کہ فرمایا آپ نے کہ نازل ہوئی کوئی آیت کلام اللہ مگر نیچے نشان نزول اُسکی اور مکان نزول اور شخص منزل غلیہ معلوم تھا اسلئی کہ میرے رب نے مجھے نبی بنا دیا تھا قلب فہیدہ اور زبان گویا اور منجہ کرامات آپ کی یہ بھی ہے کہ کچھ آپ نے ارشاد کیا پس تکذیب کے اُس قول کی ایک مردنی پس فرمایا کہ میں تیرے اوپر دعا کرتا ہوں اگر ہی تو کاذب اُسنی کہا بہتر دعا کرو پس دعا کی اوپر اُسکی حتی کہ نہ حرکت کی وہاں سے کہ جاتی رہی بنیائی اُسکی غرض کہ فضائل و کرامات آپ کے بہت ہیں اس ذخیرہ میں بسبب طوالت کے نہیں لکھی گئے اور حیدر بھی لقب آپ کا تھا اور ذوالفقار آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی تھی اور انکی پیشانی مبارک پر وقت نماز صبح کے ابن طلحہ ملعون مذکور بالا کے ہاتھ سے زخم شدید پہنچا تھا اور یہ ملعون بعد مارنے کے گرفتار ہوا تھا۔ فقط اور اب اس جگہ پر چند اشعار اوائل دیوان حضرت میر علیہ السلام سے تیمنا و تبرکاً نقل ہوتے ہیں ساتھ ترجمہ کے

مبطل الناس من جهة الشمال الكفاء ابوهم آدم والا حقا

آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنی ہم جنس ہیں اس واسطے کہ باپ اُن لوگوں کے آدم ہیں اور مان اُنکی حوا ہیں  
ف آپ نے جو ارشاد فرمایا کہ آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنی

انجمن ہنر ہو اس بیان میں کمال بلاغت ہو کہ مشابہت صرف باعتبار شکل ظاہری کے ہو  
وگرنہ از روی صفات ذاتی کے آدمی لوگ نہایت درجہ قسام مختلف کے ہین کہ ایک  
شخص عالم اور دوسرا جاہل اور ایک سعید و دوسرا شقی ہو تو ہا ہی اور اسی طرح کسی دوسرے  
صفات میں بھی مختلف ہوتے ہین ۵

نمبر ۲ وانما مہات الناس اوعیۃ	مستودعات ولا احساب اباء
-------------------------------	-------------------------

اور نہین ہین مائین آدمیوں کی مگر ظروف اور جاہی امانت در حالیکہ واسطے  
حساب حسب نسب کے باپ لوگ ہین۔

ف یعنی حساب حسب نسب فلان ابن فلان کا باپ کی طرف سے ہو تو ہا ہی اور حسب  
تین کر سی تک اور حسب تین کر سی کے اوپر ہو۔

نمبر ۳ فان یکن لہ من اصلہ شرف	یفی آخرون بہ فالطین والماء
-------------------------------	----------------------------

پس اگر ہو ان لوگوں کو انکی اپنی اصل کی طرف سے کچھ شرف کہ جس سے فخر کرتے ہوں  
پس سٹی و پانی ہو ف یعنی جب اول آخر آدمی کا پانی اور سٹی ہو تو کیا فخر کرنا ہو۔

نمبر ۴ وان اتیت بفخر من ذی نسب	فان نسبتنا جود وعلیاء
--------------------------------	-----------------------

اور اگر کچھ پیش کرے تو ساتھ کسی فخر کے از طرف صاحبان نسب کے پائیں تحقیق  
کہ نسبت ہموگوں کی بطرف جود اور علوم مراتب کے ہو ف یعنی اگر تم لوگوں کو فخر  
نسبت قریشی ہونیکا ہو تو نسب ہمارا جود یعنی بخشش ہاشمی ہونیکا اور علو  
مدارج کا ہو اس واسطے کہ قبیلہ ہاشم میں جود اور علوم مدارج ہو۔

نمبر ۵ فضل اکلاء اہل العلم اقصیٰ	علی الہدیٰ لہذا استجدیٰ اکلاء
----------------------------------	-------------------------------

نہین کوئی فضیلت ہو مگر واسطے اہل علم کے اس واسطے کہ تحقیق کہ وہی لوگ ہا۔ اوپر  
ہدایت کے ہین اور جو شخص کہ ہدایت چاہو اسکی واسطے ہدایت بین ف یعنی

ساتھ شرف نسب کے ہر کوئی شرف علم کا ہے کہ خود ہم ہدایت پر ہیں اور دوسرے کو ہم ہدایت کرتے ہیں یعنی کہ ہم لوگ اہلبیت ہادی و مہدی ہیں۔

نمبر و قیمت المردء ماقدار بحسنہ | والجاهلون لا اهل العلم اعداء  
اور قیمت مرد کی وہ چیز ہے کہ جو نیک بناوی اُس کو درحالیکہ جاہل لوگ واسطے اہل علم کے دشمنان ہیں

نمبر فقرہ علم ولا یتغلاہ | فالناس موتی و اهل العلم احياء

پس اُس شخص کو تو ساتھ علم کے اور نہ ڈھونڈو تو واسطی اُس کے کوئی عوض نہ کسواسطی کہ آدمی لوگ مردہ ہیں اور اہل علم زندہ ہیں  
و یعنی خلافت بمقابلہ فضیلت علمی کے کیا چیز ہے

غزل دیگر

نمبر بغیرت المودة والاخاء | وقل الصدق وانقطع الرجاء

متغیر ہو گئی دوستی اور اخوت نہ اور کم ہو گیا صدق اور کٹ گئی امید  
و یہ غزل غالباً زمانہ خلافت خلفائے کبر کے معلوم ہوتی ہے

نمبر و اسلمنی الزمان الی صديق | کثیر العذر لیس له دعاء

اور سپرد کیا مج کو زمانہ نے ہاتھ میں ایک دوست کے جو کہ عذر معذرت بہت کرتا ہے  
اور نہیں ہے کچھ اُس عذر کی رعایت و غالباً اشارہ بطرف حضرت ابو بکر صدیق کے  
معلوم ہوتا ہے۔

نمبر میغنی الذی اغناه عن | فلا فقریہ و مر ولا شراۃ

قریب ہے کہ نبی نیاز کر لیا مج کو وہ اقد کہ جس نے نبی نیاز کیا ہے اُس دوست کو مجھ سے نہ  
اسواسطی کہ نہیں فقر ہمیشہ رہیگا اور نہ دولت۔

نمبر ولس بلائو اسدا نغیو	کذاک البؤس لیس له بقاء
اور ہمیشہ نہیں رہیگا اب تک آرام و آسائش پڑ اور اسطرح سی سخت حاجت مند کہ نہیں ہے اسکو بھی بقا۔	
نمبر وکل مودة لله یصفو	ولا یصفو من الفسق الاخاء
اور کل دوستی جو اللہ ہوتی ہے صداقت رہتی ہے پڑ اور نہیں صاف رہتی ہے فاسق لوگوں کی اخوت و محبت۔	
نمبر اذا انکرت عهدا من حمیم	ففی نفس التکوم والحیاء
جب انکار کیا ہمہنی کسی عہد کو ایک دوست کی طرف سے پڑ پس ہمارے نفس میں تھا تکرم یعنی نگاہداشت آبرو اور حیا۔	
نمبر وکل جراحة قلہاد واع	وسوء الخلق لیس له دواع
اور کل زخم پس ہے واسطی اسکے دوا پڑ اور واسطی بد خلقی کے نہیں کوئی دوا ہے نمبر و دبت اخ وفیت له وفی	ولکن لا بد دم له الوفاء
اور تہوڑی دوست ایسی ہیں کہ وفا کیا ہمنے ساتھ انکے وفادار ہیں پڑ اور لکن نہیں ہمیشہ رہتی ہے انکو وفاداری۔	
نمبر ید یون المودة مارا وینے	ویبقی الود ما یبقی اللقاء
ہمیشہ رہتی ہیں وی لوگ دوستی کو جب تک کہ دیکھتی ہیں وی لوگ مجھو پڑ اور باقی رہتی ہے دوستی جب تک باقی رہتی ہے ملاقات چارہ پشی۔	
نمبر اخلاء اذا استغنی عنہم	واعدا اذا نزل البلاء
لوگ دوست ہوتے ہیں جب کہ ہم فی نیاز ہوئے ہیں لوگوں سے پڑ اور دشمن ہو جاتی ہیں جب اوترتی ہے کوی بلا۔	



نمبر وان غیبت عن احد قلانی | وعاقبہ بافیہ اکفأ  
اور غایب ہوئے ہیں ہم کسی سے تو وہ شخص شکوہ کرتا ہی میرا پڑا اور احجام  
بد دیتا ہی مجکو ساتھ اُس چیز کے جو کافی ووافی ہی۔

نمبر اذا ما داس اهل البيت ولی | ملا لہم من الناس الخلاء  
اور جب کہ سرداران اہلبیت کے محبت کرتے ہیں ظاہر ہوتا ہی اون اہل بیتوں پر  
آدمیوں کی طرف سے جفا

نخل دیگر از دیوان حضرت امیر علیہ السلام چھاپہ بمبئی صفحہ ۱۲۰  
خطاب بمعناویہ

نمبر محمد النبى اخى وصرہ | وحمرة سيد الشهداء عتی  
محمد پیغمبر بھائی میرا ہی اور سر امیرا ہی پڑا اور حمزہ سید الشہداء چچا میرا ہی۔  
وجعفر الذی یضی و بیسے | یطایر مع الملائكة ابن امی

اور جعفر جو کہ دن اور رات کو اڑتا ہی ساتھ فرشتوں کی بیٹیا ہمارى ما کا ہے  
وہ اسی رو سے لقب جعفر طیار کا

وبنت محمد سکنی وعدسی | مشوب لمحہامی وحنے  
اور بیٹی محمد کی آرام جان ہمارى ہی اور بی بی میری پڑا اور ملا ہوا ہی گوشت  
اُسکا ساتھ خون میرا اور گوشت

وسبطا احمد ولدای منها | فن منکر لہ سہم کسہی

اور دو فرزند ان فرزند احمد کے دو بیٹے میرے ہیں اُس دختر محمد سے  
پس کون شخص ہی تم لوگوں میں کہ جسکو حصہ ہو مثل حصہ میرے کے

سبقتکم الی الاسلام طرأ | غلاما ما بلغت وان حلی

سابق ہو ہی ہم تم لوگوں سے اسلام میں از روی رغبت جس حال میں کہ ہم لڑکا تھے  
 کہ نہیں پھونچے تھے ہم زمانہ بلوغ کو اپنے  
 نمبر ۷ واجب نبی و کائنات علیکم رسول اللہ یوم غدیر خم  
 اور واجب کیا واسطی میرے ولایت یعنی ریاست کو اپنی اوپر تم لوگوں کے  
 رسول اللہ نبی بروز خم غدیر کے

نمبر ۸ و اوصاف النبی علی اختیاد الامتہ رضی منکم بحکم

اور وصیت کی میری واسطی نبی نے اپنی اختیار یعنی خوشی سے واسطی امت  
 اپنے کے رضا یعنی تابعداری کو تم لوگوں کے ساتھ حکم میرے۔  
 نمبر ۹ من شاء فلیؤمن بهذا والا فلیمت کید البغیہ  
 خبردار وہ جو شخص کہ چاہی پس چاہیے کہ ایمان لاوے وہ شخص ساتھ اس  
 قول کے وگرنہ پس چاہیے کہ مری وہ اندوہناک ساتھ غم کے

نمبر ۱۰ انا البطل الذی لم تنکحوا لیوم کوہیہ و لیوم سلم  
 میں وہ بہادر ہوں کہ جسکا انکار تم لوگوں نے نہیں کیا بروز جنگ کے اور بروز صلح کے  
 شعر دیگر از حضرت امیر علیہ السلام منقول از مناقب مرتضوی عربی منتخب از  
 تصنیف حافظ ابو عبد اللہ محمد ابن یوسف ابن محمد طے شافعی۔  
 صفحہ ۱۰۱ فویل فویل شمو ویل لمن یلقی الکالا غدیر بطل

پس افسوس ہو اور پیم افسوس ہو اور پھر افسوس ہو واسطی اس شخص کے چو ملاقات  
 کر لیا خدا تعالیٰ کی کل کے روز ساتھ ظلم کرنے کے میرے اوپر

مناقب مرتضوی متذکرہ صدر

ورزی الامام ابو الحسن البغوی فی تفسیرہ یرفعه بسند الی ابن عباس

رضی اللہ عنہما قال لما نزل قوله تعالى قل لا اسئلكم عليه اجراً  
 الا المودة في القربى قالوا يا رسول من هؤلاء الذين  
 امرنا الله بمودتهم قال علي و فاطمة و ابناهما  
 ترجمہ اور روایت کیا امام ابو الحسن نجوی نے بیچ قرآن اپنے حوالہ کر کے  
 ساتھ سند اپنی ابن عباس تک کہ کہا اُس ابن عباس نے کہ جب اوترا قول  
 اُس خدا تعالیٰ کا کہ تو ای محمد کہ نہیں مانگتا ہونیہ تم لوگوں سے اُس قرآن پر  
 مزدوری مگر دوستی قرابت و ارون کی تب پوچھا لوگوں نے اسی سوال شد  
 کون ہیں وی لوگ جو کہ خدا نے ہم لوگوں کو حکم دیا ساتھ دوستی اُن لوگوں کے  
 تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ وی لوگ علی اور فاطمہ اور دو پسران اُن دو نوئی ہیں  
 اشعار عربی از مناقب مرتضوی مذکور ہا لا

نمبر اہم العروۃ الوثقی لمعتصم بجا مناقبہم جاءت بوحی و انزال  
 وی لوگ یعنی اہلبیت نہایت مضبوط قبضہ میں واسطے پکڑ لینے والی اُس قبضہ  
 کے در حالیکہ مناقب اُنکے آئے ہیں ساتھ وحی اور نزول قرآن کے  
 نمبر مناقب فی شوری و سورۃ ہل و فی سورۃ الاحزاب یعرفھا التالی  
 مناقب اُنکے ہیں سورہ شوری میں اور سورہ ہل اتی میں اور سورۃ الاحزاب میں  
 کہ جانتا ہی اُن مناقب کو قرآن کا تلاوت کر نیوالا

نمبر دہم ال بیت المصطفیٰ فودادہم علی الناس مفروض جملہ اسبجال  
 اور وی لوگ اہلبیت مصطفیٰ کے ہیں پس دوستی اُن لوگوں کی اوپر آدمیوں کے  
 فرض کی گئی ہے ساتھ بردہاری اور افراط اچھی چیزوں کے  
 ایضا از شاعر دیگر

هم القول من اصفاهم الود مخلصًا | تمسك في اخواه بالسبب القوي  
اہمیت لوگ وہ قوم ہیں کہ جو کوئی اختیار کرے اُن لوگوں کی دوستی مخلص ہو کر کے  
تمسک پکڑ لیا وہ شخص اپنی آخرت میں ساتھ اُس سبب قوی تر کے

هم القوم فاقوا العالمين مناقبًا | محاسنہا تحکے وایا تھا تردی  
وی اہمیت لوگ وہ قوم ہیں جو فوق لیکنے سب عالم پر از روی مناقب کے  
خوبیان اُنکی حکایت کیجاتی ہیں اور آیات اُنکے روایت کئے جاتے ہیں

موالاتهم فرض وجہہ ہمدی | وطاعتهم ودع وودہم تقویٰ

تو یعنی دوستی اُن لوگوں کی فرض ہے اور محبت اُن لوگوں کی ہدایت ہے اور  
طاعت یعنی تابعداری اُن اہمیت کی ودع یعنی پرستگاری ہے اور محبت اُن  
لوگوں کی تقویٰ ہے۔ اب سنیان تفضیل شیخین معاویہ شاہی کی خدمت میں  
عرض یہ ہے کہ اصل مذہب قدیم اہلسنت کا یہ ہے کہ اوپر مذکور ہوا اور آپ لوگ  
کسوطی مذہب بنی کورسوا و خوار کرتے ہیں اور اس توہین علی اور عداوت اہلسنت  
اب پکوکیا فائدہ ہوگا کہ کچھ امید حکومت شام و امید حکومت ملک یمن میں ہیں اور معاویہ کا کچھ  
خوف اور شکی و ترخوان اچھا کہا نا لیا گیا پس ای خدا انصاف کر کی روح رسول کوراضی کیجی

## فصل ۹۲

ذکر امام دوم تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۶

آلہ الحسن بن علی بن ابی طالب یکتی با محمد یلقب بالتقی السید امام فاطمہ بنت رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ولد بالمدينة في منتصف رمضان سنة ثلاث من الهجرة وتختلف  
سنة اشهر توفي بالمدينة خمس لسان خلون من بيع الادل سنة خمسين قيل سنة تسع  
واربعين وكان عمره سبعا واربعين سنة ودفن بالبقيع

ترجمہ دوسری اُن بارہ اماموں کے حسن ابن علی ابیطالب ہیں اور کنیت آپ کی ابو محمد اور لقب آپ کا تقی اور سید ہر اور مان اُنکی فاطمہ بیٹی رسول اللہ کی ہیں اور پیدا ہوئی وہ مدینہ میں نصف رمضان سنہ ہجری پنجم اور خلیفہ رہی چھ مہینے اور وفات پائی مدینہ میں تباہ پنجویں ربیع الاول سنہ ہجری پنجم اور بعضوں نے کہا سنہ ہجری پنجم اور عمر آپ کی تھی ستیالیس برس کی اور دفن ہوئے جنت البقیع میں۔ تباہ ابوالفدا ترجمہ اردو جلد اول صفحہ ۴۴۴ جب حضرت امام حسن نے دیکھا کہ لوگوں کا یہ حال ہے اسوقت حضرت امام حسن نے معاویہ کو ایک نامہ باین مضمون لکھا کہ اگر چند شرطیں تم مان لو تو مجھ کو تمہاری اطاعت منظور ہو معاویہ نے مان لین وہ شرط یہ ہیں ایک شرط امام حسن نے یہ کی تھی کہ جو روپیہ بیت المال کو فہم میں ہو مجھ کو دے اور دوسری شرط جو فارس سے آتا ہو وہ دیا کرو اور حضرت علی کو پورا نہ کہا کرو اُسے یہ شرطیں مان لین الا سب علی سے انکار کیا اور کہا علی کو گالی بیشک دوں گا جب امام حسن علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ شرط نہیں مانتا لاچار یہ کہا کہ جس مجلس میں مجھ کو پامیری سامنی حضرت علی کو گالی نہ دو اُسنی منظور کیا اور کہا اچھا تمہاری سامنی نہ کہیں گے لیکن پھر اُس شرط کو بھی پورا نہ کیا اور کہتی ہیں کہ چار لاکھ درہم آئیں پاس مجھ آئے اور خراج وارجہ کا کہی نہ بھجوا یا۔

واہ واہ سنی صاحبان ذرا آپ اپنی مسئلہ خطای اجتہادی کو غور کیجی گا کیا یہ خطا اجتہادی ہے کہ جو معاویہ کو اوپر گالی دینے حضرت علی کے اسقدر اصرار تھا اور اس فعل سے ہم تو اُسکو کافر سمجھتی ہیں اور حضرت امام حسن علیہ السلام میں صفت علم و حلم اور جو دو کرم کی بہت غالب تھی اور عبادت کا یہ حال تھا کہ بروایت حافظ ابو نعیم کے پیش مرتبہ اور بروایت کتاب صفوة الصفوة کے پندرہ مرتبہ حضرت

امام حسن نے مدینہ سی پیادہ یا اگر کے مکہ میں حج ادا کیا

مناقب مرتضوی غریبی صفحہ ۱۸۲

ولیس معاویہ بن ابی سفیان ان یعهد الی احد من بعدہ عہدہ  
واولاد ہوں بل یكون الامور شولی بین المسلمین ترجمہ اور نہیں حق ہو  
معاویہ بن ابی سفیان کو کہ عہدہ خلافت اپنا دی کسی کو اپنے بعد اور اولاد  
اُنکے بلکہ ہو گا وہ امر خلافت کا محول اوپر شور سے کے۔

وفم معاویہ نے برخلاف اس شرط کے یزید اپنی بیٹا کو خلیفہ مقرر کیا سبحان اللہ  
یہ کیا خطای اجتہادی ہو اور چونکہ سنیوں کو صرف حمایت معاویہ تک غرض ہے  
اور خاص حضرت امام حسن علیہ السلام پر کچھ جڑائی نہیں ہو اس واسطی اسقدر پر  
اکتفا کیا گیا مگر چونکہ انتقال حضرت امام حسن علیہ السلام کا زمانہ حکومت معاویہ  
کے ہوا اور حمایت معاویہ تک سنیوں کو اہتمام ہو سو اس واسطی چند خیالات سنیوں  
اس جگہ پر مذکور ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ کتاب کیمیای سعادت میں مذکور ہے کہ فلاں  
شخص نے خواب میں حضرت علی کو دیکھا کہتے ہوئے قضی فی ربوب الکعبۃ  
یعنی فیصلہ خدا کا ہماری حق میں ہوا قسم ہی رب کعبہ کی اور بعد اُسکی اسی خواب  
میں معاویہ کو دیکھا کہتی ہوئے کہ غفر لے ربوب الکعبۃ یعنی مغفرت کی گئی  
میرے قسم ہو رب کعبہ کی سو اس قسم روایت خواب ظاہر کہ جب تجویز اور تحقیق میں  
کوئی بات بن نہیں پڑی تو ایک خواب ایک شخص کا روایت کیا گیا حالانکہ خواب  
ہر شخص کا موافق خیال اُس شخص کے ہوتا ہو اور ہر طرح کا خواب مطلقاً قابل دلیل  
کے نہیں ہو اور البتہ خدا پر بات پر قادر ہو مگر عادل اور منتقم حقیقی بھی ہو پس کنوینر  
ہو سکتا ہو کہ معاویہ ایک دشمن محاص حضرت علی کا جو لعنت حضرت علی پر کرتا ہوا

مرگیا سو ایک بارگی تمام عدل اور انصاف خدا کا معطل رہ کر کے اس طرح چرے تکلف  
 مغفرت اُسکی ہو اور ظاہر ہو کہ یہ خواب ایک سنی کا خواب ہو اور آیا حقیقتِ خضر  
 علی کی کچھ معرض شبہ اور بحث میں تھی کہ جو محتاج اس قسم خواب کی ہو کہ فیصلہ حق  
 علی کے ہو اور اس جگہ پر قول عزیزی سید فخر الدین پس سید فرزند علی مرحوم پر اور  
 خالہ زاد کا میرے ہمو بہت پسند ہوا کہ یہ دونوں فقرے درحقیقت نقیض یکدیگر  
 ہیں سو اسطی کہ اگر فیصلہ حق حضرت علی کے ہو تو مغفرت معاویہ کے کیا معنی ہیں  
 اور اگر مغفرت معاویہ کی ہو تو فیصلہ حق علی کے کیا معنی ہیں غرض یہ خواب  
 معاویہ کے دیکھنے کا مطلقاً قابل استدلال کے نہیں ہو بلکہ یہ اُس قسم کا ایک خواب  
 پریشان ہو کہ جیسا بوستان میں مذکور ہو

ندائم کجا ویدہ ام در کتاب [ ] کہ ابلیس را دید شخصہ خواب

دویم یہ کہ بلا خطہ کتاب استقصاء الانحاج جواب منتہی الکلام و تحفہ اثناعشریہ وغیرہ  
 کتب کلاسیہ فریقین کے صاف صاف ظاہر ہوتا ہو کہ مذہب شیعہ کا جس قدر کہ  
 علم و تلاش آدمی کی بڑھتی جاتی سو اسقدر غالب تر اور مجال سنیوں کا تنگ تر  
 ہوتا جائیگا سو واسطے نجات اس مختصہ کے سنیوں کی یہ عادت اُنکے واسطے خوب  
 محافظ ہو کہ سنیان زمانہ کسی طرحی تقریر اور بحث پر نہیں چڑھتے ہیں اور شیعہ  
 بی تکلف ہر جگہ پر تقریر اور بحث کرنے کو مستعد اور حاضر ہو جاتا ہو اور حق یہ ہو  
 کہ ہم شیعہ سے کچھ مقابلہ کسی بات میں نہیں کر سکتی ہیں اور ہکو معلوم ہوتا ہو کہ شیعہ  
 لوگ تا اسکان خلفای ثلاثہ کو بادشاہان اسلام سے مان لین کہ آخر در میان خلفا  
 ثلاثہ اور معاویہ کے کچھ فرق و تمیز رکھنا قرین انصاف ہو کہ اگرچہ کوئی شخص ان خلفا  
 ثلاثہ کا اس الزام سے کہ ساتھ حضرت علی کے بے پروائی ان اور کج ادائیماں ان



تینوں صاحبوں سی ہوئیں بری نہیں ہو سکتا ہے مگر بات اس قدر ہے کہ دین اسلام کو خوب پھیلا اور واسطی جانشینی اپنے وارث کے کوئی بند و بست نہیں کیا اور انکی تمام معاملات سے کچھ کچھ ادب بھی کرنا ان سبھوں کا بہ نسبت اہلیت کی ظاہر ہوتا ہے اور باوصف اس قدر جدوجہد کرنے واسطے اشاعت اسلام کے اگر یہی لوگ منافق اور خایج از اسلام بھی جائیں تو سوای اسکے کیا بات کہی جائیگی کہ نیکی برباد گناہ لازم یا یہ کہ جسکے واسطی چوری کیجی وہی کسے چور اور ایسی شیعہ عالم کو ہم جانتے ہیں کہ جو خلفائی ثلاثہ کو مسلمان مان لیتی ہیں و فضیلت شیخین کا کیا کرے کہ ہم مگر فضیلت ثابت کرنے میں بھی شیخین کے بہت تنگ ہیں سو ہم یہ کہ ایک سنی صاحب کا خیال یہ دیکھا گیا کہ فضیلت حضرت امیر علیہ السلام کی جو کچھ کہتے ہیں امام شافعی و حنفی وغیرہ سے پائی جاتی ہے سو یہ سب باتیں از قسم کلمات فقر اور تصوف کے ہیں مگر تفصیل شیخین ایک مرشرعی ہے سو یہ خیال محض ایک مغالطہ و دکھو کا ہے سو واسطی کہ فضیلت حضرت امیر علیہ السلام کی قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور حنیف اور افسوس ہے اور پر ایسے خیال کے کہ جو اعتقاد فضیلت حضرت امیر علیہ السلام کا بیرون از شرع سمجھا جائے چہ مارہم یہ کہ ایک سنی صاحب کا یہ خیال دیکھا گیا کہ ذات حضرت امیر علیہ السلام کئی ایسی نہیں ہے کہ اختلافات معاویہ وغیرہ سے انکو تکرر ہو سو یہ خیال بھی محض ایک دکھو کا ہے سو واسطی کہ خود حضرت علی علیہ السلام کو بمقتضای کمال صفا طبیعت انکے تکرر ہو یا نہ ہو مگر خدای عادل موجود ہے سو یہ لعنت کرنا معاویہ کا بے انتقام پانیکے نہیں رہ سکتا ہے۔

نتیجہ یہ کہ بعض سنیوں کا خیال یہ ہے کہ معنی تو لا کے صرف اس قدر ہیں کہ آدمی

محیّد حضرت امیر علیہ السلام و مناقب اہلبیت کو یاد کرے اور ذکر اور خیال اپنے  
 دشمنوں کا کچھ ضرر نہ مین ہو مگر ہم سمجھتی ہیں کہ تو لائے تیرا کے کیونکر درست ہو سکتا  
 ہو یعنی جب تک کہ معاملات دشمنوں اور حریفوں کا ذکر اور خیال نہ کیا جائے  
 تو فضیلت حلم اور علم وغیرہ صفات ذاتی حضرت علی کے کیونکر معلوم ہو سکتی ہو  
 اور یہ فرمائش تو اُس قسم کی ہو جیسا کہ ایک شخص کہی کہ برف کو سفید جانو مگر  
 کوئی کی سیاہی مت خیال کرو حالانکہ خوبی سفیدی برف کی بغیر مقابلہ اور رنگوں کے  
 کیا معلوم ہو سکتی ہو جیسا کہ ایک شخص اندھا مادر زاد اگر سو بار برف کو سفید کہی تو  
 اس سے کیا مقابلہ درمیان برف اور کوئلہ کی اسکی خیال میں آ سکتا ہو۔  
 ششم یہ کہ ایک سنی صاحب کی یہ تقریر تھی کہ عیب جوئی معاویہ کی کیا ضرر ہے  
 کہ بجای اسکی دو کوڑ پڑھنا بہتر ہو سو جواب اس خیال کے اسقدر کہنا بس ہے  
 کہ اگر یہ قول درست ہو تو شیطان کو برا کہنا کیا ضرر ہو کہ خدا کو یاد کرنا کافی ہے  
 مگر حقیقت حال یہ ہو کہ جو شخص جیسا ہو گا ویسا سمجھا جائیگا اور اُسی طرح اُسکا  
 ذکر بھی کیا جائیگا۔

ہفتم یہ کہ ایک سنی صاحب نام معاویہ کا درمیان حضرت امیر المومنین رضی اللہ  
 عنہ کے لیکر کے ہمسایہ کہہ گا کہ خلافت معاویہ کی از روی مصالح امام حسن کی ہوتی  
 تو اب حقیقت خلافت معاویہ میں کیا گفتگو ہو سکتی ہو سو اسکا جواب یہ ہو کہ یہ تسلیم خلافت  
 کی ہرگز از روی مصالح کے صحیح طور پر نہیں ہوئی کہ اسبات کو دیکھنا چاہی کہ کس  
 حالت مجبوری میں حضرت امام حسن علیہ السلام نے بوجہ نہیں ہونے اعدا و انصار  
 کے یہ خلع خلافت کا کیا اور ہر گاہ اصل خلافت تیس برس تک اور بعد اسکی پچیس سال  
 حضرت رسول کیو اُسطی ایک ملک عضو یعنی ایک بادشاہ گزندہ کے تھی تو کیا

کمال ہو بلکہ بات یہ کہ معاویہ ایک بادشاہ گزندہ ہوا اور ہر گاہ اسکو لعنت کرنی پر حضرت علیؑ کے آخر عمر تک کمال اصرار رہا تو ذکر اسکی نام کا درمیان حضرت امیر المومنین اور رضی اللہ عنہ کے کیا معنی رکھتا ہے۔

اشعار مرغوبہ در مدح امام حسن علیہ السلام زیویان وفا فی شہر سمری  
 نہ ہر کس شد مسلمان میتوان گفتش کہ سلمان شد  
 والی ذو المنن یعنی حسن آن خسرو خوبان  
 نہ جانش باعث جفت نہ بغضش موجب جان  
 گویا انصار و یاری داشت آنم ظلم بی یار  
 زنا جاری بیعت داد و ستاد بی لشکر  
 گویا بیت کہ از شمشیر خوردن صعب بود  
 گویا تب کہ آتش بسبی زنده تیر بودش  
 دو سبط مصطفی دادند جان از آب بی آن  
 حسین پیش از شہادت گزشتان تیر شد اما  
 حسین اگر علی کہ شد از دست خسان  
 وفا فی گریہ غم ہائش بگویند یا صف محشر

اگر او ان پیش سلمان شد و اگر مسلمان شد  
 کہ ہر جز از عدم با قدرتش ممکن را مکان شد  
 کہ جانش تخص جفت گشت و بغضش عین نیران شد  
 کہ ہر جور و جفائی شد بروز انصار و یاران شد  
 چہ یکان نبودش یا در آخر کار شل نیسان شد  
 چہ او بازادہ سفیان قرین عہد و پیمان شد  
 ہمان آبی گزان مرغ دلش در سینہ بریان شد  
 ز بی آبی حسین اما حسن از آب بی جان شد  
 حسن بعد از شہادت نعلش پاکش تیر باران شد  
 حسن ہم قاشمش پا مال ز سم ستوران شد  
 بیان کے میتواند زان کی از صد ہزاران شد

### فصل ۹۵ ذکر امام سیوم

تاریخ الخمیس مذکورہ بالا صفحہ ۲۸۶ - الثالث الحسین بن علی ابن طالب یحییٰ الباعی اللہ  
 ولقب بالشہید السیدامہ فاطمۃ الزہراء ولہ الملتیوم الثلاثا الرابع من شعبان سنۃ  
 اربع من الهجرة وفي الصفوة استشهد يوم الجمعة وقيل الثلاثا يوم عاشوراء  
 في المحرم سنة احدى ستين من الهجرة وهو انست في خمسين سنة وثمانين من الهجرة

تیسری آن بارہ اماموں کے حسین ابن علی ابن ابیطالب ہیں کینت آنکے  
ابو عجد انتد لقب شہید اور سید ہو اور مان آنکی فاطمہ الزہراء ہیں اور پیدا ہو  
مدینہ میں بروز منگل چہارم شعبان سنہ ہجری کے اور کتاب صفوۃ میں ہو کہ  
شہید ہو ہی بروز جمعہ اور بعضوں نے کہا بروز منگل تاریخ دہم محرم کے اور  
وہ تھی اسوقت میں بعمر ۶۷ برس پانچ مہینے کے جیسا کہ قریب ہو کہ آویگیاں گکا

### مناقب مرتضوی عربی صفحہ ۱۹۸

اشعار حضرت امام حسین علیہ السلام ہنگام واقعه کربلا

نمبر غدا القوم وقد ما رغبوا | عن ثواب الله رب الثقلين

غدر کیا قوم فی اور نہ بھیرا دن لوگون فی ثواب سی خدای رب الثقلین کے قدیم سی

نمبر ۲ قتلوا قد ما علیا وابنه | حسن الخیر کویرا لا بوہن

قتل کیا آن لوگون نے قبل اسکی علی کو اور اسکی بیٹا کو یعنی حسن کو جو نہایت نیک تھا  
اور جسکے ماباپ دو نون کریم تھے

نمبر ۳ حسدا منهم وقالوا اقتلوا | تقتل الان جمعا للحسین

بوجہ حسد کے ان اہلبیت کی طرف سی اور کہا ان لوگون نے مار ڈالو ڈاب  
قتل کر نیگے ہم سب کو حسین کے مارنے سے

نمبر ۴ خیرۃ الله من الخلق الی | ثم امی وانا بن الخیرین

پسندیدہ تر اللہ کا خلق میں سے باپ میرا ہی ڈ بعد اسکے مامیری ہو اور ہم بیٹے  
ہیں دونیک تر آدمیوں کے

نمبر ۵ فضة قد صغت من ذهب | وانا الفضة وابن الذهبین

ایک چاندی ایسی ہو کہ تحقیق کہ گلائی گئے ہو ایک سوئے سے ڈ در حالیکہ ہم

جاندی ہیں اور بیٹے و سونا کے۔

نمبر من لہ جدد کجدی المصطفیٰ احمد المختار نو ظلمتین

کوہ شخص ہو کہ اسکا دادا ہو مثل ہماری دادا مصطفیٰ کے جو کہ احمد مختار ہر روشنی  
دونوں اندھیروں کے۔

نمبر فاطمة الزهراء امی و انے قاصد الکفر بدو و حنین

فاطمہ زہرا ان میری ہیں اور باب میری توڑنیوالی کفر کی ہیں جنگ بدر اور جنگ حنین میں۔

نمبر ولہ فی یوم اُحُد و قہ شفت الغل بعض العسکرین

اور اس باب کو میری سیج روز جنگ احد کے ایک واقعہ ہو کہ جو کہ شفا دیا پس  
کو ساتھ دیا دینے لشکر اے طرفین کے۔

نمبر نیر بالا حزاب و الفتح معاً کان فیہا حافل لوشین

اور بعد اسکی سورہ احزاب اور فتح میں ایک ساتھ تھے اُسمین تالی دونوں تہوکی

نمبر من لہ عمر کعبہ جعفر ذوالجناحین اصیل اللہین

کو شخص ہو کہ جسکو چچا ہو مثل چچا جعفر طیار میرے کے صاحب و بازو کا  
اور اصیل و دونوں نسب ما اور باب کا۔

نمبر والدی شمس و امی و تمر وانا الکوکب ابن النیرین

باب میرا یعنی علی آفتاب ہیں اور ما میری یعنی فاطمہ مہتاب ہیں اور میں ستارہ ہوں  
اور بیٹا و تیرا عظم آفتاب و ماہتاب کا ہوں

نمبر الخن اصحاب لعا خمسنتا قد ملکنا شرقھا و المغربین

ہم لوگ سیادت کی کملی والی ہیں پانچوں ہم لوگوں کی تحقیق کہ مالک ہوی ہم لوگوں کو  
ان پنج آدمیوں کے اور دونوں یورپ اور چین کے۔

میرا سخن حبرِ نیکل غدا سادہ سنا | ولنا الکعبۃ فخر محمد میں  
ہم لوگ ایسی ہیں کہ جبریل کل کو ہوگا چٹھان ہلو گون کا اور ہم لوگوں کا ہر کعبہ  
اور بعد اسکے دونوں حرم مکہ اور مدینہ کے۔

میرا امۃ المختار قر و اعینا | فغدا یسقون من کف الحسین  
است فی رسول مختار کی ٹھنڈی کی آنکھیں اپنی یعنی ہماری قتل سی ڈاپس کل کے  
روز بلائی جائیں گی وی لوگ ہاتھ سی حسین کے یعنی ہاتھ سی حسین کے سزا دی جائے  
وی لوگ اور چونکہ سنیوں کو حمایت یزیدی کچھ غرض نہیں ہر بلکہ شرح عقائد نسفی میں  
یہ عبارت ہو کہ لا نوقف فی لعن یزید و اعوانہ و انصارہ یعنی ہم سنی لوگ نہیں  
توقف کرتے ہیں لعنت کرتے ہیں اور یزید اور اعوان اور انصار اسکی سوا سوا سطلی  
ہم اسقدر پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ اگر کتاب عربی اسرار الشہادت کہ بلا ملا آقا سے  
در بندی اور دیگر کتب تواریخ سی کچھ حالات واقعہ کہ بلا کے لکھے جائیں تو یہ کتاب بہت  
طویل ہو جائی اور کسکو طاقت ہو کہ ان سب حالات کو لکھے اور اسقدر لکھنا کافی  
ہو کہ حضرت عائشہ فی جو نبیا و خرابی اہلبیت کی ڈالی تھی سو وہ قصہ یزید کے ہاتھ سی  
پوری طرح ختم ہوا کہ واقعہ کہ بلا میں سوای امام چہارم امام زین العابدین علیہ السلام  
کے کوئی مرد و خاندان نبوت کا نہیں بچا اور باقی سب باریگی اناللہ وانا الیہ راجعون

### فصل ۹۶ ذکر امام چہارم

تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چہارم مصر ص ۲۸۶۔

الرابع علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب و یکنی ابا الحسن وقیل ابا محمد  
وقیل ابا بکر و لقب بزین العابدین و السجاد ولد بالمدينة سنة ثلاث  
و ثلاثين من الهجرة وقیل سنة ثمان و ثلاثين وقیل سنة و ثلاثين و ثلاثين

امر ولد اسمها غزالہ کذا فی الصفوة وقال فی شواہد النبوة اسم امہ  
 شہربانو بنت یزدجرد من اولاد نو شہروان العادل انتہی و فی  
 حیوة الحیوان قال ابن خلکان کانت امہ سلامۃ بنت یزدجرد  
 الخرمی ملوک الفرس و ذکر الزمخشری فی ربیع الا برادران یزدجرد کان  
 ثلاث بنات سبین فی زمن عمر بن الخطاب فحصلت واحدة منهن  
 لعبد اللہ بن عمر فاولد لها سالما والاخری لمحمد بن ابی بکر فاولد لها  
 قاسما والاخری للحسین بن علی فاولد لها علیا زین العابدین  
 فکلهم بنو خالۃ وهو علی الاصغر فاما علی اکبر فانه قتل مع الحسین  
 وکان علی هذا ایضا مع ابيه وهو ابن ثلاث وعشرین سنة الا انه  
 کان مرضیا ناما علی فراش فلم یقتل و فی حیوة الحیوان استبقی  
 تصغر سنہ لانه قتلوا کل من ابنت کما یفعل بالکفار قاتل اللہ فاعل ذلک  
 واخذوا ولعنه وتوفی بالمدينة فی الثامن عشر من المحرم سنة اربع و تسعين  
 وقيل خمس تسعين دفن بالبقيع وهو ابن ثمان وخمسين سنة وضحیٰ هناك  
 فی قبة معروفة بقبة العباس روى الحديث عن ابيه وعمه الحسن جابر  
 وابن عباس المسور بن مخزومة وابی هريرة وصفية وعائشة وام سلمة امهات المؤمنين  
 ترجمہ چوتھی امام علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہیں اور کنیت انکی ابوالحسن  
 اور بعضوں نے کہا ابو محمد اور بعضوں نے کہا ابو بکر اور لقب انکا زین العابدین اور سجاد  
 پیدا ہوئی مدینہ میں ۳۵ ہجری میں اور بعضوں نے کہا ۳۷ ہجری میں اور بعضوں نے کہا  
 ۳۸ ہجری میں اور ما انکی ام ولد ہیں نام انکا غزالہ ہے جیسا کہ کتاب صفوة میں ہے  
 اور صاحب شواہد النبوة نے کہا ہے کہ نام انکی ما کا شہربانو بیٹی یزدجرد کی بہن اولاد



نوشیروان عادل کے منشی ہوا قول سکا اور کتاب حیوۃ الحیوان میں کہا ابن خلکان  
 نے کہ ماہی کی سلامتی تھی بڑی زبرد اور بادشاہان فارس کی اور ذکر کیا زرخشی  
 نے کتاب بیح الابرار میں کہ تحقیق کہ زبرد کو تھیں تین بیٹیاں جو قید ہوئیں زمانہ عمر  
 ابن الخطاب کے پس ایک انجین سی ملی عبداللہ ابن عمر کو کہ جس سے پیدا ہوئی سالم اور  
 دوسری محمد ابن بکر کو کہ جس سے پیدا ہوئی قاسم اور تیسری حسین ابن علی کو کہ جس سے  
 پیدا ہوئی امام علی زین العابدین پس کل وہ لوگ یعنی سالم اور قاسم اور امام زین العابدین  
 آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں اور وہ امام زین العابدین علی اصغر ہیں ہوا سطلی کہ علی اکبر  
 قتل ہوئی ساتھ حسین کے واقعہ کربلا میں اور یہ علی اصغر اپنی باپ امام حسین  
 علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں تھے در حالیکہ انکا سن ۲۳ برس کا تھا مگر وہ علی اصغر  
 بیمار تھے جو بیچاؤن پر پڑے رہتے تھے اور اسو اسطلی قتل نہیں ہوئی اور کتاب  
 حیوۃ الحیوان میں کہ امام زین العابدین چھوڑ دی گئی بسبب صغیر سن انکی اسو اسطلی  
 کہ وہ قاتلان کربلا کے قتل کرتے تھے کل اس شخص کو جو کہ کمال جوانی کو پہنچی جیسا کہ  
 یہ کام کیا جاتا ہے ساتھ کافروں کے اور قتل کرے اللہ فاعل کو اس فعل کے اور  
 رسوا کرے اسکو اور لعنت کرے اسکو اور امام زین العابدین مرے مدینہ میں بتاریخ  
 ۸ محرم ۹۴ ہجری کے اور بعضوں نے کہا ۸ شعبان ہجری میں اور دفن کئے گئے جنت البقیع  
 میں بعد ۸ برس کے اور روضہ انکا اس قبہ میں ہے کہ جو مشہور ہے ساتھ قبہ عباس کے  
 اور یہ امام زین العابدین روایت حدیثوں کی کرتے ہیں حسین اپنی باپ سے اور  
 حسن اپنی چچا سے اور جابر اور ابن عباس اور مسور ابن مخزومہ اور ابو ہریرہ اور صفیہ  
 اور عائشہ اور ام سلمہ مادران مومنین سے فقط اور چونکہ خاندان دوازہ امام کو  
 خداوند تعالیٰ فی ساتھ علم روحانی کے مخصوص کیا ہوا اسو اسطلی تیمنا و تبر کا کتاب

صحیفہ کاملہ سے جو کہ زبور پہلوگ مسلمانوں کا ہے اور یہ کتاب بالتمام دعاؤں سے معمور ہے  
دو چار فقری دعائی اول کتاب مذکور سے اس جگہ پر نقل کئے جاتے ہیں تاکہ  
بلندی خیالات امام چہارم کی معلوم ہو اور تمام اس کتاب کے دیکھنے سے یہ بات  
معلوم ہوتی ہے کہ بندہ کو کس خشوع و خضوع اور خلوص دل سے خداوند تعالیٰ سے  
دعا مانگنی چاہیے الحمد للہ الاول بلا اول کان قبلہ والاخر بلا اخر یكون بعدہ  
الذی قصرت عن ذیئہ ابصار الناظرین وعجزت عن نغته او ہامر الوصفان  
ابتدع بقدرتہ المخلوق ابتداء و اختر عہدہ علی مشیتہ اختراعاً و سلاکاً  
طریقاً و ارادۃ و بعثہم سبیل محبتہ لایملکون تاخیر عاقبتہم لایستطیعون نقی ما لی ما اخرہم  
تسبیح سب تعریف ہے اس اللہ کو کہ جو سب سے اول ہے کہ جو کوئی دوسرا اول نہیں  
ہے کہ جو قبل اسکی ہو اور ایسا آخر ہے کہ کوئی دوسرا آخر نہیں ہوگا کہ جو اسکے بعد ہو  
ایسا امتد ہے کہ دیکھنے سے اسکی آنکھیں نگاہ کریں والوں کی قاصر ہیں اور صفت کہنے  
سے اسکی خیالات صفت کریں والوں کی عاجز ہیں اور اپنی قدرت سے پیدا کیا خلق کو  
پیدا کرنے کے اور اختراع کیا ان سبھوں کو موافق خواہش اپنی اختراع کرنے  
کے پس چلایا اس خلق کو اوپر طریق ارادہ اپنی اور برائیت کیا اس خلق کو اپنی  
محبت کی راہ میں درحالیکہ سب لوگ نہیں قادر ہیں موخر کہنے پر کوئی چیز کے کہ جسکو  
امتد نے مقدم کیا انکے واسطے اور نہیں قادر ہیں مقدم کریں کو اس چیز کے کہ جسکو  
اللہ نے اُسے موخر کیا ہے اور اس جگہ پر چند اشعار قصیدہ فرزوق کے لکھے جاتے  
ہیں کہ جسکا قصہ یہ ہے کہ شہام ابن عبد الملک ابن مروان بایام بادشاہت اپنی باپ کے  
حج کعبہ کو آیا اور جب وقت طواف کے آیا کہ حجر اسود کو بوسہ دی تو بسبب اثر وہاں  
خلایق کے حجر اسود تنگ نہیں بھونچ سکا اور ایک کنارہ منبر پر سی حجر اسود کو دیکھتا

اور سر داران ملک شام بھی اُسکے ساتھ تھے کہ اس حال میں حضرت امام زین العابدین  
طواف کو آئے اور جب حجر اسود کے پاس پھونچے تو خلقت پھٹ کر کے الگ ہو گئی  
اور آپ نے بے مزاحمت خلق کے بوسہ دیا تب ایک شامی نے ہشام ابن عبد الملک سے  
پوچھا کہ یہ آدمی اس قدر جاہ و جلال کا کون ہے کہ خلقت اس قدر طہیت اور تعظیم کی  
کرتی ہے ہشام اس خیال فاسد سے کہ مبادا شام کی لوگ اُسکی طرف رجوع کر دیں  
تجاہل کر کے کہا کہ ہم نہیں پہنچتے ہیں اور اتفاقاً فرزدق شاعر بھی اُس مجمع میں تھا  
سو یہ گفتگو شامی و ہشام کی سن کر کہ بہ تقاضا می غیث ایمانی کے یہ قصیدہ  
فی البدیہہ کہا کہ جو ہشام یہ قصیدہ سن کر کے غضب میں آیا اور اُس فرزدق کو قید  
کیا اور اس قصیدہ کی ایک شرح فارسی جناب مولوی جمیل احمد صاحب بلگرامی  
رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کی ہے اور اسمین ایک مثنوی منظوم ملا عبد الرحمان جامی  
کی کتاب سلسلۃ الذہب سے خوب نقل کی ہے کہ جو گویا ترجمہ فارسی تمام قصیدہ عربی فرزدق

نمبر ہذا الذی تعرف البطام وطائہ

والبیث تعرفہ والحل والحرام  
یہ وہ شخص ہے کہ مکہ جای قدم کو اُسکے پیچھا تھا ہے اور خانہ کعبہ اُسکو پیچھا تھا ہے اور  
حل و حرم اُسکو پیچھا تھے ہیں۔

نمبر ہذا ابن خیر عباد اللہ کلہم

هذا التقی التقی الطاهر العاکم  
یہ بیٹا بہترین تمام بندگان خدا کا یعنی یہ بیٹا رسول اللہ کا ہے یہ پرہیزگار اور پاک اور  
طاہر اور سر دار ہے

نمبر ہذا ابن فاطمۃ ان کنت جاہلہ

ربجدہ انبیاء اللہ قد حقوا  
یہ بیٹا طاہر کا ہے اگر تو بخیا تھا ہو اُسکو تو ساتھ چلے گی پیغمبر ان خدا کی تحقیق کہ ختم کئی گئی  
نمبر اللہ شرفہ قدما وعظمہ

جوزی بیکلاف لیسہ لوحہ القلم

اللہ فی شرف دیا اسکو قدیم سی اور عظیم کیا اسکو : اور ساتھ اس بات کے یعنی ساتھ شرف اور عظمت اسکے لوح محفوظ میں آسکے قلم جاری ہوا۔

نمبر فلیس قولك من هذا بضاعة العرب تعرف من انكرت في الجمع

پس نہیں ہو قول تیرا کہ یہ کون شخص ہو کچھ گزند بھیونچا نیوالا اسکو : اہل عرب بھی جانتی ہیں کہ کس شخص سی انکار کیا تو نے اور اہل عجم بھی جانتے ہیں۔

شپرہ گروصل آفتاب نحو ابد رونق بازار آفتاب نکاہد

نمبر مقدم بعد ذکر اللہ ذکر ہمہ فی کل بد و مختوم بہ الکلام

مقدم ہو بعد ذکر خدا کے ذکر ان اماموں کا : ہر ابتدا کی کار میں اور کلام ختم ہوتا ہو کئی کر پور

نمبر من يعرف الله يعرف اولیہ ذا والدین من بیت ہذا نالہ کام

جو شخص کہ بھی جانتا ہو خدا کو پہچانتا ہو اولیت کو اس شخص کے اور دین کو گھر سی اس

شخص کے اور ہر ملوک اسطی اسکی امت لوگ ہیں

فصل شانوی ذکر امام یحییٰ

تاریخ الخلیس عربی چہایہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۶۔

والخامس محمد الباقر بن علی بن الحسين بن علی بن ابی طالب امیر عبد اللہ فی

بنت الحسن بن علی بن طالب یکنی اباجعفر لقب بالباقر لقبه فی العلم وهو توسعه

فیہ ولد بالمدينة يوم الجمعة ثالث صفر سنة سبع وخمسين من الهجرة قبل

قتل الحسين بثلاث سنين اولاده جعفر عبد الله وامهما فروة بنت القاسم

ابن محمد بن ابی بکر الصديق و ابراهيم و علی و ذینب و امر سلمة توفي بالمدينة

سنة سبع وعشرة ومائة وقيل ثمان عشرة وقيل اربع عشرة وهو ابن ثلاث وسبعين

سنة وقيل ثمان وخمسين وقيل سبع وخمسين وقبره بالبقيع عند باب القبا في الصفوة

مترجمہ اور پانچویں امام محمد باقر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابوطالب ہیں اور ما انکلی  
عبداللہ کی فاطمہ بین بی بی حسن ابن علی ابن ابیطالب کی اور کنیت انکی ابو جعفر سی  
اور لقب انکا باقر ہے بسبب بتقر انکی بیچ علم کے اور معنی اس بتقر کے وسعت انکی  
ہے اس علم میں اور پیدا ہوئی مدینہ میں بروز جمعہ ۱۲ صفر ۳۰ ہجری تین برس قبل شہاد  
حسین کربلا کے اور اولاد انکی جعفر یعنی امام جعفر صادق اور عبداللہ ہیں کہ ماون  
دونوں کی ام فروہ بی بی فاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق کی ہیں اور اولاد امام محمد باقر کے  
ابراہیم اور علی اور زینب اور ام سلمہ ہیں اور امام باقر مرے مدینہ میں ۱۷ سالہ ہجرت میں  
اور بعض نے کہا ۱۸ سالہ ہجرت میں اور بعضوں نے کہا ۱۹ سالہ ہجرت میں اور انکی عمر تھی ۳۷ برس  
کی اور بعضوں نے کہا ۸۷ برس کی اور بعضوں نے کہا ۷۷ برس کی اور قبر انکے  
جنت البقیع میں ہے نزدیک قبر باب انکی قبہ عباس میں اسطرح چر مذکور ہے کتاب صفوۃ میں فقط  
اور اس عرصہ میں ہماری پاس ایک کتاب عربی باسم مدنیہ معاجز الائمة الاثنی عشر  
تصنیف ملا سید ہاشم بحرانی مصنف کتاب غایت المرام کی جو طہران میں چھپی ہے  
بذریعہ جناب مرزا محمد شیرازی صاحب کے بمبئی سے چھوٹی کہ یہ کتاب بہت ضخیم ہے کہ  
جو مشتمل ہے اوپر ۷۲۵ صفحہ کے اور ہر صفحہ مشتمل ہے ۳۷ سطروں پر اور تمام اس کتاب  
میں ہجرات اور کرامات و اذدہ امام کے مندرج ہیں سو پوچھنا اس قسم کتاب نادر کا  
ایک محض فضل الہی ہماری حال پر ہے اور اس کتاب سی اس سالہ تحقیق میں کچھ  
حدیث بقدر ضرورت نقل کی جائیگی۔

کتاب مدنیہ معاجز الائمة الاثنی عشر باب پنجم بذکر ہجرات حضرت امام محمد باقر کہ جس میں  
۱۱۸ معجزہ مذکور ہے صفحہ ۳۲۳۔

حلیف بروایت ابو علی محمد فقال لا یسعک جابر فالتذہ جابر فقبل ینعیہ ضعیف

الصدوق فقال هكذا اوصاني رسول الله وقال لي جابر يولد لعلي بن الحسين  
 زين العابدين وله يقال له محمد فاذا رايتہ يا جابر فاقرأه مني السلام واعلم يا جابر  
 ان مقامك بعد موتي قليل قال افعاش جابر بعد از آقا ایتاماً سیرۃ ومات رضی اللہ عنہ  
 تسرحمہ پس کہا امام زین العابدین نے اُس مام محمد باقر کو کہ سلام بھینچا تو اوپر چھا اپنی  
 جابر کے پس پکڑا اُس مام باقر کو جابر فی اور بوسہ دیا ورنہ بیان آنکھیں اُس مام کے اور  
 ملا لیا اُسکو اپنی سینہ سی پس کہا اُس جابر نے کہ اسطرحہ وصیت کی مجھ کو رسول اللہ  
 فی اور کہا مجھ کو کہ ای جابر پیدا ہوگا علی بن الحسین زین العابدین کو ایک لڑکا کہلا گیا  
 محمد پس جب لکھی تو اُسکو ای جابر تو پڑھ تو اُسکی پاس میری طرف سے السلام علیک  
 اور جان تو ای جابر کہ تحقیق کہ مقام تیرا دنیا میں بعد دیکھنی اُس لڑکے کے تھوڑا  
 ہوگا کہا اُس راوے نے۔ زندہ رہے جابر بعد دیکھنے اُس امام باقر کے  
 تھوڑے روز اور مر گئے وہ رضی اللہ عنہ۔

ف یہ روایت سلام بھینچا نے جابر کی کتاب روضۃ الصفا میں بھی مذکور ہے  
 اور وجہ ہونے لقب باقر کی بنظر کثرت علم کے ہو اور اس کتاب مدنیۃ معاجز الایۃ الاخی  
 میں جو ۱۸ مجرمیں مذکور ہیں سو بخوف طوالت اس کتاب حد تحقیق کے وہ سب بجز  
 اس کتاب حد تحقیق میں نقل نہیں کیے گئے۔

## فصل ۹۸ ذکر امام ششم

تاریخ الخلیس عربی چھاپہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۷۔

السادس جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ویکنی اباعبداللہ  
 وقیل اباسمعیل ولد القاب اشهرها الصادق وَاُمُّہ ام فروة بنت القاسم  
 ابن محمد بن ابی بکر الصديق وام ام فروة اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر

ولذا قل الصادق لقد ولد فی ابوبکر مرتین ولد بالمدينة سنة ثمانین من  
الهجرة وقيل سنة ثلاث وثمانین يوما لا ثنین لثلاث عشرة  
ليلة بقیان من ربیع الاول وتوفی بالمدينة يوما لا ثنین للنصف من رجب  
سنة ثمان واربعین ومائة وتبره بالبقیع فی قبة العباس  
وهو القبر الذی فیہ ابوه الباقر وجدّه ذین العابدین  
وعوجده الحسن بن علی **علی** والله درّاه من تبر ما اکره  
واشرفه **علی** فدده عند الله کذا فی شواهد النبوة  
و فی الملل والنحل وله خمسة اولاد محمد واسمعیل  
وعبد الله وموسی **علی** ثم **جم** **حجّتی** امام **حجّتی**  
ابن محمد ابن **علی** ابن جئین ابن علی ابن ابوطالب ہیں اور کنیت آپکی  
ابو عبد الله ہے اور بعضوں نے کہا ابواسمعیل ہے اور انکو چند لقب ہیں کہ مشہور تر  
انکا لقب صادق ہے اور انکی ام فروہ ہیں بی بی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق کی اور  
امام فروہ کی اسماء بی بی عبد الرحمن ابن ابی بکر کی ہیں اور اسیدو اسطی فرمایا امام صادق نے  
کہ ہر آئینہ تحقیق کہ پیدا کیا مجکو ابوبکر نے دو دفعہ کر کے اور پیدا ہوئی وہ امام جعفر صادق  
مدینہ میں ۸۳۰ ہجری میں اور بعضوں نے کہا ۸۳۰ ہجری میں بروز دو شنبہ تیرہ رات کی پہلی  
ربیع الاول سے یعنی بتایخ ۱۶-۱۷-۱۸ ربیع الاول کے مرے وہ امام مدینہ میں بروز  
دو شنبہ نصف رجب ۸۸۰ ہجری کے اور قبر انکی جنت البقیع میں اندر قبة عباس  
کے ہے اور یہ وہ قبر ہے کہ حسین باپ انکی امام باقر اور واد انکی زین العابدین اور چچا  
انکی واد کے حسن ابن علی ہیں پس کیا خوب ہے ایک قبر کہ کیا مکرم اور مشرف اور  
**علی** ہے قبر اسکی نزد یک امام کے اسطرح مذکور ہے کتاب شواہد النبوة میں اور



اور کتاب ملل اور نحل میں ہے کہ گنو پانچ اولاد ہوئی محمد اور اسمعیل اور عبد اللہ اور موسیٰ علی نقی  
 ف یہ ارشاد حضرت امام جعفر صادق کا کہ ابو بکر نے پیدا کیا ہلکے دو دفعہ کر کے  
 اس اعتبار سے ہے کہ مانگی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابو بکر کی یعنی ابو بکر کی پوتا کے  
 بیٹی تھیں اور دوسرا رشتہ یہ ہے کہ ام فروہ ان امام جعفر صادق کی بیٹی اسماء دختر عبد الرحمن  
 ابن ابو بکر یعنی ابو بکر کی پوتے کے بیٹی تھیں اس طرح کہ بیاہ قاسم ابن محمد ابن ابو بکر کا  
 ساتھ چچا زاد بہن اسماء بنت عبد الرحمن ابن ابو بکر کے ہوا تھا اور اس طرح اظہار  
 نسل دوبارہ از جانب ابو بکر کا جو حضرت امام جعفر صادق نے کیا صریح دلیل اس  
 بات کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اس نسل دوبارہ ابو بکر پر ایک خاص  
 طرح کی خوشی خاطر تھی اور اس خوشی کو سنا دینا صرف بذریعہ تقیہ کے ہو سکتا ہے اور  
 البتہ اس بات کیواسطی شیعوں بڑی ضرورت ہے کہ تقیہ کو جائز ٹھہرا دیں حالانکہ  
 تقیہ کا صحیح ثابت ہونا جس طرح کہ شیعہ لوگ چاہتے ہیں بہت دشوار ہے فقط اور سنی  
 لوگ جو کہتی ہیں کہ مجتہد ابو حنیفہ کو فی کوشاگردی حضرت امام جعفر صادق سی تھی ہمارے  
 پاس تمامہ صحیح ثابت نہیں ہے مگر اس قدر کہ مجتہد ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ زمانہ  
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا پایا تھا

### فصل ۹۹ ذکر امام سہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸ السابغ موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی  
 ابن الحسين بن علی بن ابی طالب و یکنی ابی الحسن و ابا ابراہیم و قیل  
 غیر ذلک و یلقب بالکاظم لفرط حکمہ و تجاوزہ عن المعتدین  
 علیہ اُمّہ ام ولد اسمہا حمیدۃ البربریۃ ولد بالابوا عیین مکتہ  
 والمدینۃ یوم الاحد سبع لیل خلون من صفر سنة ثمان

وعشرين مائة كذا في شواهد النبوة وفي الصفوة ولد بالمدينة  
 ثمان وعشرين قيل تسع وعشرين ومائة واقبل المهدي ببغداد ثم رده  
 الى المدينة فاقام بها الى ايام الرشيد فلما قدم الرشيد المدينة  
 حمله معه وجلسه ببغداد الى ان توفي بها الخمس بقين من رجب سنة  
 ثلاث وثمانين ومائة وفي شواهد النبوة مات في حبس هارون الرشيد  
 ببغداد يوم الخميس لخمس خلون من رجب سنة ست وثمانين مائة من  
 الهجرة وقبر ببغداد ويقال يحيى بن خالد البرمكي سمع في رطب بامر هارون الرشيد  
 ترجمه ساتوين امام موسى بن جعفر بن محمد بن علي بن حسين بن علي بن طالب بن  
 اور كنيت انكي ابو الحسن اور ابو ابراهيم هو اور بعضون نے كنيت انكي سوای اسكے  
 بھي کہی ہو اور لقب آپکا کاظم ہو بسبب افراط علم انكي اور بسبب تجاوز کرنے انكے  
 ان لوگوں سی جو زیاتی کرتے تھے اس امام پر اور کاظم کے معنی گھوٹنی والی غصہ کے  
 بین اور ما انکی ام ولد بین کہ نام انکا حمیدہ بربریہ تھا اور پیدا ہوئی ابو ارین در میان  
 مکہ اور مدینہ کے بروز یکشنبہ سات رات گذری ہوئی ماہ صفر ۲۸ ہجری کے  
 اسطر حسی شواہد النبوة میں مذکور ہو اور کتاب صفوة میں ہو کہ پیدا ہوئی یہ ایام مہتمم  
 مدینہ میں ۲۸ مین اور بعضون نے کہا ۲۹ سنہ ہجری میں اور لی آیا اسکو مہدی خلیفہ  
 بغداد میں اور پھر دیا اسکو بطرف مدینہ کے پس رہی یہ امام مدینہ میں زمانہ خلیفہ  
 ہارون رشید تک پس جبکہ چھوٹی رشید مدینہ کو اٹھا لایا اسل امام کو ساتھ اپنی اور قید  
 کیا اسل امام کو بغداد میں یہاں تک کہ مر گئے یہ امام اس بغداد میں پانچ تا سچ باقی رہتی  
 ہوئے ماہ رجب ۳۸ ہجری کے اور شواہد النبوة میں ہو کہ مرے یہ امام قید میں ہارون رشید  
 کے بغداد میں بروز جمعرات پانچ تا سچ گذری ماہ رجب ۳۸ ہجری کے اور قبر انکی بغداد

میں ہو اور کشتی میں کہ کجی ابن خالد برکلی نے زیر ویا اس امام کو خرامین ملا کر کی سبب حکم ہارون رشید کے۔

## فصل ۱۰۰ ذکر امام ششم

تاریخ الخئیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ الثامن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد ابن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا الحسن ککنیۃ ابیہ موسیٰ کاظم ولقب بالرضا امہ ام ولد لها اسماء منها اردی وجمۃ وسمانۃ وام البنین واستقر اسمہا علی تکتہ قبل کانت امہ جاریۃ لجمیۃ ام موسیٰ کاظم فرات فی لسان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امہا ان تہب بجمتہ لا بنہا موسیٰ وقال سیولد له منها خیر اهل الارض ولد بالمدينة یوم الخمیس الحادی عشر من ربيع الآخر سنة ثلاث وخمسين ومائة بعد وفاة جدہ الصادق بخمس سنین قبل غیرہ لک ومات ببلاد طوس فی قریۃ سنا باد من رستاق جاز قبرہ فی قبیلہ قبر ہارون الرشید فی قریۃ فی دایمہ بن خطبۃ الطائفة وذلک فی شہر رمضان التسع بقین من یوم الجمعة سنة ثمان وثمانین

ترجمہ آٹھویں امام علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن محمد بن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہیں اور کنیت انکی ابو الحسن ہے مثل کنیت باپ انکے موسیٰ کاظم کے اور لقب انکار رضا ہے اور انکی ام ولد ہیں کہ انکا چند نام ہے اور بعض ان ناسون میں اروی اور نجمہ اور ام البنین ہے اور قرار پایا نام اس ام ولد کا اوپر تکتہ کے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ ان اس امام کی ایک لونڈی تھی حمیدہ مادر موسیٰ کاظم کی پس دیکھا اس حمیدہ نے خواب میں حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حکم دیا اس حمیدہ کو کہ بخش دین وہ نجمہ کہ

اور فرمایا اس پیغمبر خدا نے اس خواب میں کہ قریش

کہ پیدا ہوگا اس موسیٰ کاظم کو بہترین اہل زمین کا اور پیدا ہوئے یہ امام علی رضا  
بروز جمعہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۹۸ھ ہجری کے پانچ برس بعد وفات اپنی دادا امام  
جعفر صادق کے اور بعضوں نے کہا ہر سو اسکی بھی اور مری وہ ملک طوس کے ایک  
گائون سنا بادین بعلاقہ رستائو جاز کے۔ اور قبر اس امام کی سامنی قبر ہارون رشید  
کے ہی ایک قبہ میں بنانہ حمید ابن قحطبہ طائی کے۔ اور یہ بات واقع ہوئی ماہ رمضان  
میں نو تاریخ باقی رہی روز جمعہ ۸ شنبہ ہجری۔ کے فقط۔

و یہ امام شہتم علی موسیٰ رضا علیہ السلام ایک بڑے درجہ کے خدائی آدمی تھے  
اور مزار شریف آپکا جہان پر ہر سو وہ شہید مقدس کہلاتا ہے اور وہ اب ملک سائن  
متعلق فارس میں واقع ہے اور سفر کر نیوالون کے بازو پر روپیہ اشرفی یا پیلیہ مضمنا  
کے نام کا جو باندھا جاتا ہے سو وہ آپ کی نام پر ہے اور آپ کا نام عموماً بلقب امام ضامن  
ضامن کے مشہور ہے اور اس روپیہ اور اشرفی یا پیلیا کے باندھنے سے اعتقاد لوگوں کا  
یہ ہے کہ وہ سفر کر نیوالی کا خیریت اور حفاظت سی طی ہوتا ہے اور جب سفر طی ہو  
تو غربا کی سادات کو دیا جاتا ہے اور بوقت رخصت کرنے کے لوگ بطور دعا کے یہ بات  
بھی وقت باندھنی روپیہ وغیرہ کے کہدیتی ہیں کہ امام ضامن کی ضامنی میں سو نیا اور  
ہم کو اس رسم کے جواز شرعی اور عدم جواز میں کچھ گفتگو نہیں ہے مگر اس رسم کے نقل کرنے  
سی غرض یہ ہے کہ اللہ اکبر کیا شان عالی آپ کی تھی کہ جو ہزار برس سے یہ رسم جاری ہے اور  
آپ کا لقب عام شاہ خراسان بھی ہے اور گنبد طلائی آپ کے مزار کا بہت بلند ہے کہ  
جو تین کوس سی نظر آتا ہے اور مزار پر آپ کی بڑی تیاری لاکھوں روپیہ کی ہے اور  
تمام زمین اور غربا کو ہمیشہ کمانا اس سرکار سی ملتا ہے اور حضرت خواجہ معروف گرجی  
رحمۃ اللہ علیہ جو ایک بڑی دلی اور پیران سلسلہ میں سے ہیں مکی از مریدان خاص

امام ہشتم کے تھے اور انکی قبر بقرب مزار شریف کے واقع ہے اور دو شعر مفصلہ  
ذیل عموماً وسطی حاجت کی پیر زادوں میں پڑھا جاتا ہے اور ہم سب لوگ بھی پڑھتے ہیں۔

بحق خواجہ معروف کرخی	نگہداری ز آفت ہائے چرخ
کہ دربان علی موسی رضا بود	علی موسی رضا از دے رضا بود

اور اصحاب ثلاثہ باعتبار عقائد سنیان معاویہ شاہی کے حضرت امیر المومنین علیہ السلام  
سی جو کچھ افضل ہوں مگر تمام اولویت اور امامت نسل میں حضرت امیر علیہ السلام  
کی دیکھی جاتی ہے اور اس مقام میں شعر میر حسن دہلوی کا بہت حسب حال ہے

ہوایان سی ظاہر کہاں رسول	کہ بہتر ہوئی سب سی آل رسول
--------------------------	----------------------------

### فصل ۱۰۱ ذکر امام نہم

تاریخ انجیس جلد دوم صفحہ ۲۸۴ التاسع محمد بن علی بن موسی بن جعفر  
ابن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی اباجعفر ہو موافق  
للباقرة الکنية والاسم ولذا يقال له ابو جعفر الثاني ولقبه التقى الجواد  
امام ولد اسمها خيزدان وقيل يحانة وقيل كانت من اهل مارية القبطية  
ولد بالمدينة يوم الجمعة لعشرة ايام خلون من رجب سنة خمس وتسعين  
ومائة وتوفي يوم الثلاثاء لسته ايام خلون من ذي الحجة سنة عشرين  
ومائتين في خلافة المصطفى وقيل مسموما ولكنه ما صح وقبره ببغداد  
خلفه قتيبة الكاظم ولكمال علمه وادبه وفضله  
نزوجہ المامون فی صغر سنہ ابنتہ ام الفضل و اسما  
معه الى المدينة وكان يرسل الى المدينة في كل سنة  
الف الف درهم كان في شواهد النبوة

ترجمہ نوین امام محمد بن علی ابن موسیٰ ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین بن علی ابن ابیطالب ہین اور کنیت آپکی ابو جعفر ہو اور یہ امام موافق ہین ساتھ امام باقر امام نجم کے کنیت اور نام مین اور اسیدو اسطی کسی جاتی ہین ابو جعفر ثانی اور لقب آنکا تقی اور جواد ہو اور انکی مائیں ولد ہین کہ نام آنکا خیران ہو اور بعضوں نی کہا کہ ریحانہ اور بعضوں نی کہا کہ تھی وہ ام ولد ماریہ قطبیہ کے لوگون مین سے اور پیدا ہو یہ امام مدنیہ مین بروز جمعہ دس دن گزری جب ششہ ہجری کے اور مرے وہ بروز منگل پچون گزری سی بیچہ کے ششہ ہجری مین بزمان خلافت معتمد کے اور بعضوں نے کہا کہ مے وہ مسموم اور لاکن یہ قول صحیح ثابت نہیں ہو اور قبر انکی بغداد مین ہو پیچھے قبر انکی داد کاظم امام ہفتم نے اور اسبب کمال علم و ادب اور فضل انکی مامون خلیفہ فی بیابا انکو انکی صغر سن مین اپنی بیٹی ام الفضل سے اور روانہ کر دیا اس ام الفضل کو ساتھ اسل امام کے بطرف مدینہ کے اور بھیجا کرتا تھا وہ خلیفہ اسل امام کو بطرف مدینہ کے ہر برس س لاکھ درہم اسطرخیہ مذکور ہو کتاب شواہد النبوة مین —

**ف** مزار کاظمین عبارت ہو اس مزار واقع بغداد سی کہ جسمین قبر امام ہفتم موسیٰ کاظم اور امام نهم امام تقی کی واقع ہے۔

## فصل ۱۰۲ ذکر امام دهم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸ العاشد علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا الحسن و یقال له ابو الحسن الثالث ولقبه الهادی لکنه مشتهر بالتقی امہ ام ولد اسمہا سماعہ وقیل امہ ام الفضل بنت المامون ولد له ۸ سنة فی الثالث عشر من رجب سنة

اربع عشرة و مائتين و توفي في زمان المستنصر في سر من رأى من  
 نواحي بغداد يوم الاثنين من اواخر جمادى الآخرة سنة اربع  
 و خمسين و مائتين و قبرة في داره التي في سر من رأى و قيل ان  
 مشهد الهادي بقبره وليس بصحيح و انما الصحيح ان مشهد فاطمة  
 بنت موسى بن جعفر بن محمد ببلدة قم و قد نقل عن الرضا  
 انه قال من زار هاهنا دخل الجنة **ك**د في شواهد النبوة  
 ترجمه دسویں امام علی ابن محمد ابن علی ابن موسیٰ ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن  
 علی ابن ابیطالب ہیں اور کنیت آپکی ابو الحسن ہے اور ابو الحسن سیوم کہلاتی ہیں  
 اور لقب انکا ہادی ہے لکن وہ مشہور ہیں ساتھ لقب نقی کی اور مان آپکی ام ولد ہیں  
 نام انکا اسمانہ ہے اور بعضوں نے کہا کہ مان آپکی ام الفضل بیٹی مامون خلیفہ کے ہیں  
 اور پیدایہوی وہ مدینہ میں تیارخ تیرہویں رجب ۲۱۲ ہجری کے اور مرے وہ  
 زمانہ خلافت میں مستنصر کے سر من رای نواحی بغداد میں بروز دوشنبہ و احد  
 جمادی الثانی ۲۱۳ ہجری کے اور قبر انکی اپنی مکان میں ہے کہ جو سر من رای میں تھا  
 اور بعضوں نے کہا کہ مزار امام ہادی کا شہر قم میں ہے اور یہ بات صحیح ثابت نہیں ہے اور  
 امر صحیح یہ ہے کہ مزار فاطمہ دختر موسیٰ ابن جعفر ابن محمد کا شہر قم میں ہے اور حضرت امام  
 علی موسیٰ رضا سی یہ حدیث منقول ہے کہ فرمایا اسل مام نے کہ جو شخص زیارت کرے اس  
 مزار فاطمہ کو داخل ہوگا وہ شخص جنت میں اس طرح مذکور ہے کتاب شواہد النبوة میں  
 و اب یہ مقام سامرہ کہلاتا ہے کہ آسمین دو امام کا مزار ہے ایک امام نقی امام دہم کا  
 اور دوسرا امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام کا —



تاریخ الخلیف جلد دوم صفحہ ۲۸۷ و ۱۸۸ الحادی عشر الحسن بن علی  
 ابن محمد بن علی بن موسی بن جعفر الصادق و یکتی الامحمد و یلقب  
 بالزکی و الخاص و السراج و هو ایضا مثل ابیه مشہور بالعسکر  
 و امہ ام ولد اسمہا سوسن و قیل غیر ذلک ولد بالمدينة  
 سنة احدى او اثنين و ثلاثین و مائتین و توفي فی سرمن  
 فی سنة ستین و مائتین و تدفنه بجانب ابیه  
 ترجمہ گیارہویں امام حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر صادق بن  
 اور کنیت اہلی ابو محمد ہو اور لقب آپ کا زکی اور خالص و سراج ہو اور وہ بھی  
 مثل باپ اپنی مشہور ہیں ساتھ عسکری کی درمان انکی ام ولد ہیں کہ نام انکا سوسن  
 ہو اور بعضوں نے غیر اسکا بھی کہا ہو اور یہ اموی مدینہ میں ۲۳۱ یا ۲۳۲ ہجری میں  
 اور مری سرمن رومی میں ۲۳۲ میں اور قبر انکی جنب میں اپنی باپ کے ہو۔ فقط  
 اور خاندان دوازده امام کا مخصوص ساتھ علم کے ہو چنانچہ ایک تفسیر زاید از دو  
 بارہ قرآن شریف کے بھی اسل امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام سی ہو کہ اس تفسیر  
 ایک انتخاب مختصر قبول امام مدوح کا نسبت تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اس  
 جگہ پر ذکر کیا جاتا ہو کہ پوری تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی زاید از دو ورق میں ہو  
 اور۔ راقم۔ فی اوپر بیان صرف معنی اللہ کے حسب ذیل اکتفا کیا۔  
 قوله عز وجل بسم الله الرحمن الرحيم قال الامام عليه السلام  
 الله هو الذي يتأل اليه عند الحاج والشدائد كل مخلوق عند  
 انقطاع الرجاء من كل من دونه وقطع الاسباب من جميع من سواه  
 يقول بسم الله اي استعين على اموري كلها الله الذي لا يخو العباد

الامم المغیث اذا استغیث والمجیب اذا دعی قال الامام علیہ السلام  
 وهو ما قال رجل للصادق یا بن رسول الله دلنی علی الله ما هو  
 فتد اكثر المجادلون علی وحیرونی فقال الامام یرایم الله هل تكبت  
 سفینة فطال بلی فقال هل كسرت بك حیث لا سفینة تجحيك  
 ولا ساحة تغذيك قال بلی قال فهل تعلق قلبك هنالك ان  
 شیئاً من الاشياء قادراً علی ان یخلصك من ودطتك قال بلی  
 قال الصادق فذلک الشئ هو الله القادر علی الانجاء  
 حین لا منجأ وعلی الاغاثة حین لا مغیث

ترجمہ قول اُس اللہ تعالیٰ کا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہو کہ امام حسن عسکری  
 علیہ السلام نے کہ اللہ وہ شی ہو کہ وقت حاجات اور صیبتوں کی کل مخلوق اُسکی طرف  
 رُبع کرتا ہو اور وقت منقطع ہونے امید کے تمام اس سے کہ جو سوای اُسکی  
 ہو اور قطع ہونے اسباب کی ماسو اسی اور بندہ جو کہتا ہو بسم اللہ سو اُسکی معنی یہ  
 ہیں کہ مدد مانگتا ہوں میں اوپر تمام امور اپنی ساتھ اس اللہ کے کہ نہیں حق ہو عباد  
 مگر اُسکو اور وہ فریاد رس ہو جب فریاد کیجای اس سے اور قبول کرے یا لا ہو جب دعا  
 کیجای اُس سے اور فرمایا امام حسن عسکری فی کہ یہ وہ بات ہو کہ جو ایک شخص نے امام  
 جعفر صادق سے کہا کہ اے پیغمبر رسول خدا کی بتلای ہلو کہ اللہ کیا چیز ہو کیونکہ جب دل  
 کر نیوالوں فی بہت جھگڑا کیا مجھ سے اور حیرت میں ڈالا ہو مجھ کو پس جواب دیا امام  
 جعفر صادق نے کہ اے بندہ خدا! بھروسہ ہو اور ہو تو کشتی پر اٹک کہا اُسنی کہ ہاں  
 فرمایا امام فی کہ اے بھروسہ کشتی شکست ہوی اسطرح کہ نہ وہاں پر کوئی کشتی دوسری  
 تھی کہ جو بچائی تجھ کو اور نہ تیرا آتا تھا تجھ کو کہ غرق سی وہ تجھ کو بچا دی کہا اُس شخص فی کہ ہاں

تب فرمایا امام فی کیا متعلق ہوا دل تیرا اسوقت میں ساتھ کسی نسی کے جو کہ قادر ہو  
خلاص فی پیر تیری اس ہلاکت سی تیری کہا اس شخص فی کہ ان فرمایا امام جعفر صادق نے  
کہ بیشی وہی اللہ ہو کہ جو قادر ہو نجات دینی پر جسوقت کہ کچھ جامی نجات نہیں ہو اور قادر  
ہی فریاد سی پر کہ جب کوئی فریاد رس نہیں ہے۔

### فصل ۴۰۴ ذکر امام دوازہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۸ و ۲۸۹۔

چونکہ تاریخ الخمیس میں ذکر امام دوازہم حضرت امام مہدی علیہ السلام کے چند  
اقوال ہیں اس واسطے ہم اسکو اس مقام میں چند حصہ کر کے مع ترجمہ کے نقل کرتی ہیں  
اور آخر میں ہم خود راوی اپنی بھی لکھینگے اول الثانی عشر محمد بن الحسن بن علی  
ابن محمد بن علی رضاب کئی انا القاسم ترجمہ بارہویں امام محمد ابن حسن  
بن علی بن محمد ابن علی رضا بن اور کنیت آپ کی ابو القاسم ہے۔

ووم ولقب الامامیة بالحنة والقائمه والمهدی والمنظر وصاحب الزمان  
وهو عندهم خاتم الانبیاء عشر اماما ویرعمون انه دخل السرداب  
الذی فی ستر من سرعی وامه تنظر الیه ولم یخرج الیها وذلك  
فی سنة خمس وستین ومائتین وقیل فی سنة ست وستین  
ومائتین وهو الاصح واختفی لے الان فی زعمهم امه ام ولد  
اسمها صقیل وقیل سوسن وقیل نرجس وقیل غیر  
ذلك ولدا فی سدر من رای فی الثالث والعشیرین  
من رمضان سنة ثمان وخمسين ومائتین  
ترجمہ اور لقب دیباہ اسل امام دوازہم کو امامیہ سی لوگون فی ساتھ حجت اور

قائم اور مہدی اور منتظر اور صاحب الزمان کے اور یہ امام نزدیک شیعوں کے خاتم  
 ایہ اثنا عشر ہیں اور شیعوں کا گمان یہ ہے کہ یہ امام اندر کئی اس سرداہ بین کہ جو سرس را  
 میں ہو اور ان اُنکی منتظر ہیں اس امام کی اور نہ نکلی وہ امام ہیں مان تک اور یہ بات ۳۳  
 ہجری کی ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ بات ۳۳ ہجری کی ہے اور یہ قول صحیح تر ہے اور مخفی  
 یعنی پوشیدہ ہیں یہ امام اس وقت تک ان شیعوں کے گمان میں دوران اُنکی اُم ولد  
 ہیں کہ نام اُنکا حقیقی ہے اور بعضوں نے کہا کہ سوسن اور بعضوں نے کہا کہ نرس  
 اور بعضوں نے سوای اسکی بھی کہا ہے اور پیدا ہوئی یہ امام سرس را میں تیار بخ  
 ۳۳ رمضان ۳۳ ہجری کے۔ سووم و فی جامع الاصول فی اشرط الساعة  
 و علامتاہا عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم  
 یبعث اللہ فیہ رجلاً منی او من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم  
 ابیہ اسم ابی یلاء الا رض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً  
 وفی رواۃ اخری لا تنقضي الساعة حتی یملاک  
 العرب من اہل بیتی رجل یواطی اسمہ اسمی خرجہ بوداؤ  
 ترجمہ اور کتاب جامع الاصول میں اندر بیان شرائط قیامت اور علامات اُنکی  
 ابن مسعود سی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر نہ باقی رہی دنیا سی  
 مگر ایک روز تو اللہ طول دیگا اُس روز کو یہاں تک کہ اٹھاوی وہ اللہ اس وزین  
 ایک مرد کو، ہمسری یا سیری البیت سی کہ برابر ہو گا نام اُسکا ساتھ نام میری اور نام لگی  
 باپ کا ساتھ نام میری باپ کے اور بہر دیگا وہ مرد وزین کو عدل و انصاف سے  
 جیسا کہ بہر گئی ہوگی وہ وزین ساتھ ظلم و جور کے اور ایک دوسری روایت میں ہے

کہ نہیں ختم ہوگی قیامت یہاں تک کہ مالک ہوگا مالک عرب کو ایک مرد اہلبیت  
میرے کہ برابر ہوگا نام اُسکا ساتھ نام میرے رہا ایت کی اُسکو ابو داؤد نے  
حمارم و قال صاحب الفتوحات المکیة فی ذکر المہدی انه  
یکون معه ثلثمائة وستون رجلاً من رجال الله الکاملین  
وهذا الخليفة یكون من عترة رسول الله ﷺ علیہ وسلم  
من ولد فاطمة اسمہ اسم رسول الله ﷺ علیہ وسلم  
وکنتہ کنیة جده حسن بن علی یبائع بین الرکنین والمقابر  
یبایعه العارفون بالله من اهل الحقائق عن شہود وکنند  
بتعرف الہی دجال الہیون یمون دعوتہ وینصرونہ ہم  
الوزراء یحملون اثقال المملکة ویمینون علی ما قلده الله تعالی  
ثم قال فان الله یمتد نزہ طائفة خباہم فی مکتون غیبہ اطعمہم الله  
کشفوا شہودا علی الحقائق وهذه الخلیفة یمون منطق الحیوان یمون علی ما قلده الله تعالی  
ترجمہ اور کہا صاحب فتوحات مکی نے ذکر میں مہدی علیہ السلام کی کہ ہونگی ساتھ  
اُسکی تین سو ساٹھ آدمی مردان خدا اسی جو کامل لوگ ہونگی اور یہ خلیفہ ہوگا عمر  
رسول سے اور اولاد اسی فاطمہ کے اور نام اُسکا ہوگا نام رسول خدا کا کنیت اُسکی  
مثل کنیت دادا اُسکی حسن ابن علی کے اور بیعت اُسکی لوگ کرنگی درمیان رکنین  
اور مقام کے اور بیعت اُسکی کرنیکی عارفان با خدا اور اہل حقائق گئے کہ جو بھی نینگے  
اُسکو از روی مشاہدہ کشف کی ساتھ تعریف الہی کے اور مردان خدای لوگ  
قائم کرنیکی دعوت کو اُسکی اور مدد کرنیکی اُسکی اور وہ لوگ زیران ہونگی کہ جو چاہیں  
بار مملکت کو اور اعانت کرنیکی اُس بات کی کہ تقلید کی اُسکی خدائی اور بعد اُسکے

کہا صاحب فتوحات کہ خدایتعالیٰ بوجہ انصاف و انکسار ایک مکہ وہ سہی کہ راز پوشیدہ  
 انکار پر غیب میں اُس خدائی ہی اور اطلاع و نیگا انکا، انکا از روی کثرت و مشاہدہ  
 حقائق کے اور یہ خلیفہ بھیجے گا بولی کو حیوانات کی اور جارتی کا بعد اُسکا ان میں جن میں۔  
 محمد **ص** وفی ذخائر المعقبین عن ابن عباس ان رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم**  
 علیہ و سلم قال للعباس منک المہدی فی آخر الزماں و بیئنا فی اللہ  
 و بہ تطفاء نیران الضلالت ان اللہ عز و جل فتح بنا هذا الامر  
 و بذرتک یختتمہ و عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم**  
 علیہ و سلم لا بشرک یا ابا الفضل قال بلی یا رسول اللہ قال ان اللہ **فتح**  
 فی هذا الامر و بذرتک یختتمہ اخر جہ الحافظ ابو القاسم **رحمہ اللہ** و عن عثمان  
 قال سمعت رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم** یقول انہ قد من لدن العباس و عن عبد  
 ابن علی عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم**  
 یا عباس قال لبیک یا رسول اللہ قال ان اللہ عز و جل  
 ابتداء الاسلام فی و سیختتمہ بفلامن و لدک  
 و هو الذی یقدمہ **رحمہ اللہ** **ص**  
 اور کتاب ذخائر المعقبین میں ہے ابن عباس **رحمہ اللہ** کہ فرمایا رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم**  
 کہ کہ تمہیں ہوگا مہدی آخر زمان میں اور اُس سہی پھیلی کی ہدایت اور بذریعہ اُسکی آگ  
 گرہوں کی بجھائی جائیگی تحقیق کہ خدای عز و جل نے مجھ سے شروع کیا اس امر کو اور  
 ساتھ نسل تیرے ختم کر لیا اُسکو۔

اور یہ روایت ہے ابو ہریرہ **رحمہ اللہ** کہ کہا اُسنی کہ فرمایا رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم**  
 میں جو امی ابو الفضل کہا اُس عباس نے کہ ان ای رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم** کہ اُس رسول نے

کہ خدائی شروع کیا اس امر کو مجھ سے اور ختم کر لیا اسکو ساتھ تیرے نسل کے۔ اس روایت کو نکالا حافظ ابوالقاسم سمی نے اور روایت ہر عثمان سی کہ کہا اُسنی کہ سنائیں فی رسولی اگو کہتی ہوئی کہ مہدی اولاد عباس سی ہوگا اور روایت ہر عبد الصمد ابن علی سے بروایت باپ اسکی دادا سے اُسکی کہ کہا اُس راوی نے کہ کہا اُس رسول خدا نے کہ امی عباس اولاد عباس نے کہا کہ ہاں ای رسول خدا کی تب کہا اُس رسول نے کہ تقیہ کے لئے۔ ابتدا کیا اسلام کہ مجھ سے اور قریب ہر کہ ختم کر لیا اسکو بذریعہ ایک لڑکا کی تبری اولاد میں سی اور یہ لڑکا وہ ہر جو کہ پٹی و لگا عیسیٰ بن مریم سے

ثُمَّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُفَادِلُونَ عَلَى الْحَقِّ حَتَّى يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ طُلُوعِ النُّجُومِ يَنْزِلُ إِلَى الْمَهْدِيِّ فَقَالَ لَقَدْ مَرَّ يَا بَنِي اللَّهِ صَلِّ بِنَا فَيَقُولُ هَذَا كَأَمْتِهِ أَمْرَاءُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ خَرَجُوا أَهْلًا مَعَ أَبِي عَمْرٍو عَثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمُقْبَرِيُّ فِي سَنَتِهِ

ترجمہ اور روایت ہر جابر بن عبد اللہ سی کہ کہا اُسنی کہ کہا رسول اللہ نے کہ ہمیشہ رہیگا ایک طائفہ میری امت کا کہ لڑتا رہیگا حق پر پھانٹک کہ اترینگے عیسیٰ بن مریم وقت طلوع فجر کے بیت المقدس میں کہ اترینگے اور یعنی بعد مہدی کی تب کہا جائیگا کہ اگلی ہو تم ای نبی خدا کے اور نماز پڑھاؤ ہلوگون کو پس کہینگے وہ عیسیٰ کہ یہ امت امیر لوگ ہیں بعض انکی اوپر بعض دوسروں کے۔ نکالا اس روایت کو امام ابو عمر عثمان ابن سعید المقبری نے بیچ کتاب سنت اپنی کے پڑ۔

ثُمَّ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَادِ قَالَ لِحَاصِرِ الدِّجَالِ الْمُؤْمِنِينَ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَيَصِيرُهُمْ فِيهَا جُوعٌ شَدِيدٌ حَتَّى يَأْكُلُوا أَوْتَادَ قِسِيهِمْ مِنَ الْجُوعِ فَيَنَاهِمُهُمْ



علی ذلک اذ سمعوا صوتا فی الغلس فبقولون ان هذا الصوت حدیث  
 رجل شیعان قال فینظره فاذ عیسی بن مریم علیه السلام قال فذا امر  
 فیرجع امام المسلمین الامام سدی فیقول عیسی علیه السلام  
 تقدم فلک اقیمت الله فی قریة یسیر به ثلاث قال ثم یموت عیسی  
 اماما اخر اخرجه الحافظ ابو عبد الله نعیم بن حماد فی کتاب الفتن  
 ترجمہ اور روایت ہو کہ با الا جبار سے کہا اسنی کہ تنگ پکڑیگا و جاں مسلمانوں  
 بیت المقدس میں پس لگی ایک تخت بجواب اون لوگوں کو یہاں تک کہ کھائیں گے  
 وہ لوگ رو دوں کو اپنی کمانوں کے سبب بھوک کی پس ہونگی وہ لوگ اس  
 حال میں کہ ناگاہ سونینگے وہ لوگ ایک آواز کو مار کی مین رات کے تو کھینکے کہ  
 ایک آواز ہو آسودہ آدمی کی کہا اس راوی نے کہ پس ناگاہ عیسی بن مریم علیہ السلام  
 ہونگے کہا راوی نے کہ اٹھ جائیے عیسی و لوٹ آؤ نیکی امام مسلمانوں کے مہدی  
 علیہ السلام پس کھینکے عیسی علیہ السلام کہ اکی ہو تو اسو سطی کہ تیرے واسطی نماز قائم  
 ہوئی ہو پس امام مہدی نماز پڑھا و نیکی کو مارا وی نے کہ بعد سکی ہوگی عیسی ایک  
 دوسری امام نکالا اس وایت کو حافظ ابو عبد الله نعیم بن حماد فی سچ کتاب الفتن کہ  
 ہستم و عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم یخرج  
 المہدی و علی راسہ غمامة فیہا ملک ینادی هذا المہدی خلیفة الله  
 فانبعوا اخرجه ابو نعیم فی مناقب المہدی و عن عون بن منبہ قال  
 کما اتحدث انما یكون فی هذه الائمة خلیفة لا یفضل علیہ ابوبکر  
 و عمر اخرجه الدوانی فی سننہ و عن محمد بن سیرین قال قبل المہدی  
 خیرا ما ابوبکر و عمر قال هو خیر منہما و فی رواية و ذکر فتنہ فقال

اذا كان ذلك فاجلسوا في بيوتكم حتى تسمعواعلى الناس  
بخير من ابى بكر وعمر اخرجهما المحافظ ابو عبد الله  
فسيو بن حماد قال وفي زمن المهدي تدعى الشكاة  
والذئب ويلعب الصبيان بالحيات والعقارب  
ترجمہ اور روایت ہے عبد اللہ ابن عمر سی کہ کہا اُسنی کہ کہا رسول خدا فی کہ نگلیگا  
مہدی در حالیکہ او پر سر اسکی ہوگا ایک ابر کُسمین سی ایک فرشتہ ندا کریگا کہ  
یہ مہدی خلیفۃ اللہ ہے پس تیل بھاری کرو تم لوگ اسکی پٹ نکالا اس روایت کو  
ابونعیم فی بیج کتاب مناقب مہدی سے۔

اور روایت ہے عون ابن سند بن کہ کہا اُسنی کہ سجاد باخورد با چرا کرتے تھے  
کہ اس است میں ایک خلیفہ ہوگا کہ نہیں فی سبت ہوگی ابو بکر اور عمر کو اُس پر نکالا اس  
روایت کو امام وفائی فی بیج کتاب سنت ابنی کی اور روایت ہے محمد ابن سیرین سے  
کہ کہا اُسنی کہ پوچھا گیا اُس سی کہ مہدی بہتر ہیں یا ابو بکر و عمر اور اُسنی جواب دیا  
کہ وہ مہدی بہتر ہیں ان دونوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ ذکر کیا اُس محمد  
ابن سیرین فی حال فتنہ کا اور کہا اُسنی کہ جب ایسا ہو تو بیٹھ رہو تم لوگ اپنے  
گھر و زمین یہاں تک کہ سنو تم لوگ ایک آدمی کا حال کہ جو بہتر ہو ابو بکر و عمر سی نکالا  
ان دونوں روایتوں کو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد فی اور کہا محمد ابن سیرین نے  
کہ زمانہ میں مہدی کی ایک ساتھی چرنگی بکری اور بھیڑیا اور کھیل کرنگی لڑکی ساتھ ساہنوں  
اور بچوں کی ثم قال الشیخ علاء الدولة احمد بن محمد السمنانی  
قدس سرہ فی ذکر الابرار واقطاعہ وفہ وصل الی الرتبة القطیة  
محمد بن الحسن العسکری وھو انہ اذا اختف دخل فی دائرة الابرار

و ترقی مستدرجات طبقہ طبعہ الی صیاد سید الاقطاب و کان القطب  
 حینئذ علی بن الحسین البغدادی فلما جاد بنفسه و دفن فی الشونیزہ  
 فصل علیہ محمد بن الحسن العسکری و عباس مجلسہ و بقی فی الرتبة  
 القطبیه تسع عشر سنة فی توفاه الله بروح و ریحان و اقام مقامہ  
 عثمان بن یعقوب الجوبینی الخراسانی و صلے علیہ هو و جمیع اصحابہ  
 و دفنوا فی مدینة الرسول فلما جاد الجوبینی بنفسه جلس احمده  
 کوچک من اساع عبد الرحمن بن صوف فجلسه و کان توفی فی العجم  
 و صلے علیہ و فنبرو درهم لا صفة بالارض غیر مشرقہ  
 و لا مبنیة لا بعد فہا غیر ہم و ہم یزوی  
 و سنہا کل سنة کذا فی شواہد السبوة  
 ترجمہ کہ شیخ علاء الدولہ احمد بن محمد سنائی قدس سرہ فی بیج ذکر ابدال و اقطاب  
 انکے اور تحقیق کہ پھونچا محمد ابن حسن عسکری درجہ قطبیت تک اور جب کہ پوشیدہ  
 ہوا وہ تو داخل ہوا وہ دائرہ ابدال میں اور ترقی کی آہستہ آہستہ ایک ایک طبقہ  
 کر کے یہاں تک کہ ہو گیا وہ سید الافاذا یعنی افذاذ ایک درجہ ہو کہ جسمیں آدمی تمام  
 عالم میں بیکہ و تنہا ہوتا ہو اور اسوقت میں علی ابن الحسین بغدادی قطب تھی پس  
 جب کہ مر گئی وہ قطب اور دفن ہوئی شونیزہ میں تو نماز پڑھی اوپر اسکی محمد ابن  
 حسن عسکری فی اور ٹبھی انکی مقام میں اور قائم رہو رتبہ قطبیت میں اوئیں برس تک  
 اور بعد اسکی انتقال کیا اس محمد ابن عسکری فی ساتھ روح و ریحان کے اور اپنی جگہ  
 میں قائم کیا عثمان ابن یعقوب جوینی خراسانی کو اور اُسنی و جمیع اصحاب فی اسکی  
 نماز پڑھی اُسپر اور دفن کیا اسکو مدینة الرسول میں پس جب کہ مر گئی جوینی تو احمد

کو چک فرزند ان سی عبد الرحمن بن عوف کی اسکی جگہ میں ہوئی اور مر گئی وہ جوینے  
 ملک عجم میں اور نماز پڑھتی تھی انہی اور قبرین ان لوگوں کی ملحق ہیں زمین ہے اور  
 نامعلوم ہیں اور نہ ان قبروں پر کچھ عمارت ہو کہ نہیں بھیچا تھا ہو ان قبروں کو کوئی شخص  
 سوائے ان لوگوں کی اور وی لوگ زیارت کرتے ہیں ان قبروں کی ہر سال  
 اس طرح مذکور ہے شواہد النبوة میں —

وہم وفي زبدة الاعمال قال سراج الحرم ابو بکر  
 التکافی قدس سرۃ النقباء ثلثمائة والنجباء سبعون والابدال  
 اربعون والاخیار سبعة والعمد اربعة والغوث واحد  
 مسکن النقباء المغرب ومسکن النجباء مصر ومسکن الابدال  
 الشام والاخیار سیاحون فی الارض والعمد فی نوايا الارض ومسکن  
 الغوث مكة فاذا عرضت الحاجة من امر العامة ابتهل فیها النقباء النجباء ثم  
 الاخیار ثم العمدان جیبا فیہا والا ابتهل فیہا الغوث لانہ مسئلتہ حتی یستجاب دعوتہ  
 ترجمہ اور زبدۃ الاعمال میں کہا سراج الحرم ابو بکر التکافی قدس سرہ فی کہ نقیب  
 لوگ تین سو ہیں اور نجیب لوگ تتر اور ابدال لوگ چالیس اور اخیار سات اور  
 عمدا یعنی ستون چار ہیں اور غوث ایک شخص ہو اور مسکن نقیبوں کا ملک مغرب اور  
 مسکن نجیبوں کا مصر اور مسکن ابدال کا شام ہو اور اخیار لوگ سیاح ہیں زمین میں  
 اور عمدا چار گوشوں زمین کی ہیں اور مسکن غوث کا مکہ ہو پس جب کہ پیش آوے  
 کوئی حاجت عامہ خلایق کی تو وہ حاجت رجوع کیجای بطرف نقباء کی بعد اسکے  
 بطرف نجباء کی اور بعد اسکے بطرف اخیار کی اور بعد اسکی بطرف عمدا کے پس اگر دعا  
 قبول کریں وی لوگ تو بہتر و گرنہ حاجت پیش کیجای غوث سی پس نہیں پورا

ہوگا مسئلہ اسکا یہاں تک کہ قبول کیجئے دعا اسکی۔ - رای راسم۔  
 اس قدر روایات پر لیثان جو مذکر ہوئی سو امر صحیح و اقرب الی الذہن ایک بھی  
 امر ہو کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام فی شبہ پیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام  
 کی ہیں کہ جو سردار بہ سرین راسی میں تختی ہوئی اور ہلا خلع انواع قدرت خداوند ہوا اور  
 مثال زندہ رہتی حضرت مسیح وغیرہ کے زندہ باقی رہنا حضرت امام مہدی کا کوئی  
 امر محال و بعید از قیاس نہیں ہو اور اس ای کی قوت ایک اس امر سی بھی ہو کہ  
 خود مصنف کتاب تاریخ الخلفاء نے جو کہ ایک سنی مذہب کا آدمی ہوا ابتدائی حال میں حضرت  
 تمام نام حضرت امام مہدی امام دو از دہم کا بقید ابن حسن عسکری ابن امام نقی ابن امام تقی  
 ابن امام علی رضا کی ذکر کیا ہو اور علاء الدولہ احمد ابن محمد ایک شخص سنی مذہب ہونا  
 ایک شخص محمد ابن امام حسن عسکری کا اقرار کر کے مختفی یعنی پوشیدہ ہو جانا انکا قبول  
 کیا ہو اور اصل بات یہ ہو کہ درحقیقت پیدائش حضرت امام مہدی کی ہو چکی ہو یا نہیں  
 سو یہ دونوں امر ناظہور امام مہدی کی برابر ہو اور زیادہ گفتگو کرنی اس میں کچھ ضرور  
 نہیں ہو اور غنیمت ہو کہ حضرت امام مہدی کا چند روایتوں میں افضل ہونا حضرت ابو بکر  
 و عمر سی قبول کیا گیا ہو کہ جو بنی شبہ اولاد حضرت علی مشکاکت اسی ہیں اور اگر بالفرض  
 اولاد عباس سی بھی ہوں تو افضل البشر بعد النبی ہونا حضرت ابو بکر و عمر کا باقی نہیں ہا  
 اور حدیث مندرجہ فصل ۹۲ سی ظاہر کہ حضرت رسول خدائی حضرت امام حسین امام  
 سیوم کو اپنی گود میں لیکر کے انکی آنکھوں اور منہ پر بوسہ دیکر کے فرمایا کہ تو سید ہی بیٹا  
 سید کا اور بجائی سید کا اور باپ سادات کا اور تو امام ہی بیٹا امام کا اور بجائے  
 امام کا اور باپ اماموں کا اور تو حجت ہی بیٹا حجت کا بجائی حجت کا اور باپ حجتوں کا  
 کہ جو نو نکلیں تیری پشت سی اور نو ان انکا قائم رہنی والا ہوگا ان نو شخصوں سی

سوانح حدیثی بھی بنظر لفظ قائم کے حضرت امام مہدی غایہ السلام کا زندہ قائم رہنا عین قرین قیاس ہے۔

### فصل ۱۰۰ ذکر چہارہ معصوم

پہلے قبل اس کے ایک فصل میں حساب چہارہ معصوم کا اس طرح لکھا ہے کہ حضرت رسیدہ لہذا اور حضرت سیدہ فاطمہ اور دوازدہ امام ملا کر کے چارہ معصوم ہیں اور یہ حساب اپنی طور پر درست ہے مگر باب لطیفہ پناہ و سوم لطائف اشرفی حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ سی کہ مزار شریف انکا بمقام کچھوچھو شریف ملک و دہ کی واقع ہو ظاہر ہوتا ہے کہ لقب چہارہ معصوم کا عبارت ہے چوڑا

امام زادوں سے کہ جو کم سنی میں انتقال فرمائی ہیں حسب ذیل  
محمد اکبر بن علی مرتضیٰ کہ بمعدہ دو سال کے انتقال کیا

- |    |                        |                    |
|----|------------------------|--------------------|
| ۱  | عبد اللہ ابن امام حسین | عمر                |
| ۲  | قاسم ابن امام حسین     | عمر                |
| ۳  | قاسم ابن امام حسن      | عمر                |
| ۴  | حسین ابن زین العابدین  | امام چہارم         |
| ۵  | قاسم ابن ایضا          | عمر                |
| ۶  | علی ابن امام محمد باقر | امام پنجم          |
| ۷  | عبد اللہ ابن جعفر صادق | امام ششم           |
| ۸  | یحییٰ ابن ہادی         | ابن امام جعفر صادق |
| ۹  | صالح ابن محمود         | ابن موسیٰ کاظم     |
| ۱۰ | طیب ابن امام موسیٰ     | کاظم               |
| ۱۱ |                        |                    |

- ۱۲ جعفر ابن امام ثقی امام محمد بن جعفر  
 ۱۳ جعفر ابن حسن مکرری امام یازدهم عجم  
 ۱۴ قاسم ابن ایضا عجم

صلوات اللہ علیہم اجمعین

### فصل ۴۰۰ ابذکر ولایت اولیاء اللہ

اولیاء اللہ عبارت ہر دوستان خدا سی کہ جو یاد و محبت خدا میں تاسیرہ کر کے  
 مردانہ دنیا سی گئی اور بطرف دنیا کی کچھ التفات نہیں کیا اور حقیقت میں خوب سمجھا  
 کہ دنیا و حقیقت کچھ قابل التفات کی نہیں ہر ہمد الفلاسفہ حقائق یعنی یہی  
 لوگ حقیقت فلسفی ہیں اور شیعی لوگ ولایت کو سمجھ دوازدہ امام میں جانتی ہیں  
 مگر ہم سمجھتی ہیں کہ نبی لوگ نبی و امام و ولی سب کچھ ہیں اور یہ دوازدہ امام ساتھ  
 درجہ امامت کی ولی بھی ہیں مگر نبی نہیں اور ولی لوگ نہ نبی ہیں نہ امام مگر بعد دوازدہ  
 امام کی یہ لوگ بھی ہماری پیشوا ہیں اور آیت ان اولیاء اللہ کا خوف علیہم  
 وکلام حیز نون کی مصداق ہیں غرض یہ درجہ ولایت کا ایک درجہ خاص ہے  
 کہ جو درجہ نبی و امام کے بعد ہے اور بمقتضای آیت ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین  
 کی دیکھا جاتا ہے کہ خدا کی طرف سے ان لوگوں کو انعام خوب ملا کہ وہ لوگ حقیقت مری  
 نہیں ہیں بل اجماع و لکن لا تعلون یعنی کہ وہی لوگ زندہ ہیں مگر تم لوگ نہیں  
 جانتے ہو اور ہم ادن لوگوں کو کیونکر مردہ کہہ سکتے ہیں کہ حق  
 مشکلات و رفع حاجات ادن لوگوں سے برابر جاری ہے اور  
 اکثر لوگوں کی تعلیم باطنی و فیض روحانی مزارات شریف سے  
 ادنی ہوئی ہے اور کیونکر نہ کہ یہ لوگ پیر اور نام لیوا حضرت شاہ ولایت یعنی



شاہ مردان مولیٰ تشکلات علی علیہ السلام کے ہیں ورنہ اوڑھ امام اور سیدہ  
معصومہ کو جان و دل سی مانتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم بھی اُن اولیاء اللہ کو  
ماستمانی ہیں اور تمام اقوال کہ اُن لوگوں کی حق جانتی ہیں اور اگر مسئلہ وحدت  
وجود وغیرہ کا ہمارا پیچیدہ نہ آدمی تو اُس سے بطلان اُس مسئلہ کا نہیں ہو سکتا  
کہ وہ یہاں نہ تصوفین کی از قلم حال کے ہیں نہ از قسم مقال کے اور ہم خوب سمجھتی ہیں  
کہ جب ہم اس حال میں پھونچیں تو البتہ وہی میرا بھی حال ہو گا اور جب کمال انسانی  
یہ ہو کہ حکم خلقوا باخلاق اللہ کے اور مصاف خدائی مثل حلم و ستر عیوب وغیرہ کی آدمی  
میں آویں تو البتہ اُس آدمی کے قول فعل میں قدرت خداوندی بھی جلوہ گر ہوگی جیسا  
کہ اگر لوہا آگ میں ڈالا جاوے تو وہ لوہا سرخ ہو جائیگا اور کام ہی آگ کا مثل جلانے  
وغیرہ کے راز کا مکمل خود آگ نہیں ہو جائیگا اور خوب ہے قول الرب ربک لو تنزل  
والعبد سجد و لم یستعفی کا یعنی خدا خدا ہو اگرچہ تنزل کرے اور بندہ بندہ ہو  
اگرچہ تنزل کرے اور اُن دل لوگوں کی جو کچھ سمجھا اور بوجھا ہو سوال علم ظاہری کے  
وہم و خیال سے ماستر یا یہ ہو مگر علم باطن ایک مانت خدائی ہو کہ نہ کہ سید ہند سید ہند و ان کے  
نمی رہند از آدمی ستانند

علم ظاہر سرسری قیل است و قال پای استدلالیان چوبین بود گر با استدلال کار دین بدے	نہ از کیفیت حاصل نہ حال پای چوبین سخت بے تکلیف بود فخر رازی راز دار دین بدے
اور یہ شعرہ الاناروم کا دربارہ اقتدار اُن لوگوں کے بہت درست ہے	
اولیاء ہست قدرت از آں از برون طعنہ زنی بر با یزد	تیر جہت باز گرداند ز راہ وز درونت ننگ میدارد یزد

اور اولیاء اللہ کی برائیہیت خداوندی کی ظاہر ہوتی ہو سو اس مقام میں شیخ  
سہ لانا روم کا بہت دست ہو

چون پری غالب شدہ بر آوست	گشتہ از دوسے صفات مردے
چون پری را این چنین تماثل بود	خالق خود آن پری اچون بود

اور یہ درجہ اولیاء اللہ کا اس است محمدی میں ایسا ہو کہ اس سے حقیقت دین  
اسلام محمدی کی ثابت ہوتی ہو کہ جب اس دین محمدی میں ایسے ایسے مردان خدا  
ہیں تو البتہ یہ دین حق ہو اور حق یہ ہو کہ اگر وجود اولیاء اللہ کا اس دین محمدی میں  
نہیں ہوتا تو ایک عالم اس دین سی باب ہو جاتا شجر

اولیاء اہست تقریباً از آگہ تیر حسبہ باز گرداندند راہ  
اور معنی ولی کے یہ سمجھیں آتے ہیں کہ ولی لوگ بعد دو از وہ امام کے ایک خاص لوگ  
ہیں آئندہ کتب صوفیہ میں جو کہ درجات اقطاب و اوتاد و اخیار و افذاذ و محمد  
و خورشید وغیرہ کا ہو سو اس بات کو وہی لوگ جانتی ہونگی اور ہم اسمین زیادہ گفتگو نہیں  
کر سکتی ہیں تا در نہائی ندانی مگر اس قدر بات سمجھ میں آتی ہو کہ جب سلسلہ اولیاء کا حق ہو  
تو انکا اقرار اقطاب وغیرہ کا بھی درست ہوگا اور اس جگہ یہ ذکر بعض ولیوں کا کتب  
تذکرۃ الاولیاء فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ سی حسب بل کیا جاتا ہو۔

اول حضرت معروف کرخی مادر و پدرش ترسا بودند چون بمعلم فرستادندش استاد  
گفت ثالث ثلاثہ گفت نہ بل ہو اللہ الواحد ہر چند معلم میگفت میگوئی ثالث ثلاثہ او  
میگفت یکی ہر چند استادش میزد و سودداشت یکبار سخت بزوش معروف بگنجت و او  
باز نمی یافتہ مادر و پدرش گفتند کاشکی باز آمدی بہر دین کہ او خواستی تا موافقت کردی  
دی بر دست علی ابن موسی رضا مسلمان شد و وہم جنید بغدادی کہ یہ ایک دوسے



چو بسکواسید بوملنی کی اپنی رب سے سو کرے کچھ کام نیک و ساجا نہ رکھے اپنی رب کی  
 بندگی میں کسیکا اور تفسیر محی الدین عربی میں بعد عبارت قبل اس کے کلمات دینی  
 کے کیا خوب وجہ اسکی لکھی ہو کو نہ اغیر، متناہیۃ، استناع و ناء المتناہی  
 بغیر المتناہی یعنی کلمات رب کے بغیر متناہی ہیں از رب متناہی ہو از ربہ مار تہ  
 منع ہو کہ متناہی ہو از ربہ متناہی کے

### مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ

بشنو از نے چون حکایت می کند کز نیستان تا مرا ببریدہ اند ہر کسے کو دور ماند از اہل خواہش تن ز جان و جان ز تن مستور نیست سر نہای است اندر زیر و بم	و جد اینہا شکایت می کند از اغیرم مرد و زن نالیدہ اند باز جدی روزگار وصل خویش لیک کس را دید جان، ستور نیست فاش کہ گویم حسان بہم زخم
--	--

### اشعار سعدی علیہ الرحمۃ

جہان متفق بر الہیتش درین ورطہ کشتی فروشد ہزار تو ان در بلاغت بسجان رسید کہ خاصان درین رہ فرس راندہ اند رہ عقل جز بچ بر چ نیست نہ تو ان گفتن این با حقائق شناس کہ پس آسمان و زمین چہ بستند پسندیدہ پر سیدی اے ہوشمند	و فرماندہ در کنہ ماہیتش نہ کہ پیدائش تختہ بر کنار نہ نہ در کنہ بیچون سبحان رسید بلا احصی از تنگ فرو ماندہ اند بر عارفان جز خدا ہیج نیست نہ ولی خوردہ گیرند اہل قیاس بنی آدم و دام و دیکستند نہ بگویم گر آید جوابت پسند نہ
--	--

کہ ہامون و دریا و گہ و قنک ہمہ ہر چہ ہستند از ان کمتر اند چو سلطان عزت سلیم بر کشد	پری آدمی زاد و دیو و ملک کہ باہستیش نام ہستی بر بند جہان سبز جیب عدم در کشد
--	---

### میر حسن شاہ دہلوی

وہی نور ہی سب طرف جلوہ گر نہیں اُس سے خالی غرض کوئی شی نہ گوہر میں ہو وہ نہ ہی سنگ میں تامل سے گر تہیے غور کچھ اُسی گل کی بوسی ہو خوشبو گلاب پر اُس جوش میں آگے بہنا نہیں	اُسی کے یہ ذرہ ہنسن و قمر وہ کچھ شی نہیں اور ہر اک شی میں ہی ولیکن چکتا ہی ہر رنگ میں تو سب کچھ وہی ہو نہیں اور کچھ بھیرے ہی لئے ساتھ دریا حباب سمجھنے کی ہر بات کہنا نہیں
--	---

ذات خداوند تعالیٰ کی عجب طرح سی عیان میں نہان اور نہان میں عیان ہو کہ کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہیں کر سکتا ہو اور ہر فرقہ میں ہر ارون عالم و کامل جست جو میں مسئلہ توحید کے گذر گئے مگر سوای حیرت کے کچھ ہاتھ نہیں لگا اور ظاہر ہو کہ آدمی ایک شی حادث اور محدود علم کا اُس ذات قدیم اور غیر متناہی کو کیونکر سمجھ سکتا ہو جیسا کہ کیرا جو اندر گو کہ یا کسی دوسری پھل کے پیدا ہوا اور سوای اُسکے کچھ نہیں جانتا ہو سو اس طرح سی آدمی بذریعہ اسباب ظاہری سمع و بصر و خیرہ کے اشیای ماورای اسباب ظاہری کو نہیں سمجھ سکتا ہو مگر یہ قول فلاسفہ کا بہت درست ہو کہ ہر آدمی ذہن و ہوش کے دل میں ایک میل طبعی و اسطی رجوع الی اللہ کے دیا گیا ہو اور یہ بات سمجھ میں آتی ہو کہ تمام کائنات زمین و آسمان کا جو سراسر حکمت و بند و بست و ارادہ و انتظام اور قدرت و شفقت عام سی معمور ہو وجود سی ایک شی قادر مطلق و صاحب ارادہ و ذی شکر

وعموم از رحم و کرم کی خبر دیتا ہو یہی کہ یہ سب دنیا و مافیہا بخودی خود نہیں ہو بلکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وجود ان سب چیزوں کا جو ہم کو معلوم ہے اور جو ماورای ہماری علم کے ہے بالضرور بذریعہ ایک بودا کبر کے ہے اور آدمی کو جو عقل و گیتی سوائے عقل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی مثل حیوانات وغیرہ کے نہیں ہو بلکہ صاف ظاہر کہ آدمی جو تصرف و قدرت افعال نیک و بد کی دیکھتی ہے سو ہر آدمی اپنی افعال کا جو ابدہ و ذمہ دار ہے اس واسطی کہ تمیز نیک و بد کی اس کو دیکھتی ہے یہی یہ سب کلمہ عقل کا ہے اگر عقل نہیں ہوتی تو کیا پروا تھی کہ اگر عقل نہ ہوتی تو یہ سب تصرفات جہاز رانی وغیرہ کی کہاں سے کرتے اور عقل یہاں تک ہدایت کرتی ہے کہ جب عالم حادث تو بمقابلہ اس کی ایک ذات قدیم تر اس سے ہوگی کہ جو اس کی ساتھ کوئی دوسری چیز نہیں ہوگی اور صرف ایک ذات اس کی ہوگی اور ایک بات عجیب یہ ہے کہ فلاسفہ و ہر یہ وغیرہ ہم جو اپنی کوشش گھاس بچھوس کے سمجھتے رہے سو وہ درحقیقت بطور گھاس بچھوس کے گزر گئے اور ان سے کوئی خرق عادت اور تصرف وقوع میں نہ آیا اور خلان ان کی انبیاء و دیگر خاصان حق جو خدا کو مانتی رہی سوائے بشمار خرق عادت مثل عبور دریائی نیل و سرسرای فرعون و فرعونیان و احیای اموات وغیرہ کے ہوتی رہی اور ایک نواع خرق عادت مردان خدا سے ہوتے ہیں بہت

خمر و خمخانہ با محرو نشان است بنور آن ابر رحمت در نشان است پس جملہ گون کو اس بقدر کافی و دانی ہے کہ ہلوگ بھی وجود خداوند تعالیٰ کو حسب ہدایت و تعلیمات ان کی قبول کر لیں اور جملہ کتب سماوی اس بات میں متفق ہیں کہ خلقت تمام زمین و آسمان کی ایک لفظ کن سے ہوئی یعنی کہ مرضی خدا کی ہوئی کہ ہو جا اور ہو گیا سورۃ البقرہ آیت ۱۱۱ ابدیع السموات و الارض و اذ انفق

امدا فائما یقول له کن فیکون اللہ پیدا  
 کر نیوالا آسمان وزمین کا ہوا اور جب کرنا چاہا کسی امر کو تو کہہ دیا کہ ہو جا  
 اور ویسا ہی ہوتا ہوا اور جب تمام موجودات ایک وقت میں کچھ نہیں تھا اور انکا کچھ  
 اسباب مادہ کسی دوسری جگہ میں رکھا ہوا نہیں تھا تو البتہ صرف اسی ایک ذات سی  
 یہ سب ظہور ہی تو اسو اسطی وجود غیر اللہ کا باطل ہی اور ہر گاہ صفات انہی عین  
 ذات انہی کے ہیں تو یہ لفظ کن کی بھی عین ذات الہی ہی الغرض مسئلہ و اعتقاد وحدت  
 وجود کا بہت حق و درست ہی اور فقرہ اول صحیفہ کاملہ امام چہارم زین العابدین علیہ السلام  
 سے بھی تائید اس مسئلہ وحدت وجود کی ہوتی ہے اور وہ فقرہ حسب ذیل ہے  
 الحمد لله الاول بلا اول کان قبلہ و الاخر بلا اخر یكون بعدہ  
 یعنی سب تعریف ہی اسلئے کہ جو کہ ایا اول ہو کہ اس سی اول کوئی چیز نہیں تھی اور  
 اسلئے کہ آخر کو کہ اس سے آخر کوئی چیز نہیں ہوگی اور یہی شعر مفصلہ ذیل سے حضرت  
 امیر علیہ السلام کے جو کہ انکی دیوان میں ہے تائید انہی اسی راہی کی ہوتی ہے و فی الاحد  
 البناء کافیه ثبتہ اللہ فی خلق السماء ترجمہ اور روز اتوار میں بنا دنیا کی ہوئے  
 اسو اسطی کہ اس روز اتوار میں خدا ظاہر ہوا پیدا کرنے سے آسمان کے یعنی کہ اسو  
 خدا کے اور دیگر موجودات کچھ نہیں ہی بلکہ صرف ایک ریعہ ظہور خداوند تعالیٰ کا ہی  
 مگر بات یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ عالم شہود میں جلوہ گر ہوا اور تفرقہ خالق و مخلوق اور  
 افعال نیک و بد و عذاب و ثواب کا قائم کیا تو ہمکو اسی اعتبار سی فرق ہر نیک و بد کا  
 سمجھنا چاہئی اور اصل مسئلہ وحدت وجود کو دل سی تمام تر محو و سہو کر دینا ضرور ہے  
 اور جب تک ہمکو جو اس باقی ہے تب تک کچھ ہی خیال اس مسئلہ وحدت وجود کا نہیں  
 کرنا چاہی ہاں درجہ فنا فی اللہ میں بسبب کمال یاد و استغراق کے پھونچ کر کے



اور بعض کچھ سیر سی سطور ہوا یہ عجیبہ میدان میں جو ہوا

اگر لفظ انا الحق کی بھی بطور منصفہ و جانچ کے حالت بدتر اسی میں نہاں تھی لکلی تو وہ  
 دوسری بات جو گائیہ اس پر بھی قابل ذکر اس مقام کے ہے کہ بات از روی اُنسی درجہ فنا  
 فی اللہ کے ہے جو کہ حضرت پیمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا انا احمد بل لا یسجد  
 یعنی میں احمد ہوں بلا تہم کے یعنی احد ہوں اور جو کہ حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ  
 شقتہ میں فرمایا انا الختان انا المنان انا الرزاق۔ نے اکا۔ حرام  
 یعنی میں نہایت رحیم اور میں نہایت احسان کنندہ اور میں روزی رسان ہوں۔ جموں میں  
 مادران کے پس لگز سلسلہ وحدت وجود کا قیدل کر لیا جای تو صاف بات یہ ہے کہ یہ سب  
 اقوال بحالت کمال استغراق و اتصال مع اللہ کے سرزد ہوئے اور فی الواقع ذات  
 حضرت سچ و حضرت علی علیہ السلام کی ایسی ہوئی کہ جس سے بہت لوگوں کو ان دونوں  
 بزرگواروں پر اعتقاد و گمان خود خدا ہونیکا ہوا۔ اور شیہ عرام شافعی کا بہت حق و درست ہے  
 کفی فی فضل مولانا علی وقوع الشاک فیہ انہ اللہ  
 یعنی فضیلت مولی علی میں صرف یہ امر کافی ہے کہ نسبت اس علی کے یہ شک پیدا ہوا کہ  
 وہ علی خود خدا ہے اور وقوع اس شک کا دراصل بے وجہ نہیں ہے کہ ہر گاہ از روی حقیقت  
 مسئلہ وحدت وجود کے سب کچھ وہی ایک ذات خدا کی ہے اور تمام وجود ماسوی اللہ کا  
 صرف ایشان ظہور اس خدا کی ہے تو اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہوگا کہ یہ حضرت علی  
 ایک منظر کامل ذات الہی کے ہوئے بہت

یہاں بات کی اب سمانی نہیں	خدا تو علی میں جدا کے نہیں
ہم علی کو خدا نہیں جانا	پر خدا سے جدا نہیں جانا
اور اشعار عربی مفصلہ ذیل کتاب ریاض النضرۃ کے بہت حسب حال ہیں۔	ذکر لا یحمد نادا موصدا

ترجمہ مجھے کہا گیا کہ تو ایک مدح بستان غلی کے کہ جسکا ذکر سرور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے  
آتش طوق بر طبق کو ووزخ کے

قلت لا اقدم فی مدح امری | ذکر لا محمد نادا موصدا

میں نے جواب دیا کہ نہیں اقام کرونگا میں مدح میں ایک شخص کے کہ صاحب قتل لوگ  
بھٹک گئے یہاں تک کہ عبادت کی اسکی ف اس جگہ میں صرف دو شعر پر اکتفا  
کیا گیا کہ تمام پانچ اشعار اس قطعہ کے اندر فصل ۸۸ کتاب ہذا کی صفحہ ۵۰۵ سے  
صفحہ ۵۰۸ جمعی میں مگر اتفاق سے یہ شعر ۱۰۰ قلت لا اقدم کا اصل مع ترجمہ  
وہاں پر غلط چھپا اور سینا ۱۰۰ ماویہ شامی اس میں سے خوش نمون کہ جب سب کچھ  
وہی ایک ذات اقدس کی ہوتو انکی معاویہ کو عذاب و عقاب آخرت سے نجات ہوئی اسو اسی  
کہ ہمارا اعتقاد وحدیت و ہجرت کا بطور وحدت مادہ فرقہ دہریہ کے نہیں ہو کہ جو معاویہ بعد  
مرنے اپنے تئیں ترقاہ و جاہلیہ کہ جب معاویہ نے اس عالم شہود میں اگر کے بغاوت  
ناحق اختیار کی اور عمر ابن عباس کو براہ فریب ایک ثالث مقرر کر آیا اور حضرت امام  
حسن سے خلافت بحیر چھین کر کے انکی مرنے پر خوش ہوا اور یزید ایک اپنی نالائق بیٹا  
کو بر خلافت شرط کے خلیفہ بنایا اور حضرت علی پر عرصہ تک لعنت کراتا ہوا مر گیا تو  
اس عالم شہود کا مقتضی بھی ہو کہ خوب سزا اپنی اعمال کی پادوی مصرع گہ فرق مراتب  
نکمنی زندیقی۔ شرح معنی قل ہو اللہ اور فقرہ اول سورہ اخلاص کے حسب تفسیر  
محی الدین عربی مع ترجمہ کے حسب ذیل ہے۔

قرآن شریف قل ہو اللہ احد۔ کہ تو وہ اللہ ایک ہو۔ تفسیر قل آمؤمن  
عین الصبح وارج علی مظهر التفضیل لفظ قل کی ایک صیغہ امر ہو ذات جمع سے  
کہ جو بار ہوئی اور ذات مظهر تفضیل کے معنی قل بجای قولوا کے ہو یعنی کہ تو تم سب

گوئے اور وار و ہونا صیغہ مفرد کا خطاب کر کے بطرف حضرت رسول کے باین اعتبار ہی  
 کہ ذاتِ حضرت رسول کی ایک شان ظہور تفصیل ملی کی ہے۔ ہو عبارت عن الحقیقۃ  
 الاحدیۃ الصریقۃ ان الذات من حیث ہی بلا اعتبار صفتہ لایعرفہا الا ہو  
 لفظ ہو کی عبارت ہے حقیقتِ احدیت محضہ یعنی ذاتِ مجرد من حیث ہی سی بغیر اعتبار  
 کسی صفت کے کہ نہیں جانتا ہو اسکی صفت کو کہ فی شخص مگر خود وہی اللہ جانتا ہو  
 واللہ بدل منہ و هو اسم الذات مع جمیع الصفات لان لا بد ل  
 علی ان صفاتہ تعالیٰ لیست بزائدۃ علی ذاتہ بل ہی عین الذات  
 لا فرق الا بالاعتبار العقلی ولہذا سمیت سورۃ الاخلاص لان  
 الاخلاص تحویض الحقیقۃ الاحدیۃ عن شائبۃ الکثرۃ کا قال  
 امیر المؤمنین علیہ السلام کمال الاخلاص لہ نفی الصفات  
 عنہ لشہادۃ کل صفتہ انہا غیر الموصوف شہادۃ کل موضوع انہ غیر  
 اور لفظ اللہ کی بدل ہے اس لفظ ہو سی اور وہ اللہ اسم ذات ہے ساتھ جمیع صفات  
 جو کہ بسبب ترکیب بدل کے دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ صفات اسل مد تعالیٰ کے  
 کچھ ذاتِ خدا پر ایک صفت زائد نہیں ہو بلکہ وہ صفات عین ذات اسکی ہیں و نہیں  
 کوئی فرق ہو مگر از روی اعتبار عقلی کے اور اسو اسطی نام اس سورت کا سورہ اخلاص ہو  
 اسو اسطی کہ معنی اخلاص کے خالص کرنا حقیقتِ احدیت کا ہے شائبہ کثرت سی جیسا کہ  
 کہا حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے کہ کمال اخلاص کا واسطی اس خدا کی نفی کرتی ہے  
 صفات کی اس خدا سی اسو اسطی کہ ہر ایک صفت دلالت کرتی ہے اوپر اس بات کے  
 کہ وہ صفت غیر ہو موصوف سی اور ہر ایک موصوف دلالت کرتا ہے اس بات پر  
 کہ وہ موصوف غیر ہو صفت سی و ایاہ من عنی من قال صفاتہ تعالیٰ

لا هو ولا غیرہ ای لا ہو باعتبار العقل لا غیرہ بحسب الحقیقۃ اور اسی قول مختصراً  
 علی کو مراد لیا اس شخص جو کبریات کہی کہ صفات اسل منہ تعالیٰ کے نہیں۔ ہو یعنی وہ  
 ہو اور نہیں غیر اسکا یہو یعنی لا ہو یہو باعتبار عقل کے نہیں غیر اسکا یہو حقیقت کے۔  
 واحداً خالداً مبتدئاً اور لفظ احد کی ترکیب میں خبر ہو ہو اللہ مبتدائی۔  
 والفرق بین لا احداً والواحد ان الاحد هو الذات واحد ما بلا  
 اعتبار کثرة فیہا ان الحقیقۃ المحضۃ التي هي منبع العین الکافور  
 بل العین الکافور نفسہ وهو الوجود من حيث هو وجود  
 بلا قید عموم وخصوص وشرط عروض ولا عروض والواحد  
 هو الذات مع اعتبار کثرة الصفات وهي الحضرة الاسماءية  
 لكون الاسم هو الذات مع الصفة فعبر عن الحقیقۃ المحضۃ  
 الغير المعلومۃ الالہ بهو وابدل عنہا الذات مع جمیع الصفات  
 دلالة علی انہا عین الذات وحدها فی الحقیقۃ واخبر عنہا بالاحدیۃ  
 لیدل علی ان الکثرة الاعتباریۃ لیست بشئ فی الحقیقۃ وما اطلقت احادیث وما اثر  
 فی وحدتہ بل الحضرة الواحدة هي بعینہا الحضرة الواحدة بحسب الحقیقۃ کتوهم القطر فی البحر مثلاً  
 اور فرق درمیان احد واحد کی یہو کہ احد وہی ایک ذات ہو بلا اعتبار کثرت کی اس ذات  
 میں اجماعیت مخفیہ یہو کہ وہ چشمہ منبع یہو چشمہ کافوری کا بلکہ وہ خود ایک چشمہ کافوری ہو  
 یعنی وہ ایک وجود ہو۔ من حیث وجود بلا قید عموم وخصوص اور بلا شرط عرض  
 ولا عروض کے اور واحد ایک ذات ہو ساتھ اعتبار کثرت صفات کے اور وہ کثرت صفات  
 کے ایک صفت اسمائیه ہو بسبب اسم کی ایک ذات ساتھ حقیقت کے پس تعبیر لگی اُس  
 ذات کی ایک ایسی حقیقت مخفیہ سی کہ جو غیر معلوم ہو مگر خود اُسکو ساتھ خود انبی او

بدل ذات کا ہوا ساتھ جمیع صفات واسطی دلالت اسکی اس بات پر کہ وہ صفات  
حقیقت عین ذات اس کے ہیں اور نہ دیکھنی اُن صفات سی ساتھ اعتبار کے  
فقط دلالت کرنے کی اس بات پر کہ یہ اعتباری و حقیقت کیچھ شے نہیں ہوا اور یہ  
کہ اعتباری نہ بن باطل کہتی ہو اس کے احاطہ کو اور زمین کیچھ اثر کہتی ہو اسکی حق  
میں بلکہ وہ نشانہ ہے یہ رقیق شعریں ان حدیث کا ہر نشانہ ہم قطرات دریا میں مثلا

زوریاہ وج گونا گونا گوں	زچچو فی بزرگ پورہ برآہ
گئے ور کسوت لیل و	کچھ بہ سعرت مجمعہ برآہ

فصل در بیان احوال و عیال و عیال و عیال

سورة الكهف  
ولا يضر شيئا  
بدفعه  
بفعل

یہ شہادت ہے کہ میں نے اپنے رب کی پس پناہ میں سے وہ گریں عمل نہ کیا ہے  
نہریکسی اور کہ وہاں میں اپنی رب کی سورہ فضلت آیت ۵۴  
الا انهم فی مہینۃ من لقاء ربهم الا انہ یکل شیء محیط ترجمہ  
خبردار ہو کہ تحقیق کہ وہی لوگ شک میں ہیں ملاقات سے رب اپنی کی خبردار ہو کہ تحقیق  
کہ وہ اللہ ہر چیز کو محیط ۵۴ سورۃ الانعام آیت ۵۴ قد خسر الذین کذبوا  
بلقاء اللہ حتی اذا جاءتهم الساعة بغتۃ قالوا یا حسرتنا علی ما  
فرطنا فیہا و ہم یحملون او نرا دھرم علی ظہور دھرم کلا ساء ما یزین  
ترجمہ تحقیق کہ خسارہ پایا ان لوگوں نے جو کہ حصوٹھالیا ملاقات کو رب اپنی کی یہاں تک  
کہ حب الکیار و زیماست یکایک دناگمانی تو کہینگے وہی لوگ ہی و احسرتا کہ ہلوگوں نے  
نورا کیا اس امر میں اور وہی لوگ اٹھا و نیکی اپنی و بوجھوں کو اپنی بیٹوں پر خبردار ہو

کہ برابر ہو گا وہ بوجہ اٹھانا سورۃ النعام آیت ۵۵ اور اتینا موسیٰ  
 الکتاب تماماعلیٰ الذین احسن و تفصیلاً لكل شیء  
 و ہدی و رحمة لعلہم یلقاء و یجہو یؤمنون ترجمہ  
 اور بعد اسی دی ہمیں موسیٰ کو وہ کتاب کہ جو پوری ہو واسطے اس شخص کے جو کہ  
 نیک کام کرے اور تفصیل ہو واسطے ہرشی کے اور ہدایت و رحمت ہو کاشکی وہی  
 لوگ ساتھ ملاقات اپنی رب کی ایمان لاویں ۵۵ سورۃ یونس آخر آیت  
 ۴۴ قد خسر الذین کذبوا بلفاء اللہ و ما کانوا یعتدین ترجمہ  
 تحقیق کہ خسارہ پایا ان لوگوں نے جو کہ جھوٹے ملاقات کو اپنی رب کی اور نہ ہوئے  
 وہی لوگ راہ پائیوالی فقط اس جگہ میں باستدلال ثبوت رویت باری تعالیٰ کی صحت  
 اوپر نقل پانچ آیتوں کی اکتفا کیا گیا اس واسطے کہ مضمون ان سب آیتوں کا ایک ہی ہو کہ  
 ملاقات اس خدا سی ہوگی اور کتاب نجوم الفرقان میں جو نشان دیگر اٹھارہ آیات کا ہے  
 سو بخوف طول کے وہ سب آیات نقل نہیں کئی گئے اور ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ التبتہ مضمون  
 خدا کی دیدار اور محمد مصطفیٰ کی شفاعت کا بہت درست ہے کہ واسطی دیدار خدا کی  
 بسیاری آیات قرآن میں موجود ہیں اور جو علما کہ دیدار خدا سی منکر ہیں سو یہ انکار  
 انکا بنظر عدم قابلیت بصر انسانی اور آیت لن ترانی کے ہوگا اور ہم سمجھتی ہیں کہ  
 فی الواقع چشم انسان کو کچھ قابلیت دیدار الہی کی نہیں ہے مگر مٹھوای وعدا للہ حسن  
 کی معنی کہ وعدہ خدا کا حق ہے اور بملاحظہ آیات صریح قرآنی کے ہلکوتا مبرا ایمان اوپر لقا  
 رب کی ہے اور ہلکوتا معلوم ہے کہ بعد مرنے کے روز قیامت میں ہلکوتا سطر حر قابلیت  
 دیدار خدا تعالیٰ کی ہوگی مگر اس بات پر پورا یقین ہے کہ خدا سب بات پر قادر ہے اور  
 اسکا سچا ہے اور اصل یہ ہے کہ اگر مسئلہ وحدت وجود کا تہہ ہے کہ لسا یا تو یہ دیدار

کچھ دشوار نہیں ہو بلکہ اس ویدار کی امید پر تو خود ہماری زندگی ہو کہ آخر اپنی اصل تک پہنچ سکیں  
ہر کسی کو دور ماند از اصل خویش باز جوید روزگار وصل خویش

## فصل ۱۰۹ اور نوح و ہشت باطلاح صفیہ

سورہ بقرہ ان کنتم فی دین مما نزلنا عبدنا فانوا بسوا مکر  
من مثله وادعوا لشهداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقیں  
فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فانثقوا النار الی و قد ہالکنا  
والجحارۃ اعدت للکافرین و بشر الذین امنوا و عملوا الصالحات  
ان لہم جنات تجری من تحتہا الانہار و کما یرزقوا منہا من ثمر  
رزقا قالوا ہذا الذی رزقنا من قبل و اتوا بہ متشابہا و لہم فیہا ازواج  
مطہرۃ و ہو فیہا خالدون ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلاً ما بعوضۃ فما فوقہا

ترجمہ اور اگر ہو تم لوگ کچھ شک میں نسبت اس خیر کی جو کہ تاری میں فی اور پر بندہ اپنی کی پس  
لاؤ تم ایک سورہ مثل اسکی اور بلاؤ اپنی شہادت دینی والوں کو سو امی خدا کے اگر ہو تم سچی  
سو اگر یہ کام نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گی تو ڈرو اسلگ سی کہ جسکی چھپیان آدمی اور  
پتھر ہیں کہ جو تیار کی گئیں ہیں واسطی کافرون کے اور خوشخبری دی تو امی رسول ان  
لوگوں کو کہ جو ایمان لای اور کئی نیک کام ساتھ اسات کی گئی واسطی ہیں جنتین کے  
جنکے نیچے ہتی ہیں نہرین اور جبکہ روزی دیجائی انکو ان باغون سی ایک وزی تو کہیں  
دی لوگ کہ یہ وہ چیز ہو کہ روزی دی گئی ہلوگ ساتھ اسکی قبل اسکی اور روزی  
دیجائی انکو متشابہ یعنی ایک دوسری سی ملتا ہوا اور انکو جو روان پاک ہیں اور  
لوگ رہنکی ان جنتون یعنی باغون میں ہمیشہ تحقیق کہ اللہ نہیں شرم کرتا ہوشل دینی سی مجھ کے  
یا اس سے بھی زیادہ —



## آداب تفسیر محی الدین عربی لقد ضرورت

فانقوالنارالتی — والمراد بالنار احتراقهم بسورۃ نفوسہم وشرطباغہم  
 المصروفة عن الروح القدس الروح حافی والتسم الذی فی الرحمانی المحرمة  
 عن لذتہ برد الیقین وسلامة دار القرار المقطوعة بالمالوفات  
 المحسنة واللذات بلبدنیة الممنوعة باضریت بہ والفتن مع بقاء  
 حنینہا الیہ ولہہا ورسوخ هیأت التعلق بالامور السفلیة  
 ومحبة الاجساد الاہنیة فیہا التی ہی سبب استیقاد نیرانہا  
 ترجمہ پس دروتم آگ آگ سہی جو اور مراد ساتھ آگ کے جلنا ان لوگوں کا ہو  
 ساتھ تیزی نفوس کی اور شراری طبیعتوں کی کہ جو پھر گئی ہیں روح قدسی روحانی اور  
 نسیم ذوقی روحانی سی کی جو محروم ہیں لذت ٹھنڈک سی یقین کے اور سلاستی دارالقرار  
 سی کہ جو کٹ گئی ہیں بسبب غوبات حسنیہ اور لذات بدنہ کے جو کہ ممنوع ہیں اس چیز سے  
 کہ جسکی عادت تھی اور الفت کی تھی ساتھ اسکی ساتھ باقی رہنی حزن اور شوق اسکی  
 اور نقش کربانی بہت تعلق ساتھ امور سفلیہ و محبت اجساد ارضیہ کے کہ جو سبب  
 اشتغال اسکی آگ کا ہو — ۳ وفودھا الناس والمجاری — ای الاموال المجاسیة  
 السفلیة الصامۃ التی نفسواہا بالمحبة فرسخت صورہا فی نفسہم  
 وسمجت نفوسہم بیلہم الیہا کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم المرء یحشر مع من احب حتی لو احب احدکم حجرا فحشر معہ  
 وکیف لا وقد رکزت صورۃ فی نفسہ بالمحبتہ بحیث صاۃ قلبہ صورتہ  
 ترجمہ جیسا کہ اسکی آدمی اور پھر ہیں ای اسے رجاسیہ سفلیہ یعنی سخت نازیبا دنیاوی  
 دون کے جو کہ صامت یعنی نشن نہیں کہ جبکہ ساتھ وہی لوگ متعلق ہوئے تھے ساتھ

مجبوت پس تم کہیں صوبہ یا ان چیزوں کی انکی نفوس میں اور انکی نفوس مقید ہو گئی  
 بطریق غیب سے انکی بطرف ان چیزوں کے ایسا کہ فرمایا سو لکھائے کہ حشر آدمی کا ہو گا سا  
 شیعہ مجاہدین یا تنگ نہ آگے کہ ہی تم کہ ان کی نسبت کہ نہ اب پیچھے تو حشر اسکا ہو گا سا  
 اس پیچھے کہ اور کوئی نہ کہ کہ گئی، بڑے دور سے اس شیعہ یہ انکی اس کے نفس میں اس طرح کہ  
 ہو گئی صورت دل کی اسلی میں صورت اس محبوب کی۔ ۳۰ و بشر الذین  
 امنوا و عملوا الصالحات لہن اجر جنت خلدن من تحتها الانہار بالصالغ  
 و عملوا ما یصلحہن للجنة بمقتضی عملہن و بتوحید الافعال  
 ان لہم مراد اتم و مشتہیات تہر فوق ما تصورہ و اتناولت نکیر  
 الجنات و الجنات الباریۃ من تحتہا الانہار ابھی و اطلب ما یكون  
 من مقام و الذی و احلی ما یكون من مراد لاهل الدنیا فہی لنفوسہم  
 من جنات الدنیا و اصفیٰ ہذا المعانی الجسافی فان حق کا مستعمل ہے اور تبارک  
 تو ای رسول ان لوگوں کو کہ جو ایمان لائی نیک کام کی ساتھ بیات کی انکی واسطی جنین یعنی  
 باغ سب ہیں کہ جنکی نیچے بہتیرے ہیں جن میں یعنی ایمان لائی وہ لوگ ساتھ صانع کی اور  
 کام کی نیک بقدر کی کہ مستحق ہوں جنت کی موافق اعمال نبی ساتھ توحید فعال  
 کہ: تا کہ اس بات کی کہ انکو مرادات اور مرغوبات انکی ملینے بالاتر اس سے کہ جو تصور  
 و تمنا کرنے تھے بوجہ نہ کہ لانے جنات کی در حالیکہ وہ جنین کہ جنکے نیچے بہتین ہیں  
 نہرین روشن تر و خوب تر ہو اس سے کہ جو کسی مقام میں ہو اور لذیذ تر اور شیرین ہو  
 اس سے کہ جو مقصود ہوا اہل دنیا کا میں جنین و اسطی نفوس انکی از قسم جنات دنیا  
 کی ہیں و اس صفات ہیں بحساب معاد جسمانی کی اور یہ بات حق ہو جیسا کہ آئندہ تو جانیکا۔  
 ہم تکملہ ان قواصدا من ترقی مراد قالی زیادہ۔ ۳۱ و قنا من قبل فی الدنیا

فافہما ما لو فہمہ وانوا بالرزق متشابہا وبقلو بہم ہی مقاماتہمہ کا توکل  
 مثلاً دروضات عالم القدوس القی تنشاء من کل مرتبۃ منہا انہما علوم  
 تنفع السالکین علیہ تنفع المقعشین المشتاقین والثمرات ہی الحکم والمعارف  
 ترجمہ جبکہ روزی دی جائیں ان باغوں سی ایک پھل سی ساتھ ایک وزی کے  
 تو کہیں وی لوگ کہ یہ وہ چیز ہو کہ جو روزی دیے گئے ہوں گے قبل اسکی دنیا میں کسوا سطحی  
 کہ وہ دنیا ایک شی مالوت و مرغوب انکی ہو اور دیے جائیں وی لوگ ساتھ اوس  
 روزی کے تشابہ یعنی ایک دوسری سی مثال وروسطی قلوب ان لوگوں کو وہ باغات  
 انکی مقامات میں مثل توکل کے مثلاً اور مثل باغات عالم قدوسیت کی کہ جسکی ہر مرتبہ  
 سی پیدا ہوتی ہیں نہرین علوم کی کہ جو نفع دی سالکین کو اور نفع دی بیماری کو  
 پیاس والوں اور مشتاق لوگوں کی اور ثمرات یعنی پھل سب حکمتیں اور معرفتیں ہیں  
 ف اگرچہ تاویلات صوفیہ کے ایام طالب علمی میں بلقب شطیحات صوفیہ یعنی کلمات خلا  
 شرح کے بولجاتی ہیں مگر رفتہ رفتہ معلوم ہوتا گیا کہ یہ صوفی لوگ اکثر بڑی بڑی عالم  
 ہوتے ہیں اور فلسفہ وغیرہ سی خوب واقف ہیں اور تمام تر ہمت انکی اس بات میں مصروف  
 ہو کہ تمام اعتراضات و توہمات غیر لوگوں کی مندرجہ ہوں چنانچہ استدلال سی دورخ و بہشت  
 وغیرہ کی وہ اعتراض غیر لوگوں کا کہ دین اسلام میں بیان دورخ و بہشت کا از روی  
 الم ولدت کیفیات جسمانی کے ہر تمام تر دفع ہو گیا کہ ملائحی الدین عربی تعبیر دورخ و بہشت  
 کی حسب تصحیح بالا کی الم ولدت کیفیات روحانی سی کرتے ہیں اور یہ تعبیر قریب فرخیال  
 فلاسفہ کے ہو کہ جو وہ لوگ سمجھتی ہیں کہ بعد مفارقت بدن کے اگر روح متعلق اور  
 معتاد بلذات دنیا کی ہو تو اسکی نہیں پانی سے روح کو الم ہوگا اور خلالت اسکی اگر روح  
 دنیا سی فارغ و آزاد کی تو اسکو آرام رہیگا اور صاف معلوم ہوتا ہو کہ ذکر دورخ و بہشت

جس طرح کہ قرآن میں ہے وہ باعتبار کیفیات جسمانی ہملوگوں کے ہے کہ مثلاً آگ سی ہملوگ  
 دہستہ ہیں اور باغ وغیرہ سی مسرور و مخطوط ہوتے ہیں سو باعتبار اسی عادت کے  
 بنظر سمجھائی ہملوگوں کے یہ عذاب و ثواب الفاظ آگ باغ وغیرہ سی تعبیر کئے گئے اور اسی  
 طور پر نوریت وغیرہ میں بھی تعبیر عذاب و نزع کی بلفظ بھیل فائر یعنی آگ و نزع کی ہے  
 اور اصل یہ ہے کہ ہر گاہ ہملوگ بعد چھوڑنے اس دنیا کی جو ابدہ ایک و بے اپنی افعال کے  
 ہیں تو البتہ کسی طرح جزا و سزا اپنی افعال نیک بد کی پاداش کے پس لہذا تعبیر اس عذاب  
 و ثواب کی الفاظ آگ باغ وغیرہ سی نہ تو کیا طور امیر و برہم ہملوگوں کا ہو گا اور دیکھا جاتا ہے  
 کہ خود قرآن شریف میں بذکر جنت و نار کی جا بجا لفظ مثل کی بسیاری آیات میں ہے چنانچہ  
 اس جاگیر پر دو آیتیں مفصلہ ذیل بتائیں اس بات کی نقل ہوتی ہیں۔

اسورۃ الرعد آیت ۴۴ مثل الجنة التي وعد المتقون تجري من  
 تحتها الانهار دالکھا اداہم وظلھا تالک عقبی الذین اتقوا وعقبی الکافرین النار  
 ترجمہ مثل اس جنت کے کہ جس کا وعدہ پرہیزگاروں کو کیا گیا ہے کہ بہتی بہتی بہتی  
 انکی نہرین اور خوراک و سائہ انکا دایمی ہے اور یہ عاقبت ہے ان لوگوں کی کہ جو پرہیزگاری  
 کی ان لوگوں نے اور عاقبت کافروں کی آگ ہے۔ سورۃ محمد آیت ۱۱  
 مثل الجنة التي وعد المتقون فیہا انهار من ماء غیر افس  
 وانهار من لبن لم یتغیر طعمہ وانهار من خمر لذۃ للشاربین  
 ترجمہ مثل اس جنت کی کہ وعدہ دی گئی ہے پرہیزگاروں کو کہ ہیں اس میں نہرین آب  
 غیر بوسیدہ سی اور نہرین دودہ سی ہیں کہ نہیں متغیر ہوا ہو مزا اسکا اور نہرین شراب  
 سے ہیں کہ جسمین لذت ہے یعنی والون کو۔

اور واضح ہو کہ استعمال لفظ مثل کا وہی عام طور پر حسب محاورہ ہملوگوں کے قرآن میں

جایجا دیکھا جاتا ہے یہاں تک کہ آیتہ ان اللہ لا یستجیبی ان یشیر ماہ انہ ابھو نسفہ کی واقعہ ہے یعنی کہ اللہ نہیں شرم کرتا یہو مثل مارنی سی چھر وغیرہ کی اور آیت مفضلہ ویل بھی معنی مثل کے وہی معمولی معنی مثل کے ہیں۔ سورۃ العنکبوت آیت ۴۴ مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیئنا وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت

ترجمہ مثل ان لوگوں کی کہ جو بنالیا سوای اللہ کے ولی اپنا مانند مثل مکڑی کے ہے کہ جو بنالی ایک گھر اور تحقیق کہ کمزور ترین گھر و نکاہر آئینہ گھر مکڑی کا گھر ہے فقط اور توریت وغیرہ میں جو مذکور ہے کہ خدا اگی آگی بنی اسرائیل کے چلا اور پارہ ابرہین نیچی اوترا اور اسی قسم سی بہت حالات نسبت خدا کی مثل بیان ہاتھ وغیرہ کے مذکور ہیں سو نسبت اسکی راسی علمای مفسرین توریت وغیرہ کے بہت درست معلوم ہوتی ہے کہ یہ سب بیان بنظر فحاشی ہلوگوں کے حسب دات ہم سبھوں کی ہے اور ہمیں نظر مسلمانان انگریزی دان سی امید ہے کہ بلاخطہ بیانات دوزخ و بہشت وغیرہ مندرجہ قرآن کی کچھ وحشت کرنے کی حاجت نہیں ہے غزل حافظ

امروز شاہ انجمن دلبران کی است	دلبران ہزار بود دلبران کی است
من بہر آن کی دل و دین دادہ ام بیاد	عیدم کن کہ حاصل ہر دو جہان کی است
سود آئین عالم نیدار را بگوے	سرمایہ کم کنید کہ سود و زیان کی است
خلق زبان بدعوی غشش کشادہ اند	ای من غلام آنکہ دلش بازبان کی است
حافظ ہر آستانہ دولت نہادہ سر	دولت دران سرست کہ بارستان کی است

### فصل ۱۱ معراج باصطلاح صوفیہ

سورۃ بنی اسرائیل سبحان الذی اسری بعبہ لیلۃ من المسجد الحرام

الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنزولہ من ابائنا انہ هو السبع البصیر  
ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لگیا اپنی بندہ کو ایک ات بین مسجد حرام مٹی سجاوے تک  
کہ جو مبارک کیا ہمیں گردا گرد اسکی تاکہ لائیں ہم اسکو اپنی نشان بنانے تحقیق کہ وہ  
المرستہ والادیکھنے والا ہے

### تفسیر محی الدین عزلی بقدر ضرورت مقام

سبحان الذی سرای انہ عن اللوح المادی والنقائض التشبیہیۃ  
بسان حال التجرد والکمال فی مقام العبودیۃ الذی لا تصرف  
فیہ اصلا لیلای فی ظلمت الغواشی البدنیۃ والعلاقات الطبیعیۃ  
لان العروج والترقی لا یكون الا بواسطۃ البدن

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لگیا یعنی پاک کیا اسکو لواحق مادیہ اور نقضات تشبیہ  
ساتھ زبان حال تجرد و کمال کے مقام عبودیت میں کہ جسمین کچھ تصرف و تحویل نہیں  
ہرگز ایک ات بین اسی پہنچ تاریکی پردہ مادی بدنہ اور تعلقات طبیعہ کے اسواسطی  
کہ عروج و ترقی نہیں ہوتی مگر بواسطہ بدن کے من المسجد الحرام  
ای من مقام العلم المحم عن ان یطوف بہ مشرک القوی البدنیۃ  
ویرتکب فی فواحشہا وخطایا ویحج عنوی القوی الحيوانیۃ من  
البہیمیۃ والسبعیۃ والمنکشفیۃ سواء نا افراطها و  
نفریطها یعرضها عن لناس الفضلیۃ

ترجمہ مسجد حرام سے یعنی مقام قلب سی کہ جو محروم ہو طواف کرنے سے شرک قوی  
بدنی کا اور مرتکب ہو اُس میں قوا حش او خطا یا کو اُس قوای بدنی کا اور بہت کر  
اُس دل سی کچی قوای حیوانیہ بہیمہ اور سبعیہ سی کہ جو منکشف ہوں بدیان افراط و تفریط





قریب ہوئی قیامت اور یحییٰؑ بانی قریب نفسیہ ضیاء کی دوی ان الکفار ساکوا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راۃ فانشق القمر وقیل معناه  
سکینشق القمر ہو وراۃ سیاہ ہو یا لاول انہ قمری و قد انشق  
القمر ای افتربت الساعۃ وقد حصل من آیات اقترانها انشقاق القمر  
ترجمہ روایت ہو کہ کفار نے سوال کیا حضرت یہ غیر خدا سی واسطی ایک شانی کے پس چھٹ گیا  
چاند اور بعضوں نے کہا کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ قریب ہو کہ شق ہو جائیگا قمر بروز قیامت کے  
اور بتائید قول اول کے یہ بات ہو کہ قرات میں آیا ہو کہ انشق القمر ای افتربت الساعۃ  
یعنی تحقیق کہ چھٹ گیا قمر اسی قریب ہوئی قیامت اور تحقیق کہ حاصل ہوا علامات سی قریب  
ہونے قیامت کے چھٹ جانا قمر کا فقط

خو خدا شق قمر ایک ختمہ فی مسئلہ ہو کہ واقعی شق قمر باظہار حجۃ کے ہوایا یہ کہ انشقاق  
قمر کا منجملہ علامات قرب قیامت کی ہو اور چونکہ یہ معاملہ شق قمر کا بھی مسائل فروعات سے  
ہو اسلئے اسی زیادہ تفیش اس مسئلہ میں بھی ضرور نہیں ہے

## فصل ۱۲۲ شق صدر

سورة الانشراح المشرح لك صدرك و وضعنا عنك و ذرک الذی  
انقض ظمرك و فعنا لك ذکک ترجمہ آیا نہیں کہولا ہمنی واسطی تیری سینہ کو تیری اور تار لیا  
ہمیں تجھے تیری بوجھ کو جسکی کہ توڑا تھا تیری پیچھے کو اور رفیع و بلند کیا ہمنی تیرے ذکر کو

## تفسیر ضیاء وی معہ ترجمہ

المشرح لك صدرك آیات نہیں کہولا ہمنی واسطی تیری سینہ کو تیرے  
المفتحه حتی وسع مناجاة الحق ودعوة الخلق وكان غابا حاضرا  
آیات نہیں کہولا ہمنی اس سینہ کو یہاں تک کہ اس سینہ کو وسعت مناجات حق اور دعوت

خلق کر نیکی دی در حالیکہ تو خلق سے غائب نہا یعنی کہ لوگ تیری طرف کچھ متوجہ نہیں تھی  
 اور تو خود ان لوگوں کی پاس حاضر تھا اور اللہ تفتحه بما او د عنافیه من الحکم وانزلنا عنہ  
 ضیق الجھول او بما یدہ نہ نالت تلقی الوحی بعد ما کان یثیق علیک  
 یا آلہ انہین کہو لا آتی اُس سینہ نہ اتموا اس بات کی کہ روایت کی ہمہنی اُس سینہ میں حکمت  
 کی بات نہی اور دو رو کیا ہمہنی اُس سینہ میں تنگی وضیق جہالت کو یا ساتھ اُس بات کی کہ ہمہنی  
 آسان کیا : ہنچو کہ قبول کرنے کے بعد اسکی کہ یہ قبول وحی کرنا تجھ پر شاق تھا و قیل  
 انہ اشارۃ الی ما رمی ان جبریل اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 فی صباہ او یومہ المیشاق فاستخرج قلبہ فضلہ ثم ملأہ ایمانا وعلما  
 لعلہ اشارۃ الی مخفی ما سبق اور بعضوں نے کہا کہ یہ افشراح صدر کا ایک اشارہ  
 طرف اُس روایت کے آئی جبریل حضرت ہسولجی کی پاس یا م طفولیت میں انکی یا بروز منیاق  
 معراج یا الست بر بکر کے اور نکالا انکی دل کو پس دہویا اُس دل کو تب بجز اسکو  
 ایمان اور علم سی اور شاید کہ یہ قول ایک اشارہ ہو بطرف اُس بات کے جو گذرا بیان آکا  
 یعنی کہ دل کو وسعت قبول کرنے وحی کی دی گئی فقط

غرض کہ یہ مسئلہ شق صدر کا بھی بطور شق قمر اور معراج جسمانی کے ایک مسئلہ اختلافی ہے اور  
 ہر شخص کو تکلیف قبول کر لینی ان باتوں کی نہیں دیجا سکتی ہے اور واسطی ثبوت رسالت کے  
 پیشین گوئیہای سابق و اخلاق نبوت آپ کے کافی ہیں —

### فصل ۱۱۳ اصل مسئلہ صوفیہ

بیان طریقہ صوفیہ کا ہم سے کیا ہو سکتا ہے کہ تصوف ایک بہت بڑا علم ہے اور اُس میں باتیں  
 بہت بہت نازک ہیں کہ درمیان کفر و اسلام کے صرف ایک ریک رہتا ہے مگر  
 تمام خلاصہ اس طریقہ کا یہ ہے کہ

طریقہ کے لوگوں کی دیکھنی سے یہ قول صادق آتا ہے کہ مسلمانی در کتاب در مسلمانان  
در گور اور مشق توحید و یاد الہی کی اس قدر ہے کہ خود فراموشی یعنی اپنی ذات کا کچھ  
خیال نہیں رہتا ہی بہت

قرب اور اوصال سے گویند	وصل اور محال سے گویند
تو دور و گم شود وصال میں ست بس	خود سہاں اصل کمال میں ست بس

مسئلہ وحدت وجود ان لوگوں کا بہت حق ہے مگر ہم عوام لوگ اگر وحدت بشود پر اکتفا  
کر کے تابعدار میں اس خدا کی رہیں تو ہم لوگوں کی واسطی اس قدر بہت غنیت ہے اور تمام  
کمالات انسانی گویا اسی دو فقر و غنیمت میں اول حب الدنیا داس کل  
خطیئۃ یعنی محبت دنیا کی اصل تمام خطیئہ کی ہے کہ اگر محبت دنیا کی دل میں  
مر تسخ ہو اور اس عالم باقی سے غفلت آدمی تو پہر کیا بدی نہیں ہو سکتی ہی بہت  
نفس ماسم کمتر از فرعون نیست : لیک اور اعون مار اعون نیست  
فقرہ دوم ترک الدنیا داس کل حسنۃ یعنی چھوڑنا دنیا کا اصل کل حسنات  
کی ہے کہ جب آدمی نے دنیا سی اپنی کو علیحدہ کر لیا تو پہر کیا بدی اس سے ہو سکتی ہے اور  
اور دنیا کی تعلقات میں سے تعلق زر و مال و زن و فرزند کا ایسا قوی نہیں ہے کہ جیسا  
تعلق اپنی خودی کا اور تعلق گمان علم و عقل وغیرہ کا ہی یعنی ترک دنیا کی معنی یہ ہیں کہ  
انہی خیال کسی طرح کا باقی نہیں رہے اور کیا خوب ہے وہ فقرہ انجیل کا کہ ہم ٹھیک طرحی  
کہتے ہیں کہ پیار کرو اپنی دشمنوں کو جیسا کہ پیار کرتے ہو اپنی کو اس واسطی کہ جب تم اپنی  
دشمنوں کو مثل اپنی کے پیار نہیں کرو گی تب تک کامل نہیں ہو گی کہ دوستوں کو تو حیوانا  
بھی پیار کرتے ہیں پس کیا کمال ہو اگر تم اپنی دوستوں کو پیار کیا فقط سو یہ درجہ  
پیار کرنے کا دشمنوں کے بغیر کمال خود فراموشی کے حاصل نہیں ہو سکتا ہی الغرض یہ

فیض عیسوی آخر کو ایک خاص طور پر حضرت علی علیہ السلام کو اور باقی دو ازوہ دام کو  
 پہنچا اور انکی طفیل سے اولیا و ائمہ ہی اس کا سہ شراب روحانی سے سیراب ہوئے  
 حسب قول وللاّرض من کاس الکرام نصیب یعنی کریموں کی پیالہ سی زمین کو بھی  
 کچھ حصہ آخرین شراب کا ملتا ہو۔ بیت

گر خوری جرعه ز ساعہ غم جام بشید راز سنے برہم

فصل ۱۱۴ اسلامک شیعہ

الدّین والملك قوم امان یعنی دین و بادشاہت دونوں ہمزا دہیں پس جس طرح کہ  
 خلافت ثلاثہ اور خلافتہای نبی امیہ و مرزانیہ و عباسیہ وغیرہ کے ہوتی گئی اور اتصال  
 خاندان نبوت کا ہوتا گیا اور انواع حدیثیں بسبیل خوشامد و تعصب کے موضوع ہوئیں  
 سوا اصل مقتضی اس حکومتی مخالفین علی و اولاد فاطمہ کا یہ تھا کہ سوائے مذہب سنی  
 تفصیل لشیخین معادیہ شاہی کے اس دین اسلام میں اور کوئی دوسرا مذہب نہیں ہوتا  
 اور اس اسلام میں مذہب قسم سفینوں کا ویسا ہی ہے کہ جیسا کہ مذہب عیسائی ان میں مذہب  
 رومن کا تحویلک کا ہو مگر الحق بعلو و کلا یعنی حق غالب ہوتا ہو اور مغلوب نہیں  
 ہوتا ہو سوا اس وجہ سے اعتقاد فضیلت اہل بیت و ائمہ و ازوہ گانہ فی دو جگہ سی  
 سر نکالا ایک فرقہ متصوفین کا ہوا کہ جو سب کت تعلیمات و فیوضات باطنی کے اہل باطن  
 لوگ اس عظمت و جلالت خاندان نبوی سی واقف ہوئی دو فرقہ شیعوں کا کہ شیعہ لوگ  
 بزور قوت علمی و راست بازی کی بطرف خاندان نبوی کے ہو گئی اور یہ فرقہ شیعہ کا کوئی  
 کوئی امر حادث و نوا بجا نہ ہیں ہے کہ حضرت سلمان فارسی و عمار ابن یاسر و ابوذر غفاری  
 و حضرت ابیسی قرنی و مقداد و ابن عباس وغیرہ اصحاب بطرف حضرت امیر علیہ السلام  
 کے تھے اور حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام فی اس فرقہ کو بلقاء شیعہ

یعنی بلفظ ہماری شیعہوں کی یا فرمایا ہو اور علی بن المنذر تابعی و ابوالصلت ہمدانی  
 تابعی راویان حدیث کا شاہ عبدالحق صاحب نے اپنی شرح میں مشکوٰۃ المصابیح کے  
 شیعہ ہونا قبول کیا ہے اور شک نہیں ہے کہ ابتدائی حال میں درمیان شیعہ و سنی کے  
 کچھ تعصب نہیں تھا اور ایک دوسری کے پیچھے نہ چلتے تھے۔ فرما رہا تھا کہ یہ فرقہ شیعہ کا ۷۲  
 میں اسلام میں ویسا ہی ہے جیسا کہ مذہب عیسائی میں پرائسٹ نکلا ہے و غرض  
 تمام دنیا و مذہب شیعہ نے اپنی علم و راست بازی کے ہو کہ اصل حالات خلافت غیرہ کو معلوم  
 کر کے بطرف امر حق کے ہو گئی اور تینہ ایشیا عشریہ وغیرہ میں جو کچھ جواب مطا حق غیرہ  
 لکھا ہے سو کوئی جواب بقدر سکین یا شخص ثالث کے نہیں ہے اور اس فرقہ شیعہ کا  
 اصل مرکز ملک فارس عراق شام و عراق عرب وغیرہ ہے اور وجہ اسکی یہ ہوتی کہ امام لہ گ  
 اپنی اصل وطن مابینہ سنی نکلا کر کے انہیں ملکہ نہیں شیعہ و مسموم ہوتی یا بے گناہی انتقال  
 کیا چنانچہ مزالت شریف ان لوگوں کی نجف شریف و کربلائی معلیٰ و بعدا دوسرے مشہور  
 مقدس میں واقع ہوئی اور قوت از طرف سلطنت کے یہ ملی کہ اسمعیل صفوی وغیرہ  
 بادشاہان فارس کے اس فرقہ کے ہوئے اور یہ ملک فارس جملہ اناخت و تاج سی قوم  
 ترک کی محفوظ ہو گیا چنانچہ مورخان انگریزی اسی جدائی مذہب بادشاہ و رعایا  
 فارس کو منشاء حفاظت فارس کا صدرہ اتراک و می سی جانتی ہیں اور چونکہ یہ مذہب  
 شیعہ کا ایک نکلا ہوا مذہب ہے سو اسی واسطے کتابین شرائع الاسلام و استنبصار وغیرہ  
 مذہب شیعہ کی زمان تالیف میں شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ کتب سنیاں سی موخر ترین اور  
 یہ مذہب شیعہ کا ہندوستان میں بقوت سلطنت کی نہیں پہونچا کہ لودی و غوری و غزنوی  
 و تیموری وغیرہ تمام بادشاہان دہلی کے سنیاں تھے مگر بات یہ ہے کہ یہ مذہب شیعہ کا  
 ہندوستان میں بذریعہ متوسلان دربار شاہی کے پہونچا اور عرب و شام و مصر و روم

وغیرہ ممالک مغربی میں وہی مذہب ہی کا جو کہ تقویت سلطنت ہای بنی امیہ وغیرہ کی  
 جاری ہوا تھا سو اسی طرح ہر بلاتجوزہ و غوثانی کے قائم ہو گیا اور ایک خاصہ مذہب  
 شیعہ کا یہ ہو کہ اس مذہب میں تمام تر تبعیت الفاظ ظاہری کی ہو یعنی مثلاً اگر حکم  
 ظاہری نسبت امتناع سماع و راۓ رنگ کی پایا تو پھر کوئی فکر تاویل اس بات کی نہیں ہو  
 کہ کسی طرح گانا سنا حلال بنا یا جائے مگر شیعوں کا اصحابِ ثلاثہ کو خارج از اسلام سمجھنا  
 اور انکو برا بھلا کہنا ہماری نزدیک براہِ تعصب معلوم ہوتا ہے چنانچہ چند شیعیاں  
 عالم وغیرہ کو اس تبر او غیرہ سی کچھ علاقہ نہیں ہو اور بی تکلف ان اصحابِ ثلاثہ کو بادشاہ  
 اسلام سی قبول کر لیتے ہیں اور ہم تجویزی ہیں کہ یہ تعصب منافی و کافر سمجھنے کا بھی سی  
 وجہ سی ہو کہ اس فرقہ میں تاویل و رعایت اور استفاضہ و رلحا ظاہر جانبِ حق راست کا  
 کچھ نہیں ہو یعنی جو بی اعتدال ایمان اصحابِ ثلاثہ کی نسبت اہلبیت کے دیکھیں گے سو  
 اسی طرح یہ ایک سار کی سقم و شہ نامان اہلبیت ہونیکا لگا دیا اور بطرفِ احادیث مناسبت  
 صحابہ و دیگر حالات نہ رہ و تقویٰ انکی لحاظ نہیں کیا حالانکہ احادیث مناسبت  
 ہونا بشانِ خلفایِ ثلاثہ وغیرہم کے ضرور ہو اس واسطی کہ یہ بات سمجھ میں آتی ہو کہ اگر کچھ  
 احادیث و وعدہ جنت وغیرہ کی انکی شان میں ہوئی تو کس امید پر یہ سب فاقہ  
 ان لوگوں کی تھی اور خود کوئی قول صحیح جناب حضرت امیر علیہ السلام کا دوبارہ سب  
 طعن ان اصحاب کی دیکھنا نہیں جاتا ہو اور یہ قول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا  
 کہ ہکو ابوبکر نے دوبارہ پیدا کیا صیح دلیل سبات کی ہو کہ اس نسل دوبارہ ہونے کو  
 بسبیل خوشی خاطر اہتہاج کی بیان کیا ہو اور حضرت امیر علیہ السلام کا یہ امر معاویہ کو  
 لکھنا کہ ابوبکر و عمر ہم سے تھے اور عثمان اگر اچھا آدمی تھا تو ان کا برا دلفی نصیو  
 و اگر برا آدمی تھا تو ان الفجار دلفی حمیو دلیل اس بات کی ہو کہ حضرت امیر علیہ السلام کو

ان اصحاب ثلاثہ میں کچھ زیادہ تر سید نہیں تھا اور اس تعصب کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوا سے  
سعد و مسلمان فارسی وغیرہ چند استخاص محدودہ کے باقی ہزار ان اصحاب ایک تہ  
مخروم از احترام و اکرام اور داخل منافق و کافر کے ہو گئی اور اسی سلسلہ حدیث کا  
نتیجہ یہ ہوا کہ پیچہ درست ترحیم پر خود حضرت رسول کے کمتر ہو چکا ہے کہ ملتہامی سلسلہ اکثر احادیث  
کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک ہے اور ایک نقصان عظیم مذہب شیعہ میں یہ ہے کہ بہر تقدیر  
کی لوگوں میں جناب سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ وغیرہ کے بہت آدمی دیکھی جاتی ہیں مگر مذاق فقہ و  
تعلیمات باطنی کا کچھ نہ کہ مذکور مذہب شیعہ میں نہیں ہے اور اسی سلسلہ فقر و تصوف کا  
خوب مرغوب معلوم ہوتا ہے کہ ساتھ اہلبیت و وارثہ امام کے تمام گرویدہ ہیں اور اپنی

کسب و ریاضت باطنی میں منصرف ہیں۔

### فصل دوم - اقسام سنیان

یہ کتابیاد و تہذیب ہے کہ ملتہامی حدیث میں یہ ہے اور حدیثوں کا حال یہ ہے کہ بہت ائمہ حدیث  
بروایت مردانہ و عجمیہ ابن عباس عباد بن عمر و حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر وغیرہ  
ایسی لوگوں کی کتب صحاح ستہ میں موجود ہیں کہ جو قطعاً حضرت علی و تمام اہل بیت و اولاد  
سیدہ فاطمہ سی علیہ و فرقہ کے بانی مہابی خلافت تھے وغیرہ کے ہوئی اس واسطی  
حد و احصاء فرقہ ہای سنیان کی بہت دشواری ہے اور ہم صرف بذکر چند فرقہ ہائی نامی  
سنیان کے اکتفا کرتے ہیں اول فرقہ سنیان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا ہے کہ  
حضرات ابوبکر و عمر کو قطعاً اور حضرت عثمان کو ظناً حضرت علی سے افضل جانکر کے  
قول افضل البشر عبد البنی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی کا قائم کیا ہے اور فضیلت حضرت  
علی کی انکی خیال میں باعتبار ثمرہ فتم کے اخیر درجہ میں ہے اور چونکہ فضیلت اصحاب  
ثلاثہ کے بغیر تو ہیں و تنقیص شان علی کے نہیں ہو سکتی ہے اس واسطی طرح طر حسی



اس شخص میں بہت اہم کیا گیا اور حدیث و حدیث ختم غدیر اور اَللّٰهُمَّ وَآلَ مُحَمَّدٍ اَبَدًا  
وَعَادَ مَنْ عَادَاہَا اور آیت لَا اَنْتُمْ عَلَیْکَ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ اَلَّیْ الْقُرْبٰی  
اور دیگر احادیث و آیات حتیٰ شہم پوشی واجب ہو گئی اور جب حضرت علی کی عزت کچھ  
باقی نہیں رہی تو صرف عداوت معاویہ اور اسکا اجرائی سب و لعن کا نسبت حضرت  
علی کے کوئی ایسا امر سنگین نہیں ہو کہ جسکے واسطی یہ سنیاں معاویہ سی برہم ہوں اور  
بہمین نظر صرف اوپر مسئلہ خطای اجتہادی کے اکتفا کیا گیا اور طرفہ تہریر ہو کہ معاویہ  
و نیز یہ بھی ایک حساب سی داخل خلفای دوازده گانہ کے ہو کر کے یہ سلسلہ خلافت  
دوازده گانہ کا ولید ابن عبد الملک مروانی تک پہنچایا جاتا ہو اور اس حساب سے  
سلسلہ دوازده امام کا بھی خورد بر دہو گیا اور اگرچہ ظاہر اخلافت حضرت ابوبکر  
کی اجماع پر قائم کجیاتی ہو مگر حدیثوں سی اصل باہتمام اس بات کا بھی ہو کہ جس سے  
خلافت حضرت ابوبکر کی از روی نصل حدیث قرآن کے بھی ثابت ہو جائی غرض  
یہ فرقہ تابع قول ذیل کا ہو۔ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنا مشن خوانند۔ یعنی جس طرہی کہ  
ترتیب حکومت ظاہری کی ہوتی گئی سو اسی ترتیب سی یہ سب حکام بزرگوار ان  
و پیشوا مان اس فرقہ سنی کے ہیں اور کمال یہ ہو کہ معنی مولیٰ و آل و عترت و آل عبا و  
اہلبیت وغیرہ کی اس طرہی بنائی گئی کہ جس سے کچھ خصوصیت مزید بختن پاک دوازده امام  
باقی نہیں رہی غرض کہ یہ لوگ بی شبہ داخل خوارج و نو اصب و دشمنان دوازده امام  
کے ہیں۔ دوم فرقہ وہابیان آمین بالجہ و رفع یدین وغیرہ کا ہو کہ عوام لوگ شل شطرنجی بات  
وغیرہ کی اسمین یادہ تہہ دیکھی جاتی ہیں اور پر پور غمخیزانکی نگاہ میں کچھ زیادہ تر وزن نہیں  
رکھتی ہیں اور ہر بات میں شرک کفر انکی منہ میں رکھا ہوا ہو مگر چونکہ یہ فرقہ قرآن حدیث  
کی طرف متوجہ ہو سو اس وجہ سی ہکوا امید ہوتی ہو کہ رفتہ رفتہ قرآن و حدیث و سیر

و تواریخ دیکھتی دیکھتی یہ فرقہ فاکل عظمت و جلالت خاندان نبوی کا ہو جای یعنی اس فرقہ کا راہ راست پر آنا بمقابلہ فرقہ اول کے کچھ سہل تر یہ معلوم ہوتا ہے اور اسی واسطے اس فرقہ سی ہلو کچھ تذکار و جست نہایت ہر سوم ایک فرقہ سنیوں کا ہے کہ جو فرقہ اول سی نظر ہے اور یہ لوگ وہ ہیں کہ جو اب اصل اصحاب سنیان معاویہ شاہی کے بوجہ استعداد علمی انصاف طبیعہ کے قائم و قائم نہیں ہیں اور اس قسم کی لوگ بہت مختلف طبقات کی اور مختلف اقوال کے ہیں ایک یہ کہ قاعدہ تفصیل شیخین کا اگرچہ درست ہو مگر تفصیل شیخین کی من کل الوجہ نہیں ہے کہ چند امر دن میں حضرت علی افضل ہیں دوم یہ کہ افضل و مفضول قرار دینا کچھ ضرور نہیں ہے۔ حسب شعر نظامی

گر خیر چار اند و گوہر چہار      فردشندہ را با فضولی چہ کار  
 سوم یہ کہ معاویہ پر کف اللسان چاہی یعنی براہیلا کچھ مست کہو چہارم یہ کہ سلسلہ  
 دوازہ امام کا یہی درست ہے اور اسی طرح پر بہت لوگ انواع خیالات کی دیکھی  
 اور یہ لوگ مختلف خیالات کی اکثر اہل تمیز لوگ و کچھ لیاقت دار بھی ہیں چہارم ایک  
 عقیدہ تفصیلیہ راقم حروف کا ہے کہ حضرت علی از روی حدیث غدیر خم کے اسی  
 طرح رسولی خلفائی ثلاثہ کے ہیں کہ جس طرح پر خود حضرت رسول مولیٰ خلفائی ثلاثہ کے  
 ہیں اور خلفائی ثلاثہ کو کچھ مقابلہ و نسبت تھ حضرت علی کی نہیں ہے اور یہ کہ درحقیقت خلیفہ  
 بلا فصل اور اصل جانشین اور وصی برحق حضرت رسول کے حضرت علی ہیں اور  
 خلافت ثلاثہ جو بر خلاف وصیت غدیر خم کے قائم ہوئی سو اس بات کی طرف کچھ التفات  
 کرنا ضرور نہیں ہے کہ خود حضرت علی نے طوعاً و کرہاً قبول کر لیا اور انکی سچے نماز پڑھائی  
 اور ان تینوں خلافتوں میں مشورہ دیا انکی اور فصل قضا کیا کرتے رہی الغرض مسئلہ  
 کف اللسان کا جو نسبت معاویہ کے بڑی حکمت سی قائم کیا ہے کہ اگر معاویہ پر

زبان بند ہو تو آئندہ خلفای ثلاثہ تک کوئی خراش تراش نہیں پہنچی گی اور اس حکمت سی معاویہ ایک چور پیرا سنیوں کا قائم ہوا ہو سو ہم یہ بات سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ کف اللسان نسبت معاویہ کا دراصل نسبت خلفای ثلاثہ کے قابل استعمال کرنے کے ہو اور ہم دیکھتی ہیں کہ فی الواقع حضرت علیؓ نمونہ حضرت مسیحؑ کو درحقیقت کچھ قابلیت خلافت ظاہری کی اور اصلاً پابندی مصالح ملک داری کے نہیں تھی جیسا کہ بزمان خلافت حضرت عثمانؓ کے جس طرح کہ عمالان جفا پیشہ بنی امیہ کی تمام ملک میں بھگائی تھے سو حضرت علیؓ نے ایک بارگی حکم معزولی ان عمال کا جاری کرنا چاہا اور کہا کہ ہم واسطی ایک سماعت کی بھی ان عمالان جفا پیشہ کو بحال نہیں کہہ سکتی ہیں پس کامر ظاہر کہ صرف بوجہ خوف خدا کی تحمل جفا پیشہ لوگوں کا نہیں ہو سکا مگر خلیفہ تمام معاملہ حضرت علیؓ کا صرف بقاعدہ الحب لله والبغض لله کے تھا اور زمانہ سازگاری سنی کچھ علاقہ نہیں تھا مگر خلافت ثلاثہ جس طرح قائم ہوئی سو اس بات میں بڑی حکمت الہی تھی کہ اس ذریعہ سی سلام خوب پھیلاد اور یہ بات بھی قابل لحاظ کی ہو کہ قوت ان خلفای ثلاثہ کے کوئی بند و بست جانشینی انکی سپران کا نہیں ہوا اور ان خلفای ثلاثہ کو ساتھ حضرت علیؓ کے کچھ کچھ ادب بھی تھا کہ حضرت ابو بکرؓ کا یہ قول ہو کہ انظر لے وجہ علیؓ لمحبتہ عبادۃ ہو یعنی کہ محبت سی نظر کرنا بطرف چہرہ علیؓ کے ایک عبادت شاعر اور نسبت حضرت عمرؓ کے یہ روایت ہو کہ کان عمر یتغوف بالله من زمان لیس فیہ علیؓ یعنی عمرؓ بیاہ مانگتی تھے ایسے زمانہ سی کہ جسمیں علیؓ نہوں اور یہ بھی ایک قول عمرؓ کا ہو ہُوَ مَوْلَايَ وَمَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ یعنی وہ علیؓ مولا میری ہیں اور مولا کل مومن کے مگر خلیفہ یہ مسئلہ کف اللسان کا یہ نسبت اصحاب ثلاثہ کے چاہی نہ نسبت معاویہ کے کہ جو حضرت علیؓ پر برسر منبر لعنت کرتا ہوا مر گیا پس ہم اُسکو کیونکر چور و دنگی اور ہم مسئلہ

خطای جہادی کو بھی صرف نسبت اصحاب ثلاثہ کے دہاری کی سکتی ہیں کہ غالباً یہ خلافت  
یعنی برخلاف وصیت ختم غدیر کے براہ نیک نیتی اجرای دین اسلام کے ہوگی اور یہ فیصل  
حضرت علی کا حال یہ ہو کہ اگر کسی شخص کو تفتیب دیا کہ ما جای تو یہ بات سمجھی جاتی ہو کہ شخص  
حضرت علی کی تفصیل کا قائل ہو نہ یہ کہ شخص کی تفصیل کا قائل ہو اور ہر چند خطاب میرا نہیں  
ایک یا حضرت عمر کی ہو مگر جب حضرت امیر یا جناب امیر کہی تو حضرت علی سمجھتی ہیں  
اور جب کہی کہ فلان شخص مناقب پڑھتا ہو تو یہی بات سمجھی جاتی ہو کہ وہ شخص مناقب  
حضرت امیر کے پڑھتا ہو اور وجہ اس طلاق عام اور مراد شخص خاص کی بموجب اس  
قاعدہ کے ہے کہ جب عام بولا جائے تو فرد کامل مراد لیا جائے

### فصل ۱۱۱ عدم جواز سب و لعن بر صحابہ

سب و لعن صحابہ کا ایک مسئلہ مذہب شیعہ کا ہو کہ اسکی جواب دہی بذمہ خود ان  
کو گونگی ہو اور ایک عالم شیعہ نے ایک تحریر چار ورق رو و پشت کی بذکر انواع روایات  
کی ہماری پاس بھیجی ہو کہ حسین و سی وہ عالم شیعہ سب و تبرا کرنے کو ناجائز قرار دیتی  
ہیں مگر چونکہ یہ کتاب حد تحقیق صرف باثبات فضیلت عام تمام دوازده امام کی ہو  
اور شیعوں سے کچھ بحث نہیں ہو اس واسطی کچھ ضرورت نقل روایات عدم جواز  
تبراکہ اس کتاب میں معلوم نہیں ہوئی اور شیعوں کی خدمت میں ہم صرف یہ بات  
کہہ سکتی ہیں کہ البتہ حرب با علی حرب با پیغمبر خدا ہو سو خلفای ثلاثہ نے کچھ حرب ساتھ  
حضرت علی کے نہیں کیا اور طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ نے اپنی مخالفت سے آخر کو  
توبہ کی پس اگر آپ کو شوق تبرا اور لعن کہنی کا ہو تو واسطی اس مصرف معاویہ حاضر  
ہو کہ شخص ساتھ حضرت علی کے خوب لڑا اور لعنت کرتا ہوا مر گیا اور اگر مجاہد و دشمن  
الطبیعت لعنت با و کہا جائی تو ہم خود دشمن کیل سبابت کی ہیں کہ البتہ جو شخص دشمن

اہلبیت کا ہوتو وہ شخص عند اللہ بالضرور مستحق لعنت کا ہے

## فصل ۱۱۰ کیفیت استعمال لقب امام

ایک معنی سی امامت بطور نبوت کے ایک خاص عہدہ ہے کہ جس میں جبہ سی لقب امام کا حقیقت مخصوص دوازہ امام کا ہے ان اگر امام صرف بمعنی پیشوا کے لیا جائے تو وہ دوسری بات ہے جیسا کہ تسبیح کے دانوں میں سی ایک دانہ کو سری پر کے اور ہر نماز کے پیش نماز کو بھی امام کہتی ہیں اور آیت ۳۰ سورۃ الاحزاب یومرند عوکل اناس بامامہو سے یعنی خداوند تعالیٰ کہتا ہے کہ جس دن کہ ہم بلاوینگے ہر آدمی کو ساتھ پیشوا یعنی سردار اسکی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس آیت میں معنی امام کے صرف پیشوا کی ہیں اور کچھ تخصیص نیک بد ہونے امام کی بھی نہیں ہے پس اہلسنت میں جو کہ استعمال لقب امام کا اوپر امام عظیم ابو حنیفہ کوفی و امام شافعی و امام احمد حنبل و امام مالک و امام محمد غزالی وغیرہ کے ایک ارز بازار ہے سو استعمال میں اس لقب امام بمعنی پیشوا کی بہ نسبت ان لوگوں کی کچھ جہاں تعرض نہیں ہے مگر کمال ادب یہ تھا کہ نسبت ان مجتہدان اور علمای اہلسنت کی صرف اوپر لقب مجتہد کو اکتفا کیا جاتا کہ یہ لوگ حقیقت صرف بطور علمای مجتہد کے ہیں اور مجتہد کا حال یہ ہے کہ المحتہد قد یخطی وقد یشیب یعنی مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی بوسر ثواب ہوتا ہے اور لقب امام کا بہ نسبت دوازہ امام کے ایک دوسری بات ہے کہ اسکی مخالفت داخل بغاوت ہے

## فصل ۱۱۱ انصب امام

اصول خمسہ مذہب شیعہ کی پانچ چیزیں ہیں یعنی توحید و عدالت و نبوت و امامت و معاد اور ملا عبد الرزاق بن علی بن حسین لاہجی نے باب سوم مقالہ سوم میں اپنی

کتاب گوہر مراد کی بحث امامت کی خوب لکھی ہو اور ائمہین جو کچھ برای حواشیہ شرح المقاصد کی لکھی ہو کہ ہر کہ متصدی امامت بقدر غلبہ شود بدرون بیعت اگرچہ فاسق باشد علی الاظہر منعقد شود خلافت برای اوسویہ امامت اُس شد ح المقاصد کی عبارت خلافت سی ہوگی کہ معاویہ و یزید اور تمام بنی امیہ و مرہ انیہ و عباسیہ بھی بی تکلف خلیفہ بنی اور اجتہاد بلقب خلفائے مروانیہ وغیرہ کی بولچاتی ہیں مگر ہماری امامت ائمہ اثنا عشر کی ایک دوسری چیز ہو کہ یہ لوگ بعد حضرت رسول خدا کی بی بعد دیگری امام ہوتی آئی اور یہ سلسلہ امامت کا تازمان امام صاحب العصر ہمدی علیہ السلام کے قائم و بحال ہیگا اور بحث خاص افسل کتاب حد تحقیق کی یہ ہو کہ یا نصب امام کا خدا تعالیٰ پر واجب ہو یا نہیں اور شیعہ لوگ نصب امام کا خود خداوند تعالیٰ پر واجب قرار دیتی ہیں باین دلیل کہ لطف اوس خدا پر واجب ہو اور نصب امام کا ایک لطف ہو مگر ہم سمجھتی ہیں کہ غایت و غرض نصب امام کی یہ ہو کہ لوگ ہدایت پاویں سو خدا پر نصب کرنا خود نبی کا بھی واجب نہیں ہے اور خلق کرنا دنیا کا بھی کچھ اُسپر واجب نہیں تھا یعنی ذات اُس خدا کی کسی طرح سے

اور کسی بات میں مجبور نہیں ہو بیت

برسی و انشاز زہمت ضد و جنس غنی ملکش از طاغت جن و انس

### فصل ۱۱۵ عصمت ائمہ اثنا عشر

شیعہ لوگ ائمہ اثنا عشر کو معصوم قرار دیتی ہیں اور سنی لوگ محفوظ مانتی ہیں سو اصل بات یہ ہو کہ عصمت من حیث الذات کسی فرد بشر کو انبیا تک نہیں ہو مگر ہر گاہ و یقین سنی و شیعہ کے اس بات کی قائل ہیں کہ یہ ائمہ اثنا عشر گناہان صغیرہ و کبیرہ پاک ہیں اور بی شبہ ایک تہی تو انکی معصوم کہنی میں ہو کہ کیا عذر ہو سکتا ہو اور ائمہ اثنا عشر کو بلقب ائمہ معصومین علیہم السلام کی یاد کرنا ایک عمل عبادت کا واسطی ہم لوگوں کے ہے

اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابن عبد البر نے اپنی کتب میں لایا ہے اَنْ عَثْمَانَ صَلَّى بِالنَّاسِ مَعِيَ اَرْبَعًا  
فَاَنْكَرَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالَ اِنَّهَا النَّاسُ اِنِّي تَاَهَّلْتُ بِمَكَّةَ مِنْذُ قَدِمْتُ وَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَاهَلَ بِلَدَةٍ فَلْيَصِلْ صَلَوةَ الْمَقِيمِ فِيهَا اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ عَنْ عَبْدِ  
بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ابِي نَابٍ عَنْ اَبِيهِ وَغَيْرِهِ عَنْ عُبَيْدَةَ بَسْ اَصْلًا اَشْكَالُ زُهْرًا اس صورت میں باج  
علما ہچھا رگانہ واجب ہے۔ آٹھواں طعن عثمان بن عفان نے بیت المال سے بہت سی زمین کے  
قطعے اور جاگیریں اپنے یاروں اور صاحبوں کو دین اور مسلمانوں کے حقوق تلف کئے جواب حضرت  
عثمان نے اپنے یاروں اور رفیقوں کو اجازت دی تھی کہ جہاں افتادہ زمین پاویں اس میں زراعت کریں اور جو  
زمین کہ آباد اور فروغ دیتی کسی کو نہ دی چنانچہ تاریخ کی کتاب میں موجود ہیں ویران زمین کو آباد کرنا ملک کی آبادی اور  
محمول کی زیادتی اور عوام الناس کے کشائش روزی کا سبب ہے۔ زمین کے ہزاروں جریب افتادہ رہنے  
میں کما فائدہ نہ اس سے سرکار میں محصول آوے اور نہ کوئی اس سے فائدہ پاوے۔ جب ملک آباد ہووے اور جاگیر  
کشت و کار ہو کرے چور اور زہرین اور فساد کی لوگ سطل اور بیکار رہا کرتے ہیں۔ اور اہل سیرتے ذکر کیا ہو کہ شرفائے  
یمن سے ایک جماعت اپنا وطن چھوڑ کے آئی اور کہا کہ ہم محض جہاد کے لئے اپنی زمین اور زر امتین چھوڑ کے آئے  
ہیں ہکو اس نواح میں زمین دیجئے تاہم جہاد کفار کے لئے حاضر رہیں اور نوبت نبوت غزاکے لئے نکلین۔ تب حضرت  
عثمان نے انکو فارس کے مقابلے میں جو صوبہ کہ زور و قوت طلب کرتا تھا اور اس میں بڑے سرکش زمین دار تھے جگہ دی  
اور اس زمین کو آباد کیا اور وہ اپنی زمین و زراعت جو چھوڑ کے آئے تھے اسکے عوض میں حدود و ادق طعات جملہ  
اور بعضے صحابہ سے بھی زمین کا معاوضہ کروایا مثلاً طلحہ کی زمین جو حضرموت میں تھی اسنے لیکے اسکے بدلے میں  
ان لوگوں کی زمین دلوائی اور اشعث بن قیس کی زمین جو کندہ میں تھی لیکر اس کے عوض میں انکو دوسری زمین دی  
جبھی امور باہم تراضی کی طور پر واقع تھے طعن و ملامت کی جگہ نہیں نوان طعن سب صحابہ انکی قتل پر نہیں  
تھے اور انکی خدمت کرتے تھے اور انکے قتل کے بعد تین روز تک انکو دفن نہ کر کے چھوڑ دیا جواب یہ کہ کتب  
صیحہ اور بہتان ظاہر ہے یہ بات لوگوں پر بھی پوشیدہ نہیں کہ طلحہ و زبیر و ابی بی عاتشہ صدیقہ و معاویہ و عمرو بن  
لے جو طلب قصاص میں جنگ و پیکار کیا کیا وہ قصاص اسی عثمان معلوم کی۔ یاد دوسرے عثمان متخیل و مہوم کی  
ہے۔ سنی و شیعہ ہر دو کی تاریخین تو موجود ہیں اور صحابہ نے ان سے طعن کرنے میں مقدمہ و ہجرت قصور نہ کیا اور  
جہاں تک اسکاں تھا کلمے اور کلام سے انکو سمجھا یا جب صحابہ کا سمجھانا ان ظالمین عقل میں نہ آیا صحابہ نے حضرت

عثمان سے نہایت گوارا تھا  
ساتھ ہزار چار کشت پڑی  
میں لوگوں کے غفلت سے  
ویران ہو گیا  
عالم ہا میں حضرت عثمان کو  
دار و اس سے سزا دی  
وہ تھے کہ جس میں  
وہ تھے کہ جس میں  
وہ تھے کہ جس میں



عثمان سے جنگ کی اجازت مانگی جناب ذوالنورین نے جنگ کی خصیت مذی اور بڑے جلد و جھڑ سے منع فرمایا  
 صحابہ نے لا علاج ہو کے خاموش رہے۔ اور باوجود اسکے حضرت عثمان کی خدمت میں پہنچائے اور اسے تنگی و دور  
 کرنے آخر تک جیلے اور تدبیریں کرتے تھے اور زید بن ثابت سب انصار کرام کو اپنے ہمراہ لے کے حاضر ہوئے سب  
 انصاروں نے حضرت عثمان سے کہا اِن شئتُ کُنَّا اَلْکَصَا لَہٗ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو سب مہاجرین کو اپنے ہڑ  
 لیکے آئے اور سب کھنے لگے کہ یا امیر المؤمنین جنہوں نے آپ پر بلوہ کیا ہے یہ وہی لوگ ہیں جو ہمارے ضرب  
 شمشیر سے مسلمان ہوئے اور ہماری تلوار کا خون ابھی ان کے دل میں باقی ہے انکی ہیر سب گستاخی اور بلبر واد  
 اس سبب ہو کہ دس کلمہ پڑھتے ہیں اور آپ کلمہ کی حرمت نگاہ رکھتے ہو اگر آپ اجازت دین ہم انکو حقیقت حال  
 پر آگاہ کر دیتے ہیں اور انکی بھولی ہوی حالت پھر کو یاد دلاتے ہیں حضرت عثمان نے کہا کہ ازبرائے خدا یہ بات مست  
 اور نقطہ میری جان بچانیکے لئے اسلام میں کشاکشی نہ ڈالو۔ اور حسین کریمین اور عبداللہ بن عمر عبداللہ بن زبیر اور  
 بن ربیعہ اور دوسرے صحابہ حضرت عثمان کے ہمراہ گئے گھڑین حاضر تھے جب بلوایوں نے ہجوم کرتے ان بندگان  
 نے پتھر اور لکڑی سے اور دروازے کو بند کرنے سے انکے بلوے کو دفع کر دیتے تھے۔ اور حضرت عثمان کے غلاموں  
 کی ایک فوج کثیر حاضر تھی یہاں تک کہ اگر حکم کرتے ایک ساعت میں بلوایوں کو زیر و زبر کر دیتے اپنی غلاموں نے سب  
 ہاتھیار ہو کے حاضر ہوئے اور کمال آہ و ناری اور بیریاری سے عرض کی کہ ہم وہی لوگ ہیں کہ خراسان سے آؤ تھیک  
 کسی نے ہمارے دروازہ کا تاب نہ لایا اگر آپ حکم فرمادیں اس جماعت مغرور کو انکی سرکشی کا تصور ڈالیں ہم چکا دیتے ہیں کہ نہ  
 ان شمشیروں نے باتوں سے رہتی پر نہیں آتے ہیں اور انکو سب بات کی ہتھکنائی لگتی ہے کہ کلمہ کی حرمت کے سبب  
 کوئی ہمارا متعرض نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ راہ پر نہیں آتے ہیں اور دوسرے اکابر صحابہ کے کلام کو ایک جبرائیل  
 گنتے ہیں حضرت عثمان نے یہ سب کفر کیا اگر تم میری رضا چاہتے ہو اور میرا حق نعمت ادا کرتے ہو تو آپسے ہتھیار  
 دور کرو اور اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ ہمارے جسے ہتھیار دور کرے اسکو میں آذاؤ کیا ہوں واللہ لَیْنِ اُقْتِلَ قَبْلَ الدَّعَا  
 اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقْتَلَ بَعْدَ الدَّعَا یعنی میری شہادت تو مقدس ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 مجھے اس کی بشارت دی ہو اگر تم بلوایوں کے ساتھ قتال کر دے میں تو یقیناً مارا جاؤں گا پس اس میں کیا حاصل کہ  
 قتل و خون بھی واقع ہووے اور مدعا بھی کسی نشین ہووے اور تاریخ و لغت میں ثابت ہو کہ حضرت امیر بھی اپنے گھر  
 کو اور جعفر طیار کے اولاد کو اور اپنے چیلہ خاص قبر کو حضرت عثمان کے دروازے پر متعین فرمایا تھا اور طلحہ اور زبیر بھی  
 لڑکے ان کے دروازے پر بٹھلائے تھے تا بلوایوں کے مزاحم ہوں۔ جب اہل بلوہ ہجوم لاتے تھے پھر اولاد صحابہ جنگ

۱۷ اگر وہاں سے ہوتے  
 جیسا کہ عبداللہ بن عمر  
 نے بیان کیا ہے

۱۷  
 یہاں تک کہ بنی قریظہ  
 کے لئے لایا گیا تھا  
 اس کے بعد حضرت عثمان  
 نے فرمایا

وہ جسے اسے ساتھ جھک کر کے وضع فرماتے تھے یہاں تک کہ حضرت امام حسنؑ بن آلودہ ہو سکے اور محمد بن طلحہ اور زبیر  
اسے سر پر نہ کیا۔ جب بلویوں کو دروازے سے آنا ممکن نہ ہوا، ان کے گھر کے پیچھے سے بعض افساد کے گھر ونگو موزن آگ  
اور برہم ہوئے اور حضرت عثمان کو شہید کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ بنی نضیر البلاء غت جو شیعہ کے اصحاب الکتب سے ہے اس پر  
آجہ ہوا۔ یہ کتاب میں حضرت امیر سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ قد دھعت عنہ اور بیچ البلاء غت کے  
نمازوں سند فاطمہ حضرت امیر کو اتھام بہان کیا ہو کہ اُن دنوں جب حضرت امیر نے عثمان ذوالنورین کے گھر کی طرف  
تشریف لے آئے بلویوں کو چاہا کہ سے مار کے دوڑ کر تے اور ان پر لعن و ستم بھی فرماتے تھے پس اہل ایمان کا انہیں  
حضرت امیر کے ان معادلت کو نفاق اور ظاہر و باطن کے مخالفت پر حمل کرین اسی جگہ کوئی منافق ہی چاہے تاکہ  
الکرم یقین علی نفسہ کے اس خیال باطل کی نسبت حضرت امیر سے جناب پاک کے ساتھ کرے نفوذ باللہ نہایت  
چو کفر از تعبیر بر جزو کجائے مسلمان اور اگر بالعرض والحال نفاق ہی ہو تو اسی وقت ہوگا جناب امیر نے اپنی خلافت  
میں کو بغیہ میں جو خطبہ پڑھا ہوا ان خطبوں میں قاتلان عثمان کو دفع کرنے کے باب میں کس لئے قسم کھائے ہوتے اور حضرت  
عثمان کی شہادت کے بعد کس لئے آواز بلند سے فرمائے ہوئے کہ **إِنَّمَا مَثَلِي مَثَلُ عُثْمَانَ كَمَثَلِ الْوَارِثِ ثَلَاثَ**  
**كُنْ فِي أَجْمَةٍ أَبْيَضَ وَأَسْوَدَ وَأَحْمَرُ وَمَعَهُنَّ فِيمَا أَسَدٌ وَكَانَ لَا يَبْدُرُ فَيَهْنُ بَشِيئَ الْأَجْمَةِ**  
**عَلَيْهِ فَقَالَ لِلنُّورِ الْأَسْوَدِ وَالنُّورِ الْأَحْمَرِ لَا يَدُلُّ عَلَيْنَا فِي أَجْمَتِنَا هَذِهِ إِلَّا النُّورُ الْأَبْيَضُ**  
**فَإِنْ كُنْهُ مَسْهُورٌ وَكُنْ عَلَى كُنْ نَكْمَا فَلَكَ كُنْ كُنْ كُنْ أَكَلْتَهُ وَصَفَتْ لَكُمَا الْأَجْمَةُ فَقَالَ**  
**وَنَكَ نَكْلَهُ فَأَكَلَهُ فَلَمَّا مَضَتْ أَيَّامُ قَالَ لِلْأَحْمَرِ كُنْ عَلَى كُنْ نَكْلَهُ فَأَكَلْتَهُ فَأَكَلْتَهُ كُنْ كُنْ الْأَسْوَدُ**  
**فَقَالَ دُونَكَ فَكَلَهُ ثُمَّ قَالَ لِلْأَحْمَرِ لَأَنْ أَكَلْتُ فَقَالَ دَعْنِي أَنَا دَعْنِي لَأَنَا فَقَالَ أَعْلَفُ قَادِي فَلَمَّا أَكَلْتِي**  
**أَكَلْتُ يَوْمَ أَلِ الْأَبْيَضُ ثُمَّ رَفَعَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ صَوْتَهُ فَقَالَ أَلَا إِنِّي هُنْتُ يَوْمَ قَتَلْتُ عُثْمَانَ**  
اور یہ قصہ مشہرت اور قاترین اس حد کو پہنچا ہو کہ نہ نقیض کی تواریخ میں مذکور مسطور ہو سیکو یا ناک کی حکم نہیں۔ اور عبداللہ بن  
سلام نے ہر دن علمی الصباح بلویوں کے پاس جاکے کہتے تھے کہ لا تقبلوہ یعنی نہ قتل کرو اس کو کیونکہ اچھے قتل کے بعد

یہاں تک کہ حضرت عثمان کو شہید کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ بنی نضیر البلاء غت جو شیعہ کے اصحاب الکتب سے ہے اس پر آجہ ہوا۔ یہ کتاب میں حضرت امیر سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ قد دھعت عنہ اور بیچ البلاء غت کے نمازوں سند فاطمہ حضرت امیر کو اتھام بہان کیا ہو کہ اُن دنوں جب حضرت امیر نے عثمان ذوالنورین کے گھر کی طرف تشریف لے آئے بلویوں کو چاہا کہ سے مار کے دوڑ کر تے اور ان پر لعن و ستم بھی فرماتے تھے پس اہل ایمان کا انہیں حضرت امیر کے ان معادلت کو نفاق اور ظاہر و باطن کے مخالفت پر حمل کرین اسی جگہ کوئی منافق ہی چاہے تاکہ الکرم یقین علی نفسہ کے اس خیال باطل کی نسبت حضرت امیر سے جناب پاک کے ساتھ کرے نفوذ باللہ نہایت چو کفر از تعبیر بر جزو کجائے مسلمان اور اگر بالعرض والحال نفاق ہی ہو تو اسی وقت ہوگا جناب امیر نے اپنی خلافت میں کو بغیہ میں جو خطبہ پڑھا ہوا ان خطبوں میں قاتلان عثمان کو دفع کرنے کے باب میں کس لئے قسم کھائے ہوتے اور حضرت عثمان کی شہادت کے بعد کس لئے آواز بلند سے فرمائے ہوئے کہ **إِنَّمَا مَثَلِي مَثَلُ عُثْمَانَ كَمَثَلِ الْوَارِثِ ثَلَاثَ كُنْ فِي أَجْمَةٍ أَبْيَضَ وَأَسْوَدَ وَأَحْمَرُ وَمَعَهُنَّ فِيمَا أَسَدٌ وَكَانَ لَا يَبْدُرُ فَيَهْنُ بَشِيئَ الْأَجْمَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ لِلنُّورِ الْأَسْوَدِ وَالنُّورِ الْأَحْمَرِ لَا يَدُلُّ عَلَيْنَا فِي أَجْمَتِنَا هَذِهِ إِلَّا النُّورُ الْأَبْيَضُ فَإِنْ كُنْهُ مَسْهُورٌ وَكُنْ عَلَى كُنْ نَكْمَا فَلَكَ كُنْ كُنْ كُنْ أَكَلْتَهُ وَصَفَتْ لَكُمَا الْأَجْمَةُ فَقَالَ وَنَكَ نَكْلَهُ فَأَكَلَهُ فَلَمَّا مَضَتْ أَيَّامُ قَالَ لِلْأَحْمَرِ كُنْ عَلَى كُنْ نَكْلَهُ فَأَكَلْتَهُ فَأَكَلْتَهُ كُنْ كُنْ الْأَسْوَدُ فَقَالَ دُونَكَ فَكَلَهُ ثُمَّ قَالَ لِلْأَحْمَرِ لَأَنْ أَكَلْتُ فَقَالَ دَعْنِي أَنَا دَعْنِي لَأَنَا فَقَالَ أَعْلَفُ قَادِي فَلَمَّا أَكَلْتِي أَكَلْتُ يَوْمَ أَلِ الْأَبْيَضُ ثُمَّ رَفَعَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ صَوْتَهُ فَقَالَ أَلَا إِنِّي هُنْتُ يَوْمَ قَتَلْتُ عُثْمَانَ** اور یہ قصہ مشہرت اور قاترین اس حد کو پہنچا ہو کہ نہ نقیض کی تواریخ میں مذکور مسطور ہو سیکو یا ناک کی حکم نہیں۔ اور عبداللہ بن سلام نے ہر دن علمی الصباح بلویوں کے پاس جاکے کہتے تھے کہ لا تقبلوہ یعنی نہ قتل کرو اس کو کیونکہ اچھے قتل کے بعد

# خلافت حضرت عثمان

۴۴۶

مطالعن حضرت عثمان

بہت سے فقہ و فساد پر بار ہو چکے۔ اور خلیفہ بن الیمان جو حضرت سے صاحب زار اور کوسا ہندوں کا علم حاصل تھا  
 یسینے منافقوں کو جانتے تھے اور خطاب امیر بھی اس کے حق میں اس علم کی گواہی دی کہ جو خلیفہ ہوتا ہے حضرت عثمان  
 کے قتل سے تذکر کرتے اور فرماتے تھے کہ ان کا قتل نے کلمہ حب ہو گا لائن اسے دفن میں جو تاخیر ہو رہی ہو  
 فساد عظیم کا سبب تھا جو اسے قتل کے بعد مدینہ منورہ میں رو دیا تھا انہی اہل باغیوں اور یو ایہ اہل نے ہر سر بھیائی  
 دہراتے تھے اس لئے لوگ اپنے حال میں گرفتار تھے۔ آخر سبک دفت جب اہل بلو اسو گئے۔ ریز بن اسوام و حکم بن  
 حزام دوسر بن محمد بن جبرین مطعم داوود بن جبرین بن خدیفہ بدری و یسار بن کرم و عمرو بن عثمان نے جناب ذوالنورین کو مسجد  
 کے مانند انہیں کے خون آلودہ کیردن سے کفن دیکے نماز جنازہ ادا کی بعد دفن کیا۔ جبرین بن مطعم نے اس کے جنازہ  
 امامت کی۔ اور تابعین کی بھی ایک جماعت ہمراہ تھی از انجملہ حسن بصری اور مالک جو امام مالک کا حدر ہے۔ اور مالک کا کون  
 کے عرض میں ان کے جنازے پر حاضر ہوئے چنانچہ حافظ و شقی نے مرفوعاً حضرت سے روایت کی کہ فرماتے تھے  
 یوم یوموت عثمان یصلی علیہ کلنکذ السعائ راہی کہتا ہو کہ قُلْتُ اَیَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عُمَانٌ خَاصَّةٌ وَ الْاَنَاسُ  
 عَامَّةٌ قَالَ عُمَانٌ خَاصَّةٌ اَوَّلَاسِ رَوَاہِی کی روایت کی صحاح میں نہیں ہے لانی ہر ملکہ وَ کَانَ  
 مِنْ شَہِدَ قَتْلِ عُمَانٍ قَالَ فَلَمَّا اَمْسَيْنَا قُلْتُ لَیْنِ تَرٰکُمْ صَاحِبُکُمْ حَتّٰی یَصْبَحَ مُتَوَلَّیْہِ  
 فَاَنْطَلَقْنَا بِہِ اِلٰی غَرْقِیْعٍ الْغَرْقِیْعُ فَاَمْلَا لَہُ مِنْ جَوْفِ اللَّیْلِ لَیْثُ حَمْلَانَا فَغَشِنَا سَوَادٌ  
 مِنْ خَلْفِنَا فَهَبْنَاهُمْ حَتّٰی کِدْنَا نَمْتَرِقُ فَاِذَا مَادِیْنَادِیْ لَا رَوْعَ عَلَیْکُمْ اَتَبِقُوا  
 فَاِنَا جِئْنَاہُ لِنَشْہِدَہُ وَ کَانَ ابْنُ حُنَیْسٍ یَقُوْلُ هُمْ الْمَلِیْکَةُ  
 اور حضرت عثمان کی ہجو اور مذمت کی نسبت صحابہ کی طرف سے نہ تھی انہی اور یہاں ہر اب اہل سنت کی روایتیں سنائی  
 علی بن عباس قال رَأٰتُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ فِی الْمَنَامِ عَلٰی رُؤُوسِ  
 وَ عَلَیْہِ عَمَامَةٌ مِّنْ نُّوْرِ عَمِّہَا وَ یَبْدُہُ قَضِیْبٌ مِّنَ الْفَرْدُوسِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ  
 اِنِّیْ اِلٰی رُؤِیَاکَ بِلا شَوَاقٍ وَاِذَاکَ مَبَادِیْ لَا فَالْتَفْتُ اِلَیْ وَ تَبَسَّمَ وَقَالَ اِنَّ عُمَانَ بَنَ عَمَّ

بہت سے فقہ و فساد پر بار ہو چکے۔ اور خلیفہ بن الیمان جو حضرت سے صاحب زار اور کوسا ہندوں کا علم حاصل تھا  
 یسینے منافقوں کو جانتے تھے اور خطاب امیر بھی اس کے حق میں اس علم کی گواہی دی کہ جو خلیفہ ہوتا ہے حضرت عثمان  
 کے قتل سے تذکر کرتے اور فرماتے تھے کہ ان کا قتل نے کلمہ حب ہو گا لائن اسے دفن میں جو تاخیر ہو رہی ہو  
 فساد عظیم کا سبب تھا جو اسے قتل کے بعد مدینہ منورہ میں رو دیا تھا انہی اہل باغیوں اور یو ایہ اہل نے ہر سر بھیائی  
 دہراتے تھے اس لئے لوگ اپنے حال میں گرفتار تھے۔ آخر سبک دفت جب اہل بلو اسو گئے۔ ریز بن اسوام و حکم بن  
 حزام دوسر بن محمد بن جبرین مطعم داوود بن جبرین بن خدیفہ بدری و یسار بن کرم و عمرو بن عثمان نے جناب ذوالنورین کو مسجد  
 کے مانند انہیں کے خون آلودہ کیردن سے کفن دیکے نماز جنازہ ادا کی بعد دفن کیا۔ جبرین بن مطعم نے اس کے جنازہ  
 امامت کی۔ اور تابعین کی بھی ایک جماعت ہمراہ تھی از انجملہ حسن بصری اور مالک جو امام مالک کا حدر ہے۔ اور مالک کا کون  
 کے عرض میں ان کے جنازے پر حاضر ہوئے چنانچہ حافظ و شقی نے مرفوعاً حضرت سے روایت کی کہ فرماتے تھے  
 یوم یوموت عثمان یصلی علیہ کلنکذ السعائ راہی کہتا ہو کہ قُلْتُ اَیَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عُمَانٌ خَاصَّةٌ وَ الْاَنَاسُ  
 عَامَّةٌ قَالَ عُمَانٌ خَاصَّةٌ اَوَّلَاسِ رَوَاہِی کی روایت کی صحاح میں نہیں ہے لانی ہر ملکہ وَ کَانَ  
 مِنْ شَہِدَ قَتْلِ عُمَانٍ قَالَ فَلَمَّا اَمْسَيْنَا قُلْتُ لَیْنِ تَرٰکُمْ صَاحِبُکُمْ حَتّٰی یَصْبَحَ مُتَوَلَّیْہِ  
 فَاَنْطَلَقْنَا بِہِ اِلٰی غَرْقِیْعٍ الْغَرْقِیْعُ فَاَمْلَا لَہُ مِنْ جَوْفِ اللَّیْلِ لَیْثُ حَمْلَانَا فَغَشِنَا سَوَادٌ  
 مِنْ خَلْفِنَا فَهَبْنَاهُمْ حَتّٰی کِدْنَا نَمْتَرِقُ فَاِذَا مَادِیْنَادِیْ لَا رَوْعَ عَلَیْکُمْ اَتَبِقُوا  
 فَاِنَا جِئْنَاہُ لِنَشْہِدَہُ وَ کَانَ ابْنُ حُنَیْسٍ یَقُوْلُ هُمْ الْمَلِیْکَةُ  
 اور حضرت عثمان کی ہجو اور مذمت کی نسبت صحابہ کی طرف سے نہ تھی انہی اور یہاں ہر اب اہل سنت کی روایتیں سنائی  
 علی بن عباس قال رَأٰتُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ فِی الْمَنَامِ عَلٰی رُؤُوسِ  
 وَ عَلَیْہِ عَمَامَةٌ مِّنْ نُّوْرِ عَمِّہَا وَ یَبْدُہُ قَضِیْبٌ مِّنَ الْفَرْدُوسِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ  
 اِنِّیْ اِلٰی رُؤِیَاکَ بِلا شَوَاقٍ وَاِذَاکَ مَبَادِیْ لَا فَالْتَفْتُ اِلَیْ وَ تَبَسَّمَ وَقَالَ اِنَّ عُمَانَ بَنَ عَمَّ

# مطالع حضرت عثمان

۷۴۴

خلافت حضرت عثمان

اُخْرِجُوا فِي الْغَنَةِ مَكَامَهُمْ سَاقِدًا إِلَى الْوَلِيَّةِ فَأَنَابُوا وَلِلَّهِ فَتَاهُ حُسَيْنٌ عَمَّا لَمْ يَسْلَمْ  
 اِرْبَابَهُ تَحْلَعُ بِهٖ بَابِي بِهٖ سَابِرٌ مِّنْ شَيْءٍ هُوَ أَوْ نَسَبُهُ يَحْيَىٰ كَمَا بَيَّنَّاهُ مُسْتَبْرَأً مِّنْ قِتَابِ  
 مُّتَّقِيٍّ مِّنْ اِنِّ بَرَّاسٍ اِسْمِي مُوَلَّدِي كِي دَاوُدَ سَطْرَتِ لَانِي وَادِ خُزَيْمَةَ اِمَامِ سِمْكَ حَاوِصِي شَهْرٍ اَوْ جَمِيعِ الزَّوْجِ  
 تَوْبَةٍ اَوْ رُوَيْسِي وَنُفُوسِي بِرَبِّ اِيَّاهُ اَسْمِي عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ مَا كُنْتُ لَكَ قَائِلٌ بَعْدَ رُؤْيَا اَسْمَا  
 رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ اَضْعَا يَدَهُ عَلَى الْعَرْشِ وَسَرَّيْتُ  
 اَنَا كَرَدَ اَضْعَا يَدَهُ عَلَى مَنْ كَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَكُنْتُ اَنْتَ عَمْرٍ اَضْعَا  
 يَدَهُ عَلَى مُنْكَ اَبِي لَكُوْ وَرَأَيْتُ عُثْمَانَ وَاقْبَادَهُ عَلَى مُنْكَ عَمْرٍ رَأَيْتُ مَا دُونَ  
 فَفَعَلْتُ مَا هَذَا فَعَلُوا اَدَمَ عُثْمَانَ يَطْلُبُ اللَّهُ بِهِ وَرَوَى ابْنُ السَّامِ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمَادٍ  
 قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَوْمَ الْحُلِّ يَقُولُ اللَّهُمَّ اِنِّي اُبْرَأُ اِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَلَقَدْ طَاشَ  
 عَيْقَلِي يَوْمَ قَتَلَ عُثْمَانَ وَانْكَرْتُ نَفْسِي وَجَاؤُنِي الْبَيْعَةَ فَقُلْتُ اَلَا اِسْتَجِبِي مِنَ  
 اَبَايَعٍ فَوَمَا فَعَلُوا رَجُلًا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِسْتَجِبِي مِنْ رَجُلٍ اِسْتَجِبِي  
 الْمَلَائِكَةُ وَافِي اِسْتَجِبِي مِنَ اللَّهِ اَنْ اَبَايَعُ عُثْمَانَ قَتِيلٌ فِي الْاَرْضِ كَرِيْدٌ بَعْدَ نَافِرٍ  
 فَلَمَّا دَفِنِي فَرَجَعَ النَّاسُ لِيَسْلُكُونَ الْبَيْعَةَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ اِنِّي مُشْفِقٌ مِّمَّا اَفْدَمَ عَلَيْهِ فَمَجَّاتُ  
 عَزِيمَتِهِ فَبَايَعْتُ قَالَ فَقَالَ اُبَيُّ بْنُ مَرْثَدٍ فَمَا نَصَدَعُ فَلْيَبِ رَوَى هُوَ اَيْضًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ  
 اِنَّ عَلِيًّا قَالَ الْحُلِّ لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ وَعَنْهُ اِيضًا اَنْ عَلِيًّا بَلَغَهُ اَنْ عَائِشَةَ  
 تَلَعَنَ قَتْلَةَ عُثْمَانَ فَرَفَعَ اَيْدِيَهُ حَتَّى يَبْلُغَ جَهْمَهُ فَقَالَ اَنَا لَعَنُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي  
 السَّهْلِ وَالْجَبَلِ مَرَّتَيْنِ اَوَّلُنَا وَرَوَى هُوَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَدْ ذَكَرَ  
 عَنْهُ قَتَلَ عُثْمَانَ قَبْلِي اَحْتَمَى بِلِحْيَتِهِ وَعَنْ جَنْدَبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى جَدِّ بَقَّةٍ فَقَالَ لِي مَا فَعَلَ  
 الرَّجُلُ يَعْنِي عُثْمَانَ فَقُلْتُ اَرَأَيْتَ قَاتِلِيَهُ فَمَا قَالَ اِنْ قَتَلُوهُ كَانَ فِي الْجَنَّةِ وَكَانَا فِي النَّارِ

بَابِي بِهٖ سَابِرٌ مِّنْ شَيْءٍ هُوَ أَوْ نَسَبُهُ يَحْيَى كَمَا بَيَّنَّاهُ مُسْتَبْرَأً مِّنْ قِتَابِ  
 مُّتَّقِيٍّ مِّنْ اِنِّ بَرَّاسٍ اِسْمِي مُوَلَّدِي كِي دَاوُدَ سَطْرَتِ لَانِي وَادِ خُزَيْمَةَ اِمَامِ سِمْكَ حَاوِصِي شَهْرٍ اَوْ جَمِيعِ الزَّوْجِ  
 تَوْبَةٍ اَوْ رُوَيْسِي وَنُفُوسِي بِرَبِّ اِيَّاهُ اَسْمِي عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ مَا كُنْتُ لَكَ قَائِلٌ بَعْدَ رُؤْيَا اَسْمَا  
 رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ اَضْعَا يَدَهُ عَلَى الْعَرْشِ وَسَرَّيْتُ  
 اَنَا كَرَدَ اَضْعَا يَدَهُ عَلَى مَنْ كَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَكُنْتُ اَنْتَ عَمْرٍ اَضْعَا  
 يَدَهُ عَلَى مُنْكَ اَبِي لَكُوْ وَرَأَيْتُ عُثْمَانَ وَاقْبَادَهُ عَلَى مُنْكَ عَمْرٍ رَأَيْتُ مَا دُونَ  
 فَفَعَلْتُ مَا هَذَا فَعَلُوا اَدَمَ عُثْمَانَ يَطْلُبُ اللَّهُ بِهِ وَرَوَى ابْنُ السَّامِ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمَادٍ  
 قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَوْمَ الْحُلِّ يَقُولُ اللَّهُمَّ اِنِّي اُبْرَأُ اِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَلَقَدْ طَاشَ  
 عَيْقَلِي يَوْمَ قَتَلَ عُثْمَانَ وَانْكَرْتُ نَفْسِي وَجَاؤُنِي الْبَيْعَةَ فَقُلْتُ اَلَا اِسْتَجِبِي مِنَ  
 اَبَايَعٍ فَوَمَا فَعَلُوا رَجُلًا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِسْتَجِبِي مِنْ رَجُلٍ اِسْتَجِبِي  
 الْمَلَائِكَةُ وَافِي اِسْتَجِبِي مِنَ اللَّهِ اَنْ اَبَايَعُ عُثْمَانَ قَتِيلٌ فِي الْاَرْضِ كَرِيْدٌ بَعْدَ نَافِرٍ  
 فَلَمَّا دَفِنِي فَرَجَعَ النَّاسُ لِيَسْلُكُونَ الْبَيْعَةَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ اِنِّي مُشْفِقٌ مِّمَّا اَفْدَمَ عَلَيْهِ فَمَجَّاتُ  
 عَزِيمَتِهِ فَبَايَعْتُ قَالَ فَقَالَ اُبَيُّ بْنُ مَرْثَدٍ فَمَا نَصَدَعُ فَلْيَبِ رَوَى هُوَ اَيْضًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ  
 اِنَّ عَلِيًّا قَالَ الْحُلِّ لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ وَعَنْهُ اِيضًا اَنْ عَلِيًّا بَلَغَهُ اَنْ عَائِشَةَ  
 تَلَعَنَ قَتْلَةَ عُثْمَانَ فَرَفَعَ اَيْدِيَهُ حَتَّى يَبْلُغَ جَهْمَهُ فَقَالَ اَنَا لَعَنُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي  
 السَّهْلِ وَالْجَبَلِ مَرَّتَيْنِ اَوَّلُنَا وَرَوَى هُوَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَدْ ذَكَرَ  
 عَنْهُ قَتَلَ عُثْمَانَ قَبْلِي اَحْتَمَى بِلِحْيَتِهِ وَعَنْ جَنْدَبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى جَدِّ بَقَّةٍ فَقَالَ لِي مَا فَعَلَ  
 الرَّجُلُ يَعْنِي عُثْمَانَ فَقُلْتُ اَرَأَيْتَ قَاتِلِيَهُ فَمَا قَالَ اِنْ قَتَلُوهُ كَانَ فِي الْجَنَّةِ وَكَانَا فِي النَّارِ

بَابِي بِهٖ سَابِرٌ مِّنْ شَيْءٍ هُوَ أَوْ نَسَبُهُ يَحْيَى كَمَا بَيَّنَّاهُ مُسْتَبْرَأً مِّنْ قِتَابِ  
 مُّتَّقِيٍّ مِّنْ اِنِّ بَرَّاسٍ اِسْمِي مُوَلَّدِي كِي دَاوُدَ سَطْرَتِ لَانِي وَادِ خُزَيْمَةَ اِمَامِ سِمْكَ حَاوِصِي شَهْرٍ اَوْ جَمِيعِ الزَّوْجِ  
 تَوْبَةٍ اَوْ رُوَيْسِي وَنُفُوسِي بِرَبِّ اِيَّاهُ اَسْمِي عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ مَا كُنْتُ لَكَ قَائِلٌ بَعْدَ رُؤْيَا اَسْمَا  
 رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ اَضْعَا يَدَهُ عَلَى الْعَرْشِ وَسَرَّيْتُ  
 اَنَا كَرَدَ اَضْعَا يَدَهُ عَلَى مَنْ كَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَكُنْتُ اَنْتَ عَمْرٍ اَضْعَا  
 يَدَهُ عَلَى مُنْكَ اَبِي لَكُوْ وَرَأَيْتُ عُثْمَانَ وَاقْبَادَهُ عَلَى مُنْكَ عَمْرٍ رَأَيْتُ مَا دُونَ  
 فَفَعَلْتُ مَا هَذَا فَعَلُوا اَدَمَ عُثْمَانَ يَطْلُبُ اللَّهُ بِهِ وَرَوَى ابْنُ السَّامِ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمَادٍ  
 قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَوْمَ الْحُلِّ يَقُولُ اللَّهُمَّ اِنِّي اُبْرَأُ اِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَلَقَدْ طَاشَ  
 عَيْقَلِي يَوْمَ قَتَلَ عُثْمَانَ وَانْكَرْتُ نَفْسِي وَجَاؤُنِي الْبَيْعَةَ فَقُلْتُ اَلَا اِسْتَجِبِي مِنَ  
 اَبَايَعٍ فَوَمَا فَعَلُوا رَجُلًا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِسْتَجِبِي مِنْ رَجُلٍ اِسْتَجِبِي  
 الْمَلَائِكَةُ وَافِي اِسْتَجِبِي مِنَ اللَّهِ اَنْ اَبَايَعُ عُثْمَانَ قَتِيلٌ فِي الْاَرْضِ كَرِيْدٌ بَعْدَ نَافِرٍ  
 فَلَمَّا دَفِنِي فَرَجَعَ النَّاسُ لِيَسْلُكُونَ الْبَيْعَةَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ اِنِّي مُشْفِقٌ مِّمَّا اَفْدَمَ عَلَيْهِ فَمَجَّاتُ  
 عَزِيمَتِهِ فَبَايَعْتُ قَالَ فَقَالَ اُبَيُّ بْنُ مَرْثَدٍ فَمَا نَصَدَعُ فَلْيَبِ رَوَى هُوَ اَيْضًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ  
 اِنَّ عَلِيًّا قَالَ الْحُلِّ لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ وَعَنْهُ اِيضًا اَنْ عَلِيًّا بَلَغَهُ اَنْ عَائِشَةَ  
 تَلَعَنَ قَتْلَةَ عُثْمَانَ فَرَفَعَ اَيْدِيَهُ حَتَّى يَبْلُغَ جَهْمَهُ فَقَالَ اَنَا لَعَنُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي  
 السَّهْلِ وَالْجَبَلِ مَرَّتَيْنِ اَوَّلُنَا وَرَوَى هُوَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَدْ ذَكَرَ  
 عَنْهُ قَتَلَ عُثْمَانَ قَبْلِي اَحْتَمَى بِلِحْيَتِهِ وَعَنْ جَنْدَبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى جَدِّ بَقَّةٍ فَقَالَ لِي مَا فَعَلَ  
 الرَّجُلُ يَعْنِي عُثْمَانَ فَقُلْتُ اَرَأَيْتَ قَاتِلِيَهُ فَمَا قَالَ اِنْ قَتَلُوهُ كَانَ فِي الْجَنَّةِ وَكَانَا فِي النَّارِ

یہ اہمیت کرامت اقوال حضرت عثمان کے قتل اور قاتلون کے مابین ۱۰۰ روایتیں بھی مسلم  
حدیث نبوی شریفہ کے یاس مصادر الحدیث ہے کہ ان کی کتب میں موجود ہے ماحدثت کا  
حذیفہ قصہ اور اگر تمام صحابہ و تابعین جو حضرت عثمان کے قتل سے منہموم ہوئے اور ان کے کما ہستی ہونے  
پر اور ان کے قاتلون کے دوزخی ہونے پر جو گواہی دی اور پھر مقدمہ جو نقل صحیح سے ثابت ہے کہ  
ہم ذکر کریں کہی ذکر بیسوط چائے۔ اور ان روایات مشہورہ متعدد وہ سے ثابت ہوا کہ میں روایت  
بلادین اب کی نش پڑھی رہنا محض دروغ و افتراء ہے اور سب تواریخ میں اس کی تکذیب موجود ہے کیونکہ  
اجماع مورخین سے ان کی مشہادت جمعہ کے دن عصر کے بعد دیکھ کر کی اٹھا دین کو داغ ہوئی اور  
بلاشبہ انہما دفن بقیع میں شہید کی شب میں ہوا اور جب پیغمبر برحق و رسول الصدق کسی کے  
ستین بلا حصول دخول جنت کی قطعی بشارت دی ہوا وہ حدیث ہم کو اتر کے ساتھ پہنچی ہو پھر مستحکم  
کی کیا حاجت رہی مناسب بھی ہے کہ ہم اس بات کو مختصر کریں۔ وایما ذکر کفایہ و  
لا قبل بصیرۃ ہدایۃ واکہادیٰ مواللہ تعالیٰ۔

تیسری درجہ جوتہی جو رتک پہنچیں

## فصل ۲۲ | لواطت باز و حب

سورۃ البقرہ آیت ۲۲۳ - لَسَاءَ كُفْرًا كَمَا تَوَاحُشُونَ لَهَا شَتَّى

وَقَدْ مَوَّالَ نَفْسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مَلَاقِيَهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ اردو مطابق ترجمہ انگریزی مسترجار جیل تمہاری جوروں پر کھیتی

اسلمی تم جاو اپنی کھیتی کو جسطرح سے کہ تم چاہو اور کرو پہلی کچھ کام کہ فائدہ مند ہو

تمہاری جانوں کو اور ڈرو خدا سی اور جانو کہ تم ضرور ملاقات کرو گے اس سے

اور خوشخبری دو مسلمانوں کو فقط اور دیکھا جاتا ہے کہ مسترجار جیل سے ترجمہ

انی شتم کا جو اس طرح کیا ہے کہ جسطرح چاہو سو اسکی حاشیہ میں یہ بات لکھی ہے

کہ جسطرح چاہو گے معنی یہ ہیں کہ اپنی جوروں کے پاس جاؤ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر

اور آگے سی یا پیچھے سے سو اس ترجمہ اور حاشیہ سی ظاہر کہ مسترجم مذکور نے انی شتم

کو بمعنی کیفاشتم کے لیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس معنی پر مسترجم موصوف کو بخوبی

تمام اطمینان ہے اور بروایت مسترجار جیل زروری تفاسیر جلال الدین یحییٰ زشتی

کی یہی معنی معلوم ہوتے ہیں اور صاحب تفسیر ہضیاوی نے بھی یہی معنی مراد لیا ہے

مگر فرقہ شیعہ نے جو تمام مترایع الفاظ ظاہری کا یہی معنی مراد لیا ہے کہ انی ظرف بکافی

ہے پس معنی یہ ہونگی کہ جہاں پر چاہو یعنی آگے سے یا پیچھے سے اور اسی انی ظرف بکافی

کے رو سے مسئلہ جواز و طہ فی الدبر کا ساتھ زوجہ کے نکلتا ہے مگر جواب یہ ہے کہ جب

عورت کی تشبیہ ساتھ کہیتی کے دیکھی تو کھیت میں کھیتی کی بجائے گی نہ کہ گڑھا گڑھی میں

اور یہ شعر بہت حسب حال اس جواب کے ہو گا -

زمین شور سنبل بر نیار د ۛ درو تخم عمل صنائع مگدان

اور اس سے زیادہ تشکوٰۃ کرنی اس سلسلہ میں کچھ ضرور نہیں ہر اس واسطی کہ حسب  
جامع عباسی بہت بانی نہجاً بیان دہم میں بدیل بہت و بہت مکروہات جماع کو ستر ہوا  
مکروہ عبارت ذیل کی گامایہ ہم ہم دخول کردن در پس زمان و مالک کہ نیز کی از علما  
سنیان است بہین رفتہ و بعضی از مجتہدین این دخول کردن را حرام میدانند پس اس  
روسی کوئی تکرار ساتھ شیعہ کے باقی نہیں رہی اور ہکلو علم ہوتا ہے کہ رای بعض مجتہدین  
شیعہ کی جو بہ نسبت حرمت وطی فی الدبر کے ہر سو یہ رای اقرب الی الصواب ہو اور  
صرف مکروہ جاننا ایک مکروہ بات ہو اور شک نہیں ہے کہ خصوصاً انہیں مسائل یعنی  
تقیہ اور لعن بر خلفائی ملشہ اور متعہ اور وطی فی الدبر فی مذہب شیعہ کو بہت بد نما کر رکھا ہے

### فصل ۲۳ اباح فکد

باب بہت و ششم مجمع البحرین میں جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کے انواع روایات  
نہایہ ابن شیر اور صحیح بخاری و قسطلانی اور شرح ابن ابی الحدید و شمائل ترمذی وغیرہ کی  
بصراحت تمام مندرج ہو کہ کچھ حاجت اعادہ کی نہیں ہو اور اس کتاب میں صرف ایک  
خلاصہ مختصر پر لکھا گیا جاتا ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام فی دعویٰ باغ فکد کا از رو  
ہمبہ کے کیا اور حضرت علی اور دایہ ام ایمن فی شہادت دی اور حضرت ابو بکر نے ایک  
نوشہ و اگذاشت کا لکھ دیا اور حضرت عمر کی رای یہ ہوئی کہ گواہی حضرت علی کی بوجہ  
شہر ہوئی مقبول نہیں ہو اور گواہی ایک عورت کی کافی نہیں ہو اور آخر وہ نوشتہ  
حضرت فاطمہ سے واپس ہو کر کے چاک کیا گیا اور حضرت فاطمہ نے از رو سے غضب  
عہد کیا کہ پر وہ حضرت ابو بکر سے بات نہیں کریں گی اور ویسا ہی ہوا کہ حضرت فاطمہ نے  
تاجات اپنی پر کوئی بات حضرت ابو بکر سے نہیں کی اور سیدہ علیہا السلام نے یہ نصیحت  
کی کہ حضرت ابو بکر آئیں جنازہ پر نہ آویں چنانچہ لاش مبارک حضرت سیدہ کی رات کی وقت



بعد شش ماہ انتقال حضرت پیغمبر خدا کے دفن ہوئی اصل حال اسقدر تھا جو کہ لکھا گیا  
 اور اب اسقدر امر قابل لحاظ کے ہو کہ اس دعویٰ میں کوئی شکل و فریق کی نہیں ہو کہ  
 اسی میں حاجت گواہان فریقین کی ہو بلکہ یہ دعویٰ حضرت ابو بکر ایک خلیفہ وقت کے  
 پاس پیش ہو اگر جو بجای پیغمبر خدا کے خلافت پر بیٹھی تھی صرف اسقدر امر کافی تھا  
 یا نہیں کہ حضرت ابو بکر بطور خود از روی تحقیقات سر زمین بقدر دلجمعی اپنے اس دعویٰ  
 کو تحقیق کرتے اور یہ امر ہی قابل لحاظ کے ہو کہ حضرت فاطمہ سے کوئی دعویٰ دروغ  
 اور حضرت علی سے گواہی دروغ ہو سکتی تھی یا نہیں اور اس طرح کا سلوک جو عام لوگوں میں  
 ہوتا ہو ساتھ حضرت فاطمہ و حضرت علی کے بیچ تھا یا نہیں اور الزام غضب لانے حضرت  
 فاطمہ کا اور حضرت ابو بکر کے عاید ہوتا ہو یا نہیں۔ بات یہ چائیگی اور وقت نکل جائیگا۔  
 اور یہ کیا عجیب بات ہو کہ حضرت فاطمہ تو اس باغ فدک سے محروم ہوں مگر زمان خلافت  
 حضرت عثمان کے مروان مستحق اس باغ فدک کا قرار پاوی مگر امر حق کو کس قدر زور ہوتا ہو  
 کہ آخر عمر ابن عبد العزیز وغیرہ اور مامون خلیفہ نے اس باغ فدک کو ساتھ اولاد  
 فاطمہ کے واگذاشت کیا اور معذرت میں بحق ابو بکر و عمر کے صرف یہ بات کہی جاسکتی ہو  
 کہ ان لوگوں نے خود کوئی تصرف نہیں کیا بلکہ درمیان بنی ہاشم و ازواج وغیرہ کے  
 محاصل باغ فدک کا تقسیم ہوتا رہا اور حضرت علی نے جو اپنی خلافت میں بطرف اس  
 باغ فدک کے التفات نہیں کیا سو وجہ اسکی ظاہر ہو کہ جب ایک بار شہادت اونکی  
 ما قبول ہو چکی تھی تو کیا ہمت انکی پھر اوسط متوجہ ہو سکتی تھی بلکہ یہ التفات  
 نہیں کرنا حضرت علی کا ایک دلیل کمال درجہ نارضا مندی و دل خستگی کی اُنکے ہے

### فصل ۲۲۲ اعتقاد کا ثلثون

باب پنچاھ و ہفتم میں کتاب مجمع البحرین تصنیف جناب مولوی سید احمد حسین صفا کی

یہ قصہ عقد ام کلثوم کا بھی ہے۔ روایات اہلسنت کی بصراحت تمام مندرج ہو اور  
 کچھ حاجت اعادہ کی نہیں ہو اور اصل یہ ہے کہ یہ دو قصہ باغ فدک و عقد ام کلثوم کا  
 ہم پر اسقدر شاق و گران ہو کہ تمارے تفصیل کا ہمارے تحمل نہیں ہو بہر حال خلاصہ عقد  
 ام کلثوم کا اسقدر ہے کہ حضرت ام کلثوم دختر حضرت فاطمہ کی ہجرت شش سال کے تین  
 کر خلیفہ دوم نے بحیلہ حبشہ کل نسب و سبب صدر بنقطع یوہر القیامۃ کا نسب  
 دسوی و صہرے کے اُس دختر شش سالہ سی باہام پیری اپنی نکاح کرنا چاہا اور مطلب  
 اس حدیث کا یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا فی کہ کل نسب سبب و صہر کٹ جائیگا بر وزقیات  
 مگر نسب ہمارا اور سبب ہمارا و صہر یعنی توسل ہمارا بذریعہ شادی ساتھ ہمارے کے  
 اور حضرت عمر نے یہ تمہید بھی کی کہ میں بڑا ہوا سو یہ خواہش نکاح کی از روی شہوت کی  
 نہیں ہو بلکہ برعایت اُس حدیث کی ہو اور حبیب حضرت علی نے عذر کیا کہ وہ لڑکی صغیر  
 ہو تو یہ نبد و بست کیا گیا کہ حضرت ابن عباس حجرے چچا اُس لڑکی کے باوصف ہو جو  
 رہنی باپ کے ولی بنکر کے نکاح اُس لڑکی کا پڑا وین اور اُس دختر شش سالہ کو خلیفہ  
 دوم نے اپنی زانویر بٹھا کر کے بوسہ اُسکا لیا اور اُس لڑکی کو یہ بات بھی سکھلائی کہ وہ  
 اپنی گھر جا کر کے کھے کہ وہ واسطی نکاح ساتھ حضرت عمر کے راضی ہو غرض کہ یہ دونوں  
 قصہ باغ فدک و عقد کلثوم کے پر از غم و الم ہیں اور بقول اللہ یعلم ما فی الصدور کہ  
 یعنی کہ دل کی بات کو خدا جانتا ہے ہم نہیں کہہ سکتی ہیں کہ اصل نیت دلی حضرت عمر کے  
 کیا تھی یعنی دراصل واسطی نجات اپنی عہ نکاح ساتھ ام کلثوم کے چاہتی تھی یا  
 بوجہ شدت مزاج و درشت خوئی اپنی کے اس دختر بے مادر پر یہ ستم کرنا چاہتا تھا اور  
 یہ استعمال لفظ ستم کا ہم نے اس وجہ سے کیا ہے کہ کیا حضرت عمر یہ نسبت اپنی اس بات کو  
 پسند کرتے کہ کوئی لڑکی شش سالہ انکی ایک شخص بوڑھی سی بولایت چھری بہای

انکی بیاہی جاتی پس تم اسی بات کو کہتی ہیں کہ ایک وہ بات بہ نسبت ایک شخص غر  
 کے پروار رکھی کہ جو نسبت اپنی پسند نہیں کرے اور یہ ایک اتنا بڑا مسئلہ فن اخلاق  
 کا ہے کہ ایک آئینہ ہر تمام اخلاق نیک بد کا اور ظاہر ایہ ارادہ نکاح ام کلثوم کا حقیقت  
 ایک بدلا ہو اس بات کا کہ جو حضرت حفصہؓ کی انکی زوجہ حضرت پیغمبر خدا کی بیوی تھیں  
 اور یہ ارادہ بخوبی تمام بدلا اس بات کا ہے کہ حضرت عمر رضانی درخواست اپنی شادی  
 کی ساتھ حضرت فاطمہؓ کے کی تھی اور اسی امر میں حضرت علی ترجیح پا کر کے انکی مقابلہ  
 حضرت عمر نے شکست کھائی تھی سو اسکی عوض میں اب خود حضرت علی و حضرت فاطمہ  
 کی بیٹی کے زوجہ بنائی کا حوصلہ ہوا باقی رہا ایک مرکز فی الواقع کسی طرح شادی حضرت  
 عمر کی ساتھ بچاری ام کلثوم کے ہوئی یا نہیں سو تمام تر تصفیہ اسل مرکا دشوار معلوم  
 ہوتا ہے سو اسنہی کہ تاریخ اچھیں عمری میں ہر کہ شادی حضرت عمر کی ساتھ حضرت ام کلثوم  
 کے ہوئی اور یہ کہ زید پس وزینب خرد و اولاد بھی ہوئی جو کہ یہ دونوں ایک ہی روز  
 میں مر گئے۔ اور جناب مولوی سید احمد حسین صدام صنف کتاب مجمع البحرین سے  
 جو ہندی زبان پوچھا کہ انکی رائے میں شادی حضرت عمر کی ساتھ ام کلثوم کے حقیقت میں ہو  
 یا نہیں تو مولوی صاحب نے ہم کو جواب یہ دیا کہ انکی رائے میں شادی ہوئی مگر حضرت ام کلثوم  
 وصال نہیں ہوا اور صاحب سائلہا میہ کی رائے یہ ہے کہ حقیقت نکاح خلیفہ ثانی کا  
 ساتھ حضرت ام کلثوم و دختر فاطمہ علیہا السلام کے ہرگز نہیں ہوا تھا بلکہ بات یہ ہے کہ حضرت علی  
 کے پاس دو بیٹیاں تھیں ایک ام کلثوم و دختر حقیقہ انکی از بطن جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام  
 کے اور دوسری ام کلثوم و دختر حقیقہ حضرت ابوبکر کی اور دختر ربیعہ حضرت علی کی بطن سے  
 اسمائیت بیس کے کہ جو اسماء ربیعہ انتقال حضرت ابوبکر کے زوجہ حضرت علی کی ہوئی تھی اور  
 اپنی بیٹی ام کلثوم کو ساتھ اپنی حضرت علی کے گھر میں لائے تھے سو درخواست شادی

حضرت عمرؓ کی دراصل ساتھ اسلّم کلثوم دختر ابوبکرؓ کے ہوئی تھی اور صاحبِ سال الہامیہ  
فی منجملہ وجوہات اپنی رای کے ایک بات یہ خوب لکھی ہے کہ ہر گاہ حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا  
شاہی کرنا بیہر شخصت سال کے حسب تصریح کتب سنہ کے تھا تو بیشک یہ استدعا  
سنہ ہجری میں ہوئی کہ حضرت عمرؓ نے بیہر شخصت و سنہ سالگی کے سنہ ہجری میں انتقال کیا  
اور انتقال حضرت فاطمہؓ کا سنہ ہجری میں ہوا تھا پس ضرور ہے کہ ست بیس ہجری میں  
بوقت استدعای نکاح حضرت عمرؓ کے سن حضرت ام کلثومؓ کا دس گیارہ برس کا ہوگا  
کہ حمل محسن کا جو ساقط ہوا تھا سو حضرت ام کلثومؓ اس سے پیشتر پیدا ہوئی تھیں اور  
کتب سنہ میں ہے کہ بوقت استدعای حضرت عمرؓ کے سن حضرت ام کلثومؓ کا بقدر شش  
سال کے تھا ایضاً ظاہر کہ وہ ام کلثومؓ کے جسکے استدعا خلیفہ دومؓ نے کی تھی وہ دوسرے  
ام کلثوم بنت ربیعہ حضرت علیؓ کی مادر دختر حقیقہ حضرت ابوبکرؓ کی تھی وہم نہیں سمجھ سکتی ہیں  
کہ جب انتقال حضرت فاطمہؓ کا سنہ ہجری میں ہوا اور انتقال خلیفہ دومؓ کا سنہ ہجری میں ہوا  
تو اتنی زمانہ قلیل میں متولد ہونا ایک پسزید اور ایک خسر زنیب کا ام کلثومؓ خست  
حضرت علیؓ سے کیا معنی رکھتا ہے الغرض ہاں ہماری اس بات پر قرار پکڑتی ہے کہ ہرگز شاہد  
خلیفہ دومؓ کی ساتھ ام کلثومؓ دختر ازبطن سیدہ فاطمہؓ علیہا السلام کے نہیں ہوئی تھی

### فصل ۱۲۵ شرائط امامت و وجوب قوت

امامت نماز سے غرض یہ ہے کہ نماز جماعت سی ہو و فی الجماعۃ رجحان یعنی جماعت  
میں رحمت ہو اور فائدہ خاص جماعت کا ایک یہ ہے کہ ایک مسجد اور ایک وقت خاص  
میں جو دس بیس آدمی جمع ہوتے ہیں تو اس سے ایک شوکت جمعیت اسلام کی ہو  
ہے اور آپس کی بات چیت سے ایک کو دوسرے سے قوت دینی حاصل ہوتی  
ہے اور ایک دوسرے کا حال دریافت کر کے کچھ سلوک نقدی اور صلاح نیک

و بد تعلیم اطفال و بیماری وغیرہ کی دی سکتا ہو اور ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس ذریعہ سے غریب و امیر و جاہل و عالم و دیگر اشخاص مختلف طبقات کے ایک جگہ میں باسنا تمام جمع ہو جاتے ہیں اور اہل حاجت کو اکثر موقع عرض و معروض کا ملتا ہو اور کچھ غرور و تفاخر بھی اہل غرور و تفاخر کا ایدر نفرت امراد علما وغیرہ کی اشتیاق و تر سنی ان کی کچھ کم ہو جاتی ہے کہ سب لوگ ایک ایسی جگہ میں جمع ہوتے ہیں کہ جہاں سب لوگ ایک طور پر حاضر ہوئے ہیں اور سب لوگوں کو ایک قسم کی محتاجی عام بحضور خداوند عالم کے ہے اور اس واج عام جمیعہ و جماعت سی آبادی مسجد کی ہوتی ہے مگر مذہب شیعہ میں اس قدر شرائط امام کے کثرت سی ہیں کہ کوئی آدمی امامت نماز کی نہیں کر سکتا ہے جب تک کہ اسکو ایک لائسنس یعنی اجازت نامہ امامت کا از طرف مجتہد صاحب کے حاصل نہ ہو اور ایک آدمی گو بذات خود ہزار درجہ لائق و پرہیزگار ہو مگر بغیر اس لائسنس کی امامت نماز کی کسی موقع میں نہیں کر سکتا ہے سو نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی لوگ کہ جنکو شیعہ امامت کا ملا ہے بہت کم ہیں اور سوائے مساجد امرای شیعہ کے اور کسے دوسری جگہ میں کمتر دیکھے جاتے ہیں اور اسی وجہ سے مسجدین امرای شیعہ کی حسب دلخواہ آباد نہیں ہیں اور اسل امر امامت نماز میں مسئلہ سنیان کا بہت آسان تر معلوم ہوتا ہے کہ جہاں پر موقع ادا می نماز بجا عت کا ہو تو اس قدر بس ہے کہ ان اشخاص حاضرین میں سے جو شخص باعتبار تقویٰ و علم وغیرہ کے مقدم تر معلوم ہو سو وہ شخص نماز پڑھاوی سو اس وجہ سے مسجد سنیوں کی اور خصوصاً مسجد وہابیوں کی خوب آباد رہتی ہے مگر ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ سید رہتی ہوئی ایک شخص غیر سید کا امام ہونا نامناسب ہے اور جاننا قرأت کا عقلاً بہت ضرور ہے تاکہ الفاظ عربی آیات قرآنی وغیرہ کے صحت سے ادا ہوں مگر یہ وجوب اس سختی سے نازیبا معلوم ہوتا ہے کہ بغیر صحت قرأت کی اصل نماز

داراست نماز کی نماز ہو حالانکہ حضرت بال بجای اشہد کے اسہد پڑھتے تھے اور  
ہی اسہد انکا پسندیدہ تر تھا۔

## فصل ۱۲۷ مجتہد

برگاہ قرآن و حدیث و تفاسیر اور کتب فقہ و اصول کے موجود ہیں تو تخصیص نامزد  
کرنے ایک شخص کے بابت مجتہد کے کس سطلاب سے ہو اور اگر کوئی رائے مجتہد کی کسی  
شخص عالم غیر مجتہد کی نظر میں برسر خط معلوم ہو تو کیا وجہ کہ وہ شخص عالم خلاف تدین  
اپنی اس رائے پر برسر خط کا پابند ہو اور کیا معنی ہیں اس قول کے کہ مآلات المجتہد  
مآلات الفتنیٰ یعنی وہ مجتہد تو در کیا فتویٰ اسکا حالانکہ مرجعاً مجتہد کا عقلاً کوئی چیز  
باز نہ مرجعاً فی فتویٰ کی نہیں ہے اسواسی کہ یہ بات بخوبی تمام ممکن ہے کہ ایک رائے مجتہد  
مردہ کی صائب تر ہو رائے سے مجتہد زندہ کے اور کیا ہو گا جب اختلاف در میان چند  
مجتہدان زندہ مقامات لکھنو کر بلا وغیرہ کے ہاں درجہ مجتہدان لکھنو وغیرہ کا صرف  
بدرجہ مجتہد ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ کے سمجھا جا تو اُس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اسواسطی  
اگر شخص حنفی ہو کر کے کسی مسئلہ کو حسب رائے امام شافعی کے عمل کرے تو یہ بات بخوبی ممکن ہے  
اور کچھ حکومت ابو حنیفہ کو نہیں بھونچتی ہے مگر ہم سنتی ہیں کہ حکومت مجتہدان زندہ کی  
حکومت اجتہاد ابو حنیفہ وغیرہ سی بہت زائد تر ہے اسواس بات کی بھی کوئی وجہ  
ہمارے خیال میں نہیں آتی ہے

## فصل ۱۲۸ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بنظر سیادت پرستی کے کچھ ذکر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا بھی ضرور معلوم ہوتا ہے  
سوا ز روی مقامات دستگیری تصنیف ملا محمد عبد الرحیم ساکن حیدر آباد دکن کے  
معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی علاوہ نسب سیادت کی ایک بڑی ولی ہیں

اور بلقب غوث اعظم محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسینی الحسینی کی مشہور ہیں

### رباعی

آن شاہ سرفراز کہ غوث الثقلین است  
از نسوی پدر تا بحسن سلسلہ است  
در اصل سیادت چہ صحیح النسب است  
از جانب مادر در دریای حسین است

اور اس مقامات دستگیر ہیں نسب نامہ انکا حسب ذیل ہے شیخ عبد القادر جیلانی  
پیر سید نور الدین ابو صالح ابن ابو عبد اللہ عبد الکریم ابن یحیی الزاہد ابن محمد  
ابن داؤد ابن موسیٰ ابن عبد اللہ ابن موسیٰ الجون ابن عبد اللہ محض ابن حسن  
ثنیٰ ابن حسن مجتبیٰ ابن علی مرتضیٰ غرض کہ اس وسی در میان پیر دستگیر حضرت  
مولیٰ مشکاکت علیہ السلام کی واسطہ گیرا رہے پشت کا ہے

### قطعہ ولادت و تعداد عمر و سال وصال

محی الدین کہ انوار جمالش  
تولد عاشق و کامل سنینش  
زعرش و کرسی از مہتابہا ہی است  
وصالش دان ز معشوق الہی است

اور ہما کو معلوم ہے کہ سادات قصبہ بھر ضلع گیا کی اولاد سی انہیں سید عبد القادر جیلانی  
کے ہیں۔ اور نفحات الانس میں تصنیف ملاحامی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی حال نسب  
حسینی الحسینی ہونی کا حضرت پیر دستگیر کے ساتھ تصریح انواع کرامات و خرق عباد  
کی مندرج ہیں اور ہما کو معلوم ہو کہ یہ بزرگ بلقب شیخ کے بوجہ درجہ شیخ وقت ہونے  
مستہر ہوئے ہیں اور کیا وجہ ہے کہ شیعوں کو کچھ سو اس بزرگ ہی ہو مگر انہا سنا گیا  
ہے کہ شاید قول قتل الحسین بسیف جد کا یعنی کہ حسین مار گئی ساتھ تلوار اپنی  
داد یعنی پیغمبر خدا کے اندر کتاب غنیۃ الطالبین تصنیف غوث اعظم کے مندرج  
ہو مگر یہ بات بہت ہی نئی جاتی ہے کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین و حقیقت تصنیف اس بزرگ



کی نہیں ہو اور سہنی کسی کتاب میں نشان غنیۃ الطالبین کا تصنیفات سی اس بزرگ کے  
 نہیں دیکھا ہو اور اگر یہ فقرہ قتل الحسین بسیف جدہ کا کتاب غنیۃ الطالبین میں ہو  
 تو ہم بھی حکم لگا دینگے کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین ہرگز تصنیف اس بزرگ کی نہو گے  
 اس واسطی کہ سید ہو کر کے ایسا فقرہ انکی منہ سے کیونکر نکل سکتا ہو کہ اس فقرہ سے تو  
 خود ظالم ہونا حضرت پیغمبر خدا کا ظاہر ہوتا ہو یعنی امام حسین علیہ السلام جو یزید کی وجہ  
 مار گئی سو یہ امر کہنا کہ اپنی داد انکی تلوار سی مار گئی تو صاف مطلب اسکا یہ ہوا کہ جلیسا  
 داد انی کیا تھا سو اسکا بدلہ لایا۔ اور ہم سنی ہیں کہ غنیۃ الطالبین میں شاید یہ ذکر  
 بھی ہو کہ بروز عاشورہ محرم کے بجای غم کر نیکی خوشی حصول شہادت کی کرنی چاہی  
 سو یہ فقرہ بھی ایک عجیب فقرہ ہو اور اتفاق کی بات یہ ہو کہ سہنی اُس کتاب غنیۃ الطالبین  
 اب تک نہیں دیکھا ہو اور اس واسطی ہم کچھ لائق فہم نہیں کہہ سکتے ہیں اور شاید علاوہ مرآۃ  
 مذکورہ بالا کے اور بھی کچھ وجوہات سود کی شیعوں کو ہوں کہ جس سے ہم کو اطلاع نہیں ہو  
 اور شعر مفصلہ ذیل سے بھی شیعوں کا سوہ رسا تھا اس بزرگ کی ظاہر ہوتا ہو۔

دستوبین نہ کہی حضرت شبیر کی سوچھی گیارہویں سوہی تو بڑی پیر کی سوہی

### فصل ۲۸ زیارت کر بلا وغیرہ

بہت سنی صاحبان موسم حج میں حج حرمین کو جاتے ہیں مگر زیارت کر بلائی معلیٰ و نجف شہر  
 وغیرہ سے محروم رہتے ہیں اور شاید قول انکایہ ہو کہ سو لہا فرسخ یعنی تین منزل سے  
 زیادہ تر واسطی زیارت قبور کے جانا از روی حدیث کے منع ہو مگر یہ عذر محض کافی نہ ہو  
 اس واسطی کہ اس صوبہ بہار سی مقامات اجیر و پاک پٹن وغیرہ بھی تین منزل سی بڑے بڑے  
 ہیں پس یہ سنی لوگ ان مقامات اجیر وغیرہ کو کیونکر جاتے ہیں اور حدیث میں جو  
 تین منزل سے زیادہ جانا واسطی زیارت قبور کے منع ہو گا سو مجرب نام حدیث کا

قابل دلیل کے نہیں ہوا سواطی کہ طرق روایت کو دیکھنا چاہی کہ متواتر یا حسن یا  
 غریب منقطع یا متصل ہو اور یہ کہ اصل مطلب اس حدیث کا کیا ہو اور ہم یہ پوچھتی ہیں  
 کہ آیا کربلا کا کر کے موقع ظلم شامیان شامیان کو اور درجہ صبر حضرت شہید کربلا کو  
 ملاحظہ وغور کرنا اور شریک اس غم کا ہونا کسی حال میں خلاف مرضی جناب حضرت  
 نبوی کے ہو سکتا ہو اور کیا یہ بات ممکن نہیں ہو کہ جب طرہ پر کہ بیٹی وعدن وغیرہ ہو کر کے  
 حج حرمین کو لوگ جاتی ہیں سو اس طرہ حسی کربلا وغیرہ بھی ہو کر کے مکہ کو جائیں تو اس  
 حال میں وہ عذر بالای تین منزل زیارت قبور کا بھی طے ہو جاتا ہو اور ہمارا اعتقاد  
 تو یہ ہے کہ زیارت کربلا ونجف اشرف وغیرہ کی بمثال تقدم وضو علی الصلوٰۃ کے اصل  
 حج کرنے سے اول و مقدم کرنا چاہی اور اصل یہ ہے کہ یہ نہیں جانا سنیاں کا زیارت  
 کربلا وغیرہ کو بوجہ غفلت و بی اعتنائی نسبت اہل بیت و عترت نبی کی ہو اور کیا سفر  
 اسکے ہیں کہ بعد حج کے سو دلینا جائز ہو مگر زیارت کربلا وغیرہ کی جائز نہیں سمجھی جا  
 اور اگر یہ عذر ہو کہ کربلا ہی ملی ونجف اشرف وغیرہ میں شیعہ لوگ ہستی ہیں سو یہ عذر بھی  
 فضول ہو اس سوا طرہ کہ سو ای شہد مقاسل امام ششم کے باقی تمام مزارات دس امام کے  
 اندر حملہ اری باور نہا روم کے ہیں اور کسی طرح پر وہاں تبرا نہیں ہو سکتا ہے

### فصل ۱۲ مرتبہ خوانی و تعزیر داری

مرتبہ عبارت ہے نقل حالات مصائب سید الشہداء امام حسن علیہ السلام  
 سہی کہ ان حالات کو یاد کر کے غم کرنا اور تباہی اہلبیت پر روناعین ایمان ہو اور اتنی بڑی  
 مصائب کا ذکر محو و سہو کرنا ویسا ہی ہے کہ جیسے فرضا عیدائی لوگ ذکر مصائب حضرت  
 مسیح و بدسو کیہاں ہو وہاں کو متروک کریں اور خود حضرت فاطمہ سے اشعار مرتبہ  
 انتقال حضرت رسول کے مروی ہیں پس مرتبہ خوانی سے بہاگنا دلیل اس بات کی ہے کہ

ان پر ہرگز نہ ہوا کہ نہ انہیں یہ صائب کہ بلا کچھ وزن نہیں کہتی ہیں یا یہ کہ معاویہ و نیز  
 اور اُٹلی تو اُٹلی کی بات کیا ان سنیوں خلاف مصلحت مذہب سنی کی ہو کہ مرثیہ خوانی سنی سے  
 شیعہ ان کا ساتھ نہ لے۔ لازم آتا ہے اور فعل شیعہ ان کا کسی قدر معقول ہو مگر تقلید اذکی  
 نہیں ہے۔ البتہ۔ و حدیث میں سنی صاحبوں کے عرض یہ ہو کہ یہ واقعہ کہ بلا کا ایک  
 امیر۔ کرب در بیان شیعہ و سنی کا ہو کہ شیعہ کہ بلا نو اسد رسول خدا کے آخر مقبول فریقین  
 ہیں اور اس سید نظام دہ فی معاویہ سی کچھ مخالفت بھی نہیں کی ہو پس لگی حالات سنی  
 میں کیا سچ قواب کہانی کی ضرورت ہو اور اگر یہ احتیاط ہو کہ مرثیہ میں مضامین لغو اکثر  
 مندرج رہتی ہیں سو اس قدر احتیاط بس ہو کہ صرف مرثیہ ہی مضامین راست گوئیں  
 اور دیکھی کہ جناب قاضی سید محمد دہ عالم صاحب ساکن پھولواری ایک سنی مذہب کے  
 آدمی ہیں مگر کس تپاک جوش سی کتاب عمدۃ الجلس حالات کہ بلا کی لکھی ہو اور البتہ یہ  
 کتاب بس قابل ہو کہ عموماً عشرہ محرم میں پڑھی جائے اور اس جگہ پر ایک رباعی اس  
 کتاب کی تینا و تیر کا نقل ہوئی ہو رباعی

مسلم ہو وہی جو ہوندا ہی شبیر	جان اپنی کرے تندہ برائی شبیر
مسلم کی پیروی کر نیلے مسلم	کافر ہو جسی نہیں دلاے شبیر

اور تعزیر داری کا حال یہ ہو کہ تعزیر یعنی نقل بروضہ مبارک اور دیگر سامانہائی وجہ  
 کی ہم کچھ تائید نہیں کر سکتی ہیں کہ البتہ کچھ بنیاد ان سب سو مات کی شرع میں نہیں ہو  
 اور اگر کوئی شخص بچش محبت یہ سب کام کرے تو اُس پر کچھ سزائیں بھی ہم نہیں  
 کر سکتی ہیں۔ حافظ

سخن درست گویم نہی تو انم وید	کہ می خورد حریفان و من لطافہ کنم
گدای میکہد ام لیکت قت مستی ہیں	کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

چونچہ بالباب خندان بیا و مجلس شاه	پیالہ گیرم و از شوق جاسہ پارہ کنم
نہ قاضیہ نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ	مرا چہ کار کہ منع شراب خواہد کنم

### فصل ۳۱ نماز تراویح

اگرچہ قول مشہور یہ ہے کہ رمضان نمی کشد تراویح می کشد اور وہ مثل درست ہے کہ گئے روزہ بخشانی کو گلی پڑی نماز سچ ہے کہ دن بھر روزہ رکھے کہ تراویح کا گلی پڑنا خالی از سختی نہیں ہے مگر یہ التزام مالا یلزم کرنا حضرت عمرؓ کا بہت قابل پسند ہے کہ اس سے رواج لثرت حفاظ قرآن کا ستیون میں ہو گیا اور تاج و اقدسی سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ ملک شام میں مجاہدین عرب دن کو روزہ رکھے ہوئی جہاد کرتے تھے اور رات کو رات بھر نماز و تلاوت قرآن میں مصروف تھے سبحان اللہ کیا باہمت یہ لوگ تھے۔

### فصل ۳۲ کلمہ توحید

ہماری نزدیک اصل کلمہ توحید دین اسلام کا حسب ذیل ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیہ السلام و اشہد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له و اشہد ان محمداً رسول اللہ و اشہد ان علیاً ولی اللہ و صی رسول اللہ اور جب حدیث میں بنسبت حضرت علیؓ کے ہو وہی کل مؤمن ہی اور حدیث وصیت غدیر خم کی موجود ہے تو اس بات کی کہنی میں ہلکوا کیا غدر ہو شیعہ سنی سنی شیعہ ملا جانیں ہم سانچ بات بتاؤ نیکی بڑا گوری اٹھکی بن پوچھی علیؓ علیؓ دوہرا دینگے

### فصل ۳۲ البعض مسائل متفرقہ کہ حسیہ سنی و شیعہ مختلف ہیں

اول مسئلہ روزہ افطار کر نیکا ہے کہ شیعہ لوگ دن تمام ہونے پر کچھ رات گئے ہوئے روزہ افطار کرتے ہیں اور سنی لوگ فجر و غروب آفتاب بلا شمول در آنے کچھ رات کی روزہ افطار کرتے ہیں اور یہ اختلاف صرف دو چار منٹوں کا ہے اور دونوں فریق کے

پاس اصل آیت قرآنی وہی ایک آیت ہو اَلْمَوَاصِلُ اِلَى اللَّیْلِ کے معنی روزہ تمام کرو  
رات تک اور اس ترجمہ میں بھی کچھ اختلاف نہیں ہے بلکہ بحث صرف اس قدر ہے کہ حصول  
سنیان کا ہے ہر کہ اگر غائت جنس ماقبل یعنی بغیاسی نہ ہو تو مابعد حرف غائت کا ماقبل  
خارج بجھا جاتا ہے اور چونکہ رات جنبہ رسمی نہیں ہے اس واسطیٰ روزہ سے رات  
خارج ہے اور اصل بات اس قدر ہے کہ روزہ دراصل نام ہر دن بھر کے فاقہ رہنی کا  
مگر شیعوں نے جو کہ شمول کچھ رات کا دیا تو اس میں کیا مضائقہ شرعی ہے بلکہ یہ فعل  
ایک حیاط کا ہے مسئلہ دوم مرافق دہونیکہ ہے کہ شیعہ لوگ مرافق یعنی کوئی چھوڑ کر کے  
دشمنین ہاتھ دھوستے ہیں اور سنی لوگ مرافق دہولیتی ہیں اور یہ اختلاف بھی فضول  
ورائگان ہے کہ اس مسئلہ میں فریقین خلافت مسئلہ روزہ کی تعمیل کرتے ہیں حالانکہ آیت  
اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَغَسِّلُوا وُجُوهَكُمْ وَاِیْداً اِلَى الْمِرْفَقِ کے مقبولہ طرفین ہر بیعت  
ارادہ نماز پڑھنے کا کرو تو دہوؤ تم اپنی منھوں کو اور اپنی ہاتھوں کو کہنیوں تک اور  
ہم تو یہ سمجھتی ہیں کہ مرافق یعنی کہنیوں کو بھی داخل دہونے ہاتھ کے لینا چاہیے جیسا  
کہ فطاریہ روزہ میں کچھ توقف شیعہ لوگ کرتے ہیں مسئلہ سوم غسل و مسح پاؤں کا  
سواصل آیت قرآنی اس طرح ہے اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَغَسِّلُوا وُجُوهَكُمْ وَاِیْداً اِلَى  
اِلَى الْمِرْفَقِ وَاَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَاَجْلِسُوا اِلَى الْكُعْبَيْنِ یعنی جب ارادہ نماز پڑھنی کا  
کرو تو دہوؤ تم لوگ منھوں کو اپنی اور ہاتھوں کو اپنی کہنیوں تک اور مسح کرو اپنی سرنگوں  
اور اپنی پاؤں کو پھلیوں تک وریہ ترجمہ موافق شیعوں کے ہے اور ترجمہ سنیوں کا اس طرح  
ہے کہ دہوؤ تم اپنی منھوں کو اور اپنی ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنی سرنگوں کو  
اور دہوؤ تم اپنی پاؤں کو پھلیوں تک سو یہ ترجمہ سنیوں کا محض بی سیاق ہے اس واسطیٰ  
کہ جب نسخہ اور ہاتھ دہونے کے بعد حکم مسح کا سری شروع ہوا تو بی شہرہ سیاق عبارت کا

۴۶۲  
+ اس آیت میں جو کلمہ ہے اَلْمَوَاصِلُ اِلَى اللَّیْلِ اس کا مطلب ہے کہ رات تمام کرو اور اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے بلکہ بحث صرف اس قدر ہے کہ حصول سنیان کا ہے ہر کہ اگر غائت جنس ماقبل یعنی بغیاسی نہ ہو تو مابعد حرف غائت کا ماقبل خارج بجھا جاتا ہے اور چونکہ رات جنبہ رسمی نہیں ہے اس واسطیٰ روزہ سے رات خارج ہے اور اصل بات اس قدر ہے کہ روزہ دراصل نام ہر دن بھر کے فاقہ رہنی کا مگر شیعوں نے جو کہ شمول کچھ رات کا دیا تو اس میں کیا مضائقہ شرعی ہے بلکہ یہ فعل ایک حیاط کا ہے مسئلہ دوم مرافق دہونیکہ ہے کہ شیعہ لوگ مرافق یعنی کوئی چھوڑ کر کے دشمنین ہاتھ دھوستے ہیں اور سنی لوگ مرافق دہولیتی ہیں اور یہ اختلاف بھی فضول ورائگان ہے کہ اس مسئلہ میں فریقین خلافت مسئلہ روزہ کی تعمیل کرتے ہیں حالانکہ آیت اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَغَسِّلُوا وُجُوهَكُمْ وَاِیْداً اِلَى الْمِرْفَقِ کے مقبولہ طرفین ہر بیعت ارادہ نماز پڑھنے کا کرو تو دہوؤ تم اپنی منھوں کو اور اپنی ہاتھوں کو کہنیوں تک اور ہم تو یہ سمجھتی ہیں کہ مرافق یعنی کہنیوں کو بھی داخل دہونے ہاتھ کے لینا چاہیے جیسا کہ فطاریہ روزہ میں کچھ توقف شیعہ لوگ کرتے ہیں مسئلہ سوم غسل و مسح پاؤں کا سواصل آیت قرآنی اس طرح ہے اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَغَسِّلُوا وُجُوهَكُمْ وَاِیْداً اِلَى اِلَى الْمِرْفَقِ وَاَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَاَجْلِسُوا اِلَى الْكُعْبَيْنِ یعنی جب ارادہ نماز پڑھنی کا کرو تو دہوؤ تم لوگ منھوں کو اپنی اور ہاتھوں کو اپنی کہنیوں تک اور مسح کرو اپنی سرنگوں اور اپنی پاؤں کو پھلیوں تک سو یہ ترجمہ سنیوں کا محض بی سیاق ہے اس واسطیٰ کہ جب نسخہ اور ہاتھ دہونے کے بعد حکم مسح کا سری شروع ہوا تو بی شہرہ سیاق عبارت کا

یہ چاہتا ہے کہ پانوں کا حکم عطف ہے اور مسیح سر کے اور لطف یہ ہے کہ سیان ارجل کے  
 کے لام نوگسہ بھی، یتیمین گمراہیوں کے یہ کہ یہ کسرہ از قسم جبر جوار کے ہے اور قرأت  
 سیان میں ارجل کے لام مفتوح ہے پڑھا جاتا ہے تو اس حالت میں بھی کلام فی سیان  
 رہتا ہے اس واسطے کہ اگر پانوں دہونا منظور تھا تو یہ عبارت کیا رشتہ اور تھی فاعل  
 وجوہ کہ وایدیکو الی المرافق وارجل کے الی لکعبین واسکو اور فی سکری یعنی دھو دھو  
 اپنی اور ہاتھوں کو اپنی کہتیوں تک اور اپنی پانوں کو پھیلیوں تک اور مسیح کہ واپنی سر فک  
 اور البتہ یہ عذر سنیوں کا مقبول ہو سکتا ہے کہ وصور میں دہونا پانوں کا اشاری مان  
 اسلام میں حرمین میں ایک طرحہ جاری ہے سو بجا اب اسکی شیعہ لوگ بھی کہہ سکتے ہیں  
 کہ طریقہ انکی وضو کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وغیرہ سے منقول ہے بہر حال ایک  
 شیعہ معزز کی یہ وضع ہو کہ بہت پسند ہوئی کہ وہ اول پانوں دہو کر کے وضو کرتے تھے  
 اور آخر وضو میں مسح پا کرتے تھے مسئلہ چہا رہم نجاست مردہ کہ شیعوں کی نزدیک  
 مردہ نجس ہے اور چھوٹا اسکا محض ناجائز ہے اور یہی فحشاء ایجاد مردہ شوہ نکاہی اور بھوک  
 معلوم ہوتا ہے کہ جب وح نے بدن سے مفارقت کی تو اصل جسم خاکی بلا روح کو ہم کہاں تک  
 پاک کہہ سکتے ہیں مگر شک نہیں ہے کہ اس قدر سختی شیعوں کی کچھ نازیبا معلوم ہوتی ہے اور  
 ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ہم اپنی ہاتھ سے دہونا ایک مردہ قوم بر ذیل کا بھی ایک خدمت  
 باسعادت اپنی سمجھتی ہیں کہ انجام کار اپنا معلوم نہیں ہے۔ مسئلہ نجس حرمت خرو  
 کا سو جب خروش کو شیعہ لوگ حرام جانتی ہیں اور سنی لوگ حلال جانتی ہیں تو اس  
 اختلاف حلال و حرام میں احتیاط اس بات کو مقتضی ہے کہ جانب حرمت کی اختیار کیا  
 اور خصی وغیرہ کا گوشت کیا کہ ہے کہ خروش کو یا ضرور حلال بناوین خصوصاً اس حال  
 میں کہ طرز منہ اور لہر لہر گوشت ہونا اسکا ایسا ہے کہ اسکو مشابہت ساتھ ملی وغیرہ

کی بہت ہی اور ہم نہیں مجبوری میں کہ کیونکر گوشت خرگوش کا کھایا جاتا ہو گا مسئلہ  
 ششم علم فرائض میں مسئلہ عصبہ کا ایک عامل ایجاد سنیوں کی ہے کہ جب کا نتیجہ  
 یہ ہے کہ اگر ایک سنی ایک خنجر اور ایک درزادہ جو رڑ کر مر جائی تو آہا بٹھی کو اور آدھا  
 برابر زادہ کو پونچیکا اور کچھ وجود وراثت عصبہ کا تباہی پیدا نہیں ہو مگر شک نہیں ہے  
 کہ یہ مسئلہ عصبہ کا بڑی دور اندیشی سے نکالا گیا ہے اگر حضرت رسول خدا کی وراثت حضرت  
 فاطمہ ایک دختر کو بہ نسبت باغ فاک کی پونچھی تو اس میں نصف حق حصہ ابن عباس وغیرہ  
 بنی اعمام کا تھا یعنی دعویٰ کل باغ فاک کا حضرت فاطمہ کا کرنا جائز نہیں ہو سکتا ہے اور ہم  
 کیا بیان کریں کہ اس مسئلہ عصبہ میں کس قدر پریشانی ڈال رکھی ہے کہ مجتہدین آدھا حق  
 عصبہ کا لیکر کے اس ایک بٹھی صلیبی شخص متوفی کو کس کس طرح سے دیا یا چاہتا ہے  
 اور اگر وہ بٹھی بیوہ اور اولاد ہوئی تو اس مجتہد کو گویا تمام منہ کہ بے تکلف خود زندگی میں  
 اس دختر کے ہاتھ لگ جاتا ہے اور علاوہ اسکی بسیاری مسائل فقہیہ و مسائل فرائض وغیرہ  
 میں فریقین مختلف ہیں کہ حدود احصا اسکا حیثیت اس کتاب سے ابہر ہے اور ہمیں نظر صرف  
 اوپر ذکر چند مسائل مذکورہ بالا کے اکتفا کیا گیا اور یہ قول شیعوں کا کثیر الوقوع ہے کہ احنق  
 دائرہ میں اکاذب یعنی حق دائرہ ہے درمیان ائمہ اربعہ سنیان کے ہوا کہ مسئلہ شیعہ  
 لوگوں کا ایسا ہے کہ کسی نہ کسی امام ابو حنیفہ وغیرہ سے مطابق ہو جاتا ہے۔

### فصل ۳۴ صلوٰۃ و سلام بر علی علیہ السلام

ہماری نزدیک بقول صلوٰۃ علیہ وآلہ کی سلام و درود بھیجنا حضرت علی و تمام دوازدہ  
 امام پر واجب لازم ہے اور کچھ عذر سنیان کا قابل سماعت نہیں ہے۔

گرچہ کچھ یہ حدیث نبوی ہے بے صل علی نام علی بے ادبی ہے  
 فصل ۳۵ چند امور متعلق خاتمہ کتاب



اول یہ ذکر چند قولوں کا کتاب تذکرۃ الاولیاء فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ سی حسب  
 ذیل نقل کیا جاتا ہے۔ اس سبب جس جگہ پر معلوم ہوتا ہے۔ اول اس کتاب کا باب اول ذکر  
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے انتخاب اسطر حیر ہے۔ آن سلطان ملت مصطفیٰ  
 ان برہان حجت نبوی آن عامل صدیق آن عالم تحقیق آن میوہ دل اولیا جگر گوشہ سید  
 ان ناقد علی آن وارث نبی ان عارف عاشق ابو محمد امام جعفر صادق چون از اہلبیت بود  
 و سخن طریقت بیشتر او گفستہ است و روایت بیشتر از آئمہ است کلمہ خید از آن او بیاورم  
 کہ ایشان ہمہ کی اندر بنی کہ قومی مذہب او دارند مذہب و آئوہ امام دارند یعنی یکے  
 دو آئوہ است و دو آئوہ کی در حبلہ علوم و اشارات بی تکلف بر کمال بود و قد وہ جملہ  
 مشائخ بود و اعتماد ہمہ بروی بود و مقتدا ہی مطلق بود ہم آئیان را شیخ بود و ہم محمد یاز  
 امام و ہم اہل وق ایشوہ بود و ہم اہل عشق را ہیشوہ ہم عباد را مقدم بود و ہم زہاد را مکرم  
 ہم صاحب تصنیف حقائق بود و در لطائف تفسیر و اسرار تنزیل بی نظیر بود و از باقر رضی  
 عنہ بسیار سخن نقل کردہ است۔ عرض را قلم حروف۔ سنی صاحبان ملاحظہ کریں  
 کہ فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ کو وجود و آئوہ امام و اہلبیت کے ساتھ کس جو شوق و تپاک  
 اقرار ہے اور شاعر عبد الحق صاحب غیرہ کا معنی بنانا اہلبیت کا کیا رنگان ہے۔ دوم  
 عجب میدارم از آن قوم کہ ایشان را خیال بند و کہ اہلسنت و جماعت را با اہلبیت چیز  
 در راہ است۔ را قلم حروف۔ اہلسنت میں اکثر ایسی لوگ بھی ہیں کہ انگو سنا  
 اہلبیت کی کچھ خلش نہیں ہے۔ سو ہم در خیال باطل مانده است آن کہ محمد صلی اللہ علیہ  
 وسلم ایمان دار و بفرزند ان اوندار و۔ را قلم حروف۔ ہم کو نہایت عجب ہے اس بات پر  
 کہ پیغمبر خدا کو قبول کر کے قرآن و عترت حدیث الثقلین سے علیحدہ و فرق رہنا کہا معنی  
 رکھتا ہے اور یہ کہا ایمان ہے۔ چارم شافعی را شوقی اللہ بہت + وہ ستم ہمارا رہتا



نہیں ہر۔ دوسرے کہ سبب تالیف اس کتاب حد تحقیق کا یہ ہوا کہ ہم لوگ ہقانیوں میں  
 دونوں مذہب کے لوگ سنی و شیعہ ایک ساتھ رہتی چلی آتے ہیں اور آپس میں شادی بیاہ  
 بھی جاری ہر اور محبت و تعظیم اہلبیت و دوازدہ امام میں فریقین ہمدستان ہیں تاکہ  
 مولانا احمدی صاحب مرحوم پھلواری محشی میرزا ہر ملا جلال وغیرہ کے خود اپنی سر پر  
 گھر اثریت کا لیکر کے عشرہ محرم میں امام باڑہ تک لاتے تھے اور انکی مرثیہ کا ایک شعر  
 مفصلہ ذیل ہے کہ جو ایک آیت قرآنی کو نظم کیا ہر خدا فرد تم وائلہ تشہد دن  
 فوالہ ہو کلا عتقت لون یعنی تسنیحیجے تم لوگوں نے اقرار کیا اور تم لوگ گواہ ہو  
 تب پھر تم لوگ انہیں لوگوں کو قتل کرتے ہو اور حضرت شاہ ابوالحسن صاحب فرد  
 سجادہ نشین پھلواری ہی ایک مرثیہ ہی انکی کتاب کلیات فردین موجود ہر اور شعر  
 مفصلہ ذیل ہی انکا ہے

یا علی کیست کہ او بندہ حسان تو نیست	بندہ نسبت کہ اندر خط فرمان تو نیست
-------------------------------------	------------------------------------

اور جناب قاضی سید مخدوم عالم صاحب پھلواری مصنف کتاب عمدۃ المجاہدین اتقا  
 کہ ملاکی بفضلہ تعالیٰ اسوقت تک اسی اعتقاد قدیم پر چی وقائم ہیں مگر بالفعل گل دیگر  
 شگفت کا مضمون پیدا ہوا کہ بزور خیالی علم کے روایات ابن تیمیہ وغیرہ کو استدلال  
 کر کے توہین تنقیص شان علمی میں اہتمام تام کیا گیا اور اشعار مفصلہ ذیل سے جناب  
 مولوی سید نور الحسن خان صاحب بہادر صدر الصدور شاہ آباد کے اس خرخشہ  
 تمازہ کا حال کچھ کچھ ظاہر ہوتا ہے۔

اگہی این چه غوغا صبح و شام هست	سو او پٹنہ گویا رخص شام است
یکی را در بیان فضل شیخین	قبوہین علی صد اہتمام است
معاذ خدا زین بے راہ رفیق	علی مرتضیٰ آخر امام است

اور آخر یہ نوبت پہنچی کہ بحث تفصیل تشیخین میں کل الوجوہ و من بعض الوجوہ کی شروع ہو گئی اور فضل صفدری و مصباح الظلام وغیرہ انواع تحریرات از طرف جناب سید نجم الدین متناقبہ بار بار بگ بگ چاری و از طرف فریق ثانی انکی تحریر پائی اور ایک کتاب برٹمی شور و زوری باسم اسوہ حسنہ کی مخالفت علی میں مرتب ہوئی اور بدست مخالفان علی کے دست بدست پہنچی اور یہ بات زبان زد ہوئی کہ اسوہ حسنہ تمام احادیث سیہی جموریہ اور لوگوں کی اعتقاد میں بہت فساد و شروع ہوا تو ہم کو ضرور معلوم ہوا کہ اصل تحقیق مذہب سیہی کی خود قرآن و حدیث و تواریخ سیہی کیجائی اور احادیث موضوعہ وغیرہ موضوعہ کا فرق و کمالات جاسی اور ہمینی اس کتاب اسوہ حسنہ وغیرہ کو اب تک قصہ انہیں دیکھا ہے تاکہ اس ہماری تحریر میں غصہ و نفسانیت کو کچھ شمول نہوا اور ہماری تحقیق میں تفصیل تشیخین ایک جعلی و بی بنیاد بات ہے کہ کسی صحابہ کو ساتھ حضرت علی کے کچھ مقابلہ نہیں ہے کہ حدیث میں من کنت مولا فلی مولا ہے اور ہم کیا بیان کریں کہ اس فساد و عقیدہ سیہی کیا کیا آفات ولی برکتی ٹپنے و قصبہ پھولواری کو خوار و خوار کیا کر رہی ہے خدا کرے کہ وہاں کے لوگ بدستور سابق راہ راست پر آجائیں مصحح ہمارا آی الہی چین پری ہو جای۔ سوم یہ کہ یہ کتاب ہماری اگر کچھ مخالف سنیان معاویہ شاہی کے ہے تو اسی طرح کچھ مخالف شیعہ کے بھی ہے مگر ہم دیکھتی ہیں کہ یہ سنیان اس کتاب سیہی بنظر جنگ حد کے تمام تر فرار کرتے ہیں اور شیعہ لوگ بفقہ اسی خذلما صفا و دع ما گد ر کے بڑی رغبت سیہی اس کتاب کو ملاحظہ کرتے ہیں اور ہکو امید ہے کہ علمای شیعہ کی جہان جہان کہ ہکو انسی اختلاف ہوا ہے تو دید ہمارے رائے کی گھینگے مگر سنیان معاویہ شاہی سے کچھ امید اس بات کی نہیں ہوتی ہے اسواسطی کہ سنیوں کو عموماً کتاب پڑھنے سے نفرت ہے اور ایکبار کی جاہل لٹھ

ہونگی ہیں حمار ہم یہ کہ اگر سباحت مذہبی فریقین کی ہزار حصہ کی فرض عین تو یقیناً اسمین سے  
 معلومات تجارتی اس حصہ تک بھی نہیں ہونگی اور زمین ہی ایک حصہ ہی ہم لکھ نہیں سکی اور ہر ہر طرف  
 بقدر ضرورت پر اکتفا کیا کہ اگر درخانہ کسب استیکر فہم بہت پیچیدہ کہ مذہب سلسلہ طیفہ صوفیہ  
 صافیہ کا بہت پاک صاف ہو کہ یہ لوگ دانی محبت رسول خاندان رسول میں مصروف ہیں  
 اور تمام جھگڑا و فساد کو مشکلیں پر چھوڑ دیا جای حافظ  
 حدیث از طریق می گوید از از دہر کتر جو کہ سن کشود و نکشاید حکمت ابن عمار  
 ششم یہ کہ چند تاریخین اس کتاب کی قابل ذکر کے ہیں

مادہ تاریخ	سال	نام تاریخ گویندہ
۱ حد تحقیق بمشرب سنی	سال ابتدائی تالیف	خود مولف کتاب ہذا
۲ افضال صفدری	سال اختتام کتاب	خود مولف
۳ ہدایت طریق باب الاصل و تحقیق	سال وصول کتاب	جناب لوی سید ضیاء اللہ صاحب شیشما بھاکپور
اور واضح ہو کہ ہدایت کہ حرف تا کا پانچ لیا گیا ہو اس واسطی کہ یہ حرف تا بجائے ہائی ہونے کی ہو اور یہ تاریخ جناب موصوف کی تقریظ عربی مندرجہ فصل ۸۱ میں مندرج ہو		
۴ کیا حب ہدایا بحارم	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب
۵ مرجبا غالب ہو	سال وصول کتاب	اور یہ تاریخ فصل ۷ میں مندرج ہو
۶ منقبت حیدر کرار کی	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب
۷ زہی ذوالفقار علی ولی	سال اختتام کتاب	یہ تاریخ فصل ۷ میں مندرج ہو
۸ میر حق و باطل کتاب و خطاب	سال وصول کتاب	جناب سید محمد حسین صاحب
		جناب سید مظفر علی صاحب لکھنؤ یہ تاریخ فصل ۹ میں ہو
		جناب سید محمد حسین صاحب گلکھر مندرجہ فصل ۹ میں ہو

۹ لکھا کتاب الارب سبیل نجا	سال وصول کتاب	۱ ایضا فصل ۹۰ مین ہر
۱۰ اختتم گردید و اوہ گفت سہوش	سال وصول کتاب	۱ ایضا

اور علاوہ تاریخہای مذکور الصدورمندرجہ کتاب ہذا کی جو قصائد و اشعار تاریخیہ کہ حال میں

وصول ہوئی ہیں حسب ذیل ہیں۔ اول

از جناب مولوی سید نثار حسین صاحب ساکن موضع پالی ضلع گیا کہ جو ہماری قرابت میں

ہیں اور پیشماز و عالم و طبیب ہی ہیں

یہ آل عبا کی مناقب میں ہر	فضائل میں ہر اور مصائب میں ہر
جناب وحید زمان نے لکھا	رسالہ یہ حال مذاہب میں ہر
سرایا ہر انصاف طبع و حید	وہ مقبول درگاہ و اہب میں ہر
بنزد جهان علم و دین و حید	نہیں ربیب انگلی مراتب میں ہر
نہ کیونکر پسند جهان ہو کتاب	ائمہ کے فضل و مناقب میں ہر
لکھی میں نے تاریخ ختم کتاب	یہ تحقیق باب مشارب میں ہر

### دوم از جناب ایضا

واہ و اباب اصول دین میں	مولوی صاحب فی کی تدقیق خوب
از پے تاریخ آغاز کتاب	شور ہر لکھا حد تحقیق خوب

### سوم از جناب ایضا

چکایا دین کا صدر الصدور فی جگہ	تو منصفان زمان کو بہت پسند آیا
لکھی ہر میں فی ختم کتاب کی تاریخ	عجیب فیصلہ شرع صدر اعلیٰ کا

### چہارم از جناب ایضا

زبان کی دی ہر داد جو آزادی دلا	جن و بشر ملک فی انہیں مرجع لکھا
--------------------------------	---------------------------------

تاریخ ابتدای رسالہ کی فکر تھی آئی ندای غیب کہ مرغوب دل ہوا

۱۲-۹۴

پنجم از جناب ایضاً

یہ تحقیق مذہب میں انشا ہوا  
تواریخ میں یہ رسالہ ہی خوب  
ہوئی خوب تلخیص علم کلام  
کہا میں نے تاریخ کا مادہ  
رسالہ بلاغت میں یکتا ہوا  
نہایت باپچاز انشا ہوا  
خلاصہ حدیثوں کا اچھا ہوا  
یہ لب تواریخ زیبا ہوا

۱۲-۹۴

ششم از جناب ایضاً

جناب مولیٰ صاحب کو کہلائی رہ دین ہی  
زہی ہادی زہی عالم زہی نصف ہی جواد  
رسالہ یہ تحقیق و بستان بلاغت ہی  
ہوا ختم رسالہ جب تو میں فی مادہ ڈھونڈھا  
ہر اک تہا ہر فیض انسی دین میں جو کم بین ہی  
عجب وہ ذات بابرکات و با انصاف تکمیل ہی  
گلستان فصاحت ہی کہ سبحان اس سگی گلچیز ہی  
صد ہا الفت سی یہ آئی چراغ جاوہ دین ہی

ہفتم یہ کہ شکر و ہزاران شکر خداوند تعالیٰ کو ہو کہ تبصیق و برکت روح پاک نبی و علیؑ  
وصی کے یہ کتاب مجھ ایسی قلب لبضاعت آدمی سی انجام کو پہنچی اور اسید ہو کہ ہمینی  
اس کتاب میں اپنی جانتی کوئی تجاوز و تفاوت نہیں کیا ہو گا ہاں اس قدر قصور البتہ  
کہ بہت حالات سی نسبت حضرت عائشہ و خلفائے ثلاثہ و طلحہ و زبیر وغیرہ کے بالقصد  
اکثر جگہ چشم پوشی کی کہ بلا خطہ تمام حالات و کیفیات نیک و بد ان لوگوں کی اور از روی  
آیت ان المحسنات یدھبن السیات کے سب نیک بد کو مجرا مچائی کر کے یہ لوگ بھی  
اپنی اپنی طور پر اچھے لوگ معلوم ہوئے اور شیخین کا اندر قبہ مزار نبی کے دفن ہونا گو کسی  
ذریعہ سی ہو خصوصاً باعتماد کا ہو اور بال کی کمال شرم سی ہم کھینچ نہیں سکے اور  
خطوط میں جناب مولوی سید محمد صاحب اگرہ و جناب سید عطاء علی صاحب زینہ



اور اشعار و اقوال میں جناب مولوی سید نثار حسین صاحب وغیرہ کی جو کچھ شکایت ایجاب  
و اختصار کی نسبت ہماری ہو سو یہ شکایت ان لوگوں کی بی وجہ نہیں ہے۔ حالانکہ ان  
جو کچھ تجاویز و تفاوت یا کوتاہی قلم تیری نظر میں ناپسندیدہ ہو تو اسکو اپنی خاوندی سے  
معاف کر اور اصلاح ہماری قصور و نکی بذریعہ کسی اپنی بندہ کے کردی ہر شے پر کہ  
المنت مذکورہ نیازم یہ نسب نیست ؟ انیک بشہادت طلبم لوح و قلم را  
ہمارا کچھ قصہ نہیں تھا کہ اس کتاب مذہبی میں کچھ حسب نسب اپنا جتاوین کہ ہم بہت  
پشتون سی اس ضلاع پٹنہ و گیا کی رہی والی ہیں اور کچھ حاجت نام لبنی فلاں ابن  
فلاں کی نہیں ہو اور علاوہ اسکی سعادت یا شقاوت ہر شخص کی جدا جدا ہو اور

### نسب کو کچھ دخل نہیں ہر شے

بندہ خشن شدی تیک نسب کن جامی : کہ درین راہ فلاں ابن فلاں چیز نیست  
مگر ہمیں دیکھا کہ یہ کتاب دور دور تک پہنچی اور یہ نصیب ہمارا ہو اگر فرمائش دو نسخہ نکلی  
اس کتاب کی کہ بلائی محلی سے آئی مصرعہ بلبیل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است  
میں قیاس چاہتا ہو کہ جو بجات دور دور کے خواند گار اس کتاب کو ایک  
تجسس سبب کا بھی پیدا ہو گا کہ واثق اس کتاب کا کوئی شخص ہو سو رفع انتظار  
کرنا اس امر کا بھی مناسب معلوم ہوا اور علاوہ اسکی ہر شخص کو شوق اس بات کا ایک  
اطمینان ہو کہ نام و نشان اسکا بذریعہ اولاد و احفاد اسکی جاری ہو اور بلند نام سے  
ایک شخص کے سر بلند ہو اسکی قرابت داران کی بھی ہوتی ہو غرض ضرور ہو کہ کچھ کچھ حال  
ہم سے آباد اجداد و قرابت داران کا لکھا جائے کہ اس فی رعبہ سی ایک امید اشاعت عام  
اس کتاب کی در میان قرابت داران کے بھی ہوتی ہو سو حال ہماری خاندان کا یہ ہو  
کہ ہمارا خاندان کوئی خاندان نامی گرامی نواب زید وغیرہ کا نہیں ہو بلکہ ہم سب صرف

دہاتی لوگ ہیں اور پہنی اپنی باپ کو فخر نسب میں کہتی ہوئے سنا ہوا کہ عام و فقر ہندو  
اسباب پر وہ پوشی نسب کے ہیں سو ہماری نسب بائی میں کوئی شخص عالم یا مخدوم  
و پیر فقیر نہیں ہوا ہو مگر اسی حالت ظاہری توسط یا غربت میں ابتدا اسی سید کہلاتے  
آئے ہیں سو حسب فرمودہ اپنی باپ کی بیبات ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری نسب بائی میں  
فی الواقع کوئی شخص عالم نہیں گذرا ہو اور جس قدر مزارات اولیاء ائمہ مقامات اجمیر  
دیکھو چھو بہار و تنیر وغیرہ کے ہندوستانی ہیں سو ہر کوئی صاحب مزار سی دعویٰ  
سلسلہ نسب کا نہیں ہو مگر یہ دعویٰ البتہ کہ تمام قرابت داران ہمارے سادات  
کہلاتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہو کہ جد اعلیٰ ہماری سید فیروز نسل سے سید ابوالفرح و اس  
کی اس ملک میں آئے کہ اس وسیع ہم اپنی باپ کی طرف سے زیدیہ ہیں اور ہماری باپ  
سید امداد علی ابن سید امام علی ابن سید بقیۃ اللہ ابن سید احمد ائمہ ساکن کر اے  
برسرای چار کروہی جانب جنوب فتوحہ اسٹیشن ضلع پٹنہ کے تھے اور پیدائش  
انکی ۱۲۷۴ھ ہجری کے تھے کہ کسی شاعر نے اس وقت کی ایک قصیدہ مبارکباد پیدائش کا  
انکی بحضور سید مردان علی نانا انکی جو کہ عامل پرگنات بہوچور وغیرہ ضلع شاہ آباد  
کی تھے پیش کر کے مادہ پیدائش ہماری باپ کا لفظ چراغ کو قرار دیا تھا کہ جس سے  
بارہ سو چار نکلتا ہو اور انتقال ہماری باپ کا تاریخ چارم شوال ۱۲۷۴ھ ہجری سے  
مطابق ۱۳ - مارچ ۱۸۶۲ء کے ہوا کہ برعایت اسی لفظ چراغ مادہ پیدائش کے  
ایک شاعر نے مادہ انتقال کا چراغ دین بود کو قرار دیکر کے نظم کیا ہو اور منجملہ مادہ  
تاریخ انتقال ایک لفظی تاہفت لفظی کے جو کہ اوپر سنگ مزار انکی کندہ ہیں یہ  
یہ ایک مادہ چار لفظی کا ہو کہ بہت پسند ہو چل الجنتہ یا سید امداد علی  
اور کل عمر ہماری باپ کی پچتر برس کی ہو گی اور ہماری باپ سید امداد علی

بعہدہ صدر اعلیٰ ضلع سارن کے مقرر تھے کہ بعد تیس برس خدمت سرکاری کے  
یکم مارچ ۱۸۴۷ء سنیشن لیکچر کے انیس برس تیرہ روز تک زندہ رہی اور ہماری باپ نے  
اپنی فیصلجات وغیرہ میں کچھ خطا خان بہادر کو استعمال نہیں کیا اور اعتقاد تو لاے  
اہلبیت و دو آزدہ امام میں راقم حروف سی بھی زیادہ تر اسخ تھے اور ہماری دادا  
سید امداد علی اور پرداد اسید بقیت اللہ صراحتہ اور بی تاویل شیعہ تھے مگر ترا وغیرہ  
کا کچھ ذکر ان لوگوں کی پاس نہیں تھا اور ہماری تمام قرابت دادھیالی سنی و شیعہ سے  
معمور ہی اور دونوں فریق سنی و شیعہ ہماری قرابت کے آپس میں ملی جلی ہوئی ہیں  
اور تعزیر داری وغیرہ میں باخود ہا کچھ فرق و امتیاز نہیں ہی اور ہماری پرداد  
سید بقیت اللہ تحصیلدار مقام پاڑہ ضلع پٹنہ کے تھے اور اسی عہدہ میں انتقال کیا  
اور سال انتقال انکا ہمکو معلوم نہیں ہی اور ہماری دادا سید امام علی عہدہ تحصیلدار  
میں مقام کوٹلور ضلع شاہ آباد کے مقرر ہوئے تھے مگر اتفاق یہ ہوا کہ ایک ہندو زمیندار  
فی کہ جسکے ذمہ کچھ مالگذاری سرکار باقی تھی ہماری دادا اسی یہ کہا کہ فلان عرصہ تک وہ  
زمیندار مالگذاری کو بمیاق کر دیگا اور اُس مدت تک حضرت مولیٰ مشکلاٹ علی کو ضامن  
دیتا ہو سو ہماری دادا نے اس نام کے سنتے ہی اسی وقت اُس زمیندار کو رہائی دیدی  
اور جب وہ وقت موعود قریب پہونچا تو وہ زمیندار اطراف ڈہری گھاٹ سی دریا  
سون میں کشتی پر سوار ہو کر کے بطرف کلکتہ کے چلا اور اتفاق یہ ہوا کہ عین ذر وعدہ  
کو وہ کشتی مقابل کوٹلور کے پہونچی اور اُس زمیندار نے چاہا کہ وہ کشتی پورب کنارہ  
ہو کر کے آگے کو بڑھے مگر ایک باہ مخالف ایسی چلی کہ وہ کشتی چارنا چار پچم کنارہ چلی  
کوٹلور کے آگے اور ایک ہندو پیادہ نے تحصیلداری کے جو اس وقت اتفاقاً کنارہ  
پر تھا اُس زمیندار کو پہچانا اور فوراً تحصیلدار میں اطلاع کی اور تحصیلداری سے

لوگ آئی اور اس زمیندار کو پکڑ کے لیکے اور تمام مال گذری وصول و بیباق ہو گئی  
 مگر حاکم وقت فی یہ حکم لکھوا کر کے عہدہ سی ہماری داد کو معزول کر دیا کہ یہ تحصیلدار  
 ایک بیوقوف آدمی معلوم ہوتا ہو کہ ایک شخص مردہ کی ضمانتی پر باقیدار سرکار کو چھوڑ دیا  
 اور ہم نے اس قصہ کو بدین نظر قلم بند کیا ہو کہ اس قصہ سی اعتقاد و یقین کا درجہ ہمارے  
 دادا کا ساتھ حضرت مولیٰ علی علیہ السلام کے ظاہر ہوتا ہو اور ہمارے دادا کا یہ ایک  
 امر التزامی تھا کہ بغیر مہمان کے اکیلے کبھو نہیں کہاتی تھے۔ اور منگرا و سہراب دو  
 چھوکرے گھر کے تھے کہ اگر کوئی مہمان نہیں رہا تو گانون سی باہر جا کر کے اور راستہ پر  
 یہ بات کہہ کر کے کہ میان واسطی مہمان کی بلاتے ہیں مہمان لی آتے تھے اور جب کوئی مہمان  
 نہیں ملا تو ہماری دادا ہماری باپ یا ہماری بھیلے چا سید اشہد علی کو بلا کر کے  
 اور انکو مہمان بنا کر کے کہانا کھاتے تھے اور نام مولیٰ علی کا ہر وقت ورد زبان انکا  
 تھا اور انکی ایک دعا دائمی تھی کہ یا اللہ یا مولیٰ علی ہم کو اور ہماری آل اولاد کو کبھو  
 محتاج مت کر سو یہ ایک عجیب بات ہو کہ خدا کی فضل سے اس وقت تک کوئی آل یا اولاد  
 انکی محتاج نہیں ہو اور انتقال ہماری دادا کا سنہ ۱۲۳۳ ہجری میں ہوا اور سید علی احمد و سید  
 علی قاسم سپران اشہد علی ہماری بھیلے چا کی اور سید عبد الکریم و سید اصغر حسین سپران  
 سید ارشاد علی ہماری بھیلے چا کی موجود ہیں اور سید افتخار علی ہماری چھوٹے چا کو  
 بیٹیوں کی طرف سے کچھ اولاد ہیں مگر انکو بیٹیا کوئی نہیں ہوا اور ہماری چھوٹی چا باسہم  
 بودھو میان کی اور بڑی آدمی تنخی مرد اور دلیر تھے اور مادہ انکی انتقال کا غازی مرد  
 ہو کہ جس سے سنہ ۱۲۳۳ ہجری نکلتا ہو اور ہم نے اوپر بیان کیا کہ ہماری باپ کی جانب کوئی شخص عالم  
 یا فقیر صاحب مزار نہیں گذرا ہو مگر ہماری ماں کی طرف نشان دو عالم کھلتا ہو ایک شاہ سید محمد دیم  
 رحمۃ اللہ علیہ ہماری ماں کے دادا کے دہلی میں تحصیل غلم ظاہری سے فرصت کر کی اور



نیورہ قریب دانا پور کو ایک ہندو راجہ سی لڑکے کے بیچ بیاتن اور انکی قبر اس نیورہ میں  
 ہیں اور یہ بات اندرسات سدھجری کے ہوا اور تہا یہ کہ نیورہ و گمریہ کا اولاد  
 انہیں سید محمد عرب خٹک سوار کے ہیں اور بہت اولاد انکی ہے، اخصیات کنندہ انی و آدم  
 پیلا نہ ان وغیرہ میں ہیں اور یہ بات سننی گئی کہ ان سید محمد عرب بیاتن حسانی  
 سیاجسن خٹک سوار تھے کہ اولاد انی قریب اجیر کی کسی بستی پر ہی ہوئی ہیں مگر ٹکوفور  
 کوئی تحقیق اس بات کی عام نہ ہیں ہوا اور یہ سید محمد عرب سادات رنہوی سے تھے  
 بہر حال ہماری مان انکی نسل میں سنت سید سلامت علی ابن شاہ بہر محمد وائم بن سید  
 محمد منور ساکن نیورہ قریب دانا پور کے تھیں جو کہ بتاریخ ۱۱۰۰ ہجری مطابق  
 ۲۴ دسمبر ۱۸۸۷ء کے انتقال کیا اور عبادت و رباضت فقر و غیرہ میں لویہ قدم بقدیم  
 اپنے دادا کے تھیں اور مادہ تاریخ انتقال انکا حسب ذیل ہے

وہ بی بی حیاتن جو تھیں عابدہ	بیاد الہی وہ کا مہرہ بیورہ
جو حالت کو پوچھا تو دل فی کہا	کہ ہر سال نہایت عابدہ
اور معلوم ہوتا ہے کہ اس بتا کرنے میں کے ہجری کا ۱۱۰۰ کے بعد ہوا کہ	
لیا ہوا اور یہ ایک عابدہ لینا ہرزہ بجای الف کی درست ہے، ہاں بی مال کی بی بی	
سید سلامت علی بعدہ صدر امینی ضلع شاہ آباد کی مقرر تھیں اور انتقال کا ۱۱۰۰	
یعنی ۱۲۲۷ء فسل میں ہوا اور سید نجم الدین مواف کتاب سماج الطلاء وغیرہ کی راز	
سید فرید الدین صدر امین شاہ آباد کی اور راقم حروف میں برادران تھی کہ سید	
فرید الدین ہماری منجلی بہائی نے بتاریخ ۲۸ جمادی الاول ۱۱۰۰ ہجری مطابق ۱۶ دسمبر ۱۸۸۷ء	
روز چہار شنبہ کی انتقال کیا اور مادہ پیدائش انکا کسی شاعر نے حسب ذیل قلم بند کیا ہے	
زماںچ ہجری طہور حسن	زماںچ فصلی طہور مستطی
۱۲۹۰ھ	۱۳۰۰ھ

اور قطعہ تاریخ انتقال انکا جناب مستطاب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی سے  
عربی میں حسب ذیل ہے

من خیار الناس الی الفاطمہ  
قال قلبی نیل حسن الخاتمہ

اد فرید الدین لا قریبہ  
دمت تادیج التلاک الواقعہ

اور خدا کی فضل سے سید لطف الرحمن اکلوتا بیٹا ہماری منجملی بہائی موصوف کا تئیت  
سی موجود ہو اور اپنی زمینداری کا کام کرتا ہو اور سید نجم الدین صاحب برادر کلان  
اور راقم حروف کو متعدد پسران و دختران موجود ہیں اور سید قطب الدین پسر  
اکبر بڑی بہائی کا جو ایک ماہ ہمارا ہی بعدہ سب ڈپوٹی کلکٹر کے مقرر ہو اور سید  
محی الدین پسر دوم انکا سر نشہ انگریزی محکمہ فوجداری میں نوکر ہو اور سید امداد امام  
پسر اکبر ہمارا مدرس عربی پٹنہ کالج کا ہو اور اشعار اسکی مناقب علی مرقضی میں اندر فصل  
۸ کتاب ہذا کی منقول ہیں اور سید فضل امام پسر دوم ہمارا ایک شہر منجملہ کشن ان میں توسل  
کمیٹی شہر ٹٹینہ کے مقرر ہوا ہو اور ہماری مانگوتین برادران تھے سید لطف علی و سید رحمت علی  
و سید شجاعت علی اور منجملہ انکی سید راحت علی منجملہ مامون ہماری ایک بڑی نامور سخی مرو  
اور فیاض آدمی تھے اور انکی قبر پر مادہ انتقال انکا حسب ذیل کندہ ہے۔  
بود سید جنبتی راحت علی ۶۰ اور پسر اکبر انکی سید محمد کاظم تھی کہ سنی ۱۲۸۵ عوین بایام  
نوجوانی اپنی اندر چھپس برس کے غازی پور میں لا ولد انتقال کیا اور پسر دوم سید  
راحت علی کے سید عبدالحی منجبر کو رٹ آف ڈارٹوس خلع شاہ آباد کے اور رئیس وقت کام  
نیورہ کے فیصلہ تعالیٰ حی وقائم ہیں اور انکا بیٹا سید عبد الحمید ایک لائق لڑکا نکلا ہو  
اور حال میں شادی اسکی ساتھ دختر سید امداد امام پسر کا ان ہماری یعنی ساتھ پوتی  
ہماری کے ہوئی ہو اور سید لطف علی و سید شجاعت علی بڑی اور چھوٹی مامون ہمارے



لا ولد گذر گئی اور سید فرزند علی پسر سید کریم علی از بطن مسماۃ واسعن ایک خالہ ہمارے  
ایک شخص از بس لائق ذوی شعور تھے اور بعد انجام عہدہ سررشتہ داری عدالت  
دیوانی ضلع شاہ آباد بعدہ وکالت درجہ اعلیٰ ضلع سمارن کے بہت نام و نشان و  
عزت و آبرو سی سقر تھی کہ بتاریخ ۲ جمادی الاول ۱۲۸۹ ہجری مطابق ۲۳ جولائی  
۱۸۷۲ء کی بعمر اندر پچاس برس کے انتقال کیا اور ماوہ تاریخ انتقال انکا جناب  
سید مہدی حسین صاحب خانا ہماری قلابت دار سے حسب ذیل کیا خوب ہو۔  
بفرزند علی جنت عطا شد۔ اور سید فخر الدین پسر کبیر سید فرزند علی مرحوم کا حربی  
و فارسی و انگریزی میں از بس لائق ہو کہ ذکر اسکا اس کتاب میں اندر فصل ۹۴ کے  
ہو چکا ہو اور سید فخر الدین کا ایک خواب بہت عجیب ہو کہ اُسنی مجرم گذشتہ کی نوین  
تاریخ گورات کی وقت خواب میں دیکھا کہ بیسی ایک شخص نے اس فخر الدین کو کھٹا  
کہ ایک شخص غریب بہت جاڑا کہتا ہوں سو اپنی کمل کو جو برف لانے کے واسطی ہو  
سوا کردہ کمل اسکو دو گے تو ٹکوبرن سی زیادہ آرام ملیگا غرض جب فخر الدین  
اُس وقت جاگا تو ایک آواز سنی گئی کہ جیسے باہرین کوئی شخص کچھ کہہ رہا ہو آخند  
فخر الدین اپنی خلوت کی مکان سی صدر زمانہ میں اور وہاں سے دروازہ کھول کر باہر  
کمرہ کے صحن میں آیا اور صدر دروازہ کھول کر کے باہر آیا تو کیا دیکھتا ہو کہ ایک  
ہندو فقیر صرف ایک لنگوٹی پھنے ہوئے جاڑی سے ٹھٹھرا رہا ہو اور کھڑا ہو  
کہ امام صاحب کمل دو تب فخر الدین جلدی سے پھر آیا اور تو شک خانہ سی کمل کو  
نگھوایا کہ جو گرمی کے دن میں واسطی برف لانے کے مقرر تھی اور اُس کمل کو لیکر کے  
اُس ہندو فقیر کو اوڑھا دیا اور وہ ہندو فقیر وہاں سے اٹھ کر کے وہ کمل اوڑھ ہی ہو  
امام بارہ کے چبوترہ کی پاس آکر کے اور اُس چبوترہ سی بطور سجدہ شک کے اٹھا

تکابر کے جس جیہہ کی پاس آئے ہر پیمانہ اور آخر جب دن ہوا تو فتح الدین نے  
 اس کی جانب بھاگ کر گئے۔ نتیجہ کہ دلوادئی خوش کیا شانِ ہد حشرت امام حسین علیہ السلام  
 نے ایک ہندو فقیر کے سیدال کوہی، دہنیں کیا اور اب حال عقیدت خوالدین کا یہ جو  
 کان خام امام باڑہ کہ کچھ ایسا وغیرہ سی باہتمام حاصل بنی درست کر رہا ہے وہاں مبارک  
 کریم آمین۔ اور سید نصیر الدین پسر دوم برادر مرحوم کا بعدہ سرب و میوگی کا کٹیہ کے  
 مشرف ہوا اور سید شرف الدین پسر خور و انکا شہر لندن ملک انگلینڈ میں واسطے  
 حاصل کرنے درجہ بارٹری یعنی وکالت کی قانون روم وغیرہ پڑھتا ہوا اور سید عبد الوہاب  
 برادر دوم سید فرزند علی مرحوم اور سرشتہ دار محکمہ صدر الصدور شاہ آباد کی ایک بڑی  
 سخی و فیاض آدمی تھے کہ بتاریخ و مہم جادی الاول<sup>۹</sup> سنہ ۱۲۰۳ ہجری مطابق ۴ نومبر سنہ ۱۸۶۲ء  
 بعد اندر ۳ برس کے انتقال کیا اور مادۃ تاریخ انکا حسب ذیل ہے۔

یا آئی داخل جنت بود عبد الوہاب۔ اور سید ظہیر الدین پسر سید عبد الوہاب مرحوم  
 کا انگریزی و عربی و فارسی میں بہت لائق ہو اور امتحان وکالت درجہ اعلیٰ ضلع کا  
 ہاسی کورٹ الہ آباد میں طے کر کے داخل وکلائی عدالت ضلع غازی پور کا ہوا ہے اور  
 سید عبد الکریم برادر سوم سید فرزند علی کا جو بجای سید عبد الوہاب بھائی اپنی کے  
 سرشتہ دار صدر الصدور شاہ آباد کا مقرر ہوا تھا اندر عمر تیس برس کی بتاریخ  
 ۱۰۔ ۱۱ فرشتہ ۱۲ ہجری مطابق ۲۴۔ جولائی سنہ ۱۸۶۳ء کی لاولد انتقال کیا اور سید محمد معین  
 برادر چہارم سید فرزند علی مرحوم کا سرشتہ دار منصفی شہر پٹنہ کا ہے اور داماد ہمارے  
 بڑی بہائی سید محمد نجم الدین صاحب کا ہے اور سید محمد حسین صاحب پسر اکبر سید  
 کبیر حسین مرحوم ایک مختار کارنامی مقام کلکتہ کا بیاہ جو ساتھ دختر کلان سید رحمت  
 بنوید مامون ہماری کے ہوا ہے سو یہ ایک بہت لائق دین اور مسلک تصوف انکا

اور جب تک اہلبیت ایک خاندانی بات اُنکی ہو اور اُنکی باپ سید کبیر حسین صاحب جو ایک  
مختار کار مقرب سرکار ہمارا ترجمہ سنیہ بہادر راجہ مقام نگاری ضلع گیا کی تھے  
سوشہر مفصلہ ذیل ہمارا ترجمہ موصوف بعد عمر شتا و سال کا قابل نقل کرنیکی معلوم ہوا  
زنسیان خود بخور سندی باشند کہ وپیری بیاد مہید بہ کتر زایا م جو انہما  
اور ایک خالہ ہمارے سہاۃ نصیحت زوہ سید بضاعت علی کی ۱۲۹۹ ہجری میں وقت نما  
صبح کے عین سجدہ میں جانماز پر نہ تھا کہ انتقال کیا اور اس جانماز پر سی مردہ اٹھائی گئیں  
اور اُنکو تین پسران تھے ایک سید محمد صدیقی، دوم محقق و فتر عدالت دیوانی شہر  
پٹنہ کے تھے کہ جو ۱۲۹۹ ہجری میں لا ولد انتقال کیا اور بہت نیک و ممدوح عام تھے۔  
دوم سید محمد یحییٰ منصف مقام بہار ضلع گیا کی تھے اور اُنکی جان کثرت عبادت و ریاضت  
سی گئی کہ رات دن میں صر ایک ٹکڑہ جو کی روٹی کا کچھ ساگ کی ساتھ کھاتی تھی در  
سرکاری کام سی فراغت کر کے روزہ داری و شب بیداری میں رہتی تھے اور ۱۲۹۹  
ہجری میں لا ولد انتقال کیا اور مادۃ انتقال نگار اتم حروف سی سنبیل ہو۔ داو غم و درد و داو  
ستوم سید محمد عمر کہ اپنی زمینداری کا کام کرتے ہیں اور افسوس یہ کہ اُنکو بھی کوئی اولاد  
اس وقت تک نہیں ہو اور پیدائش راقم حروف کی بتاریخ ۱۳۰۱۔ صفر ۱۲۹۹ ہجری مطابق  
۱۲۔ دسمبر ۱۸۸۸ء کی ہوئی تھی کہ اس وجہ سے نام تاریخی ہمارا اظہر حسین ہو شہر  
دامی نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا : خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا  
نہم یہ کہ اندنوں بسبب کثرت تقریبات شادی وغیرہ کی رقیبات نوید مختلف طور کی دیکھی  
گئی سواب تعصب کا حال یہ کہ ایک رقعہ میں ذکر لکاح اُم المؤمنین کا حمد میں اور ذکر  
نکاح سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بعد اسکی نعت میں تھا اور عبارت نکاح اُم المؤمنین  
کی اسطرچہ تھی کہ اُم المؤمنین را در مجلس ملائک علی رؤس الاشہاد در عقد و ا در

سو اگر اس مالمونین سی حضرت عائشہ مراد ہوں تو نکاح انکا معمولی طور پر ہوا تھا  
 کہ یہ نکاح مجلس ملائک کا حضرت زینب سی متعلق ہو نہ حضرت عائشہ سی اور چونکہ حضرت  
 عائشہ سی کوئی اولاد نہیں دیا۔ فی اس سلسلہ کی ذکر انکی نکاح کا رقیعات شادی میں دستور نہیں  
 رہی اور اس میں واسطی نافذ تھو۔ میں چونکہ حضرت عائشہ کا ہوا تھا سو اس مہینہ کو  
 نماز کا مہینہ کہتے ہیں اور اس مہینہ میں نکاح سی پرمہر کرتے ہیں اور قریب قریب  
 اس رقعہ کے بعض دیگر نہایت اہل تسنن میں بھی کچھ کچھ بوی تعصب سنیت کی  
 بطرز بدیدہ دیکھی گئی تھے

نہر غم نوش کن و لب نہایت مکشا :- کہ شکایت زفلک شیوہ عام است اینجا  
 گزشتہ رقیعات بخلاف دیگر رقیعات اہل تشیع کی ہکو نہایت درجہ پسند اور قابل نقل کے  
 مضمون ہونی اکابر رقعہ نوید سید ولایت علی خاں صاحب سی آئی ای کا کہ نظم کا جناب  
 مولوی سید نور احمد صاحب اسٹاد و نوشتہ سی بہت لطیف و بلیغ طور پر مرتب ہوا ہے  
 اور ان اشعار پر جو نہایت درجہ انتخابی مضمون کے ہیں نشان حرف ص کا دیا گیا  
 و دوم رقعہ نوید سید واعظ حسین ساکن موضع پالی ضلع گیا کا کہ حمد و نعت اسکا ذکر  
 آیت تطویر اور فقہ امام بعد اخف الکونین المتمسک بالتقلین السید واعظ حسین کا  
 ہکو پسند ہوا اور نہ کہ رسم کمدوری کا بہت پسند ہوا کہ قدیم طریقہ عام ہلوگون کا یہی ہے  
 اور یہ سید واعظ حسین ہماری قرابت کی آدمی ہیں ستوم رقعہ نوید جناب راجہ سید  
 غضنفر حسین و راجہ سید باقر حسین تعلقہ داران اکبر پور علاقہ اووہ کا کہ بہت سادہ  
 طور پر عبارت الحمد لله رب العالمین الصلوٰۃ والسلام علی خیر خلق محمد سید المرسلین  
 و علی آلہ و عترتہ الطاہرین کے ہو اور ایمان و حب اہلبیت سے خیر دیتا ہے

## بسم الله الرحمن الرحيم

زہی حمد آن بادشاہ مجید  
 صدف را گھر بحر امواج داد  
 رسولم گل بوستان خلیل  
 بر آن خسرو نہ محل صد درود  
 سرور دلش حضرت فاطمہ  
 وصیش بتوقیر از جملہ بیش  
 خوشارفت و نشان آن شہسوار  
 علی را ز دار حند او رسل  
 حسن رنگ افزای باغ جهان  
 وحید زمان سرور مشرقین  
 بہ نسلش ہمہ مہر تابان شدند  
 پس از حمد و نعت خدا و نبی  
 بگلشن نسیم بہاری وزید  
 در نیوقت از فرط عیش و سرور  
 گل گلشنم سر و بستان من  
 پوشد لفظ الطاف خیم با حسین  
 بسان خضر باد عمرش دراز  
 ز افراط افصال رب غفور  
 بتاریخہاے سعید و نکو

کہ نہ حبلہ آسمان آمرد  
 بہر فرد از فضل خود زوج داد  
 جلیل و جمیل و تشکیل و عقیل  
 کہ در پردہ حق راز با او کشود  
 خدا کرد عصمت برو خاتمہ  
 کہ بہاد و بر پشت او پای خویش  
 نبی داد دختر خدا زوالفتار  
 علی کا شف ستر ہر جزو کل  
 از و گشت سر سبز کون مکان  
 شہنشاہ عالم امام حسین  
 عیان نہ امامان و ایشان شنید  
 و بہر مژدہ نو دلایت علی  
 گل ولالہ در بوستان بروید  
 رسانم نویدے نیز و یک دور  
 سرور دلم راحت جان من  
 شدہ منجلی نام آن نور عین  
 معین شدہ عقد آن سرفراز  
 نمودم بنا بزم ہماے سرور  
 کہ در ذیل ثبت است تصریح

بآن روز با عزت افزا شوند	صاحبان مسرت گیرند
بشان و شکوه و جلال دشمن	بهمراه نورش روند از کرم
کنم شادمانی شوم سرفراز	ز اشفاق یاران باران نواز
تکمیل رقعۀ دوم	
بسم الله الرحمن الرحيم	

الحمد لله العلی الکبیر والصلوة علی رسولہ البشیر واهل بیته الذین نزل فیهم  
 آیتة انظاہر ما بعد اخفاء الکوین انتم سکت بالثقلین السیدین اعظم حسین  
 اعطاه الله سعادة الدارين نحمدت عالی ورحمت بزرگان ویشان و مجان خدای  
 نشان چنین متمس است که درین زمان بسعود و آذانه محمد و که فتاویٰ چنین به نیت  
 مشغول لیل و نهار و پیکر صبا نموده، بدان آمد بها است بمصلح بزرگان و آتیا  
 و برادران عالی و قارچیان رویتچین آورده که بتاریخ دوم روز جمعه هر جادی الاول  
 رسم سایه بندی و بتاریخ سوم روز شنبه نیاز کند وری و سامان ارباب نشاط و بتاریخ  
 چهارم روز یکشنبه روانگی بارات قوت افزای بصیر سعید و وسر اسید حیدر رضا  
 طالی اند حیات و ضاعت در جات بمقام پالی قرار یافته امید که گرمی هنگامه نشاط  
 را از قدوم منبت لزوم نوراً علی نور ساخته رونق و وبالاً نبخشند و السلام بالاکرام  
 زیاده ناطقه آرزو مند گفتار هست و با صره متمنی دیدار

امید کرم همسایه بخورشید ستارا : نشان چه عجب گریه نوازند گدازا  
 العاقبة بالعاقبة ثقل رقعۀ سوم جانب جبهه غنیمت حسین را جبهه باقر حسین

بسم الله الرحمن الرحيم  
 الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خالق محمد سید المرسلین علی آله عترة الطاهرین

اما چون در این مہینت انجام کہ الطاف حضرت آفریدگار شامل حال و کافلانمانی  
و آمال است غلغلہ آمد فصل بہاری در گنبد دوار پیچیدہ و زمزمہ عیش و طرب ز فروش  
زمین تا عیش برین رسیدہ ترانہ مسرت و انبساط از کام و زبانہا در جوش و مرغان چمن  
ہر سو نحو الحان و پرہوش

گلہا و بہار فوج در فوج	مرغان و ترانہ موج در موج
روی سمن و بہار شمشاد	از شام و سحر نمیدہر یاد
نظارہ آب و رنگ گلہا	بے جام و سبب و نشاط افزا

بتقریب تشبیہ و مکتب نشینی و نیز غنسل صحت از رسم مسنون اختنان فونہاں چہن اقبال تازہ  
سرو حدیقہ آمال بر خور دار کامگار قرۃ العین سید ابو جعفر صانہ اند عن کل شین بمقام  
متوہور انعقاد بزم نشاط قرار گرفتہ و تاریخ نیم و ششم شہر ربیع الثانی یوم شنبہ و یکشنبہ  
زیب تعین پذیرفتہ چشم شہادت از حضرت روسا عالی شان و اعزہ و الاد و دمان اجاب  
خلت نشان چنان است کہ بتاریخ معینہ یا قبل از ان بقدم بہار لزوم خود و بزم نشاط را  
زیب و بہار بخشند محفل انبساط را رنگین فرمودہ گل منت و افتخار بر فرق نیاز گذار گذارند  
فقط و ہم یہ کہ ایک تشبیہ مذہب اہلسنت معاویہ شاہی اور مذہب شیعہ اور  
مسک تصوف کی ہماری خیال میں یہ ہو کہ مذہب شیخی تفصیل الشیخین معاویہ شاہی کا  
مثل ایک بت سنگین دل کی ہو کہ جو ہاتھ پانوں اور آنکھ ناک اور منہ اسکا خوب حدیث  
وغیرہ سی خراش تراش کر کے ایک خوبصورت آدمی کا نقشہ بنالیا ہو مگر اس میں سبب  
نہو نے محبت اہلبیت کی کچھ جان نہیں ہو اور جیسا کہ مسلمان بادشاہوں کی قوت کا کسی  
کی ناک کسی کا منہ کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہو سو اس طرحی مسئلہ سنہیون کا کمتر صحیح  
ثابت ہوگا اور آیت سورہ مریم اذ قال کابیہ یا ابت لہ تعبد ملا یسمع



دکان پھر کلابہی سئلہ، شبیہ کی یاد آتی ہے یعنی ابراہیمؑ فی کہا اپنی باپ کو کہ  
 اے باپ میری تو اسو آئے، عبادت کرتا ہوں اسکو کہ جو نہ سنتا ہوں اور نہ دیکھتا ہوں  
 اور میں نے تیار کیا، لگا لگا کر کسی شے سے، ان سنیوں کی حضور میں ہماری عرض یہ ہو کہ  
 سناویہ وغیرہ کیا کام آونگی مناسب ہو کہ قبل منہ کی اندر لوامی محبت حیدری کی جلی آئی  
 کہ خدا پرست آپ سی راضی ہوں اور شفاعت مولیٰ علیٰ اور آب حوض کوثر کا آپکو  
 نصیب ہو اور مذہب شیعہ کا بھی ایک پتھر ہو مگر وہ پتھر ایک ہیرا کوہ نور کوہ طور  
 کا ہو کہ جو خزانہ بارشماہی کی چیز ہو یعنی کہ مذہب شیعہ کا تمام تر تاج قرآن و حدیث  
 نقلین کا ہو اور ارکان نماز وغیرہ کی خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے  
 مروی ہیں مگر بسبب تبرا وغیرہ کی یہ ہیرا کس قدر گر و آلود ہو گیا ہو اور مسکلت  
 کا بجای ایک ہیرا ہو کہ جو کوہ نور کوہ طور کے برابر تو نہیں ہو مگر بوجہ استعراق یاد  
 الہی و محبت اہلبیت کی یہ چھوٹا ہیرا وہ ہو کہ جو خلعت شاہی میں سر کی کلغی میں جڑا  
 ہوا ملتا ہو یا زوہم یہ کہ اگر ہکوسنی کہا جائے تو ہم سنی بی تعصب ہیں یعنی فضائل  
 و ولای اہلبیت میں شیعہ سی کچھ کہ نہیں ہیں اور اگر ہکوشیعہ کہا جائے تو ہم شیعہ بی تہقیر  
 و بی تبرا ہیں اور محبت دوازده امام کی ہم خدا سی چاہتی ہیں کہ آخر وقت تک اور  
 قبرین اور حشر میں ہماری ساتھ رہو و و اڑو ہم یہ کہ بوقت دعویٰ باغ فدک کے  
 حضرت ابوبکر و حضرت عائشہ فی یہ حدیث بیان کی کہ الانبیاء کولہ ریث و لہ یورث  
 یعنی کہ انبیاء کسی کے وارث ہوں اور نہ کوئی انکا وارث ہوا اور حضرت عمر خوب  
 آمین اللہ میں اس حدیث کی ہمدستان ہوں اور حضرت فاطمہ اس بہانہ سی محروم  
 کی لگین سو یہ حدیث صراحۃً ساختہ و موضوع ہو اسو اسطیٰ کہ یہ حدیث صریح خلاف  
 آیت قرآنی و وراثت سلیمان و داؤد کی ہو اور علاوہ اسکی حضرت پیغمبر جو

کم سنی میں یتیم ہوتی تھے سو چند شتر انکی حصہ کے حوالہ ابو طالب انکی چچا اور ولی کی کمی گئی  
 اور ہر گاہ حضرت رسول کو پیغمبری بجز چالیس سال کے ہوئی تو بوقت مرنے عبد القدر  
 انکی باپ کی لوگوں کو کیا اطلاع ہو سکتی تھی کہ یہ لڑکا آخر کو نبی ہوگا کہ بقصور احتمال نبی ہو  
 حضرت رسول نبی حصہ داری متروکہ پدری سے محروم کئے جاتی سو مضمون فقرہ اول  
 نہیں وارث ہونیکا محض بی بنیاد ثابت ہو اور اسی واسطی اگر اس حدیث میں صرف  
 اوپر فقرہ دوم کے اکتفا کیا جاتا تو انکو اختیار و قابو تھا کہ اس حیلہ سی حضرت فاطمہ کو  
 محروم کرتے اور ہم یوحنا پتی ہیں کہ کیا حضرت ابراہیم واسحاق و یعقوب و سلیمان و داؤد  
 وغیرہ انبیا اپنی وراثت آبائی سے بعذر انبیا ہونیکے محروم کئے گئے تھے اور یہ بات  
 نہیں ہو بلکہ توریت و دیگر کتب عہد عتیق میں ثابت ہو کہ ان سب انبیاء نے اپنی جائیداد  
 موروثی پر قبضہ پایا تھا اور انبیا پر حکومت بیت المقدس و فلسطین و کنعان  
 وغیرہ کی حسب وعدہ اتری کے بعد و گریے اسی نسل بنی اسرائیل میں ہوتی چلی آئی  
 اور کیا قصور انبیا کا ہو کہ ہم عوام لوگ وراثت پاوین اور وراثت انبیا کی محروم  
 رہیں ان صفات ذاتی انبیا اور تمام عوام و خواص کے البتہ ایسی ہوتے ہیں کہ انہیں  
 وراثت کو کچھ دخل نہیں ہو مگر ہم دیکھتی ہیں کہ حضرت علی کو اصل وراثت صفات  
 نبوت کی بھی ملی تھی اور اسی واسطی اب آرزو یہ ہو کہ ایک شرح اردو اشعار عربی  
 دیوان مظہر العجائب حضرت علی ابن ابیطالب غالب علی کل غالب کی بھی کیجائی تاکہ  
 رفعت و جلالت شان انکی ظاہر ہو اور تمام سلوکات خلفای ثلاثہ تابعیہ کے اور  
 انکی نسل کی اسطرچہ ہو کہ جیسے پیغمبر خدا کلالہ یعنی محض لا وراثت مرے ہوں مگر عجیب  
 قدرت خدا کی ہو کہ دو ازادہ امام سی یہ گھر ہمیشہ کو آباد رہا اور معاویہ و یزید کلالہ ہو گئی  
 حسب آیت ان نشاءتک ہو کلابز کے کہ کوئی شخص ہونا اپنا نسل معاویہ و یزید سی

قبول نہیں کرتا ہوا اور چندہ صاحبان سترز کی ہیر ایک فرمائش خاص یہ بھی کہ ہم کو فی کتاب بطور یادگار تیرے کلمہ پائین اتفاقاً قریل اس فرمائش کی بندہ تجریر میں سوالہ حد تحقیق کے ہو گئی مگر خونت یہ ہر کہ البتہ یہ کتاب دانی طبع انکی ہوگی اور زبان حال انکی یہ بات کہہ سکتی ہو کہ صلاح نہ نہ باشد بہ حال وہی تسکین خاطر ہماری اسیتقدیریں ہی کہ بسیاری صاحبان علم و شعورنی فریق شیعہ کے قدر دانی اس کتاب کی ہماری حوصلہ سی بھی زیادہ تر کی۔

## نقل خط جناب راجہ سید غرضت حسین صاحب تعلقہ دار اکبر پور ملک اووہ

جناب السید السند و الجید المستند البحر القمقام و البحر العام علامۃ الزمان فامۃ الدور  
صدر الصدور محاکم الدینیہ و الشرعیہ آمر الامور معالم الاصلیۃ و الفرعیۃ اللوئی الامحی  
و المولوی الیلمع منطقہ کمرۃ تدقیق نقطہ دائرہ تحقیق فاضل بین الحق و الباطل فاضل  
عین الصدق و الکامل وحید الدہر فرید العصر ادام آلہ الاعمالین جلالہ علیہم السلام  
حتی کہ کشفات سوابق نیاز و اخلاص مشام جان اخوان الصغار معطر و خدیجی کہ یفوح  
رواق خلوص و اختصاص و ماغول ارباب صدق و وفار منتظر دار و بجناب فیج  
و صدر رشیع کہ جمع مقبلان روزگار و مرجع صاحبان انخیز است ہدیہ می فرستد و بامید  
استیجابت در منظر تصور کر است منظر خادمانہ می الیستدع کہ قبول قدر ہی ہو و شرف  
انار معطر اقلام گوہر بار و انوار جواہر کلام در رنثار طلیحہ جنود و سعود حجتہ الزمانی ذریعہ  
و خود مسعود و دولت جاودانی غیوم ماطر و برنثار طحطح سالی و غمام ستقارہ مانا بہمت عالی  
اغنئی کتابات عطریۃ الرقوم و خطابات مسکیتہ الرعوم اعذبان من الفرات و الکوثر  
و اطیبان من المسک و العنبر محتوی بفتوحات فائحات کریمہ ذلک الکتاب

للایب فیہ ہدی المتقین و منطوی بفیوضات الایمان منطوق ہذا کتابنا ینطق علیکم بالحق  
والمیقین محل بزور اعجاز و ارث عالم علم لدنی مسمی بجد تحقیق بمشرب سستی مرتہ بعد اولی  
و کمرہ بعد آخری مانند معصرات مستنزلہ باستبشار دورہ شمس و راسد و سنبلیہ و جب  
مطرہ و صحن مطہرہ بایدی سفرہ کرام برترہ در اوقات سعیدہ و ساعات حمیدہ نزول  
اجلال جاودانی و حلول آمال و امانی مرحمت و ارزانی فرمودہ غوث سُرور و سرور  
موفور و ابواب فتح و جہور نا محصور بر روی ارباب عقل و شعور سیتا بدیدہ مخلص مجبور  
کشود و ملک سواد ہر حرفش گلوی حور از غرقات قصور بسایر بیوت و دور اہل جنان و  
فرادیس معمورہ النور کا نور من شواخ الطور بہر نزدیک دور می نمود یا دامن آن  
اکواب یاقوت و بلور پر از شراب طہور مرکب بجزا جہر نجیل و کافور بر راحات ایادی  
حور روشن تر از وجہات ہور جلوہ شہود و ظهور می افزود و **باب**

اثانی کتاب من المستطاب

کطوبی نطل علی کل باب

کوسوی فدا و فصل الخطاب

خافدی بنفسہ لا تنیانہ

الحق حق و لا کس اما بحق و صی مطلق ہمین است کہ از ان سید جلیل جنیل سلیل  
ہمان امام نبیل و حبیب و خلیل و صنو جلیل و صہو جلیل قدوہ آل ابراہیم الخلیل صلوا  
اللہ المقتیل النبیل علیہا و علی آبائہا و ابنائہا بروی کار آمد جزا کہ اللہ فی الدنیا  
و الاخرۃ خیر الجزاء بحمدہ و الہ الی محمد و لو حسن اللہ کہ آن ساعی  
شعائر لا استلکم علیہا اجوا لا المودۃ فی القرۃ و داعی شاعر سجع لہم  
الرحمن و ذما مجارے اوقات عمر عزیز شریف را در رفع اختلاف دین بنیف  
و از الافراق نخیف کہ باجماع خفیف اہل سقیف رو داده بسر کردند و این ولایت  
عظمی و نعمت کبری بسعی مشکور و جہد موفور بدست آوردند ہمانا از باقیات صالحات

و نایات طالحات آ زمان ظهور موفور السورایه بلال الله وقائم آل الله یادگار آن  
 مدس حقائق التنزیل بدقائق البیان و مکتس مبانی التاویل بمعانی التبیان  
 خوابد نامد و گشتگان تیه خلالت و خواست را باندک غور و فکر بصراط المستقیم و لا  
 و نه حاج قویم به ایت خوابد رساند

مرد امر حبا جزا اک الله آفرین آفرین بقاک الله  
 و حقیقت ملازمان آن کاشف براق استار اتفاق و اختلاف عارف مواقع  
 اسرار وفاق و خلاف در طلب حق آل رسول از دلائل و براهین معقول و منقول  
 کاری نمایان کرده اند بلکه حقا شام حقا که برخدا و رسول و زوج بتول احسان فراوان کرده  
 که در کج هر فقره و گوشه هر کلمه حق نهفته را نشان داده مانند بیضای موسی بر کف دست  
 آورده اند گویا و چنین تنهایی و بی نوائی و بی کوسی و بی لوائی رستمانه و مردانه  
 به ذوالفقار زبان و نیزه خامه مقلوع اللسان بلشکر حق پوشان و سپاه ناحق کوشا  
 شکست آورده اند

این کار از تو آید و مردان چنین کنند  
 بان پیروان غنیغم ریزان چنین کنند  
 الحاصل را قلم آثم زبانی ندارد که شمه از مدحت آن بمعرض بیان آرد امیدوار الطاف  
 کریمانه و منت گذار اعطاف قدیمانه آنکه از عطای بقیه این عطیه رضیه و تحفه بهیه  
 و هدیه مرضیه بهره اند و ز سعادت کونین و کامیاب رشادت دارین فرمایند و جرم  
 تاخیر رسال رسیدش که بوجه هجوم افکار سرزده به کز لک عفو حک نمایند

### منظومه ساقی نامه لراقمه

ساقیا سالکین دلکش کو	شاید نازنین هوش کو
آن خم عهد خم کجاست بیار	تمم رشک قلم کجاست بیار

از تمار شبیه جا، بلیم  
 از به پا مشو بداد ان بام  
 نامه جانفراکے یار رسید  
 چو چیمه بلبلان شنو بخروش  
 می سراید یکے ترانه خوش  
 بلبلے حالتی عجب دارد  
 یازده سن شروع هجرت بود  
 بارها گفته بود پیغمبر  
 لیک باطل چنان هجوم نمود  
 ویرا جمله با صرو بینا  
 دست حق اندر آستین آمد  
 تیره فضل آله فصل بود  
 ستم و ظلم وجو شایع گشت  
 بقول ای که نحو افتار  
 آنکه قبوع بود تابع شد  
 انجمنان دین باختلاف رسید  
 گشته شد شمع دین بکرب و بلا  
 باز خون مدینه گشت روان  
 کعبه را هم بسوزان بدین  
 با چنین کفر ایدان دیدید

و ده صبوت مکینه جان بلیم  
 السلام السلام زد و خرام  
 بلاء گویم که نو بهار رسید  
 نغمه صلصال شنو بخروش  
 می نای یکے فسانه خوش  
 بیت غم خوانده در طرباره  
 که نبی زین جهان وفات نمود  
 که نگرده نه حق جد احیدر  
 که بپوشید حق ز عنبر شهود  
 لیک بنگر همه ز مهر و ضیا  
 دستان باطل بر آستین آمد  
 حکم نافذ گریه معطل بود  
 حبه دود و دقان صایع گشت  
 قضایا به مقدر رنجه  
 اولیای دین شمار راج شد  
 که بعد از یه یه شوم و پلید  
 گشت آن یک یشرب و لایجا  
 رفت آخره بسوی مکه و دوان  
 کس نیریب آن چه گشت پاپین  
 در باطل کسے حق نرسید

لیک چون وعده خداست چنین  
 بسر حد سن از قضا و قدر  
 باز غیبت چنان بخلق آشفت  
 سال نه صد گذشت در تکرار  
 سن هجری که حال در کار است  
 تا جناب وحید دین آزاد  
 بعد این مدت مدید و مزید  
 اختلاف و خلاف را برداشت  
 خط بطلان کشید بر بطلان  
 داشت در دل چو حجت آل رسول  
 شد نزول کمک بعزت و جاه  
 حجت حق خلیفه الرحمن  
 یافت حق را بجای سینه خویش  
 و ردش ماند هیچ شک و شبهه  
 حق همین است آنچه او نبوشت  
 حق ولی و دلی بحق باشد  
 جند اعالم نکو کردار  
 حق بفرموده محمد مختار  
 باز تعریف حق نمود ادا  
 همچنان اکثر از اهل خرد

که نیاید زوال دین مبین  
 حجت حق پدید ماند اکثر  
 که رخ حق زوید انبوهت  
 خلق با هم در سر پیکار  
 یزار و دو صد نو و چار است  
 حد تحقیق را نمایش داد  
 سعی مشکور او بخیر رسید  
 صاف بگیرت و در در انبوهت  
 حق گرفت و نمود و داد نشان  
 گشت همه روشن با نوال رسول  
 از حضور جناب ظل آل  
 قائم و منتظر امام زمان  
 یک بیک جلوه اش نمود از پیش  
 نبوشت آنچه یافت از غیب  
 نیک دریافت و نکو نبوشت  
 در عدد هم علی بحق باشد  
 که بحق علی کند اقرار  
 نتواند نهفت حق ز نهار  
 کان یعلو و کان لا یعلو  
 حق گرفتند و قول باطل رد



مثل اکثر ائمہ سنی  
اصحی را پدید می کردند  
می بود در تمام ماه روان  
چون بهر صد شهود و اشهاد است  
تا عیان گشت حق بدولت او  
به تاریخ سال این تصنیف  
سعی مشکور با صواب افتاد

شافعی تفتز اسف و نسائی  
سب قوم یزید می کردند  
معلم حق محب دایمان  
سینره صد بدست آزاد است  
باو دایم بخلق خشم است او  
عقل چون کرد فکر در توصیف  
حق بکسی نشسته زین آزاد

۹۴ ۱۲ هجری بدو جید الدین خان بهادر و آزاد نیور و س

ملتسمه بخت و نیم شهر ربیع الاخر ۱۲۹۴ هجری ۱۲۹۵ هجری  
مقام اکبر پور ضلع فیض آباد  
المتمسک بآئیل الثقلین البراقه اکبر غنفر حسین

نقل خط جناب سید ریاض الحسن صاحب لایحه نویسی رئیس مدرسه اتمام

جناب مولوی صاحب فخر الاواخر والاو اکل المتحی بالفضائل و المتخار عن الرزائل  
محی السنه حاجی البریده است معالیکم و بوركتم ایامکم و لیا لیکم

بعد ابدای هدیه بهیه سنت سنیه حضرت خیر البریه علیه وآله الاف النحیه گذارش ما عا  
ضروریه اینکه درین زمانه که ساد بازار علم و انصاف از چار سو هوید و فساد آزار

اهل جمل و اعتساف کو بگویند است رساله شریفه تحقیق که از مغتنمات این زمانه  
بلکه در مراعات تجیه رغبته انصاف و ترک طریقه نامرغیه معاندت و خلاف بسان

مولف خود و جید و لگانه است به نظر قاصر گذشت و تحقیق انیق و تجرید عتیق  
سوجب انشراح خاطر گشت زهی مولف و خبی مولف که قول لی الله المتعال

انظر فی ما قال ولا تنظر الی من قال در نظر تحقیق بر خونی و خوش اسلوب

به دو دال است معنی میشود آئینه می در نمایند، فالق اکین این رساله، این دو  
 و مجله با بناط انجمن، که موافقش شخص نمی است کلام حق را نه پسند و بی اگر بدان عاوی  
 نشانی که هنوز در همان پایه اولیس بناوت و گمراهی اند، همچو کلمات حق سما  
 استی القبول نه آید و از غلبت، ماوی و نند او، آن رسول با ستار و مسائل  
 نیز در اول روبا و سطلای از جا در آید، و جناب سامی الگناه است، البیت  
 و کلمات لیرت و در تمام بر نفس، ماوی و نند او، که این جنه است ابر  
 خدایش، ثانی را در همین علت از پافشاری و نند او، که این جنه است ابر  
 نیز بجزم یک کلمه حق که در میان اصحاب به نسبت دیر می آمد و او صفات مرتضوی زیاده  
 پانصد دار و معنی پی داشته، چنانچه ابن طایه، یکی از مذهب که از کانسسی سعاده  
 اخیر ایش در بعضی علی ناپی، الحاشی که به اقی مثل مشهور کانسسه که مبر از آن است  
 در حق امام از حیثین زبان و رازی کرده که ان الفخر کان شیعیان اقدم محبة اهل  
 البیت کحبه الشیعه حتی قال فی بعض تصانیف کان علی شجاعا جادا غیره المنته  
 خوشایحال شیعیان که در تقدیم محبت البیت مطعون سنیان باشند و اسی بحال  
 حنین سنیان که در تنقیص مراتب این بزرگان نمک بر جرح اهل ایمان باشند  
 الا که لازم به انحصار، سنیت خاصه حضرت مواف که در استکمال ولای علی و ابوبکر  
 از بند و قید تجاوت بیجای عمر و زید آزاد اند و در سنیت بتفصیل ارشاد مرتضوی  
 و تشاد چنانچه روایتی طولانی در توضیح معانی اهل سنت و جماعت و اهل بدعت و شقاق  
 کننده اعمال متقی مسطور و شطری از کلام بلاغت نظام امام امام مناسب مقام  
 در نجای مذکور، بگرد و قال علیه السلام و اما اهل السنه فالتمسکون بما سنه الله لهم  
 و رسول الله ان قالوا اما اهل البدعه فالخالفون لا امر الله و لکن الامر سوا العالمون

بارا کھڑا و اهو اھڻ وان کٿر و اواما اھل الجماعة فان او من اتبعني و اقلوا  
 و اما اھل الفرقة فالخالفون لي و من اتبعني و ان کثر و انتھ  
 پس بايد که سنبان معاويه شاھي بر کثرت خود مغرور نشوند و بر ٻين جاده مدوح  
 و سنيدت خبر مقدوح که جناب مولف در ان و جید اند ايشان ہم بروند خلاصه چين  
 کتاب الاجواب در مذھب اہلسنت تا اين زمان نہ نظر فقير نرسيده بلكہ چشمي ندیده و

و گوشي نشيده

کلید دك الوصف المظهر <sup>مختص</sup> و ان يك سابقا في كل ما وصفا

پس بشرط اسكان دوسه جلد آن بمقدار يكه تا اين زمان چاپ نزده باشند باین مشتاق  
 نیز حسب نشان خاتمه لطف فرمایند تا آنها خط بنرم بلكہ بعض خلص اجاب خصوصاً  
 قاری فضل حق صاحب را نیز که زیاده تر از مخلص فریفته این اعجوبه روزگار و شفیقه  
 این باغ نوبهار اند درین نعمت شریک خود کنیم و در حالت تعمس یک جلد هم کافی است  
 و آئینده هر قدر که مطبوع شده باشد بعنایت آن مذاق قند مکر بخشیده باشند  
 و نشان این بی نشان ٻين پس که در شهر لکهنو محله کٹر و ابوتراب خان مکان مسکنه  
 مولوی کمال الدین حسین حصار سیده نزد فلان برسد و باین طور هم ممکن که در شهر لکهنو  
 محله سرامی معالیخان در کوٹھی زرو مملو که آغائی صاحب مکان مدرسه ایمانیه رسیده  
 نزد ریاض الحسن مدرس در جبهه عربی برسد که انشا الله بلا وقت خواهد رسید زیاده اشتیاق  
 سامی ملازمست بر مزید - الدراقم الاثم عبده السید ریاض الحسن التقوی البخاری  
 الاثنی عشری الصفی فوری موطن او لکهنوی مسکن او لنجھی مدفن انشا الله علی العظیم <sup>۲۹۶</sup>  
 نقل خط حکیم مرزا احمد رضا صاحب بنیره جناب حکیم مسیح الدوله  
 بهادر مرحوم لکهنوی ساکن کٹر سید حسین خان متصل چوک

شمس فلک علم ایقان، بر کامل نور عرفان سالک سالک ایمان جناب مولوی  
سید وحید الدین خان صاحب بهادر دامت برکاتکم و لازالت افاد اکتم -  
سلام من خواتن لطفت دسٹے : علی امن عندا موحی و قسلی  
مدحاتی که صفای لال ازینا بیج خاص و خصوص جاری و تجیاتی که مجاری ورود  
در مشارب صدورش از شوائب تکلف و کدورت تصلف عاری و خالی باشد  
بالظہر و الاسحار بدر گاہ دولت آثار مرفوع میگردد اند

لایعنی لاف زدن

پیام بلبل بیدل بگلستان برسان	نسیم صبح سلام بدوستان برسان
خلوت سرای دل شد جویان که خیالت	ساکر و جاگو شمع آوازه جمالت

هر چند دیده ظاهر بسعادت لقای نور فائز نگشته اما از استماع اخبار فضل و کمال  
آن منظور نظرات الطاف ملک متعال که در عرصه فخر و قبه خضر از منزه صد آ آن  
زیور گوش بهوش شده میبج شوق عظیم است

در دیده جانم چو تویی مردم دیده عالم به تومی بنیم ورودی تو ندیده  
افسانه اشتواق و دوستان الم فراق نه بهشتا به ایست که اندکی از هزار و قدری  
از بسیار بجز تحریر در آورده ناچار

خامیه بکستیم و لب بستم از تعداد شوق کان نه در تحریر ما گنجینه در تقریر ما  
قد الحمد و المنه که باعث تالیف و ترسیل کتاب سراپا به ایت الموسوم به تحقیق  
بشر بنی اگر غلط نکنم میتوان گفت که فی الواقع نمونه ایست از اسرار الهی رمز  
از رموز خلاق سپیدی و سیاهی که احدی را قابل نیست تبلیغ این امور باین خط پیش  
حق پوشان عمرت سید المرسلین و درین زمان و زمین بجز ذات فیض نبی و انگریز  
مرتبست ممکن نه بود و غرض اوصافش چند آنکه مرقوم کرده شوند از رفعت نشانش عجیب

می آید و از علوی پایه اش آسمان خند و کشفش دیگرست لهذا بنظر اکتساب  
ند بروفق تعریف کتاب اکتسابه ترقیم این دو تا بیت می نمایم ابیات

وصار لتکمیل البویه ضامنا

نفسی کتاب جاز کل فضیلت

بتالیفه من بعد ما کان کامنا

مولفه قادیر الحق خالصا

بهترین ذریعه رسال ناجات بلکه امید حصول ثمر و ملاقات دستیاب شده سرت  
عظیم بخشید مرحوز الطاف لایزال آنکه بهره جزو و ترسیم ظهور نور جمال با کمال بندگی  
بر چنین دل و زو تر قب از عنایات حضرت و اهب المواهب تعالت اسماؤه و  
توالت نعمائوه آنکه ضیاء چشم شتاق را بمحاینه غره غراو بمشاهده جمال جهان آرا  
که عنوان سعادت و دیباچه وفا تیر مراد است بزودی روزی گرداننده قریب مجیب  
کتاب و الا با حسن اوقات همدست عنایت فرمای بنده میر سخاوت حسین صاحب  
پیش نجف رسید عظم انداجور کم و رفیع اهد شاکم عنایت فرموده بروقت  
اختتام کتاب از باقی اجزایش هم ضروریاد فرمایند و حسب خواهش بعضی اجاب  
که بوز صفت و سلمان و قار هستند ضرورت و نسخه دیگر نیز هست بهر نوعیکه مناسب  
باشد یعنی اگر کتاب محتشم الیه بفرخت هم ممکن باشد فهو المطلوب و الا فحوائی رو  
تو نادیده همان آمدند آنهم مرحمت فرمایند فقط

الراقم الاثم مرزا احمد رضا نیر جناب حکیم شیخ الدوله بهادر مرحوم لکهنوی ساکن  
کثره سید حسین خان متصل چوک -

نقل خط جناب نواب سهراب جناب بهادر

خلف نواب سید مهدی قلیخان بهادر این نواب سید کریم قلیخان بهادر این نواب سید  
منیر الدوله بهادر از کوثری بکنا پهاڑی شهر عظیم آباد بخریه و تهرجه و فضیلت

الیه بیت نبوت افتادگان چاه ضلالت را راه هدایت نموده الطاف گستره جزا که مقرر  
 کلبستان بو تراب پرستان شب یک رنگ سهراب جنگ سپین تبلیغ هدیه سلام سنون هر چه  
 از دلی مطلب انکارش دهد. انیکه دیر زباحت سامان باوه باران و هم بسبب میسر شدن  
 اسپد اک از حصول شرف ملاقات آن وحید حصیرا در گلنم چشم عطف دارم انشا الله  
 اگر حیات مستعار و فانی و فرو آتا ساعت یازده صحبت سرسره افادت ان الطاف گستر  
 مستفیج خواهم شد باقی تبسیر او صاف نسخه هدایت خیر و رساله تحقیق آمیز آن حق شناس  
 شفیق که فی الحقیقت دین محمدی و مذهب حق را روز بازار تازه بخشید افتادگان چاه  
 ضلالت را راه هدایت نموده اند اگر سرسره سویم را هزار زبان شود یکی از هزار داندکی  
 از بسیار شرح دادن نتوانم انتشار اقدردن بیاصلای این حق شناسی و استخوان شکنی  
 از نند او حضرات الی ما علیهم السلام خواهند یافت انکه از ترقیه به این کاین بنده آستان  
 ایامه هدی مطالع میجو کتاب متبرکه که رساله هدایا کسواد حروفش را طبع طبعی حسیتم بحیرت  
 کور باطنان توان گفت خالی از عبادت نیست از وقتی که آن مصدر الطاف کتاب  
 مذکور را بمن عطا فرموده اند یکدم و یک نفس از دست نگذاشته بمطالعه اش مشغول باشم  
 بل و دیگر شغلی ندارم و چه خطها که از مطالعه اش بر نمیدارم و چه دعاها که بحق آن الطاف گستر  
 نمیکند جزا که اند من رب الغفور و سعیم المشکور بخدا که اگر تمامی فرق اسلام فی الجمله عقل  
 سلیم داشته حق پرست یا شد و حق را از باطل و باطل را از حق فرق نمایند این کتاب  
 مستطاب را از جان و دل عزیز تر دارند و سواد حروفش را سرمه و ار بدریده دلی گشتند  
 اما حق شناس کو عقل سلیم کجا فقط و السلام علی من اتبع الهدی سهراب جنگ عفی عنه روز

نقا خط جناب مرزا محمد علی صاحب وکیل آگره

عمدة الاعاظم والارعة زید العمايد والاعيان مولوی سید وحید الدین خان صاحب

بہادرزادہ شرفہم۔ بعد تقدیم مراسم تسلیم و تعظیم عرض میشود کہ نسخہ حقیقی بہ شرف  
 سنی رسیدہ ممنون فرمود و تصور توقف اطلاع رسیدنش معاف فرمائید۔  
 مشغول بمطالعہ آن بودم ویر و زخم کردم و خطی برداشتم۔ کتابی است کہ اصل  
 حقیقت خلافت و امامت و تشریح و تمیز این ہر دو را برہانی است روشن و جمع  
 تفرقہ صدہا سال را کہ درین است مرحومہ واقع شدہ تا پیری احسن خدا توفیق  
 بدہ کہ شیعیان دست از سب صحابہ چنانکہ معمول شانست بردارند و سنیاں و ایل  
 خطار اجتہادی پذیریزید سپرداختہ اقلای علیہ ما علیہ گفتن روا دارند و ب عظمت شان  
 حیدری قائل شدہ غیر ابروی و وحی رسول ترجیح نہ بندند۔ آری کف لسان نسبت  
 بسب صحابہ کبار بابت شاجرات و واقعات ناملائم کہ ل و جان رسول حسن و قبح  
 آنہا را خوب سید اند لازم است و اگر واجب بنا شد تحسن بودنش عقلاً و نقلاً بہ  
 اوضح بر این ثابت اعتقاد حقیر اینست کہ بحق خلفائ ثلاثہ بمثل امیر المومنین کلام باید  
 کردن و یا آنہا باید بودن شکای عطای کتاب موصوف ہرچہ ادا کنم کمتر است و  
 آرزوی حصول بقیہ آن بعد اختتام طبع بیشتر و السلام ھ۔ مئی ۱۸۹۶ء عربیہ دوم  
 مطابق ۱۳ رجب ۱۲۹۶ ہجری بمقام اگرہ گزری منصور علیخان رقیمہ بندہ محمد علی وکیل  
 اور دیگر بسیاری خطوط جناب نواب انیس لدولہ بہادر ٹیپا برج کلکتہ و جناب مولوی  
 سید سخاوت حسین صاحب لکھنؤ و محمد امیر بازخان صاحب شملہ و سید عبد الرحیم صاحب  
 سابق وکیل ریاست پٹیلہ و حال مقیم انبالہ و سید لطف علی شاہ صاحب مرت  
 و حکیم سید محمد حسن صاحب گیا و جناب مرزا محمد بشیر ازی صاحب بمبئی و غیرہ کے  
 متضمن قدر افزائی اس کتاب حقیقی کی آی بین کہ بخوف طوالت کتاب کی وہ سب  
 خطوط نقل نہیں کئے گئے۔



## خلاصہ راسخی مولف در خاتمہ

نیک و بد پر ہر شخص کی اسکے اعمال و افعال سے ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ جو دس ستر کا  
 حال ہے کہ باوصف ہونے کے ازد و ازد و حواریان حضرت مسیح روح اللہ  
 کلمۃ اللہ کے خود جناب مسیح مدوح کو طمع و نیوی میں آکر گئے گرفتار کرادیا اور عیسائیوں  
 لوگ صرف اوپر نقل اس روایت کی اکتفا کرتے ہیں سو اسی طرح تفتیش حال  
 نیک و بد پر صحابہ کی راست راست طور پر ضرور ہو مگر اس سے زیادہ اپنی طرف سے  
 سب و لعن بڑھانا کچھ ضرور نہیں ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شکایتیں مندرجہ اشعار  
 مفصلہ ذیل کی تامل سے نہیں بنی ہیں۔

محسن کے تین شہید کیا اور مکر گئے	باغ فدک کو چھین لیا اور مکر گئے
حضرت حسن کو زہر دیا اور مکر گئے	مولیٰ علی پظلم کیا اور مکر گئے
ایسا نہ کہ مکرین شہادت حسین کی	محشر میں یہ صدا ہو سدا شور و شین کی

پس ہماری عرض یہ ہے کہ اگر سنیاں معاویہ شاہی کو کچھ بھی پروا روح پاک حضرت  
 نبی کی ہو تو ان سب حالات کو غور و تحقیق کرنا چاہی کہ یہ سب حالات کس قدر

صحیح اور درست ہیں یا کہ تمام بی بنیاد ہیں

بیشک کہ این نامہ بپایان رسید پیشتر از عمرہ سامان رسید

صحیفہ کا ملہ

اول بلا اول کان قبلہ والا خبر بلا اخر یکن بعدہ

قد قرأ الكتاب

فہرست فصول کتاب تحقیق ہشت سنی  
 فصل تافصل و مقدمہ تہذیب کتاب صحیفہ ہشت سنی

فصل ۱۸	ترغیب صدق و راستی -	صفحہ ۲	فصل ۱۸	حدیث مواخات یعنی صحابہ لوگ حسین	صفحہ ۱۸
ت ۱	درجہ اخلاف در علم سعاد -	ص ۳		بجائی بنائے گئے مگر علی بجائی خود بنی	
ت ۲	تالیف کتاب ہذا بنیاد تسلیم کر لینے	ص ۴		کے ہیں دین و دنیا میں -	
	حقیقت دین اسلام کے -		۱۲	حدیث طیبہ بر بیان اور علی کا جب	۱۹
ت ۳	بنیاد کتاب ہذا پر قرآن و حدیث	ص ۵	۱۵	حدیث آیت سابلہ اور علی کا نفس	۲۱
	تاریخ صحیح کے -		۱۶	حدیث آیت تطہیر آل عبا کی -	۲۲
ت ۴	خلافت سی سالہ و خلافت نازدہ کا	ص ۶	۱۷	حدیث مومن ہونے مہمان علی کے	۲۵
	لینے امامت -		۱۸	حدیث علی منی و امامتہ -	۲۵
ت ۵	خلافت ابو بکر ص ۷	ص ۷	۱۹	حدیث لایودی عنی الا انما علی	۲۶
ت ۶	حضرت علی ابن عم و امام حضرت	ص ۸		رسول کے ذمہ کاحق کوئی کو نہیں	
ت ۷	تشبیہ سنیان سعادہ شاہی	ص ۸		گر خود رسول یا علی -	
	نظروں نقری انگریزی کے -		۲۰	حدیث سی جب مانگتے تھے رسول	۲۷
ت ۸	۱۹ ادا علیاً منظر العجائب -	ص ۹		نواب کے وہ چیز -	
فصل ۱۰	تافصل ۲۱ - احادیث	ص ۱۰	۲۱	انما دار الحکمتہ یا انما دینہ علم علی	۲۸
علی ۴ و اہلبیت صفحہ ۱۱	ص ۱۱	صفحہ ۵		یعنی رسول گم حکمت کے ہیں یا شہر	
ت ۱۰	حدیث عطای علم بروز جنگ خبیر	ص ۱۱		علم کے اور علی دروازہ او کے -	
ت ۱۱	رباعی امام فخریہ حدیث سن کنٹ	ص ۱۲	۲۲	مشورہ کرنا رسول کا ساتھ علی کے	۳۵
	جس کے مولیٰ رسول ہیں اس کے مولیٰ ہیں			دیر تک بروز جنگ طائف کے اور فرمانا	
ت ۱۲	حدیث انت منی بمنزلہ ہارون یعنی	ص ۱۲		رسول کا خدا اس کے مشورہ کرنا تھا	
	میرے واسطے ہارون کے واسطے موسیٰ کے		۲۳	علی کا مسجد نبوی ہو کر گویا نجات	۳۶





۶۵	حدیث شریف اور ابن عباس نسبت اب خلق اللہ ہونی عائشہ و باب اونکے	۹۲	ہونے ابو بکر کے دوم حدیث ابن عمر
۶۶	کہنا حضرت علی کا کہ ابو بکر و عمر مردم ہر ایک نسبت خود اپنی کہ بہت	۹۳	کہ ابو بکر اول زمین سے نکلیں گے سوم ابو بکر
۶۷	ایک آدمی ہیں سلمانوں میں سے	۹۴	جنت میں اول داخل ہونگے۔
۶۸	حدیث عبداللہ ابن عمر کہ ابو بکر و عمر و عثمان کے برابر کسی شخص کو ہم لوگ	۹۵	حدیث عمر کی یہ نسبت قصہ یا غار ہونے
۶۹	نہیں سمجھتے تھے۔	۹۶	ابو بکر کے یا دیگر مراتب۔
۷۰	مانفیعہ مال احد کا منفیعہ مال ابن بکر	۹۷	غزل مؤلف علی مرتضی داری اوزین
۷۱	یعنی شل مال ابو بکر کے ہکو نہیں نفی	۹۸	بہتر چہ بخیر اہی۔
۷۲	یا کسی شخص کے مال نے۔	۹۹	۱۰۰
۷۳	کہنا عمر کا کہ ابو بکر سوا ہمارے اور	۱۰۱	۱۰۲
۷۴	احب رسول خدا کے ہیں۔	۱۰۳	۱۰۴
۷۵	ابو بکر صاحبی فی الغار و صاحبی	۱۰۵	۱۰۶
۷۶	علی المحض۔	۱۰۷	۱۰۸
۷۷	حدیث عائشہ نسبت امناز ابو بکر	۱۰۹	۱۱۰
۷۸	صدقہ کرنا تمام مال کا نسبت ابو بکر کے	۱۱۱	۱۱۲
۷۹	اور نصف مال کا نسبت حضرت عمر	۱۱۳	۱۱۴
۸۰	متضمن تین حدیثیں نسبت حضرت ابو بکر	۱۱۵	۱۱۶
۸۱	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹
۸۲	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲
۸۳	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵
۸۴	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸
۸۵	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱
۸۶	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴
۸۷	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷
۸۸	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰
۸۹	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳
۹۰	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶
۹۱	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹
۹۲	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲
۹۳	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵
۹۴	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸
۹۵	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱
۹۶	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴
۹۷	۱۶۵	۱۶۶	۱۶۷
۹۸	۱۶۸	۱۶۹	۱۷۰
۹۹	۱۷۱	۱۷۲	۱۷۳
۱۰۰	۱۷۴	۱۷۵	۱۷۶
۱۰۱	۱۷۷	۱۷۸	۱۷۹
۱۰۲	۱۸۰	۱۸۱	۱۸۲
۱۰۳	۱۸۳	۱۸۴	۱۸۵
۱۰۴	۱۸۶	۱۸۷	۱۸۸
۱۰۵	۱۸۹	۱۹۰	۱۹۱
۱۰۶	۱۹۲	۱۹۳	۱۹۴
۱۰۷	۱۹۵	۱۹۶	۱۹۷
۱۰۸	۱۹۸	۱۹۹	۲۰۰
۱۰۹	۲۰۱	۲۰۲	۲۰۳
۱۱۰	۲۰۴	۲۰۵	۲۰۶
۱۱۱	۲۰۷	۲۰۸	۲۰۹
۱۱۲	۲۱۰	۲۱۱	۲۱۲
۱۱۳	۲۱۳	۲۱۴	۲۱۵
۱۱۴	۲۱۶	۲۱۷	۲۱۸
۱۱۵	۲۱۹	۲۲۰	۲۲۱
۱۱۶	۲۲۲	۲۲۳	۲۲۴
۱۱۷	۲۲۵	۲۲۶	۲۲۷
۱۱۸	۲۲۸	۲۲۹	۲۳۰
۱۱۹	۲۳۱	۲۳۲	۲۳۳
۱۲۰	۲۳۴	۲۳۵	۲۳۶
۱۲۱	۲۳۷	۲۳۸	۲۳۹
۱۲۲	۲۴۰	۲۴۱	۲۴۲
۱۲۳	۲۴۳	۲۴۴	۲۴۵
۱۲۴	۲۴۶	۲۴۷	۲۴۸
۱۲۵	۲۴۹	۲۵۰	۲۵۱
۱۲۶	۲۵۲	۲۵۳	۲۵۴
۱۲۷	۲۵۵	۲۵۶	۲۵۷
۱۲۸	۲۵۸	۲۵۹	۲۶۰
۱۲۹	۲۶۱	۲۶۲	۲۶۳
۱۳۰	۲۶۴	۲۶۵	۲۶۶
۱۳۱	۲۶۷	۲۶۸	۲۶۹
۱۳۲	۲۷۰	۲۷۱	۲۷۲
۱۳۳	۲۷۳	۲۷۴	۲۷۵
۱۳۴	۲۷۶	۲۷۷	۲۷۸
۱۳۵	۲۷۹	۲۸۰	۲۸۱
۱۳۶	۲۸۲	۲۸۳	۲۸۴
۱۳۷	۲۸۵	۲۸۶	۲۸۷
۱۳۸	۲۸۸	۲۸۹	۲۹۰
۱۳۹	۲۹۱	۲۹۲	۲۹۳
۱۴۰	۲۹۴	۲۹۵	۲۹۶
۱۴۱	۲۹۷	۲۹۸	۲۹۹
۱۴۲	۳۰۰	۳۰۱	۳۰۲
۱۴۳	۳۰۳	۳۰۴	۳۰۵
۱۴۴	۳۰۶	۳۰۷	۳۰۸
۱۴۵	۳۰۹	۳۱۰	۳۱۱
۱۴۶	۳۱۲	۳۱۳	۳۱۴
۱۴۷	۳۱۵	۳۱۶	۳۱۷
۱۴۸	۳۱۸	۳۱۹	۳۲۰
۱۴۹	۳۲۱	۳۲۲	۳۲۳
۱۵۰	۳۲۴	۳۲۵	۳۲۶
۱۵۱	۳۲۷	۳۲۸	۳۲۹
۱۵۲	۳۳۰	۳۳۱	۳۳۲
۱۵۳	۳۳۳	۳۳۴	۳۳۵
۱۵۴	۳۳۶	۳۳۷	۳۳۸
۱۵۵	۳۳۹	۳۴۰	۳۴۱
۱۵۶	۳۴۲	۳۴۳	۳۴۴
۱۵۷	۳۴۵	۳۴۶	۳۴۷
۱۵۸	۳۴۸	۳۴۹	۳۵۰
۱۵۹	۳۵۱	۳۵۲	۳۵۳
۱۶۰	۳۵۴	۳۵۵	۳۵۶
۱۶۱	۳۵۷	۳۵۸	۳۵۹
۱۶۲	۳۶۰	۳۶۱	۳۶۲
۱۶۳	۳۶۳	۳۶۴	۳۶۵
۱۶۴	۳۶۶	۳۶۷	۳۶۸
۱۶۵	۳۶۹	۳۷۰	۳۷۱
۱۶۶	۳۷۲	۳۷۳	۳۷۴
۱۶۷	۳۷۵	۳۷۶	۳۷۷
۱۶۸	۳۷۸	۳۷۹	۳۸۰
۱۶۹	۳۸۱	۳۸۲	۳۸۳
۱۷۰	۳۸۴	۳۸۵	۳۸۶
۱۷۱	۳۸۷	۳۸۸	۳۸۹
۱۷۲	۳۹۰	۳۹۱	۳۹۲
۱۷۳	۳۹۳	۳۹۴	۳۹۵
۱۷۴	۳۹۶	۳۹۷	۳۹۸
۱۷۵	۳۹۹	۴۰۰	۴۰۱
۱۷۶	۴۰۲	۴۰۳	۴۰۴
۱۷۷	۴۰۵	۴۰۶	۴۰۷
۱۷۸	۴۰۸	۴۰۹	۴۱۰
۱۷۹	۴۱۱	۴۱۲	۴۱۳
۱۸۰	۴۱۴	۴۱۵	۴۱۶
۱۸۱	۴۱۷	۴۱۸	۴۱۹
۱۸۲	۴۲۰	۴۲۱	۴۲۲
۱۸۳	۴۲۳	۴۲۴	۴۲۵
۱۸۴	۴۲۶	۴۲۷	۴۲۸
۱۸۵	۴۲۹	۴۳۰	۴۳۱
۱۸۶	۴۳۲	۴۳۳	۴۳۴
۱۸۷	۴۳۵	۴۳۶	۴۳۷
۱۸۸	۴۳۸	۴۳۹	۴۴۰
۱۸۹	۴۴۱	۴۴۲	۴۴۳
۱۹۰	۴۴۴	۴۴۵	۴۴۶
۱۹۱	۴۴۷	۴۴۸	۴۴۹
۱۹۲	۴۵۰	۴۵۱	۴۵۲
۱۹۳	۴۵۳	۴۵۴	۴۵۵
۱۹۴	۴۵۶	۴۵۷	۴۵۸
۱۹۵	۴۵۹	۴۶۰	۴۶۱
۱۹۶	۴۶۲	۴۶۳	۴۶۴
۱۹۷	۴۶۵	۴۶۶	۴۶۷
۱۹۸	۴۶۸	۴۶۹	۴۷۰
۱۹۹	۴۷۱	۴۷۲	۴۷۳
۲۰۰	۴۷۴	۴۷۵	۴۷۶
۲۰۱	۴۷۷	۴۷۸	۴۷۹
۲۰۲	۴۸۰	۴۸۱	۴۸۲
۲۰۳	۴۸۳	۴۸۴	۴۸۵
۲۰۴	۴۸۶	۴۸۷	۴۸۸
۲۰۵	۴۸۹	۴۹۰	۴۹۱
۲۰۶	۴۹۲	۴۹۳	۴۹۴
۲۰۷	۴۹۵	۴۹۶	۴۹۷
۲۰۸	۴۹۸	۴۹۹	۵۰۰
۲۰۹	۵۰۱	۵۰۲	۵۰۳
۲۱۰	۵۰۴	۵۰۵	۵۰۶
۲۱۱	۵۰۷	۵۰۸	۵۰۹
۲۱۲	۵۱۰	۵۱۱	۵۱۲
۲۱۳	۵۱۳	۵۱۴	۵۱۵
۲۱۴	۵۱۶	۵۱۷	۵۱۸
۲۱۵	۵۱۹	۵۲۰	۵۲۱
۲۱۶	۵۲۲	۵۲۳	۵۲۴
۲۱۷	۵۲۵	۵۲۶	۵۲۷
۲۱۸	۵۲۸	۵۲۹	۵۳۰
۲۱۹	۵۳۱	۵۳۲	۵۳۳
۲۲۰	۵۳۴	۵۳۵	۵۳۶
۲۲۱	۵۳۷	۵۳۸	۵۳۹
۲۲۲	۵۴۰	۵۴۱	۵۴۲
۲۲۳	۵۴۳	۵۴۴	۵۴۵
۲۲۴	۵۴۶	۵۴۷	۵۴۸
۲۲۵	۵۴۹	۵۵۰	۵۵۱
۲۲۶	۵۵۲	۵۵۳	۵۵۴
۲۲۷	۵۵۵	۵۵۶	۵۵۷
۲۲۸	۵۵۸	۵۵۹	۵۶۰
۲۲۹	۵۶۱	۵۶۲	۵۶۳
۲۳۰	۵۶۴	۵۶۵	۵۶۶
۲۳۱	۵۶۷	۵۶۸	۵۶۹
۲۳۲	۵۷۰	۵۷۱	۵۷۲
۲۳۳	۵۷۳	۵۷۴	۵۷۵
۲۳۴	۵۷۶	۵۷۷	۵۷۸
۲۳۵	۵۷۹	۵۸۰	۵۸۱
۲۳۶	۵۸۲	۵۸۳	۵۸۴
۲۳۷	۵۸۵	۵۸۶	۵۸۷
۲۳۸	۵۸۸	۵۸۹	۵۹۰
۲۳۹	۵۹۱	۵۹۲	۵۹۳
۲۴۰	۵۹۴	۵۹۵	۵۹۶
۲۴۱	۵۹۷	۵۹۸	۵۹۹
۲۴۲	۶۰۰	۶۰۱	۶۰۲
۲۴۳	۶۰۳	۶۰۴	۶۰۵
۲۴۴	۶۰۶	۶۰۷	۶۰۸
۲۴۵	۶۰۹	۶۱۰	۶۱۱
۲۴۶	۶۱۲	۶۱۳	۶۱۴
۲۴۷	۶۱۵	۶۱۶	۶۱۷
۲۴۸	۶۱۸	۶۱۹	۶۲۰
۲۴۹	۶۲۱	۶۲۲	۶۲۳
۲۵۰	۶۲۴	۶۲۵	۶۲۶
۲۵۱	۶۲۷	۶۲۸	۶۲۹
۲۵۲	۶۳۰	۶۳۱	۶۳۲
۲۵۳	۶۳۳	۶۳۴	۶۳۵
۲۵۴	۶۳۶	۶۳۷	۶۳۸
۲۵۵	۶۳۹	۶۴۰	۶۴۱
۲۵۶	۶۴۲	۶۴۳	۶۴۴
۲۵۷	۶۴۵	۶۴۶	۶۴۷
۲۵۸	۶۴۸	۶۴۹	۶۵۰
۲۵۹	۶۵۱	۶۵۲	۶۵۳
۲۶۰	۶۵۴	۶۵۵	۶۵۶
۲۶۱	۶۵۷	۶۵۸	۶۵۹
۲۶۲	۶۶۰	۶۶۱	۶۶۲
۲۶۳	۶۶۳	۶۶۴	۶۶۵
۲۶۴	۶۶۶	۶۶۷	۶۶۸
۲۶۵	۶۶۹	۶۷۰	۶۷۱
۲۶۶	۶۷۲	۶۷۳	۶۷۴
۲۶۷	۶۷۵	۶۷۶	۶۷۷
۲۶۸	۶۷۸	۶۷۹	۶۸۰
۲۶۹	۶۸۱	۶۸۲	۶۸۳
۲۷۰	۶۸۴	۶۸۵	۶۸۶
۲۷۱	۶۸۷	۶۸۸	۶۸۹
۲۷۲	۶۹۰	۶۹۱	۶۹۲
۲۷۳	۶۹۳	۶۹۴	۶۹۵
۲۷۴	۶۹۶	۶۹۷	۶۹۸
۲۷۵	۶۹۹	۷۰۰	۷۰۱
۲۷۶	۷۰۲	۷۰۳	۷۰۴
۲۷۷	۷۰۵	۷۰۶	۷۰۷
۲۷۸	۷۰۸	۷۰۹	۷۱۰
۲۷۹	۷۱۱	۷۱۲	۷۱۳
۲۸۰	۷۱۴	۷۱۵	۷۱۶
۲۸۱	۷۱۷	۷۱۸	۷۱۹
۲۸۲	۷۲۰	۷۲۱	۷۲۲
۲۸۳	۷۲۳	۷۲۴	۷۲۵
۲۸۴	۷۲۶	۷۲۷	۷۲۸
۲۸۵	۷۲۹	۷۳۰	۷۳۱
۲۸۶	۷۳۲	۷۳۳	۷۳۴
۲۸۷	۷۳۵	۷۳۶	۷۳۷
۲۸۸	۷۳۸	۷۳۹	۷۴۰
۲۸۹	۷۴۱	۷۴۲	۷۴۳
۲۹۰	۷۴۴	۷۴۵	۷۴۶
۲۹۱	۷۴۷	۷۴۸	۷۴۹
۲۹۲	۷۵۰	۷۵۱	۷۵۲
۲۹۳	۷۵۳	۷۵۴	۷۵۵
۲۹۴	۷۵۶	۷۵۷	۷۵۸
۲۹۵	۷۵۹	۷۶۰	۷۶۱
۲۹۶	۷۶۲	۷۶۳	۷۶۴
۲۹۷	۷۶۵	۷۶۶	۷۶۷
۲۹۸	۷۶۸	۷۶۹	۷۷۰
۲۹۹	۷۷۱	۷۷۲	۷۷۳
۳۰۰	۷۷۴	۷۷۵	۷۷۶
۳۰۱	۷۷۷	۷۷۸	۷۷۹
۳۰۲	۷۸۰	۷۸۱	۷۸۲
۳۰۳	۷۸۳	۷۸۴	۷۸۵
۳۰۴	۷۸۶	۷۸۷	۷۸۸
۳۰۵	۷۸۹	۷۹۰	۷۹۱
۳۰۶	۷۹۲	۷۹۳	۷۹۴
۳۰۷	۷۹۵	۷۹۶	۷۹۷
۳۰۸	۷۹۸	۷۹۹	۸۰۰
۳۰۹	۸۰۱	۸۰۲	۸۰۳

۸۲ تیسری حدیث متعلق مرض الموت خواتم	۸۰ مثنوی از مؤلف در صوم سہ روزہ
حضرت رسول کے -	وداؤن نان فطار لبائکان -
حدیث نمبر ۱۱ - طلب طاقن غفل انوار	من چه گویم از علی بو تراب
حضرت عسمر	۸۰ آیت محمد رسول اللہ - والذین ۱۸۲
خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسن	سہ آیت ثانی اشین اذہا
مؤلف کتاب جمع البحرین -	۵۰ الغار
غزل عربی از مؤلف کتاب تحقیق	آیت استر لها الشیطان متعلق فرا حجاب
اذا مطرا العطایا	آیت فسیکفکم اللہ پر سرخون
غزل ہزار - زندگت - می نم غنیمت	گرنا حضرت عثمان کا -
جام احمدیہ -	۸۱ خصائص سنی و شیعہ - ۱۸۶
غزل بہ فارسی از مؤلف - علی	خط تقریظ مولوی محی الدین صاحب
مولانا - نقد پر گردند -	وکیل منصف سیوان ضلع سائرین غزل
۸۳ خلافت ابوبکر - ۲۵۸	قصیدہ جناب آغا احمد صاحب صفہا
غزل عربی از مؤلف -	از بجا گلپور - تشنہ کام از لی فیت
طالب الدنیا الفی کرب الیہ	بکف مار معین *
خط تقریظ جناب سید عطاء علی صاحب پور	مثنوی - ستایم ترا از غزلت ولا -
قصیدہ عربی از جناب زکال الدین	از جناب فی فقیر حسین صاحب گنیم ضلع
صاحب خبر ایرانی حال مقیم بمبئی	خط تقریظ جناب سید الفی صاحب بجا گلپور
قمر العلا فوق الکواکب لاحا	خط تقریظ عربی از جناب مولوی سید
غزل فارسی از جناب زکال الدین	ضیاء الدین صاحب پیش نماز بجا گلپور -

ت	ممدوح الیہ۔ سنن غفر و جہان پروردگار	ف	قصیدہ فارسی مرزا محمود حسن صاحب
	غزل دیگر فارسی از جناب ایضا		سجا گلپور۔ مرزا گویم ترا این طرح فدا کردہ
	غزل نزل فارسی از مولف با صلح غزل		خط تقریظ سید اقبال حسین صاحب
	علیہ تعالیٰ دار ازین ہر طرح بخوای		چند مادہ ہائے تاریخ
۸۴	خلافت حضرت عمر رض	۸۳	غزل و ثقیب سید امداد امام اہل کربلا
۸۵	خدیفہ حضرت عثمان رض	۸۲	بعض کلمات قدسیہ حضرت علی علیہ السلام
۸۶	خلافت ظاہری درجہ چہارم حضرت	۸۱	غزل حضرت ابوبکر خذ لطفک
	مولیٰ علی علیہ السلام۔		باللہی من لہ زاد قلیل
	غزل مولانا روم۔ تا صورت پیوند		نزل حضرت امیر علیہ السلام۔
	جہان بود علی بود		لیک لبیک انت مولا
	اشعار امام فتح۔ لوان الرضی ابی		اشعار دیگر حضرت علی علیہ السلام
	اشعار شاہ قاسم انوار۔ نور		فرض علی الناس ان یتوبوا
	ولایت توفی شاہ سلام علیک	۸۸	انتخاب ضروری از کتاب تاریخ پنجس
	اشعار فرید الدین عطار۔		رجب آفتاب بر آواز نما و عصر علی
	گر ہزاران سال باشی در طلب		قصہ رفتن علی بر طح خانہ کعبہ از دوش
	غزل شاہ لغمت الدلی۔ دم بدم		اشعار قیل لے قل فی علی مدحہ
	از ولایے مرتضیٰ بایزدون	۸۹	انتخاب تاریخ ابوالفدا اقرار نامہ ناشی
	اشعار حکیم سنائی مصلحت بود بچہ علی		در میان حضرت امیر و معاویہ۔
	قصیدہ حافظ شیراز۔ نوشتہ بروز	۹۰	بحث پنجتن پاک۔
	فردوس کاتبان قضا		غزل سید مظفر علی صاحب گلزار



۳۹۱	امام نهم تقی علیہ السلام -	۱۰۱	غنی و نامور +	۹۰	غنی سید نامی و نامور +
۳۹۲	امام دہم امام تقی علیہ السلام -	۱۰۲	اشعار و مادہ ہائے تاریخ ارسید	۹۱	اسباب و سامان مصائب المہیت
۳۹۳	امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام -	۱۰۳	محمد حسن صاحب ندرت بجا گلپور -	۹۲	امامت
۳۹۴	امام دوازدهم امام محمد علی علیہ السلام -	۱۰۴	قصیدہ دوم از جناب سیدنا محمد	۹۳	امام اول حضرت علی علیہ السلام
۳۹۵	چهارده معصوم علیہم السلام	۱۰۵	صاحب اصفہانی بجا گلپور -	۹۴	امام دوم حسن علیہ السلام
۳۹۸	ولایت اولیاء اللہ -	۱۰۶	اسباب و سامان مصائب المہیت	۹۵	امام سوم حسین کربلا علیہ السلام
۳۹۹	وحدت وجود -	۱۰۷	غزل مؤلف -	۹۶	امام چہارم زین العابدین علیہ السلام
۴۰۰	رویت بارتیالے -	۱۰۸	جس کی کو غم امام نہیں	۹۷	امام ہفتم موسی کاظم علیہ السلام
۴۰۱	دورخ و بہشت باصطلاح صوفیہ -	۱۰۹	تضمین بر اشعار حیر حسن و خیرہ و بزرگ	۹۸	امام ششم جعفر صادق علیہ السلام
۴۰۲	معراج باصطلاح صوفیہ -	۱۱۰	خلافت و امامت -	۹۹	امام ہفتم موسی کاظم علیہ السلام
۴۰۹	شق قمر -	۱۱۱	۳۵۷	۱۰۰	امام ہشتم علی رضا علیہ السلام
۴۱۰	شق صدر -	۱۱۲	۳۶۱		
۴۱۱	سلک صوفیہ -	۱۱۳	۳۶۰		
۴۱۲	سلک شیعہ	۱۱۴	۳۶۱		
۴۱۳	اقسام سنیان -	۱۱۵	۳۶۲		
۴۱۴	عدم جواز سب و لعن بر صحابہ	۱۱۶			
۴۱۵	استعمال لقب امام -	۱۱۷	۳۶۳		
۴۱۶	نصب امام	۱۱۸	۳۶۴		
۴۱۷	عصمت ائمہ اثنا عشر -	۱۱۹	۳۶۵		
۴۱۸	تقیہ	۱۲۰	۳۶۶		

۱۲۱	شعبہ -	۲۲۴	وقت	اکتفا کیا گی -
۱۲۲	واطت یا زوجہ -	۲۲۹	پہنچ	تقریب مذہب صوفیہ -
۱۲۳	باغ فک -	۲۵۰	ششم	ادوہ ہائے تاریخ کتاب حد تحقیق
۱۲۴	مقدمہ کلثوم -	۲۵۱	ہفتم	معذرت تالیف کتاب ہذا یا بجا -
۱۰۵	شرایط امامت نماز و وجوب قنوت	۲۵۲	ہشتم	بیان نسب و وطن مولف -
۱۲۶	عہدہ مجتہدہ -	۲۵۶	نہم	ذکر تعصب سنیان تا تحریر رقیبات
۱۲۷	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی -			شادیات اور نقل چند رقیبات
۱۲۸	زیارت کربلا وغیرہ -	۲۵۸		نوید شیعیان -
۱۲۹	مرثیہ خوانی و تعزیه داری -	۲۵۹	دہم	تشبیہ سنیان معاویہ شامی شیعیان
۱۳۰	نماز تراویح -	۲۶۱		وصوفیان بابت سنگین دل وغیرہ
۱۳۱	کلمہ توحید -		یازدہم	مولف کتاب ہذا سنی بر تعصب
۱۳۲	مسائل سفر قہر کہ جن میں شیعیہ			و شیعہ بے تقیہ و بے تبراہے
	مختلف ہیں -		دواہم	موضوع ہونا حدیث الانبیاء
۱۳۳	صلوٰۃ و سلام بر علی علیہ السلام	۲۶۲		یروشلم یورش کا اور گریز کرنا
۱۳۴	چند امور متعلقہ خاتمہ -			سنیان کا ملاحظہ کتاب ہذا
	اول انتخاب اقوال تذکرۃ الاولیا			سے اور چند خطوط تقریطیہ از جناب
	دوم سبب تالیف کتاب حد تحقیق			شیعیان -
	سوم گریز سنیان از کتاب حد تحقیق			خلاصہ رائے مولف در حاتمہ -
	قدردانی شیعیان -			
	چہارم اس کتاب میں صرف قدر ضرورت			

چند غزلہا کے طبع از جناب مولوی سید  
وحید الدین خان صاحب بہادر آزاد

### مبدا

گلے ہستم ز گلزار محمد	بر آری کار سن کار محمد
محمد را شفاعت خواہ دیم	علی ما بدر بار محمد
رجوع فرع باشد تا پیش	منم مشتاق دیدار محمد
خوشا وقتی کہ دیدم دست در	بدست فیض آثار محمد
شفاعت وعدہ کرداد از لطف	تسلے شد ذوق قرار محمد
چہ اندیشہ زہر حاجت کہ دارم	علی باشد چو مختار محمد

علی دارم دگر بدمد مال آزاد  
چہ خوش قربے ہر کار محمد

### مبدا

کار دنیا بکام خود دارم	عیام جسم را بکام خود دارم
خواب دوشین ز بس مرا بنواخت	بخت و دولت بنام خود دارم
صدر مجلس شدم بخواب شب	نغمہ خوش پیام خود دارم
نیست امرے کہ در ظرف نیست	وشیان را بدم خود دارم
گر بیاید بام من اشب	صبح دولت بشام خود دارم
رفتہ رفتہ رسیدہ ام اینجا	عرش علی مقام خود دارم
زود باشم ز قید حرص آزاد	ہر چہ خواہم بدم خود دارم

### منبر

بقرب او که رسیدم ز خود بعید شدم	خودی چو ترک نمودم بسے بعید شدم
سوسے هر که بر فتم ز بس ملا شدم	بسوسے خویش چو یاز آدم بدید شدم
کدام جاست در اینجا که جلوه گراؤست	ملاحظه که نمودم در آن وحید شدم
نمال لطف بگرداؤ که نمود مرا طلبید	ز فیض بحر خالیش در فریاد شدم

ز سرخ و فکر تعلق چنان شدم آزاد  
که سن معاف از ان وعده و عهد شدم

### منبر

ز انجیل چله تفسیر نوکن	محبت با عد و تسخیر نوکن
تو خود نیک و نیک کن بحکم	نکوئی با بدان لغت بر نوکن
سن و او هم گناهم جمله یک است	پیشش رو بهین تقریر نوکن
چو مسکین و حوزین باشد ترا دل	ز بخت نیک و ان تفسیر نوکن
ترحم بر غریبان نقش دل ساز	برای حفظ خود تدبیر نوکن
بجواب دوش دیدم زلف او را	مقید کرد یا تعبیر نوکن
دل آوازه دارم نامقید	چو پیشیت آمدم نخبیر نوکن
بدرگاه است رسیدم طالب خیر	گدائے پیر را توفیر نوکن
چو عقوش بر تر آمد از گناهان	چه پروا با شرت تقصیر نوکن
دلت بوسه دیده گشته از گناهان	ازین دل بیرون آتصیر نوکن

خوشاوقتی که گوئی توبه آزاد

بیا اے عاشقم ز نخبیر نوکن

## منبر

امداد فضل تو چو بود بر پناه ما هر چند واجب است سزا گناه من آن بیت قدسی که دران انبیا بزمند انچه که وعده بود بذات تو شد وفا اسے ذات احمدی که نقبہ ترا حب جانم خدا سے نام تو اسے شاہ کز بلا ما را چہ خوف هست ز کار تباہ ما اما کہ غفو تو بزدا ید گناہ ما تعظیم آن مکان بودم در نگاه ما و انم توئے سچ عازرب ایما موجود رہتا در سوسے براہ ما ظلمے کہ بر تو رفت گواہ است آہ ما
--

ہیہات گر بجفت نزد م تا تمام عمر  
آزاد در دول برسان تا شاہ ما

## منبر

پیریت و یاد در شتگان ہم بوسہ ندی دہی تو دشنام مغرور مشو بکار دنیا + ہر شے کہ نظر کنم لب عالم بے شبہ مرا تو دوست داری ایجان اگر تو خوف دارے ہر کھنہ انکار این و آن حشم بے انس مشو و بد زبان حشم ماند نہ کمین نہ این مکان حشم مقصود توئی ز دل و جان حشم معلوم ز چشم ابروان حشم بجوف روی و شادمان حشم
---

آزاد توئی و حید دوران  
در فضل و ہنر و خاندان حشم

تمست

# اشتراک کتب مطبوعہ مطبع جمع واقع نخاس بدلیکنو

۳۳	رسالہ رضاع از اخوند ملا محمد قاسمی	۳۳	رسالہ جبر و تقویٰ در سالہ بدو و رسالہ شکایات و
۳۴	تخفہ جوادیت در ادعیہ و اعمال فروریہ اردو۔ عک	۳۴	طالع اول فی قسب آل الرسول از محمد بن طلحہ شافعی۔ عک
۳۵	اردو ترجمہ جلاء العیون جلد اول از حل حضرت	۳۵	کتاب ماح و باغ تصنیف ابوعلی محمد بن المبارک در منطقہ
۳۶	خاتم الانبیاء تاحال امام حسن علیہ السلام۔ عک	۳۶	بطر کلیات و منہ النصائح بطر الطیف بزبان عربی نظم۔
۳۷	ایضاً۔ جلد دوم از حال امام حسین تا حال قائم آل محمد۔ عک	۳۷	مقامات ربیع الزمان ہدائی عربی۔
۳۸	تجوید النغمہ جلد اول خوشخط و واضح قریب چل جزو کلاس	۳۸	طب العرب یوان ابی جناب مفتی سید محمد عباس صاحب۔ عک
۳۹	نخل اتم از حلاج مرزا حفصہ علی بیچ مرہم۔	۳۹	موتہ کوثری شرح قصیدہ سیدہ ایل حمیری علیہ الرحمہ۔ عک
۴۰	مرثیہ و سلاخا فصیح جلد اول دوم و سیم۔ عک	۴۰	سن لا یحضرہ الطیب تصنیف محمد بن کسک زری در طب۔
۴۱	مرثیہ ہای جناب سید نور شہید علی حسنا ندیس۔ عک	۴۱	تخریج الآیات موم نجم الفرقان استخراج آیات قرآنی۔ عک
۴۲	مرآۃ الحقیق در اصول خمسہ بلال ویران دو۔ عک	۴۲	حق البقین از اخوند ملا محمد باقر مجلسی در اصول خمسہ۔ عک
۴۳	آئید الاسلام رویتچہ از جناب مفتی سید محمد عباس صاحب۔	۴۳	سفینۃ النجات وراثات امامت دیگر مشاہیر اصول۔ عک
۴۴	قبلہ بزبان اردو۔	۴۴	صحیفۃ الرضا علیہ السلام۔
۴۵	کشف الایوار از اخوند مجلسی۔	۴۵	مشکوۃ الاوار از اخوند مجلسی۔
۴۶	سراط النجات از اخوند مجلسی مثل برجہا در مسئلہ ازنا و کجاست	۴۶	سراط النجات از اخوند مجلسی مثل برجہا در مسئلہ ازنا و کجاست
۴۷	تزیین اثنا عشریہ جلد اول بحجاب فتحہ شاہ عبدالحق	۴۷	تزیین اثنا عشریہ جلد اول بحجاب فتحہ شاہ عبدالحق
۴۸	دلوی در ذکر حدوث مذاہب۔ عک	۴۸	دلوی در ذکر حدوث مذاہب۔ عک
۴۹	تحقیق بمشرب سستی۔ عک	۴۹	تحقیق بمشرب سستی۔ عک
۵۰	ضرریت حیدریہ بحجاب شوکت عمریہ در بحث حلالہ	۵۰	ضرریت حیدریہ بحجاب شوکت عمریہ در بحث حلالہ
۵۱	آداب البیان جلد دوم در صلوٰۃ از طار فہد و عک	۵۱	آداب البیان جلد دوم در صلوٰۃ از طار فہد و عک
۵۲	تذکرہ علما الکامیہ سیمی بہ نجوم اسماء بزبان فارسی۔ عک	۵۲	تذکرہ علما الکامیہ سیمی بہ نجوم اسماء بزبان فارسی۔ عک
۵۳	رسالہ حجت از اخوند ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ۔	۵۳	رسالہ حجت از اخوند ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ۔
۵۴	مجموعہ ہفت رسالہ اخوند ملا محمد باقر مجلسی مثل بر سر الکاح	۵۴	مجموعہ ہفت رسالہ اخوند ملا محمد باقر مجلسی مثل بر سر الکاح
۵۵	در سالہ ستہ و رسالہ صفات ذاتی و صفات فعلی از	۵۵	در سالہ ستہ و رسالہ صفات ذاتی و صفات فعلی از

# اعلان

چونکہ مصنف کتاب ہذا واما قبالہ نے حق  
تالیف اس کتاب کا رشتہ کو عطا فرمایا ہے  
لہذا واسطے حفاظت حق تالیف کے حریز تری باسنا بطور  
کراوی گئی تاویلا صابا ایچ تصد اس کے طبع کا فرمائین ورنہ  
قانون ان سے مواخذہ بذریعہ عدالت کے ہوگا :-

## اطلاعا لذارش کیا

رافت  
نیر احمد علی مالک مطبع جعفری ساکن  
نظامین یکنو

علامہ کتب مطبوعہ مطبعہ ہذا کے ہر فن کے کتب مطبوعہ ایران  
و مصر و دہلی و لاہور راقم کے پاس موجود ہیں جو صاحب شائق  
ہوں مطبعہ فرمائین فرست کلی کتب روانہ ہوگی -